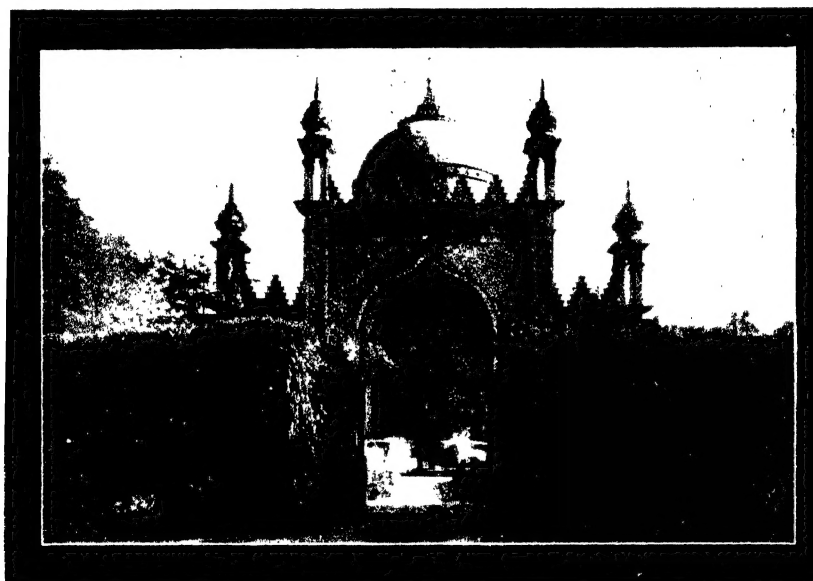




۱۴۲۵  
 بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

# اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ سالہ اسلامک یونیورسٹی  
 مجتہد



شاہجہان مسجد و ونگ انگلستان

نیرنگا دہلی

خواجہ کمال الدین

بانی مسلم مشن و ونگ

۱۹۲۳

۱۴۲۵

۱۴۲۵

قیمت پانچ روپے (شہرہا کاغذ کیلئے)

تین روپے (دہلی، سالانہ)

درخواستہ غرضی بنام مسٹر سالہ اشاعت اسلام - غرض منزل - برائے تھروڈ - لاہور - پنجاب - ہندیا

فام خط کتابت امیر اسکرز می می و کنت اسم حسن انید لیری رست عزیز منزل ریندره سو دل الهوی بی

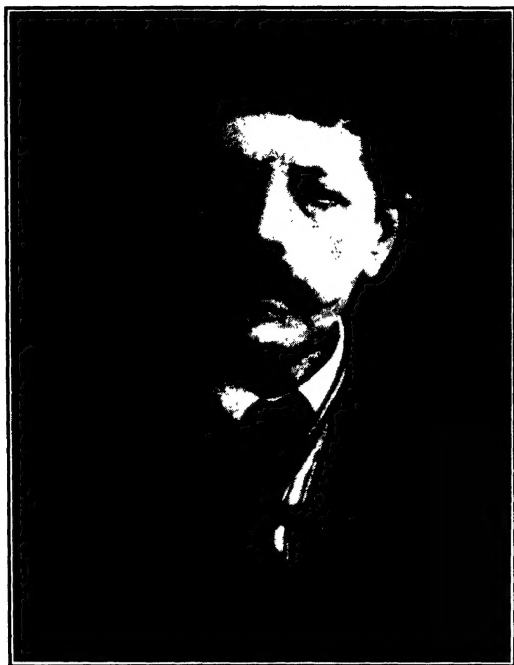
In one of his letters which he sent along with his "Declaration Form" Mr. Allan wrote to say:--

"It must not be taken that I am 'renegading' from any creed, for, as a child, I received no particular religious instruction at school; the scriptures and the Gospel were just used as a daily reading lesson, and not taught otherwise. I mention this, as I know converts often are looked upon with suspicion and contempt, particularly by the Osmanlis.

"I will also send you a photo of myself when I can get one taken. *I have not been photographed since a boy as I had an idea that it was rather against the law (Shariat).* From what you tell me of the 'Hanafi' School, I should surmise it rather more liberal than others. It is no doubt good, *provided it be not carried too far.*

"Sir, in my case, as I have mentioned, I never followed any particular creed. I think, when a child, I used to be occasionally sent to church for respectability's sake, but had a furious and instinctive dislike for its rituals, not being able to understand anything that I used to hear there."





" Born in New Zealand some weeks after my father's death—brought to England soon after—educated at private schools. Being the only child, I was left much to my own devices; became an omnivorous reader as a schoolboy, acquired Sale's Koran and was much struck with it at that early age I could see through and was thoroughly disgusted with the hypocrisy of those *professing* Christianity and their leaders. Of recent years have studied the Koran a great deal—therein is ' a plain direction ' for everyone; it is logic and no mysticism—the best commentary on the Koran is—It requires none (read it with an unbiased mind all ye who wish for instruction)."

AHMAD A. ALLAN."

[See *overleaf*.

# اشاعت اسلام

جلد (۱۸) باب ۱۲۲ تا ۱۲۹ مطابقت مضان ۱۳۵۰ھ نمبر (۱۸)

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	شہزادوں کے لئے اسلام کا اعلان	مترجم خواجہ عبد الغنی صاحب سکرری مسلم مشن دو لنگ ٹرسٹ	۲
۲	توں اسلام حصہ اول پر تبصرہ	از جناب یٹیر صاحب رسالہ اردو ڈوٹنگ آباد سکن	۳
۳	تفسیر القرآن	از خواجہ عبد الغنی صاحب سکرری مسلم مشن دو لنگ ٹرسٹ	۴
۴	ماہ صیام	" " " "	۷
۵	رمضان میں خیرات و احسان	" " " "	۹
۶	تفسیر القرآن باب اول - الہام ایک ضرورت حق ہے -	از قلم خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام	۱۰
۷	تحدید کے لغت القرآن	" " " "	۱۳
۸	وعدوں کے زمانہ میں تہذیب	" " " "	۱۴
۹	الہام اور اس کے معنی لفظین	از قلم جناب یو جین جنگ	۲۵
۱۰	مہند و تہذیب بر اسلامی تعلیمات کا اثر	از قلم جناب مسطراہم صاحب مجید صاحب ایم بی	۲۷
۱۱	مذہب میں اسلام کی برکت انجیر اشاعت کی اہمیت	از قلم خواجہ عبد الغنی صاحب	۳۰
۱۲	مسلم مشن دو لنگ کے مکتوبات	از قلم جناب عبد الغنی صاحب سکرری مسلم مشن دو لنگ ٹرسٹ	۳۱
۱۳	مکتوبات نمبر ۱ خطبات کو کوئی جھلک	" " " "	۳۲
۱۴	قبر ۳ - مکتوب کو فتح درویش تبلیغ اسلام	" " " "	۳۳
۱۵	قبر ۳ - کیلیفٹورنیا کے ایک مسلمان کی خط	" " " "	۳۴
۱۶	قبر ۳ - ڈسٹرکٹ میں مسیحیت کے بوجھ لے اسلام	" " " "	۳۵
۱۷	قبر ۳ - جناب یٹیر صاحب مبلغین کا اعلان اسلام	" " " "	۳۵
۱۸	قبر ۳ - ماہرین روایات کے طوق میں مسیح	" " " "	۳۶
۱۹	گوشہ اردو آمد و رفت مسلم مشن دو لنگ ٹرسٹ	از جناب فیاض سکرری صاحب دو لنگ ٹرسٹ	۳۶

# شاعیت اسلام

بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء

نمبر (۱۸)

جلد (۱۸)

## شذرات

### جناب ایلین احمد کا اعلان اسلام

جناب الد صاحب مرحوم کی وفات کے چند ہفتہ بعد میں نیوز پیپیڈ میں پیدائش ہوا۔ اس کے بعد مجھے انگلستان لایا گیا۔ اور ایک پرائیویٹ سکول میں مجھے تعلیم دی گئی کیونکہ اپنے گھرانہ میں میں ایک ہی اکلوتا بچہ تھا۔ اس واسطے سے معاملات میں کوئی بھی شخص مزاحم نہ ہوتا تھا۔ طالب علم کی زندگی میں ہی مجھے مطالعہ کا از حد شوق ہو گیا۔ میں نے سید کا ترجمہ القرآن حاصل کیا۔ اسے مطالعہ کر کے خیران ہوا۔ اوائل عمر ہی میں عیسائیوں اور ان کے اکابرین کی منافقت سے از حد سزا بردار ہو گیا۔ جوں جوں عمر میں ترقی ہوتی گئی۔ تو انوں قرآن کریم کے مطالعہ کی طرف بھی زیادہ توجہ دیتا رہا۔ مجھے اس کے صفحہ اسکے اندر بہت شخص کیسے شذریہ ہدایت نظر آئی یہ کیا عظیم ایک منظر ہر حکمت و دانش پر مبنی ہر محض تصوف کی کتاب نہیں قرآن کریم کو کسی کو سمجھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس کی بہترین تفسیر شرح ابی کریم جو بھی تفسیر اس کی روشنی و ہدایت کا منتہی ہے۔ وہ اسے غیر متعصب دل و خالی الذہن ہو کر مطالعہ کرے۔ ہمارے نو مسلم بھائی جناب شراٹین صاحب نے اپنے اعلان اسلام کے ساتھ جو مکتوب ارسال کیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی لیں پیش کیا جاتا ہے:-

”یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ کسی مذہب کے مرتد ہو رہا ہوں کیونکہ بچپن ہی سے ہی سکول میں مجھے کئی شخص مذہب کی تلقین نہیں کی گئی۔ اپیل ہمارے گورو دیو کی کتب کی طرح ایک معمولی روزانہ درسی کتاب کی حیثیت رکھتی تھی۔ اسکے

علاوہ اس کی کوئی خاص تعلیم نہ دی جاتی تھی۔ یہاں مگر اس لٹراٹھار کر رہا ہوں۔ کیونکہ تو مسلمان ہمیشہ شکرگوں تھارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

”میں عنقریب آپ کی خدمت میں اپنی فوٹو بھی ارسال کر دوں گا۔ یہیں تک میں نے تصویر نہیں کھینچوائی کیونکہ مجھے یہی خیال ہوا کہ تصویر لٹروانی خلافت لیتے ہو گئے ہونے چاہئے تھے جنہی جاع کے متعلق تحریر فرمایا ہو میرے نزدیک جماعت و دینوں کو زیادہ آزاد خیال ہے۔“

جناب عالی! جیسا کہ میں نے عرض کیا میں کسی خاص اعتقادات کا متفقہ نہیں رہا ہوں۔ جبکہ میں پتہ نہ تھا۔ مجھے سمجھا گئے تھے جس تقدس کلیسیا کی خاطر گئے بھیجا جا کر تا تھا۔ لیکن انکی سمیت اسی مجھے جلی تفریق تھا یہ نہیں بلکہ میں ان کو بلا ہوا جا کر تا تھا اور جو کچھ بھی میں کر جا میں سنا کر تا تھا۔ انکی راہ بھی مجھے سمجھ نہ آتی تھی۔

حسام۔ احمد۔ اے۔ ایلن

## تحدن اسلام حصہ اول

تیسرہ از فہم جناب آڈیٹر صاحب سالار دوز و ونگ با دوکن

و پوسٹنگ عیالات کے باوجود خواجہ صاحب موصوف نے تکمیل کو پہنچائی۔ اور یہ حصہ بلا تاخیر شائع کرنا ضروری تصور کیا خواجہ صاحب کی انگلستان میں تبلیغی مساعی اور انگریزی اردو تصانیف نے ملک میں انھیں کافی روشناس کر دیا ہے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ یہ آخری کتاب ان کی علمی شہرت میں اور اضافہ کرے گی کتاب میں کہیں کہیں مناظرہ کا رنگ اور مضامین میں قدرے بے لطیف پائی جاتی ہے۔ بعض الفاظ اور فقرے مذاق سیر کے مہیا پر غلامانہ پورے نہیں آتے۔ لیکن ان اسقام کے باوجود کتاب کے اکثر مباحث نہایت مفید اور پڑھنے کے قابل ہیں۔ آیات قرآنی کی تفسیر میں لائق مصنف نے اجتہاد کی شان دکھائی ہے اور پڑی خوبی سے مرہن کیا ہے کہ اس میرت انگلہ جامعیت کے ساتھ دنیا کے کسی اور مذہب یا حکمت معلوم نے یہ سبق انسان کو نہیں دیا تھا۔ خواجہ صاحب نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اس قول کی کہ ہم پہلے ہندوستانی ہیں پھر مسلمان وغیرہ۔ جا بجا سخت مذمت کی ہے۔ دوسرے مذاہب کی وہ تمدنی خامیاں بتائی ہیں جن کی بدولت عہد جدید کے اہل علم و تحقیق سرے سے الہامی مذہب ہی سے منکر و منحرف ہو گئے۔ پھر خواجہ صاحب نے عقلی دلائل اور محکم شواہد سے ثابت کیا ہے کہ اسلام جہاں ایک طوط کا مل مساوات انسانی اور جمہوریت کی تعلیم دیتا ہے وہیں دوسری طوط خالص توحید اخلاق انکی کو مصنف ہونا اور خلافت فی کلادھن انکے مشہور و مسلم عقاید میں جہل پر اور آخری عقیدہ ہی اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اسکا عقلی علوم و فنون تحقیق و انکشاف اور تمدنی جدوجہد میں جاہل نہیں۔ بلکہ ان کا عین ثویہ و داعی ہے کہ کتاب میں ہر جگہ حاصل مصنف کی وسیع معلومات اور غور تحقیق کا حیلہ نظر آتا ہے۔ اور جزئی اخذات سے قطع نظر مجموعی طور پر یہ تمدن اسلام کو اپنی زبان کی نہایت قابل قدر تصانیف میں شمار رکھنے والے کے لائق سمجھتے ہیں اور جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں سے جو نہایت قابل طبقتا مدظن و مرشد نہیں ہو گئے ہیں اسے چاہئے کہ یہ زور سفر میں نہ رہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب کی ایک کاپی بھیج دی ہے۔ اسے پڑھ کر فرمائیے کہ اس میں کیا غلطیاں ہیں۔

## بسم اللہ محمد ہر آل چیز کہ خاطر میں خواست آخر آمد زہیں پردہ نقدر پدید تفسیر القرآن

سال تو کی مبارکباد ناظرین رسالہ کیلئے اس کو بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان کو یہ تڑوہ جاننے اٹھایا جائے کہ جن تفسیر القرآن کی شائع شدہ مدتیہ کی چشم برہ تھے اشاعت حاضر میں انکی پہلی قسط پیش کی جاتی ہے +  
اس دور المین کا شکوہ احسان ہے کہ صحبت حاضر میں ہم جدید تفسیر القرآن مصنفہ حضرت اچال الدین صاحب کے پہلے باگیا اور نثر جہان ترین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اصل مضمون انگریزی میں ہے جو ہر ماہ رسالہ اسلامک ٹوٹو انگریزی میں بالآخر شائع ہوتا رہے گا لیکن اس کا اردو ترجمہ سالہ ہذا کے صفت کو انشاء اللہ مرتب کرنا رہے گا۔ و توفیقہ لا اللہ

ترجمہ اور تفسیر تو آج تک بہت شائع ہو چکے اور بڑے بڑے عالمین ہاتھوں سے مرکز نظر میں جن کا ترجمہ علم مسلم ہے لیکن علم سے سائنس زیادہ تر موز کے مطالعات ہیں اور دراصل یہی مطالعات ہیں جو مشرق میں غیر مسلم چھوڑ کر خود مسلم ہی نے پیش کر رہی ہے +

اس تفسیر القرآن کی افہام کے دو وجوہات ہیں ایک تو مغربی دنیا کے عجائبات یعنی یہ کہ ان کے مذہبی نقطہ انجیل کو سنا کر ان کے مطالعات کا جواب تو ان کی زبان پر دکھایا جائے اور دوسری طرف اپنے مسلم بھائیوں کی بڑھتی ہوئی مصائب کا علاج کیا جائے ان دونوں امور کا حل قرآن کریم ہی تو ان کی مغربی مطالعات کو اور ایسا ہی نیکے اور ایسا ہی بڑھ کر اور دوسری طرف اس کتاب میں کی تعلیم کو چھوڑ کر باہمی حالت ہو گئی ہے۔ اس لئے ہماری نیک نیت کا حل بھی قرآن کریم ہی ہے +

اشاعت اسلام کے معاملہ میں مغربی ممالک نے ہمیں انداز و توقع امداد کا مایابی عطا فرمائی ہے عیسائی فرقہ جدیدین کے ایک کن اعظم نے حال ہی میں اعلان کیا ہے کہ وہ مروجہ عقاید عیسائیت کو چھوڑ کر کسی نئے عقیدے کے بنانے کی فکر میں ہیں یعنی کلیسیا نے جن عقاید کا نام بطور کٹھنڈ (مذہب) اعلان کیا ہوا ہے وہ صحیح نہیں

اس پر دستِ مہمانی جماعت کا نام موڈرنسٹ ہے جو یورپ کی سپر آبادی مشین ہے.....  
ان میں کنٹرولنگ لپشپ موجود ہیں جبکہ علاوہ عیسائیت کے بڑے بڑے عملِ فضل و کرامت بھی اس گروہ میں مل سکتے ہیں۔ جو بڑی  
شہرہ کے ساتھ ہی تحقیق کی اشاعت کر رہے ہیں +

آج چنانچہ یورپی لفظاً لفظاً موڈرنسٹ کر رہے ہیں وہ وہی ہیں۔ جو قرآنِ کریم سے کھٹکے اب جودہ نئے عقائد  
بنانا چاہتے ہیں۔ تو وہ کچھ قرآنِ کریم کی مزید تعلیم کریں اور کھٹکے مستفیض ہوں +

لیکن ال یہ کہ ان کو تسلیم ہو گا کہ ان کا فرضِ ہر خدا تعالیٰ نے یورپ میں میدانِ تبلیغ میں ہمارے کھڑا کر رکھا ہے  
اس لئے کلامِ اب ہمارا ہے اور کلِ مسلم دنیا کا۔ ہر کس قدر عہدین کی روحانی تشنگی کی تسکین کے سامان پیدا کریں +  
کس قدر خدا کا احسان کہ اس نے چند سالوں میں اندامِ عیسائیت۔ خود عیسائیوں کے ہاتھ دھو کر کیا اب  
ہمارے فرض ہو کر موڈرنسٹوں کے جدید عقیدہ بننے میں نئی امداد کر دی۔ اور اس طرح انھیں اسلام کی طرف لائیں۔ زمانہ کی  
نئی پیدا کردہ ضروریات اور آرا کو سامنے رکھ کر قرآنِ کریم کو پیش کریں۔ یہ تو صریح بات ہے کہ موڈرنسٹ کوئی بہت سے بہتر  
ہمارے عقیدہ کے لئے تجویز نہیں کر سکتے۔ جو قرآنِ کریم نے تعلیم فرمایا ہو۔ اور ان چند سالوں میں بھی انہوں نے قرآنِ کریم  
کی ہی پیروی کی ہے +

یورپ کی آبادی کے اس کنٹرولنگ کے مذہبی تحقیقات و مطابقت کو سامنے رکھ کر رسالہ اسلام کی انگریزی کے ترجمہ  
غیر سرکاری نے تفسیر القرآن کی اشاعت کو شروع کر دیا کہ تاکہ موڈرنسٹ فرقہ اپنے نئے عقیدہ بنانے کی کام میں لے سکیں  
لکھ لکھ کر۔ مگر وہ اس کے بھی ہمارے اسلامی لٹریچر کو نا آشنا نہیں لیکن اس کے ہنسنے خاص طور پر تمام کیا کہ رسالہ اسلام کی انگریزی  
کی ایک کثیر تعداد کی مفت اشاعت ان میں بھی ہوتی ہے +

ایک طرف تو مغربی دنیا کے حجامانے مطابقت ہمارے سامنے ہیں اور دوسری طرف جو مسلم بھائیوں کی بڑی کمی ہے  
ان دونوں گروہ کا بہترین علاج ہمیں ہی سوچا ہو کہ قرآنی لٹریچر کی اشاعت کی جائے۔ سب سے اول تو خود مسلم اس کا گاہک  
اور ان کے علاوہ ہر مصلحت سے غلطی حاصل کریں۔ دوسرے غیر مسلم دنیا اس لٹریچر کو حقیقی نجات پارِ اسلام قبول کرے +

مشکل تو یہ کہ غیر مسلموں کی تبلیغ کیلئے ہم نے جب کبھی اسلام پیش کئے تو مسلمان بھائی اس پر پھولنے سمائے انہوں نے کچھ کہا کہ خیر یا ان ہم میں ہیں حالانکہ انہی خوبیوں کے فقدان کی وجہ سے ہم پر موجودہ نکتہ مادیار منظر لا رہی ہے۔ اور ان بدلتے ہوئے وقت و مکنت کے اٹھا کر دھمے کی طرف جاتے ہیں۔ اور ہماری موجودہ بربادی و تباہی کی وجہ بھی دراصل یہی ہے +

دوسری طرف اب اگر مسلمانوں کا رونا روتا دیکھو تو غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ خود مسلمانوں کا جب حال یہ تو نہیں کہ مذہب میں جاکر ضرورت ہی کیا کر اور اگر ذاتی خوبیوں کو بلا اس رونے سے پیش کیا جائے تو مسلم صحابی سمجھ لیتے ہیں کہ ان خوبیوں کے تو ہم ہی اجابہ دار ہیں +

اب ہم چرچاں ہیں کہ ان حالات میں کیا صورت اختیار کی جائے ان دونوں اہوں میں سے ہمارے نزدیک بہترین والاسب ایسی ہے کہ ہم چرچائی تعلیم کو پیش کریں اور ان امور کا ذکر کریں جن کے پیدا ہونے سے مسئلہ شاذ و نادر تکمیل نہ تیزید و تمدن کمال کو پہنچ جاتے ہیں +

تفسیر القرآن کے پہلے باب کو پڑھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مجوزہ تفسیر ایک آزاد منش کو خواہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو اسلام کی طرف محبت و عزت کے ساتھ مائل کر دیگی حضرت ابو صامی نے جو بھی بات اس میں بھیجی ہے ایسی شہادت میں صحیفہ قدرت کو پیش کیا، لیکن صحیفہ قدرت کی یہ شہادتیں کسی نہی پر نہیں بلکہ یہ شہادتیں ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے صاف صاف الفاظ میں کیا ہے ہمارے علم میں یہ کہ پہلی کوشش ہی جو خدا کے قول اور فعل میں ناقابلِ مرجع و تطبیق دکھائی ہے +

تفسیر القرآن کا انتشاری نوٹ نامکمل ہے چاہئے اگر ہم اس نافع الناس و سودی صحت و درازی عمر کیلئے دعا دیں جس نے اس شاندار تفسیر القرآن کی تصنیف کا بارگاہ اٹھایا ہے +

حضرت اجہ صا مٹو کی موجودہ صحت اس امر کی متعقبات نہیں کہ وہ ان مبالغہ فیل کہ جاری کھ سکیں لیکن جو خیر و خیر کے بندہ ہے جسے وہ لاعلم ہو جاتا ہے حضرت اجہ صا مٹو نے اس مبالغہ فیل کا تمییزہ کوئی بارٹھا یا ہے چنانچہ ایک عالم کسبہ میں بھیجی با ام میں نے خط لکھ کر ضرورت اختیار کر لی لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل احسان ہے کہ اب یہ خطہ پر عمل چلے ہیں اس وقت تک ضرورتی تھا نہیں وہ کی ہر ایک ام میں صحت حاصل کیلئے دعا فرمائیں تاکہ اس تفسیر صدید کا بارگاہ انھوں نے اٹھایا ہے اسے خود ہی پائیں تک پہنچائیں +

# ماہِ صیام

مسلمانوں کے ہاں قریحین میں ماہِ رمضان روزوں کا مہینہ سمجھا جاتا ہے دنیا بھر کے مسلمان اس مہینہ کو مقدس خیال کرتے ہیں۔ یہیں روزے رکھتے ہیں، خیرات و احسانات کرتے ہیں۔ یہ مہینہ مبارک مسلم کیلئے بجا ہر ذرات زندگی کی ایک مشق ہے۔ یہ ماہِ صیام کا آغاز گویا تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کی روزانہ زندگی میں ایک نمایاں انقلاب پیدا کر دیتا ہے +

اسلام کی تعلیم مقول ہے۔ یہ اپنی مہرِ تعلیم کی رو سے انسان کو نہ صرف ان اشیاء سے منع کرتی ہے جن کی تلقین کرنا، جو اس کیلئے منہج و حرام ہیں۔ بلکہ مساوات و تحلل چیزوں کے استعمال کی بھی منع کرتا ہے +

ہر متعسف کا یہ حق ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق وہ بیٹ بھر کر خورد و نوش کرے۔ لیکن ایک مسلم شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ایک معین وقت تک کھاتے پینے سے بھی احتراز کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کیلئے ہر وقت خورد و نوش کے معاملہ میں حدِ اعتدال سے تجاوز کرنا ناممکن ہو جاتا ہے +

اسی طرح مباشرت جو ہر ایک شخص کا طبعی حق ہے۔ ایک مسلم ماہِ رمضان میں ارادۂ اس حق کی محضبت رہتا ہے، تو اس مشق کو گویا اس نے غیر محرموں کو لگا چھوڑ دیا ہے۔ گویا نہ دیکھنے کی اپنے اندر طاقت پیدا کر لی +

یہ مجاہد نفس اور یہ نہری سنی اسلام نے مسلمانوں کو روزہ کی شکل میں تلقین کئے ہیں۔ پس نماز و روزہ ان مہینہ کے پہلے درجے میں۔ جن پر چڑھ کر ایک مسلم اللہ تعالیٰ کی طرف مستعد کرتا ہے +

بڑی اوجھن و کچالے کا بہترین علاج قرآن مجید ہے۔ یہ تجویز کیا ہے کہ انسان ماہِ رمضان میں ان چیزوں کو بھی ترک کرنے کی مشق کرے جن کا استعمال بجا و حرام میں مُباح ہے۔ اور یہ کچھ اللہ تعالیٰ کے خوف کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے، پس اس طریق کو سامنے کیلئے یہی ہے کہ انسان آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جائز اور حلال چیزوں کو کھانے پر قادر ہو چکا ہے۔ روزہ کے ایام میں جیسا میں نے اوپر عرض کیا انسان کو ان تعلقات سے بھی کنارہ کشی کرنی ہوتی ہے۔ جو ناشائستگی کے نام کو موسوم ہوتے ہیں۔ اور شہوت کے بھرم کے اظہار کو مجتنب بنانا پڑتا ہے۔ پس اسلامی روزہ جس طرح بیٹ کو ایک معین وقت تک عالی رکھنے کا نام ہے۔ اسی طرح مجتہد کو دین و دنیا کو بھی ایک باقاعدگی اور نظم کے ماتحت روکے رکھنے کا نام بھی ہے +

غرضیکہ ہر قسم کی جسمانی توجہش کو مغلوب ہو کر عقل انسانی کے ماتحت ہو جانا روزہ کی عبادت کی اصل غرض و غایت ہے +  
چونکہ تو بے قصدی جرائم پر غور کرنے سے معلوم ہو گا۔ کہ ان سب کا علاج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ میں ہو سکتا ہے۔ اگر لوگ صحت ان چیزوں کے صحیح استعمال کی ذمہ داری لے لیں۔ جو ان کے دونوں ہونٹوں اور پاؤں کے درمیان ہیں۔ تو میں ان کے جنت میں داخل ہونے کا ذمہ دار ہوں +

سنت نبوی کے مطابق ایک مسلم نہ صرف اپنے جوارحِ عمل و تخیل کو ناجائز امور سے مجتنب رکھتا ہے۔ بلکہ انھیں قابلِ تحسین امور کے حصول میں..... مامور کرتا ہے۔ وہ شخص جو اپنے کو روزہ دار کہتا ہے۔ مگر اپنی آنکھوں کو مشغولاتی نظاروں سے نہیں بچاتا۔ وہ ارکانِ روزہ کی ہرگز ہرگز پامی نہیں کرتا۔ ایسا ہی جو آدمی خرافات و کمیت ہے۔ اور اس کے اعضاء و جوارح۔ افعالِ شنیعہ کے متکلب ہوتے ہیں۔ وہ غلط کار ہے۔ اور تقدیر روزہ کو پامال کرتا ہے +



روزہ سے مراد صرف جسمانی صعوبتوں کو برداشت کرنا نہیں۔ بلکہ روزہ تمام ناجائز خواہشات سے کٹنا، کشتی سکھانا ہے۔ اور اس کی اہمیت کو جتلا دینے کے لئے طے معین وقت تک ہم اپنی جائز خواہش کی پیروی سے بھی روک دیتا ہے +

روزوں کا حکم اسلام ہی سے مختص نہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر مذہب نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے متبعین سے اس کی مشق کرائی ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے اپنے زمانہ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کوئی مذہب کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ مگر روزوں کے فلسفہ اور دانش کے قائل ہیں۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق صرف یہ ہے کہ جہاں اسلام دوسرے مذاہب کے ساتھ بہت سی باتوں میں شریک ہے وہاں کچھ خاص احکام جاری کرتا ہے۔ جو اس کے روزہ کو دیگر مذاہب عالم کے روزوں سے متعین کر دیتے ہیں! روزوں کے مفہوم کو بھٹوکا کرنے تک محدود نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمیں ایسے عجائبات بھر دیئے ہیں جو مقام انسانی کیلئے ایک بڑی طاقت ہیں +

بعض مذاہب خاص خاص اجناس کو ترک کرنا روزہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً پھل وغیرہ اور ان کے رس کو جائز سمجھا جاتا ہے مگر اسلامی روزہ کھانے پینے سے مطلق پرہیز کا نام ہے۔ علاوہ ازیں اسلام چند اور احکام نافذ کرتا ہے۔ جس سے روزہ کے معنی صرف بھوکا رہنا ہی نہیں رہ جاتا بلکہ اسلامی علی الصلوٰۃ نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کر دینے کا نام نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی واضح آیات و ترہ کے مفہوم کی تشریح کرتی نبوی صاف بتلاتی ہیں۔ کہ روزہ کی اصل غرض انسانی اخلاق اور روح کی تربیت ہے +

رضائ میں تمام صفات حسنہ کو معرض عمل میں لانے کی تاکید یہ خصوصیت کے ساتھ لگی گئی ہے۔ وہ مہینہ جو جود و سخا اور اعمال صالحہ میں بسر ہو۔ کیسی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ تمام سال کیلئے عظیم نتائج پیدا نہ کرے۔ یہی بات انسان کی ہر دوسری قوم کے متعلق صادق آتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر نیکی کرنے کا شوق انسان میں مکارم اخلاق پیدا کر سکتا ہے۔ تو روزہ جیسے نظام و باقاعدگی پر عملدرآمد لازم محکم اخلاق پیدا کرے گا +

روزہ ہمارے حنلاق کی اصلاح کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اور انسان کیلئے ایک ارفع اخلاقی نصب العین۔ کیا ہم اس امر کو واقف نہیں ہیں کہ روزہ ہمیں صبر و استقلال جیسے وقت پر کام آنیوالے اسلحہ سے متسلح کرتا ہے۔ جو اے حدیث نبوی الصوم نصف الصبر یعنی روزہ نصف صبر ہے + روزہ کی توفیق کو اگر صرف کھانے پینے سے اجتناب تک ہی محدود رکھا جائے تو بھی کوئی شخص اس مفید قیمتی عبادت کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ جو لوگ کل و شب کی مختلف فسلوں کی خاطر اپنا متاع زلیست بیچ چکے ہیں۔ کس قدر وہ حکما و اطباء کے منتظر گزار رہتے۔ اور کس کس جسمانی عوارض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایسے

لوگوں کے لئے روزہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں پیٹروانوں میں خطرناک طوبہ سفل جذاشت مل سوتے ہیں۔ اور انھیں مختلف قسم کی بڑائیوں کی طرف مائل کرتے رہتے ہیں جن کو ایک پاکیزہ فصال انسان بالکل نا آشنا ہوتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے تو کیا پیغمبر خدا صلم کے ایذا کا صداقت اور سستی کا آئینہ نہیں ہیں؟

”ماہ رمضان میں تمام شیطان مقید ہوجاتے ہیں“

## رمضان میں خیرات و حسنا

حضرت رسول اکرم صلم اپنی فطرتی طبع کرم کے باوجود ماہ رمضان میں نہایت درجہ کے حلیم الطبع و کرم النفس ہو جایا کرتے تھے۔ رمضان میں آپ سے بڑھ کر فیاضانہ سخاوت کیا کرتے تھے؟

ہم مسلم بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں۔ جب آنحضرت صلم کی اتباع میں آپ خیرات و حسنا کریں۔ تو اس میں اشاعت اسلام کے اس کا عظیم کا ضرور حصہ رکھ لیں جو آپ کی اتباع میں مسلم مشن و وکنگ کے ذریعہ یورپ میں ہو رہا ہے۔ اگر ماہ رمضان کی خیرات صدقہ و فطرانہ سے مسلم بھائی ہمیں اس قابل کر دیں۔ کہ ہم انگریزی سال اسلامک یو کی پانچزار کا پیرا یورپ میں انکی طرف سے سال ۱۹۳۲ء میں منعقد کیا گیا اس بڑی بھاری خدمت اسلامی سرانجام ہوگئی ہے عید الفطر کے موقع پر چار پانچ صدہ مسلمان مسلمان کا نماز عید کے وقت مسجد و وکنگ میں ہر سال جمنا ع ہوتا ہے۔ ان کی دعوت پر مشن و وکنگ کا ایک صد پونڈ کے لگ بھگ ہر سال صرف ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ مسلم بھائی اس دعوت کے اخراجات میں حصہ لیکر اسلامی مہمان نوازی کا عملی ثبوت دیں گے۔ اگر تین صدہ مسلم بھائی صدہ (پانچ سو) ان کی اس کے حساب سے دعوت عید الفطر فنڈ کے لئے ماہ رمضان کے اندر ارسال فرمائیں۔ تو ہماری مالی مشکلات کا بہت حد تک حل ہو سکتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
تَحْسَنًا وَتَصَلَّى عَلَى رَسُولِنَا الْكَرِيمِ

# تفسیر قرآن

## باب اول

### الہام ایک ضرورتِ حقہ ہے

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بیخ اسلام

مشیتِ ایزدی ہماری مجمل ضروریات کے مہیا کرنے پر آمادہ ہو گیا کیونکہ احتیاج اور مہیا کرنے کا قانون اس کائنات کے ہر شعبہ میں جاری ہے۔ ورنہ مقصد تخلیق فوت ہو جائیگا۔ ہماری خواہشات کے علاوہ فطرت نے ہمارے جملہ میلانات اور عواطف کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے۔ اگر آپ کچھ کا تقاضا طبعی یہ ہے کہ حسین جمیل اشیاء نظر کے سامنے ہوں۔ اور کان کا تقاضا یہ ہے کہ خوشگوار آوازیں سنائی دیں تو دیکھ لیجئے تمام کائنات خوبصورت چیزوں اور خوش آئند نعروں کی معمور ہے۔ اگر مشیت نے ہماری جملہ ضروریات کو اس خوبی کے ساتھ مہیا کر دیا ہے۔ تو پھر ہم کس طرح یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ وہ ہماری مخصوص خواہشات کو غافل ہے؟ اگر قوتِ حیوانات میں نمودار ہے تو انسان میں مرتبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ قوت کیلئے ”علم“ نہایت ضروری چیز ہے۔ اور ہم بالیقین کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہماری دیگر ضروریات کی طرح یہ بھی اُدھر ضرور عنایت ہو گا۔ کیونکہ قوت کی تمام نشوونما اور قوت اسی علم پر منحصر ہے۔ ایسا کہ متعلق معاملات حاصل کرنا۔ یہ ہماری فطرت میں داخل ہے اور جو شے مضبوط بنی ہوئی ہے۔ بقدر ہمارا زہد اس سے معلوم کرنے کا اشتیاق ہوتا ہے

اور خدا تعالیٰ سب سے زیادہ غیب میں ہے

الح سورۃ ۲۴ آیت ۱۰۶

ہم خدا تعالیٰ کو جانے بیکس طرح باز رہ سکتے ہیں؟ اس میں تو خود اس کی مشیت کی توہین ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اس نے ہمارے اندر تحقیق و تلاش کا مادہ رکھ دیا ہے تو اس کے ساتھ ہی علم بھی عطا کیا ہے جسے عرف عام میں وحی و الہام کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ الہام انسان کے نزدیک لازمی چیز نہیں ہے اور اس شخص کا عطا کیا جانا اس قدر ضروری ہے۔

بہت سی چیزیں ایسے زمانہ میں بہتے ہیں جبکہ اکثر الہامی کتب میں اس حالت میں ہیں۔ کہ وہ تہذیب و تمدن کے دوش بدوش نہیں چل سکتیں۔ اسی کو موجودہ تہذیب نے وحی و الہام دونوں کو انکار کر دیا ہے لہذا ضروری ہے کہ جو کتاب سبحان اللہ ہونے کی مدعی ہو۔ وہ اپنے نزول کے مقبول دلائل بھی دے۔ مجھے شک ہے کہ بائبل یا وہ سری کتب میں جن کو الہامی تسلیم کیا جاتا ہے، اس قسم کے دلائل دے سکتی ہیں؛ لیکن خدا کی آخری کتاب یہ حال ان دلائل کو زیر و برز کر چکا ہے تو قرآن پاک نے سب سے پہلے وہی دلیل بیان فرمائی ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق اور رازق ہے۔ اور وہ ہر شے کی رُبوبیت کرتا ہے انسان اپنے افعالی منازل کے طے کرنے میں مختلف طبعی دنیاؤں سے سو گزر رہا ہے۔ اس کے بعد کعبہ کا وہ عالم شعور میں داخل ہوا ہے اور اس عالم میں اُسے انسانی صورت عطا ہوئی ہے۔ اس عالم میں اُسے انسانی کی طرف کسی نہ کسی خوراک کی لازمی طور پر ضرورت ہے جس کے سبب سے اُس کے شعور میں اضافہ ہو جائے اب اگر خدا تعالیٰ نے انسان کی مجملہ ضروریات جسمانی و مہیا فرمادی ہیں۔ تو یقینی طور پر اُسے یہ علم بھی عطا کرنا چاہیے۔ اور یہ علم ہم کو قرآن شریف کی صورت میں عطا ہوا ہے۔

علامہ بریل الکاتب میں قانون تفسیر کا بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ قانون کائنات میں بڑی حد تک جاری و ساری ہے۔ اس قانون کے نفاذ سے پہلے کائنات بالکل غیر منظم حالت میں تھی لیکن جب اس قانون کا دور شروع ہوا تو نظم و نسق میں متبدل ہو گئی۔ اور اب تمام دنیا منظم و منظم ہے نقاطہ اشیر، تخصیص کی مختلف حالتوں میں سو گزر کر یعنی مختلف اندازوں میں اور مقدار میں متزاج پائے کے بعد عالم عناصر میں داخل ہوتے ہیں۔ یہاں وہ جماعتی حیثیت اختیار کر کے جسم انسانی میں نمود پذیر ہوتے ہیں جب مادہ انسانی جسم میں ظاہر ہوتا ہے۔ تو گویا وہ مرتبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ جسم انسانی بھی ان اجزاء سے مرکب ہے۔ جن کو دوسرے حیوانات کے اجسام صورت پذیر ہوتے ہیں مثلاً پردہ بین، لاشہ، بجزلی، مائیات، شکر، فاسفورس اور نمک وغیرہ۔ ان کے مجملہ



میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا پر ایک طرح کی یہ بات لازمی ہے کہ وہ ہمیں ایسا علم عطا فرمائے +  
 چوتھی بات یہ ہے کہ اگر ہمیں قانونِ حقیقی پر سرِ مطلقیتیں ہوتی ہیں تو ہمیں تو اس مقررہ ہوا گاہی عطا کرنی  
 ضروری ہے اور ہم تو بے جا جانتے ہیں کہ قدرت سزا دینے میں کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتی قرآن شریف  
 اس اصول کو تسلیم کرتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مطلقہ علم عطا فرمایا ہے۔ کتاب میں دوسری صورت  
 کی آخری آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ کُل کائنات پر خدا کی حکومت ہے۔ اور ہم اپنے فعل کیلئے اُس کے حضور  
 میں جوابدہ ہونگے اور اپنی برعالمیوں کی سزا اٹھائیں گے۔ البتہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین کیلئے جملہ انوار  
 عالم کو عنایت فرمائے ہیں لیکن اس کے قوانین کسی قوم کیلئے باگزائے نہیں تھے۔ ہاں اگر سینٹ ال انجیل انسانوں کے  
 لعنت قرار دیتا ہے تو یہ اُس کا ذاتی فعل ہے ہماری نظر میں تو قانون (شرعیہ) ایک برکت ہے کیونکہ وہ ہمیں راہ  
 اعتدال میں پہننے کی تلقین کرتا ہے تاکہ ہم قانع البالی و خوشحالی کی زندگی بسر کریں +

پانچویں یہ کہ ہم اکثر اوقات حالت تذبذب میں ہوتے ہیں۔ اور دشواری و نجات پانے کی کوئی صورت نظر  
 نہیں آتی یقیناً ہمیں کسی نہ کسی روشنی کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم تاریکی میں ہوں تو اس کی مدد کو باہر نکل سکیں +

## تمدن فی القسطنطنیہ

خاتمہ الحکمۃ ضرورت الہام پر اور بھی مقبول لائق پیش کرتی ہے۔ اور ہم حسب موقع ان کا تذکرہ بھی کر سکتے  
 ہیں اس جگہ ایک ایسی بات کا تذکرہ کرنا ہوں جو مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی ہے۔ تہذیب اور قرآن مجید دونوں  
 ہی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ ہم شرف المخلوقات اور عظمِ عظمت ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ہم نے ہزار ہا سال  
 تک فطرت کا علم نہ بنے ہوئے پر قناعت کی سہیل تھی بھی جرات نہیں تھی کہ اپنے حقیقی مرتبہ کے حصول کا مطالبہ  
 کرتے بلکہ ہمیں تو اس کا خیال نہ آتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کی معرفت ہمیں یہ چھوڑا ہوا سبق  
 یاد دلایا۔ کہ ہم تو شرف المخلوقات ہیں! مگر یہ جاننا ہمارا فرض اولین تھا۔ لیکن فطرت کا سارا خزانہ ہمارے کونوں  
 سر بند تھا۔ ختم کر ان شریعتیں نازل ہوئیں۔ حالانکہ تو اسے فطرت ہماری خاموشی میں لیکن ہم خود ہی اُن کے خادمین بن گئے  
 تھے جبکہ قرآن شریف نازل ہوا تو حالات نے پلٹ لکھا۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر ہم فطرت کو اپنا خادم نہ بنیں تو ہمارے لئے  
 ترقی کرنا بھی ایک امر دشوار بن جائیگا چاہتا ہوں کہ تمدن جدید کے خدیلوں ان امور پر غور کریں :-  
 ۱۔ اولاً تمام تہذیب  
 تمدن کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ ہم فطرت پر پورے طور پر حکمران ہوں۔ ثانیاً اسلام ہی پہلے کوئی انسانی قوت یا کوشش  
 ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰

اس اصول کو ہمیں آگاہی نہیں دے سکتی تھی۔ پس اگر قرآن کریم نے ہمیں اس مکتہ کو آگاہی بخشی تو پھر ہمیں کیا شک ہے کہ امام اٹھائی بی بی فاطمہؑ کیلئے ایک ضروری چیز ہے +

## ویدوں کے زمانہ میں تہذیب

تاریخ عالم میں ایسا زمانہ بھی گزرا ہے جو دیگر لوگ غفلت کو مضبوط تصور کرتے تھے اور اس کے مختلف مظاہر کو خدا سمجھتے تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسے زمانہ میں تمدن کی ترقی ناممکن تھی۔ کیونکہ مضبوط سے خدمت لینا یا اس بات کا تصور کرنا بھی بڑے بھاری پاپ کی بات تھی۔ اگر شمال نصف گزہ کے لوگ خصوصاً وہ جو کہ طبقہٴ مستندہ کے شمال میں آباد تھے سورج کے سلسلے ٹھکے تھے اور اسکی پرستش کرتے تھے اور رشتہٴ تخلیق میں سورج کو ”بیٹے“ کا مرتبہ دیا گیا تھا۔ اور اہل ایران سورج کو خدا کا قائم مقام سمجھ کر توجہ تھی تو ہندوستان کے رشی اور مہرشی بھی اسی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔ گوئیہ کا پہلا منتر ہی اس امر پر دلیل ہو کہ یہ رشی اُن کو خدا کا مرتبہ دیتے تھے۔ اور گوئیہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے ہنود کی مقدس مذہبی کتاب ہے اور ساری کتابیں مختلف عناصر مثلاً آب و باد و خاک وغیرہ کو مضبوط قرار دیا گیا ہے ہنودوں ایک نیاز قریب پیدا ہو گیا ہے جو اسلامی وحید کو اختیار کرنے پر بال بڑا حسد کا خیال یہ ہے کہ انھیں دایو اور جس جیسے اردو میں آگ کہو اور پانی کہہ سکتے ہیں۔ دراصل خدا کے نام ہیں۔ اور یہ نام ان چیزوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جو بی بی فاطمہؑ کیلئے بہت ہی مفید ہیں +

ہر کسبت ہمارا جبریلہ علمائے دین کو کوئی تعرض کرنا نہیں چاہا کیونکہ وہ اس حقیقت کو کسی طرح انکار نہیں کر سکتے کہ انہیں ایسا بھی گزرا ہے جب ہندوستان کی سرحد پرستی اور شرک میں غرق تھا۔ اور مذکورہ بالا عناصر کو خدا سمجھ کر ان کی پرستش کرتا تھا۔ زیادہ تر لوگ اس مسئلہ پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ یہ کہ مقدس الفاظ ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتے لیکن آج بھی ہنود کی اکثریت ان کے وہی مہرشی کرتی ہے جو وہ لوگ کرتے تھے پس اندر میں حالات سوال یہ ہے کہ ایسے زمانہ میں تہذیب کی ترقی کس طرح ہو سکتی تھی پس ہندوستان عرصہ تک اپنی حالت پر قائم رہا۔ اگرچہ قدیم ہندو تہذیب تمدن کا صور کج بہت بلند آہنگی کے ساتھ پھوٹکا جا رہا ہے لیکن انھوں نے تاریخی شواہد کو ہر کسی کی تائید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قدیم ہندو تاریخ کے فن کو ناسخ آئے اچھے امیرین کا تہذیب نے جو کچھ دیا انھیں کئے ہیں۔ لے دے لے لے ہی تمام تہذیبیں امرایہ تاریخ میں، بیشک ان کو یہ نظر ہو رہا ہے کہ کئی قسم کی تہذیب ہنود میں ضرور موجود تھی لیکن یہ بھی سچ ہے کہ غفلت کا بہت بھڑا حصہ ان کے تہذیب میں تھا۔ کاشنیکا دی بھی پوچھے طور نہیں کی جاتی تھی یا اور زمین کی دولت مخفی ہی تھی۔ چنانچہ ویدوں میں ہم صرف چاول دال اور چند دیگر دالوں کا ذکر پاتے ہیں شیکستہ لانا تک کے مضافہ کالی داس کا تخیل با اہمہ جہوہ شیکستہ لاس کے باغ کو خوبصورت و جاسکا، یعنی ہیں ان

پھولوں کا ذکر نہیں ہے جو آج مُنڈر بنائیں گے جاتے ہیں ہندوستان میں سب سے پہلے مغلوں نے شصت فطرت کو مختلف طریقوں سے دو بالا کیا۔ فی الجملہ اسلام کے پہلے زمین کجاو اپنے اندر رنگ و بو کی دولت پوشیدہ رکھتی ہے جس کی وجہ سے ہیں اپنے گرد و پیش کو ہر راستہ کرنے کا ذوق پیدا ہوا تو کاشت کے رنگ میں صحیح استعمال کیا ہی نہیں گیا اگر ہندوستان صرف زرد رنگ کے گینے کے جو شکستہ کسے رنگ میں کثرت کھایا گیا ہر جگہ اس کے سوائے اور کسی پھول کا ذکر ہی نہیں ملتا تھا تو ایران کے لوگ صرف ایک گلاب پر جو آگ کا ہر رنگ ہو جانے لگے۔ جب قرآن شریف نے اس امر کا اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو مختلف رنگوں کا مالک کر کے پیدا کیا ہے تاکہ ہم اپنے اندر جمالیاتی ذوق پیدا کر سکیں تو لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی۔ کہ زمین کو مختلف قسم کے پھول لگانے چاہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہو کہ ہر جہاں رنگ ہی رنگ نظر آنے لگے۔ جو انکھوں کو دعوت تماشائی دیتے ہیں +

اسی طرح طباطبائی کا فن بھی جو اصل تمدن کا ایک اہم پہلو ہوا اسکا حصہ سے پہلے دنیا کے کسی حصہ میں تھی یا نہ ضرورت میں نہیں پایا جاتا تھا۔ اگر ہندوستان کے لوگ ال ساگ اور چادلوں پر قلعہ تھو تو عرب کی اقوام خام لہجہ بقریا شکار کا غیر مصنفے کو موت بے تکلف لکھ دیتی تھیں بیشک ایران میں بعض طرح کھانوں کا رواج ضرور تھا لیکن مسلمانوں ہی کی قوم وہ قوم ہے جس نے سب سے پہلے نوجوان علم ترانی جانوروں کے گوشت کو مختلف لذائذ میں تبدیل کیا نیز دلوں اور کاروں سے مختلف قسم کے خوش ذائق کھانے تیار کیے پھلوں کو شربت اور مربے اور پٹنی بنائی کھانوں کو خوشگوار بنائے کیلئے مختلف قسم کے مسالے استعمال کیے نہ شروع کئے اور مختلف رنگوں کے پھولوں کو کھانے کی میزوں کو ہر راستہ کیا۔ جامراتی کا فن بھی اسلام کے پہلے انہی ابتدائی حالت میں تھا اور اسی پر قلعہ تھا مسلمانوں نے اس فن کو بھی چار چاند لگا دیئے اور جبکہ طبقہ معتدل کے لوگ کھدیا سونے پر شمع کے لباس کو نعمت سمجھتے تھے ہندوستان کے رشی اور مہمض برہمنی کو لباس تصویق کرتے تھے سوارے اسکے کہ حصہ زیریں کو لپڑے سٹے کھانپ لیتے تھے اور شمالی خطوں کے لوگ جانوروں کی بدبو دار کھانوں کو اپنے جسموں کو لپیٹ کر سردی کا بچاؤ کرتے تھے مسلمانوں نے تو دنیا ہی بدلتی۔ روٹی پر شام اور دن کی مدد کو مختلف انواع اور اقسام کے پائے عباد کئے اور نہایت عمدہ زیب اور دلنشین لباس وضع کئے اکبر اعظم نے مولیٰ کو شوقی لباس کے کم و بیش تیس مختلف کپڑے وضع کئے اور ملک و نواح میں ان کا نام تو رہتی دنیا تک خوشبو اور عطر سے منعم میں قائم رہ گیا +

جب قرآن شریف کے پیغام مسرت النبیام نے فطرت کے ہر تعلق کی نوعیت کو تبدیل کر دیا تو دنیا میں ایک نئے باب کا قیام عمل میں آیا۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ قحط ہماری مخدومہ نہیں ہے بلکہ خداوند ہے۔ اور یہ بات کسی مہم یا پوچھنے والے نہیں فرمائی بلکہ نہایت صبراحت کے ساتھ بتا دیا کہ چاند سورج چمکائے بادل سمندر دن رات دربار اور پہاڑیں سب زمانہ







سرحد کیا؟ وہ بھی اس کا دلنے خادم ہے۔ اور انسان ان تمام اجرام کی حکومت کرنے کیلئے پیدا ہوا ہے۔ دوسرے طرف پھر ان شیعت نے ان تمام چیزوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ انسان نے اپنا مجبور بنایا ہے اور ان کے متعلق صاف طور پر بتا دیا گیا کہ انسان کے خادم ہیں۔ نہ کہ محدود مختصر یہ کہ جو چیزیں کل تک اسکی موجود تھیں قرآنی مسلمان کی رُو سے اسکی خادم قرار پائیں۔

یہ پیغام ایسے شخص کے پاس آیا جو ایسی قوم کا فرد تھا جو کہ طرح اچھے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اس صیرف غیر کام کی تکمیل کیلئے اسے انتخاب فرمایا۔ ابابابا کہ اور صاحبانِ ہوش اس امر پر غور کریں۔ اور تاریخ کی روشنی میں یہاں کریں کہ انسان کی اس عظمت کا تختہ انحضرت صلیم سے پہلے کسی فرد کے دماغ میں موج زن ہوا تھا؟ یہ اہم نہ تھا بلکہ ایک حقیقت تھی۔ اگرچہ اس کا بہت سا حصہ ابھی تک پورے طور پر ہمارے سامنے ظاہر نہیں ہوا ہے ابھی ہمیں اس کا انتظار باقی ہے جبکہ قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق حکمتِ جدید کی مدد سے ہم آفتاب کو اپنا خادم بنائیں گے۔ اور وہ ہمیں باور بخشناؤں میں مثلِ خادمہ کے کام کیا کر لیں گے۔

اسی رُوح میں میں اُن اُمور کو مطلع کیا گیا ہے جن کی وجہ سے انسان بستی کی حالت میں تھا۔ اور جن کو دور کر دینے سے وہ اوج ترقی پر فائز ہو سکتا ہے۔ ہماری موجودہ عظمت اس بات پر منحصر ہے کہ ہم نے فطرت کو اپنا خادم بنایا ہے لیکن ہم نے اس کے مختلف عناصر کو منزلِ خدا تصور کیا ہے اور عباد اپنے مجبور و خدمت میں لے سکتا ہے جب تک ہم اپنے اندر کامل اور خالص توحید کا عقیدہ پیدا نہ کریں۔ اُس وقت تک کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے۔

الکتاب نے ہمیں ایسی فنی المعاد بات کی ہے کہ حصولِ کا طریقہ بھی بتا دیا ہے ہمیں بتایا گیا تھا کہ کائنات پر ملاحظہ کرنے پر حکومت ہو رہی ہے اور اگر ہم ضروری علم حاصل کر لیں تو یہ کارکن ہمارے قابل ہو جائیں گے۔ اور قرآن شریف نے اس علم کے متعلق ہمیں کسی تاریخی میں نہیں رکھا۔ بلکہ ہر نوعیت حاصل کرنے کیلئے علم کی نوعیت سے خبردار ہونا پہلی شرط تھی۔ لیکن اس کے علاوہ ہمیں کائنات کا مزید اور وسیع مطالعہ کرنا بھی لازمی تھا۔ فطرت کے مختلف عناصر کو اپنا خادم بنانے کیلئے اس کا سمجھنا ہمارا ضروری تھا اور ہمیں یہ جان بھی لازمی تھا کہ ان طریقوں اور قوانین کے ماتحت وہ عناصر اپنے قوانین کے ماتحت فائدہ کے لئے ظاہر کر دیئے گئے ہیں یہی معلوم کرنا تھا۔ کہ اشیاء کی مشیت کی نوعیت اور وضع کیا ہے۔ اور ان کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں۔ اور وہ تناسب کیا ہے جس کے ماتحت وہ باہمی تعلق کر دوسری شیا میں جلوہ گر ہو رہی ہیں اور وہ قوانین کیا ہیں جو ان پر عائد ہوتے ہیں۔ ہماری توقع مطابقتِ فطرت کی طرف مبذول کرانی گئی اُن کے قواعد کو ہمیں مطلع کیا گیا۔ اور اُن کی ساخت کا حکم دیا گیا۔ تاکہ ہر وقت ضرورت استعمال میں سکیں مثلاً

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱





(۲۵) ہمارے بہترین بعض لوگ ٹوٹ رہے ہیں۔

(۲۶) کامیابی اسی کو نصیب ہوتی ہے جو دوسروں پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔

مذکورہ بالا نکات جاں آلودہ سے سوتے ہوئے کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ اگر ابتدائی زمانہ کے مسلمان تحصیل علوم اور تحقیقات علمیہ میں بہت غرق ہو گئے ہوتے تو انھیں خطرات کے خزاںوں کی تلاش کی ترغیب نہ ہوتی، اور انھیں یہ یقین دلایا گیا کہ ان کی جستجو کا انھیں شرم و ملیگاہ نہ دے گی۔ مگر اسی طور پر اس سے علم و فن کو بڑی ترقی حاصل ہوئی اور مسلمانوں نے علم و فن میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ وہ ایک نئے تمدن کے بانی قرار پائے، ملک فطرت پر چکرائی کرنے لگے۔ اور بڑی فتوحات حاصل کیں۔ لیکن اُن کے اندر کاہلی اور عیش پسندی پیدا کر دی جس کی وجہ سے وہ تباہ ہو گئے۔ غلط کاری، ظلم، اور نفسانی خواہشات نے اُن کی طاقت کی بنیاد کو متزلزل کر دیا، اور وہ غیار کی چیرہ ستیوں کا شکار ہو گئے۔

ان اجدادی مسلمانوں نے اپنے مغربی جانشینوں کے ٹوکے خاصہ ذخیرہ وراثت کی شکل میں چھوڑا۔ اور اس وراثت کو آج ہم لوگ سائنس، جدید نام کو موسوم کرتے ہیں۔ یہ عزم و دراصل قرآن شریف کی کارگاہ ہے، علم شین تہذیب و جبریدہ کا ایک اہم عنصر، اس فن کی طرف مسلمانوں کی توجہ قرآن نے ابتداء ہی سے مبذول کر دی تھی، انہوں نے پڑھا، کیا، کیا، کیا اس سے بڑی بڑی چیزیں پختہ ہوئی، اور علم مغربیہ میں ان کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ سائنس مقدس کہتی ہے کہ کائنات ایک مقررہ انداز پر بنائی گئی ہے۔ اور ہر شے اُس قانون کے مطابق عمل کر رہی ہے جو خدا کا اس کی طرف سے اس پر علیہ کیا گیا ہے۔ اور یہ قانون اس کے ہم کو بار بار تاکید کی گئی ہے۔ کہ ہم اندازوں کے معاملہ میں غلطی نہ کریں۔ مسرت سے کہ پہلی آیات اس حقیقت کو ہم ہم پر سے طور پر روشن کر دیتی ہیں۔

ان کا مطلب یہ کہ ہم کو ان اندازوں کی وقعت کرنی چاہئے۔ ہر شے میں کئی نہ کوئی فائدہ مضمر و مختلف اندازوں میں وہ مختلف مخلوقات کے مقصد ہوتی ہے۔ اگر ایک نوع کیلئے ایک اندازہ ہو تو دوسری نوع کیلئے دوسرا اندازہ ہو گا۔ اُس کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً پانی کی مقدار، آؤٹ کیلئے سموری اور ضروری ہے۔ وہ ہمارے لئے مفید ہے اور اصول مشابہ نہ صرف عالم طبیعیات میں کارفرما ہے بلکہ اخلاقی اور روحانی عالم میں بھی ایک ہی چیز مختلف مقاصد میں جا کر پھیلی یا جڑی ہو جاتی ہے۔ جو بات کے خاص حالت میں یا عیب ہوتی ہے وہ دوسرے حالات میں جا کر بھلائی ہو جاتی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے مسلمانوں میں بعضی کی مختلف شاخوں کی تحصیل کی عبت پیدا ہوئی کیونکہ انھوں نے ان کتابہ کائنات کے مختلف حصوں کا رفاہیں جبر و مقادیر کو نہایت محو طبیعت اور عاید کردہ یا مٹی کی اور کئی شاخیں مسلمانوں ہی کے پاس دگن دماغوں کا نتیجہ ہیں۔

ہیں بکرات و مزارت بنایا گیا تھا۔ کہ پانی جو دنیا کو حیات تازہ بخشتا ہے ایک اندازہ کے تحت نازل ہوتا ہے اور اُس کی مقدار بھی محضین کو گویا لیزر کٹسپ علم توازن مائیات (حاصلہ در سیٹیکس کی طوف صاف طور سے اشارہ کرتا ہے۔ جو حقیقت الفاظ الہام و وحی جو الحقائق میں سماں ہوتے ہیں وہ نوشتے اعتبار کو اشارہ یا ترغیب کے معنی دیتے ہیں یعنی خدا کی طرف سے جو علم آتا ہے وہ بطور اشارہ کے ہوتا ہے تاکہ انسانی دماغ اس پر کاربند ہو کر مزید جو کر سکے +

آگے چل کر اس دوسرے اصولوں کو بحث کرونگا جو قرآن میں مذکور ہیں لیکن جو مقدمات میں نے اس جگہ بیان کئے ہیں وہ اس زمانہ کے مدعیان تہذیب و تمدن کے اس دعویٰ کی تردید کیلئے باطل کافی ہیں۔ کہ مذہب تہذیب و تمدن کی کچھ خدمت نہیں کی۔ وہ ذرا یہ تو سمجھیں کہ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ موجودہ تہذیب و تمدن کے بانی مسلمان ہیں انھوں نے اپنی علمی تحقیقاتوں اور ایجادات کی بدولت دنیا کے علوم و فنون میں بیش بہا اضافہ کر دیا۔ نیز بھی ایک مسئلہ تاریخی و اقوامی تمدن قبل اسلام میں کئی بات ایسی نہ تھی جو انھیں تحقیقات علمیہ کی طرف متوجہ کرتی تھی قرآن شریف نے ہی سب سے پہلے علم کی بات میں علم بلند کیا۔ انھیں صلہ علم نے اپنے سرپوں کو علم کی تلاش میں دُور دُور ملکوں کے سفر کا حکم دیا علاوہ بریں جو چاہیں نے اس جگہ بیان کیا کہ وہ بذات خود تحقیقات علمیہ کی طرف مائل کرنے کیلئے کافی ہے چنانچہ علوم نجوم کو مسلمانوں نے اپنی کوشش سے علم ہیئت جیسے مفید فن میں تبدیل کر دیا قرآن نے سب سے پہلے لوگوں کو یہ بتایا کہ نظام شمسی ایک اندازہ کے تحت کچھ کام کر رہا ہے اور جہاں اجرام سماوی اپنے اپنے محور پر خلا میں گردش کر رہے ہیں انکی گردش کا دائرہ بھی نہیں چھوڑنا انھیں وقت ہیئت کے اندر پورا کرنا پڑتا کہ وہ نہ ایک دوسرے کے مقابل آسکتے ہیں اور نہ آپس میں متصادم ہو سکتے ہیں۔ ان کی تحقیق ہماری برہمائی اور آسانی قطع سفر کیلئے ہوتی ہے علاوہ بریں اگر ہمیں اہل مکہ یقین ہو جائے کہ جملہ مشیا کائنات بعض مقررہ قوانین کے تحت کام کرتی ہیں اور ان کی تخلیق مقصد اندازوں پر موقوف ہے اور اگر یہ بظاہر حقائق ہیں لیکن دراصل ان سب میں رنگ تعاون و تعامل پایا جاتا ہے اور ایک سلک میں منسلک ہیں تو پھر ارباب حکمت کے کوششوں کی گردش کا معلوم کرنا اتنا ہی آسان تھا۔ جتنا قوانین کا فہم ہر آدمی پر چلنا ہے نقشہ بنا کر کہانی سیاروں کی گردش متین کر سکتے تھے اور ان قوانین کی بدولت وہ اپنے طویل اور دشوار سفر پر آسانی طے کر سکتے تھے اسی طرح قرآن کا یہ فرمان کہ جملہ مظاہر فطرت تابع قانون ہیں اور مقررہ اصولوں پر کاربند ہیں لوگوں کے اندر اس ترغیب

کا موجب ہو گیا کہ مہنڈوں کے پائیدار وقت ہونے کے متعدد سببوں میں اور اس طرح موسمیات کی تیسری ضرورت (METEOROLOGICAL) کی ابتداء پائی اور موسمی قوانین و دیانات ہو گئے اور ان جہاز رانی کے مہولوں کو منظم ہو کر تہذیب و تمدن میں معاون ہو گئے

کیونکہ اب ہزاروں کو باطنی الحک کے مضر نتائج سے اپنے جانوں کو محفوظ رکھنے میں آسانی ہو گئی۔ اس اسلام کو کر دیا اور  
 محمد مصباحیوں کے قانون کے لئے یہی کیا پیشی کی بنیاد قائم ہوئی۔ اور جب اس حقیقت کو اس امر کو ملحوظ کیا گیا کہ زمین  
 میں انسان عرصہ تک پانی کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت ہے، تو مسلمانوں نے تیسری صدی خلافت اور راعت کو اس طرح ترقی  
 پڑھنا چاہا کہ مصر و عراق کی وادیاں کثرت پیداوار کو تمام دنیا کو غلہ مہیا کرنے لگیں۔ آج مصر میں اس قدر کاشتکاری  
 نہیں جس قدر اس زمانہ میں تھی +

نئے جملہ جبکہ سینٹ پال قانون کو انسان کیلئے نشت قرار دیا۔ تو قرآن اُسے محترم قرار دیا۔ اسکی متابعت کو قرآن  
 مذہبی قرار دیا اور اسلام کے لفظی معنی بھی تبلیغ قانون ہی کے ہیں۔ اگر کلیسا کی مذہب کی تعلیم یہ کہ دنیا کی تمام عمارت  
 چیزوں کو اختیار کر کے بنو کر وہ لوگ کوئی قانون نہیں ہیں تو قرآن فرماتا ہے کہ بیشیاد تمہارے لئے منع نہیں ہیں پورے نے  
 اگر بشریت یا قانون کی متقیق کی تو محض اس لئے کہ وہ غیر شرعی لوگوں کو مذہب میں داخل کرے لیکن علامہ طائس کے  
 ”یہ حکم“ مثلاً کو اس بات کا علم نہ تھا کہ اتباع قانون ہی بہترین تمدن کی ترقی کا انحصار ہے کلیسا نے دعوے کیا کہ گناہ  
 انسان کی فتنہ میں داخل ہے کیونکہ گناہ نام کا قانون نہیں تھا۔ اور دعویٰ کہ انسان پیدا شدہ طور پر ہی گناہگار ہے اس امر پر مبنی ہے کہ  
 انسان تیار شدہ یا قانون پر عمل نہیں کر سکتا۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا دعویٰ ہے کہ کیرکٹر کی نہایت بدوست تو ہیں کہ کیونکہ اگر گناہ  
 باری فطرت میں داخل ہو تو ہم باطریقہ برکاد و مجرم ہیں۔ اندر حالات سچی ممالک میں ضوابط قانون کا پایا جانا کس قدر عجیب  
 کی بات ہے۔ لیکن اگر تجربہ کے خلاف شہادت کے اور سیلیم ہو کہ ہمیں وہ ہر ایک اتباع قانون دینی کر سکتے ہیں تو پھر کلیسا  
 کا قول کس طرح لائق قبول ہے کہ ہم تبلیغ قانون ہی نہیں کر سکتے؟ کیونکہ احکام شریعت تصدیق دس ہی ہیں۔ اسلامی دنیا کا طرز  
 عمل شاہد ہے کہ وہ موحد کمال ہے۔ ہمیں کو اکثر دوسروں کی دولت و راجوں کا استمرار کرتے ہیں۔ اکثر اپنے والدین کے طریقہ  
 اسی طرح بھڑوہن پر بھی مسلمان عمل کرتے ہیں۔ اندر صورت یہ عوی کس قدر غلط ہے کہ ہم فطرت پر پڑھنے لگا رہیں۔ اور  
 قانون کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ سچی ممالک میں جو صدیوں تک قیامی ہی وہ اسی وجہ کو اور جب کلیسیائی عقاید طلسم  
 ٹوٹ گیا تو قیام کا دور شروع ہو گیا +

مقتصد قانون دنیا میں ایک خاص چیز ہے اور دنیا بھر میں اس اصول کی دریافت اور اس پر عمل درآمد کرتے  
 ہماری قیام کا دور شروع ہو گیا لیکن دنیا میں اس کے پہلا مذہب جس نے یہ بتایا کہ تبلیغ قانون ہی کا نام دراصل خدا  
 کی طرف کو نہیں بلکہ اسلام کے عقاید ہفتگانہ کے سب سے اسی قانون کی طرف راجع ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ یعنی سرچشمہ قانون۔

۱۰۳ - ۱۰۲ - ۱۱ - ۱۰ - ۵ - ۵ - ۳۲ - ۳۵ - ۱۸ +



(۲) ملائکہ یعنی وہ عال جن کی معرفت قوانین فطرت حرکت پذیر ہوئے ہیں۔

(۳) کتب یعنی وہ اسماات جو فطر قانون کے لئے نازل ہوئے۔

(۴) ابتداء و رسل یعنی حاملان شیعہ جن کی معرفت قانون دیا گیا۔

(۵) اہم آخرت یعنی جن قانون کے مطابق فیصلہ ہو گا۔

(۶) قدر خیر و شر یعنی صراطِ قانون۔

(۷) معاد با حیات بعد الموت جس میں ہمیں پابستہی شمع پر جواہر ملیگی۔

گویا قانون اور اس کی اطاعت یہ وہ مدار ہے جس پر مذہب قرآنی تمام تر گردش کرتا ہے۔ برخلاف کلیسیا تعلیم کے قرآن شیعہ فرماتا ہے کہ انسان اس دنیا میں ایسی فطرت کے کرتا ہے جو اس کے قانون کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اسلام اور مسیحیت میں یہ بات بالکل متضاد ہے کہ تعلیم کا توجہ لازمی طور پر ہی ہاتھ کر فطرت کی توجہ کی کہ جائے اسلام کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی ہر جگہ پر

**اصول ارتقاء** (۱) مقدس کتاب شیعہ راہی ترقی ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ جملہ صفت ترقی پر حاوی ہے۔

ما قبل اسلام تہا سب زیادہ اخلاقی تعلیم پر اکتفا کیا۔ اور فطرت انسانی کے دیگر پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اس کے عقول

انسانی پر ان کا اقتدار قائم رہا۔ مسکا اگر امام ربانی کا منشور مندرجہ ذیل یہ کہ انسانی فطرت کے تمام اہم اجزاء پر بڑھ کر اس میں تو

پھر وہ امام انسانی فطرت کے کسی پہلو کو فرو گذار نہ کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شیعہ جملہ امور پر روشنی عطا کرتا ہے۔

اخلاق و حیثیت و عمر و میت، اقتصادیات، سیاسیات اور حالات و غیرہ وغیرہ۔ لیکن کتاب کی قبولی اس بات

میں ہے کہ وہ کسی مسئلہ کو جو سرے سے مجرب نہیں کرتی، بلکہ سب کو ایک ہی مسلک میں منسلک کرتی ہے۔ ان میں

یک رنگی پیدا کرتی ہے چند پہلوؤں کا اعلان کرتی ہے۔ جو مسئلہ کے ہر پہلو پر تطبیق ہو سکتے ہیں مثلاً مسئلہ ارتقاء کی طرف اشارہ

کرتی ہے اور اس کے تحت ارتقاء کو سمجھنا سہی ہوئی کرتی ہے۔ واضح ہو کہ مسئلہ ارتقاء کو جسکے پہلے اسلام ہی نے دنیا کے

سامنے رکھا۔ قرآن فرماتے اللہ تعالیٰ کا خاص صفاتی نام رب العلمین بیان کیا ہے۔ اگرچہ اسکے

معنی میں خلق نازق و قہر اودوم کا نیت لیکن لفظ "رب" خود ہی کثیر المعانی ہے ایک عربی محققین میں لارڈ کا جاتا ہے اور واضح ہو کہ

یہ ترجمہ نہایت ناقص ہے۔ اس کے قرآن کی تحریروں پر پانی پھر جاتا ہے اور وہ مفہوم جس کے ظاہر کرنے کیلئے یہ لفظ کتاب

میں ہستمال ہو کر بالکل ازل ہو جاتا ہے اس لفظ کے معنی موجود اشیاء بھی ہیں جو اشیاء کے امتزاج باہمی کو بھی اختیار بھی

ایکاد کر سکے اور ممکن بھی ہو۔ جو مخلوق کا قہر کے لئے قوانین بنائے جن کے ماتحت ہستیائے کائنات صورت پذیر

ہوتی ہیں۔ اور وہ منظم اور مرتب بھی ہے۔ جو اشیاء کو قرینے سے رکھتا ہے۔ اور ان میں نظم پیدا

کرتا ہے۔ اور ان میں مرتبہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور ان میں زل کی ترتیب معین کرتا ہے۔ ان میں

ہو کر اشیاء کے کائنات مرتبہ کمال کو پہنچتی ہیں اور وہ منازل ارتقاء کی کے دوران

میں ان کی پوری عرش بھی کرتا ہے۔ "رب" کے معنی اس ذات کے بھی ہیں جو اشیاء میں کچھ مخصوص ہستہ لوہیں

ددیت کرے۔ اور پھر حوق عطا کرے۔ کہ وہ تکمیل کو پہنچ جائیں (۱) ملاحظہ ہو تفسیر عربی و انگریزی مؤلف

# اسلام اور اُس کے مخالفین

بقلم یوحین جنگ

اگرچہ بالکل اسلام کے خلاف ایک زبردست پروپاگنڈا کیا جا رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام ترقی کر رہا ہے۔ اور نو مسلموں میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک سادہ عالمگیر اور تمدنی مذہب ہے۔ اور یہ موزہ ہمارے زمانہ میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ علاوہ بریں تمام ملکوں کے عقلاء و کج اسلام کے مطالعہ کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ اور اُس کے معانی کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ کلیسیا روم اپنی تمام قوتوں کو اسلام کے خلاف استعمال کر کے دولِ یورپ کو اس مذہب کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے کلیسیا نے کڑے پاس لگنی ذرائع ہیں مثلاً کثرتِ متبعین اور مذہبی ذاتی حالات کا علم وغیرہ۔ لیکن روم اس قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو سبائے سپاہِ تجارِ انجمنِ افسرانِ وغیرہ کے صرف اخلاقی طاقت پر دنیا میں کام کر رہی ہے۔ یہ جڑ و پلیدی اور سلاطینِ عثمانیہ کے خلاف تمام صفِ انسانی اور ان کی عظیم الشان سلطنت کی تدریجی تباہی غرضیکہ تمام مشرقی مسئلہ یہ سب کی تھوٹک مذہب کا پیدا کردہ ہے۔ تاہم اسلام اپنے ان ہمسایوں کو خوف زدہ نہیں کر۔ وہ برابر ترقی کر رہا ہے۔ اور اپنی حلقہ قوت اور قصد پر اُسے پورا اعتماد ہے۔ اسلام صبا نبیاد کی کیمیاں طور پر عزت کر رہے ہیں جیسی اور مریم دونوں شامل ہیں۔ اور یہ دائمی طور پر قابلِ ستائش بات ہے۔ مگر کی سلطنت کا بڑا حصہ آجکل مغربی اقوام کے تحت ہے۔ اور سیاسی اعتبار کوئی ریاستوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ مغربی اقوام بسا اوقات منافی انسانییت سلوک کرتی ہیں۔ بلکہ طرابلس وغیرہ تو یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ لوگ ضائع ہستی ہی کو مقدم ہو جائیں۔

سوائے چند خیمروں کے باقی تمام ملک میں مدرس قرآنی بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ نئے مدرس مطلق نہیں کھولے جاتے۔ گویا مسلمانوں کو جہالت میں رکھا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے دماغ پادریوں کی تعلیم کو یکساں قبول کر سکیں۔ اسی مقصد کیلئے ٹیٹونیشیا میں کئی کانگریس منعقد ہوئی۔ اسی سال یعنی ۱۹۳۵ء میں مراکو میں ہم نے مشہور ڈاکٹر کا تذکرہ چڑھا تھا۔ اور دونوں کے نتائج ہماری توقعات کے بالکل خلاف نکلے۔

جنگِ عظیم کے بعد اسلام اور دنیا عرب دونوں اپنی اپنی خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکے ہیں۔ تمام



## ہندو مذہب پر اسلامی تعلیمات کا اثر

بقلم مسٹر ایم۔ اے۔ مجید صاحب ایم۔ اے۔

ہندو مذہب دنیا کے قدیم ترین تاریخی مذاہب میں سے ہے لیکن وہ ان معنوں میں مذہب نہیں کہلاتا جتنے معنوں میں اسلام اور مسیحیت مذہب کہلاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں ایمانیات نہیں ہیں۔ یہ تو ایک طرح کا فلسفہ یا تمدن ہے نہ کہ مذہب۔ عقاید کے لحاظ سے ان میں بڑی ہی آزادی پائی جاتی ہے کہ آپ غواہ عقاید کسی قسم کے رکھیں۔ لیکن پھر بھی ہندو وہ کہتے ہیں جو حدیث مشرکین محمد بن دین و جانیوں کے سب سے دھرم کے ساری پرہ سکتے ہیں۔ لیکن دو باتیں ایسی ہیں جن پر تمام ہندوؤں کا اتفاق ہے، یعنی گائے اور ذات پات پہلی کا احترام اور دوسری پہلے یہ خلاصہ ہے ہندو دھرم کا۔ اس مذہب کی ایک بڑی غلطی اور بعض لوگ اسے غیب کہتے ہیں، یہ کہ اس میں تمام مذاہب کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اس نے بدھ مت کو جیتا نگل لیا۔ اور اس مذہب کی مرزومہ ہی میں اس کا خاتمہ کر دیا۔ اور جتن دھرم تو گویا سستے مرتے بچا ہے۔ اور مسیحیت کا بھی ہی شش ہونے والا ہے۔ جو ان مذاہب کا ہو چکا ہے جو چیز شرعیہ میں مغربی مسیحیت تھی۔ وہ اب ہندو مسیحیت ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ آج سے سو سال بعد مسیحیت اس قدر سرخ ہو جائے کہ پادری جو اسے دیکھیں تو کبھی نہ کہہ سکیں۔ کہ یہ بودھا متی کا لگایا ہوا ہے جملہ مذاہب میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ جو اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس پر ہندو دھرم کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

اسلام کو ہندوستان میں آٹے ہزار برس کے لگ بھگ ہو چکے ہیں۔ لیکن چند خفیف کمی باتوں کو چھوڑ کر اس نے اپنی انفرادیت کو بدستور قائم رکھا ہے۔ بلکہ ہندو دھرم سے اس نے چند نئے نتائج پیدا کئے ہیں۔ اس کی بدولت ہندو ذات پات اور مشرکانہ عقاید میں تین اہم انقلاب برپا ہوئے ہیں۔ سکھ مت برہمن مت اور آریہ سماج اس اسلامی نصب العین سے بدستور ہوئے ہیں۔

سکھ مذہب کا بانی گرو نانک صاحب ہوئے ہیں۔ جو غلیہ حکومت کی ابتدا میں پیدا ہوئے تھے۔ اس امر پر کافی خفا و تلخی ہو کر ان کی تعلیمات کا ماخذ اسلام ہی ہے۔ اور جناب انعام احمد علیا رحمہ

کا تو یہ خیال تھا۔ کہ وہ نئے الحقیقتِ مسلمان تھے۔ اس کی وجہ یہ ہیں۔ کہ ایک تو گرو صاحب نے ذاتِ پات کی بڑی مذمت کی ہے۔ ہندو دھرم تو نئی ذات کے سایہ اور پس دونوں کو اونچ ذات کے لئے ناپاک سمجھتا ہے۔ اسلام میں امتیازاتِ مطلق موجود نہیں۔ اور یہی تعلیم گرو صاحب نے دی ہے۔ دوسرے توحید کی جو تعلیم انھوں نے دی ہے۔ وہ ہندو دھرم میں کسی جگہ موجود نہیں ہے۔ تیسرے انھوں نے اسلام کی توفیق میں ایسے ایسے مجملے استعمال کئے ہیں۔ جو ایک غیر مسلم کے قلم سے نکل نہیں سکتے۔ ان باتوں سے اس قدر ضرورت ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ واقعی مسلمان نہیں تھے تو مومنوں اُسکا ہر ضرور تھے۔ چوتھے یہ کہ ان کے کرتے پر جو آج بھی ایک بسکھ معبد میں محفوظ ہے قرآنی آیات بکثرت لکھی ہوئی ہیں۔ پانچویں یہ کہ انھوں نے یقیناً مذکورہ دین کی زیارت کی تھی۔ اگرچہ آج یہ یقیناً نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ بزمِ حج گئے تھے یا بطورِ حسیب۔ لیکن کوئی غیر مسلم مذہب میں اور خصوصاً خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس خیال کو کہ وہ مسلمان تھے۔ آسانی سے رد نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت نانک کے پیرو آج اسلام کے اس قدر گرویدہ نہیں ہیں جس قدر وہ خود تھے۔ اور ان کا مذہب اصولی اعتبار سے بالکل اسلام ہی تھا۔ اور یہ بات ہم آج بھی بلا خوفِ تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگرچہ بسکھ بھائی ہم سے مذہبی اعتبار سے جدا ہیں لیکن باعتبار عقاید وہ مسلمان ہی ہیں یہ سچ ہے کہ تمدن اور مذہب کے لحاظ سے وہ ہندو ہیں۔ اور ان کا مذہب اس تمدن کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہے۔ اور گفتگو اظہارِ آداب وغیرہ سے کوئی شخص ان کی روحانی اصلیت کا پتہ نہیں لگا سکتا۔ برہمچاری کا بانی راجہ رام موہن رائے تھے۔ انہوں نے ہندوؤں سے کہا۔ کہ کوئی مذہب باطل نہیں ہے۔ ہندوؤں کا خیال تھا۔ کہ ابتداء سے آفرینش میں خدا نے صرف انہی کو الہام سے سرفراز کیا تھا۔ اور بقیہ مخلوق اس نعمت سے محروم تھی۔ اب کبھی غیر ہندو کو وید کے رُوز سے واقف نہیں کرنا چاہئے۔ راجہ صاحب نے سب مذہب کو تعلیم کیا۔ لیکن الہام سے انکار کیا۔ نئے الجملہ برہمچاری میں وہ وسعتِ خیال پائی جاتی ہے۔ جو ہندو دھرم سے ہرگز ماخوذ نہیں ہو سکتی۔ راجہ صاحب عربی کے فاضل تھے۔ اور اسلامیات سے پورے واقف اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ فاضل اور جامع مدہ انسان تھے۔ انھوں نے اسلامی مذہب اور مذہب دونوں کا مطالعہ کیا تھا۔ عقیدہ کہ

جملہ اقوام میں نبی گزرتے ہیں۔ مذہبی تاریخ میں سب سے پہلے اسلام ہی نے تلقین کیا ہے۔ اور راجہ صاحب کی تعلیم کا یہ حصہ سراسر اسلام سے ماخوذ ہے۔ رہا الہام کا انکار تو یہ شاید ہندو قدامت پرستی کا نتیجہ ہو یا یورپ کے مادہ پرستوں کی آواز باز گشت۔ افسوس کہ راجہ صاحب کو اس معاملہ میں غلطی لگ گئی کیونکہ بنیہلام کی صداقت کے کسی مذہب کی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی +

وہ ہندوؤں کی معاشرتی خرابیوں کی غفل نہ تھے۔ ذات پات اور چھوت چھات دونوں کے خلاف انھوں نے زبردست جہاد کیا۔ اور باوجود چند کمزوریوں کے جو ان کی تعلیم میں پائی جاتی ہیں انہوں نے ہندوؤں کی بڑی خدمت کی ہے۔ انھوں نے ہندو مذہب کو ایک نئی حقیقت سے روشناس کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں مذہبی قدامت پسندی اور مذہب کی جڑوں سے نفرت و انقباض کا جذبہ زائل ہو گیا۔ چنانچہ ان کے پیرو تمام بائبلین مذہب کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کے دیم بیلاد پر خوشی مناتے ہیں۔ اور یہ یقین ہے کہ ریشال ہندوؤں میں بڑی حد تک تبدیلی پیدا کرنے کا باعث ہو گا +

آریہ سماج سو می دیا نند صاحب کی قائم کی ہوئی ہے۔ ان کا کام تعمیری بھی ہے اور تخریبی بھی انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ہندو مذہب ہم صداقت کا سرچشمہ ہے۔ اور اس کے علاوہ کچھ بائبلین مذہب مغتری گزرتے ہیں انہیں اس کا افسوس ہے کہ انہوں نے ہندو دھرم کی حمایت کے پیش میں کوشش نہیں کی تھی۔ یعنی سب کو دغا باز اور دُچار پرست لکھ دیا اور یہ پہلو بہت رنجیدہ ہے۔ کیونکہ جب خود ان کے ہم مذہب ان کی جان لینے کی فکر میں تھے۔ تو بار بار مسلمانوں نے انھیں پناہ دی اور لاہور میں جب وہ آئے تو جن شخص نے انھیں اپنے یہاں ٹھیرایا اور پناہ دی۔ وہ ایک مسلمان ڈاکٹر خان بہادر رحیم خان مرحوم تھا +

فخر المجاہد سو می صاحب نے توحید باری کی تلقین کی۔ اور شرک اور بت پرستی کی مذمت کی چھوٹ چھات کو مذہب قرار دیا۔ ان کے پیرو آج ترقی یافتہ ہندوؤں کے ستراج ہیں۔ آریہ سماج دراصل سب سے زیادہ اسلام کی مٹون احسان ہے لیکن جانے کی وجہ سے کہ اس کے محترم ارکان اس معنیت کا معاوضہ نبی کریم کو گالیوں سے دے رہے ہیں۔ توحید کا اعتراف اور ذات کے انکار کے علاوہ دو باتیں اور ہیں جو اس تحریک کو ہندو دھرم کی تاریخ میں ایک اہمیت دے رہی ہیں۔ ہندو دھرم کی رو سے بیوہ کی شادی ایک بڑا گناہ ہے اور بچپن کی شادی ایک منحوس رسم ہے۔ آریہ سماج نے ان دونوں کو باطل قرار دیا۔ اور بیواؤں کی شادی کی سزا۔

کر کے نئے الحقیقت سماج نے ہندوؤں کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اب ان اصلاحات میں اسلام کا کس قدر ہاتھ ہے؟ اس کا فیصلہ صلیب ناظرین پر چھوڑنا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ آریہ سماج نے ہندو دھرم کو تبلیغی مذہب بنا دیا ہے۔ اور آریہ سماج کے فنیہ اُن مسلمانوں اور عیسائیوں کو دوبارہ ہندو بنانے میں کوشاں ہیں۔ جو ہندو دھرم کے دائرہ سوان مذہب میں داخل ہو گئے تھے۔ جعلی بات یہ ہے۔ کہ اسلام نے چوتھائی ہندوؤں کو اپنی آغوش میں لے کر آریہ سماج کو اس طرف متوجہ کر دیا ہے۔ اور اب انھیں یہ خطہ لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اگر روک تھام نہ کی گئی تو شاید تمام مسلمان داخل ہو جائیں گے۔ یہ کہنا قبل از وقت ہے۔ کہ آریہ سماج کی یہ تبلیغی جدوجہد جس حد تک کامیاب ہو گئی۔ لیکن یہ یقینی ہے۔ کہ اس کی بدولت موازنہ مذہب میں سہولت پیدا ہو جائیگی۔ لہذا مسلمانوں کو بہ طور اس تحریک کا غیر مقدم کرنا چاہئے۔ انھیں صرف مسلم کی تعلیم اور فرزندان اسلام کی زندگیوں نے آریہ سماج کے اندر اصلاح رزم کو کم جاذب پیدا کر دیا ہے۔ اور اگر یہ سماج کے افراد آج مسلمانوں کے ساتھ حق سلوک و انہیں رکھتے اور اسلام کے احسان کا اعتراف نہیں کرتے۔ تاہم تاریخ میں تو اس برکت کا ذکر ضرور جلی حقوق کیا جائیگا۔ جو اسلام کی طفیل ہندوؤں کو نصیب ہوئی +

## مغرب میں اسلام کی سرعت انگیز اشاعت کی ایک مثال

یورپ میں اسلام کی اشاعت کے مطالعہ کی طرف مسلمانوں میں حیرت انگیز غلط فہمی میں اس کا بڑا بھاری سبب ہے کہ انھیں غریبوں کی قوم کی اخلاقی ضروریات و تقاضات کا صحیح علم نہیں۔ اور اسی قصور کو سامنے رکھ کر ہم نے حسبِ حیرت انگیز و متغیر سلسلہ کئی ماہ سے ان اور اقد میں جاری کر رکھا ہے۔ جاگرم سماجی اس ضرورت کو محسوس کریں۔ اس کے جملہ اوزار و اسکا ہوں۔ اور ان میں اس کام کی مذہبی و سماجی اہمیت واضح ہو جائے +

ذیل میں ہم ایک نازدیک مذہب کا اردو ترجمہ یہ ناولٹ کر رہے ہیں۔ جو لندن کی نازدیک ملک میں مشہور ہو چکا ہے۔ یہ مسلمانوں کے ناظرین پر واضح ہو جائیگا۔ کہ ہمارے تقاضے و مشمول جس قدر بحالت سے ساتھ ان جزائر میں مقبولیت حاصل کر رہے ہیں۔

خواجہ صاحبی سکرٹری دو گنگہ ٹرسٹ

اداریٹ ہارسلے

لیڈر سٹریٹ

سہ ماہی سٹریٹ

یہ کتاب اہل عربی میں پہلے ہی افریقہ و ایشیائی نواب کی مسیروں کو دیکھ کر حیرت انگیز ہو چکی تھی۔ ان راز میں ہم نے اس کتاب کے لیے مختلف اسلام کی نازدیک ممالک اور آریہ سماج کے راز سے جو کہی ہوئی زبانوں اور اشیاء میں۔ جو یہی اذہمیت کا موجب بنی۔ یہ کہ کہہ کرے پاس کوئی ہے۔ اسے یہی سلسلہ ہے۔ لیکن مجھے اس بار یہی دیکھ کر اس کی حیران گوارا نہیں۔ آج تک مجھے نہیں نے یہ مختلف دیکھے ہیں۔ ان میں سے

اسلامی عقائد کی بہترین شائع ہے +

مطلوبہ دو کتابوں میں سے ایک تو کلیسیا انگلستان کے ایک بادی صاحب کے لئے درکار ہے۔ جنہوں نے ہندوستان میں مذمت مدد گزاری ہے۔ اور حال میں اس کی طرف لٹے ہیں آپ کا پیش از وقت شکریہ ادا کرتی ہوں +

آپ کی مخلصہ

(من، اد۔ ای۔ وارڈ)

مسلم مشن و گنگا کے مکتوبات

خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے۔ کہ ہر ماہ کوئی نہ کوئی مفید ترین ضابطہ حلقہ اسلام میں ہوتا رہتا ہے۔  
جناب مٹرا سے ایسے احمد منوی دنیا میں ایک مشہور آدمی ہیں۔ جیسا کہ ان کے اعلان اسلام کا مظاہر ہو جاتا ہے وہی سال  
کے آغاز میں ہی درج کیا گیا ہے۔ صاحب موصوف اور سبطی و دیگر غیر مسلمین و نو مسلمین کے مکتوبات نے جو ان  
اور ان میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں انہیں نظر میں اور بھی مضبوط کر دیا ہے۔ یورپ میں ہمارے اسلامی اہل  
کی وسیع پیادہ پڑھتے اشاعت ہی ان مغربی اصحاب و خواتین کو اسلام کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔ ان نارسا گوشہ نشین  
مقامات کے تشنگان توحید۔ نئے اسلام کو لبیک کہہ رہے ہیں۔ جن مقامات پر ہمارے مبلغین و دو کنگ کی  
رسائی نہیں۔ جہاں پر پینچینا طویل صحبت و سفارت اخراجات کثیر کا موجب ہے وہاں پر ہمارا واحد مبلغ خاموش  
علمدار توحید اسلام کو نو آنکھیں کھینچتا رہتا ہے اور انگریزی اسلامی کتب مسلسل پہنچتی رہتی ہیں انہی کتب و  
رسائل کا مطالعہ ان یورپین اصحاب و خواتین کو صداقت حق پر قائم کر دیتا ہے و نشر و اشاعت مسلم اہل پرچہ کے سوا  
اور کوئی راہ نہ جو آسان ہو آسان اور کم خرچ بھی ہو اشاعت اسلام کیلئے ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ گو یہ ہماری اہمال  
کی درخواست ہے، لیکن غرض میں ہر ایک نئی قبولیت اسلام ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم اپنی دیرینہ درخواست بار بار  
دہرتوں کے سامنے پیش کریں +

ذیل کے مخلص مسلم بھائیوں نے ہماری اس مفید اسلام استادیہ پر ازراحت مجتہد توجہ فرمائی کہ وہ ہمیں اس قابل کیا کہ ہم سالہ اسلام کی یو انگریزی کی متعدد کاپیاں ان جناب کی طرف سے یورپ اور امریکا کی لائبریریوں میں مفت بھیجتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ ان مخلص احباب کی اپنے پیارے اسلام کی فشر و اشاعت کے لئے یہ عبادت و مساعی اللہ شمر ہوگی۔ اور جو شکرت و امتحان مرتب کرے گی +

کاش ہمارے دیگر مسلم بھائی بھی ہمیں اس قتل کریں۔ کہ ہم پانچزار کامیاں رسالہ اسلامک یونیورسٹیز کی سال ۱۹۷۲ء میں یورپ۔ آسٹریلیا۔ چین۔ جنوبی افریقہ۔ امریکہ و دیگر انگریزی زبان علاقہ میں مفت تقسیم کر سکیں۔  
ذیل میں چند ایک احباب کی فہرست دی جاتی ہے۔ جنہوں نے اس کی مفت اشاعت میں حصہ لیا اور اللہ تعالیٰ انھیں جزا عطا فرمائے۔  
جناب ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب پور۔ جناب علی احمد صاحب۔ ڈیرہ نواب صاحب۔ جناب کبوتری محمد سراج الحق صاحب۔ جناب محمد ابرار علی صاحب۔  
حضور نواب صاحب دہرہ پور۔ محمد اسلم خان صاحب مردان۔ جناب شیخ میاں محمد۔ محمد اسماعیل۔ مولانا صاحبان لائل پور۔  
عبد اور فرید جدیدین کے اکابرین و پادریوں کے نام بھی۔



جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب دہلی لکھنؤ - جناب ایڈیٹر صاحب علی صاحب اسم - جناب ایڈیٹر صاحب محمد صدیق صاحب لاہور -  
 جناب سید امین الدین صاحب پیر والہ - جناب سید بی شریعت خان کوٹہ - جناب خواجہ نظامت خان ساہو  
 حیدر آباد دکن - جناب امین - اس کے کریم صاحب راجی جناب ڈاکٹر جعفر صاحب مولوی جناب محمد حیات خان صاحب گوالیار +  
 جناب محمد روشن الدین صاحب کواٹ - جناب عبد العظیم صاحب دھاروار - جناب حجت اللہ خان صاحب ساندھو  
 جناب حاجی عبد اللہ ہارون صاحب کراچی - جناب صوبیدار عبدالکریم صاحب رسلپور - جناب سید الدین صاحب  
 اٹا و جٹا خان بہادر قلی خان صاحب چارسدہ - - جناب محمود الحق صاحب بنگال - جناب سر عبد الحکیم صاحب  
 کلکتہ - جناب نور احمد صاحب سر دلی +

## مکتوب نمبر (۱۱) ظلمات سے نور کی جھلک

کچھ عرصہ بڑا کوہلیہ کا ایک باشندہ جس کی تصدیق دوکنگ میں عارضی سکونت تھی اتفاقاً مسجد دوکنگ میں نکلا  
 بظاہر اس کے آنے کا مقصد محض زیارت مسجد تھی۔ ہم نے انھیں مسجد دکھائی اور اتفاقاً اُن کو مختصر گفتگو بھی ہوئی  
 اس مختصر گفتگو نے اُن کے اندر شہر کا کام کیا۔ وہ اندر متاثر ہوئے جسے بعد اُنہوں نے مقامی پبلک لائبریری میں پڑھا  
 جان شروع کر دیا اور اسلام کو نیوی کی اس کاپی کو دلی اشتیاق کے ساتھ پڑھا۔ جو لائبریری مذکورہ کی میز پر پڑی  
 ہوئی تھی ساتھ ہی ساتھ انہوں نے قرآن مجید کا مسلسل مطالعہ بھی شروع کر دیا۔ جس کی ایک کاپی لائبریری میں  
 موجود تھی اور اسلام کے متعلق مزید معلومات بڑھانے کیلئے کتاب سو گئے۔ گذشتہ جمعہ صبح میں ملنے آئے خطبہ کو پڑھنا  
 کچھ اسلامی کتب مطالعہ کیلئے طلب کیں۔ جسے پھیل کر پڑھی "قب" اسلام کیا ہے، مصنفہ جناب مہر حبیب اللہ لکھنؤ  
 نو مسلم ونجی اسلام، مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب پیش کیں۔ اتوار کو وہ پھر خود بخود ایک سحر انسان  
 کی طرح تیار کیا کچھ سننے کیلئے کشان کشان مسجد دوکنگ میں آہٹے پر کے روز پھر تشریف لائے اور اپنے ساتھ  
 متذکرہ بالا ہر وقت لائے جو انھیں مطالعہ کیلئے دی گئی تھیں۔ ان کتب کی سرسری ورق گردانی کر معلوم ہوا  
 تھا کہ کتب مذکورہ انہوں نے بخوبی مطالعہ کیا ہے کیونکہ بعض مقامات پر نشان بھی لگائے ہوئے تھے جن کی روشنی چاہتے  
 تھے شیخ طلب مقامات تہود اور دواج قمار بازی اور منوع ماکولات سے متعلق تھے ان امور کو بالتشیخ سمجھا کر ان کی  
 تسلی کر دی گئی جاتی دفعہ انھوں نے فرمایا کہ ان کتب کے دوران مطالعہ میں میں محسوس کرتا رہا ہوں کہ میں بالکل کسی  
 اور دنیا میں بس رہا ہوں۔ بہت دیر تک وہ اس انقلاب عظیم کا تذکرہ کرتے رہے جو ان کے اندر دغا ہو گیا۔ اور آخر  
 پر فرمایا کہ میرے الفاظ و کلمات میرے ان فی جذبات احساسات کو ادا کرنے کے قاصر ہیں جو میرے دل میں پھان

انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس امر کا بلحاظ عادیہ کیا کہ مطالعہ اسلام کی پختہ تمام مسائل نہ کی تھی تو تاریخی خلوک کے نقب میں مستور نظر آتے تھے لیکن اب اسلامی نقطہ نگاہ کی ہر ایک چیز روز روشن کی طرح مجھے واضح حقیقت دکھائی دیتی ہے اپنے نیز فرمایا کہ اسلام نے ہی مجھے نہ رب کی دھن بٹائی اور نہ ملوثت کی سی سی جو باقی ہو گیا۔ اس کے بعد مجھت کے ساتھ عرصہ تک طویل گفتگو کرتے رہے پھر بادل ناخداستہم کی جڑاٹوئے منگل سے روز اہم پھر ان کے گھر پر جا کر انھیں ملے۔ وہاں پر بھی مذاکرہ علیہ وعلیہ کا اسی ایک طویل سلسلہ جاری رہا انھوں نے فرمایا کہ یہ میرے لئے تعجب چیز ہے کہ میرے وطن بھائیوں نے کیوں بھی تک اسلام جیسے پاک اور باوجود پیش پیارے مذہب کا مطالعہ کر کے اسے قبول نہیں کیا۔ انھوں نے ہمیں یقین دلایا کہ وہ اہلیہ کی نئی پود ساری کی ساری پیام اسلام کو قبول کرنے کیلئے تیار ہیں مصلحت ہی پر کہ اس ملک میں دورہ کر کے وہاں اسلام پر لیکچر دیتے جائیں اس بزرگ کا نام ناجی جناب ڈی۔ ایچ جوش ہے +

ہمارے تبلیغی ملک دو کی نسبت ان جزائر میں یہاں تک پہنچی کہ کیا ہمارے مسلم بھائی ان خوشگوار حالات سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

## مکتوب نمبر (۲)

### مؤثر و کم خرچ ذریعہ تبلیغ اسلام

#### امریکہ میں اسلام کی ریلو

اسلام کی ریلو انگریزی مؤثر و کم خرچ ذریعہ نشر و اشاعت اسلام ثابت ہوا ہے اس قدر حقیقت ہے کہ یہ سابقہ سالوں کے مشہور اشتہار و حقائق ہیں۔ جو خوش آئند خیال اس ہجری اسلامی مجلہ کے صوح روانہ کرے گا وہ یہ سمجھتا ہے کہ امریکا اور یورپ کی لائبریریوں میں اسے مفت بھیجا جائے۔ گذشتہ چند ماہ کی جو خط و کتابت ہم شائع کر رہے ہیں اس کو ظاہر ہوتا ہے کہ مفت تقسیم رسالہ کا یہ طریقہ حقیر و العقول طریق پر کامیاب ہو چکا ہے اور خوشگوار نتائج پیدا کر رہا ہے اور جہاں تک ہمارے نالی فرات نہیں اجازت دیں ہیں مسیح پیارے پر مفت تقسیم کرنا چاہئے۔ ذیل میں ہم ایک نازہ مکتوب اور دو ترجمہ ہر نیا طریقہ کرتے ہیں۔ جو ایسے کہ تاثرین کرام کی مسرت کا موجب ہو گا۔ جسے امیر ہے کہ وہ لوگ جو تبلیغ اسلام کے دل کو خواہاں ہیں بڑے غور سے مطالعہ فرمائیں گے + دھو ہڈنا

۱۔ جہاں شہر روئے ارسال فرمائیں ان کی طرف سے ایک سالہ اسلام کی ریلو انگریزی بھرنے والی یا امریکا کی کسی لائبریری یا کسی جگہ پر مسلمان بھائیوں کے نام جاری کیا جائیگا۔ یہ صدقہ جاریہ ۴۰ + سکرٹری

ٹیلیٹن یاس

یو۔ ایس۔ اے

پیارے جناب! مجھے آپ کا خط اور چند ٹریٹ ملے۔ جسے میں نے اپنے دوستوں کو مطالعہ کیلئے دیا اس طرح پر  
 تے ان کے مبالغہ کرانہ جھوٹے خیالات کو نکال دیا۔ جو اسلام کے متعلق ان کے دماغ میں جاگ رہے تھے میں اپنے تعلق  
 یہ عرض کرتا ہوں کہ میں ایک نر سسپیٹ ہوں کہ تھوٹے تھوٹے سبب میں میں نے پرورش پائی ہے اس وقت میری عمر  
 تیس سال کی ہے اور میں اس ملک میں ۱۹۲۵ء سے رہتا ہوں میں گونا گوں کاموں میں قسمت آزمائی کر چکا ہوں  
 اور اکثر میں ملی طور پر کام رہا ہوں ان کاموں میں ہر ٹھنڈا ہو کر میں نے مختلف علوم یعنی اقتصادیات  
 لے کر بہت مدد سبب عیسائیت اور فرقہ و جدیدین کی کتب کا مطالعہ کرنا شروع کیا میں آپ کے پیش بہا اسلامی جملہ  
 کی دل کو قدر کرتا ہوں میں اسے شہر بنواریا کی سپیک لائبریری میں پڑھتا رہا ہوں۔ اس اسلامی جملہ نے مجھے آخر کار  
 نئی آفر زمان کی تعلیمات کے متعلق بہت سے معاملات میں اہدایت دکھائی میں خیال کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں کو خدا کے  
 فرستادہ والہام کردہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعارف کرانے کی مساعی میں حق بجانب ہوں۔ جو کہ آپ کے پاک مشن بالکل  
 بہتر رکھے گئے ہیں اگر خدا کو منظور ہو تو میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک روئے  
 کی زیارت کروں گا اور مذہب سلام اور اس کی اصلی بان کے عین مطالعہ کیلئے کوشاں رہوں گا۔ امید ہے کہ  
 توضیح اوقات کے لئے آپ مجھے صاف فرمائیں گے +

آپ کا خیر اندیش  
 مؤامیس۔ لی۔ کنسینیر

مکتوب نمبر ۳

کیلیفورنیا کے ایک متلاشی حق کا خط

ذیل میں مسٹر اس ایگلیس کا خط درج کیا جاتا ہے۔ جو از خود صاحب خط کی کیفیت قلبی پرشاد ناطق ہے

جناب بن!

آپ کا مقتدر جبریدہ (اسلامک یونیورسٹی) ایک مقامی سپیک لائبریری میں میرے ہاتھ  
 آیا۔ جسے میں نے نہایت ہی دلچسپی اور پُر از معلومات پایا۔ مذہب سلام ایک عرصہ  
 سے میرا جاذب طبع بن رہا ہے۔ اور قرآن کے علاوہ جو میرے پاس موجود ہے۔



”میں ان عقائد اور رسمیت کو جو موجودہ کلیسیوں میں تعلیم کئے جاتے ہیں غلات عقل فطرت پائے ہوئے مذہب کے مشہور و معتدب میں بڑا ہر ایک لیکن محض اللہ تعالیٰ سے فضل اور اسلام کی برکت سے مختلف ہوتے کے مطالعہ اور تہذیب و فکری برائی کے تعلیمی طاقتوں سے سیر ہو گئیں کھلیں اور ایں میں بلاتا ملتا ہے اسلام کو جو ایک سچا مذہب قبول کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں +

جواب کا منتظر  
آپ کا مخلص بھائی جی - ڈبلیو ویلٹن

## مکتوب نمبر ۶

### ماہرین روحانیات کے حلقوں میں لیچر

ہم نے ماہرین روحانیات کی تقریباً ۱۰ سو سائٹیوں کو شرفی ہٹیاں بھیجی تھیں جس کے جواب میں وقت فوقتہ ہمیں ان سوسائٹیوں میں مسائل اسلامی پر تقریریں کرنے کیلئے مدعو کیا جاتا ہے جنہیں حال ہی میں جو دو لیچر دینے جا چکے ہیں ان میں سے ایک برکسٹن میں ہوا اور دوسرا مسکینی میں جو خزانہ ذکر مقام کی سوسائٹی کے ممبر علی نقطہ خیال کو نہایت اعلیٰ پایے پر حاضر ہیں انہوں نے مشاہدات مابعد الموت پر ہماری تقریر کو نہایت ہی پسند کیا +

اگر ہمارا طریق عمل بدستور جاری ہو اور اس جامعہ پر ہمیں اپنی توجہ قائم رکھنے کے مسلسل مواقع میسر آتے رہے تو ہمیں کمالی عقیدہ پر کربطہ کاروبار میں کے فیصلہ جرات منائی شوق اپنے دلوں میں رکھے بیٹھے ہیں عنقریب اسلام کے گرد جمع ہونے لگے

## گوشوارہ آمد و خرچ دی دو گنگ مسلم من اینڈ لٹری ٹریڈ انگلستان و ہندوستان اکتوبر ۱۹۳۱ء

تفصیل آمد				تفصیل خرچ			
رقم آمد				رقم خرچ			
ہندوستان و انگلستان				ہندوستان و انگلستان			
پان	آن	پان	آن	پان	آن	پان	آن
آئرشن اسلامک ریویو و مکتوبات { در ہندوستان و انگلستان				خرچ من اسلامک ریویو و مکتوبات { در ہندوستان و انگلستان			
۵۲۳۶	۹	-	۵۲۳۶	۱۲	۴	۱۲	۴
۲۵۴	۸	-	۲۵۴	-	-	-	-
۹	-	-	۹	۱۰۰۰	-	-	-
آئرشن اسلامک ریویو				رقم رضا سرائی محفوظ			
آئرشن اسلامک ریویو				میزان			
۶۵۰۳	۱	-	۶۵۰۳	۱۲	۴	۱۲	۴

دستخط - ذیل سگری دی دو گنگ مسلم من اینڈ لٹری ٹریڈ عزیز منزل لاہور

نقشه ۱۱ تفصیل از مسلم مشرق و کنگ ایندوگری در شرق اسلامیکه اولیو کنگستان در هند و اولیو کنگستان بابت التور

تاریخ	فروتن	ایست معنی صاحبان	پای	۲	روپیہ	تاریخ	فروتن	ایست معنی صاحبان	پای	۲	روپیہ
۱۱/۱۱/۱۱	۶۲۹	جناب حضرت خواجہ ابوالبرکات صاحب	۱۱	۲۰	۱۱/۱۱/۱۱	۶۲۸	جناب ابوالبرکات صاحب	۱۱	۲	۱۱/۱۱/۱۱	۶۲۷
		نصف مہر و نصف مشن				۶۲۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۲۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۲۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۲۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۲۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۲۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۲۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۲۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۲۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۲۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۲۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۲۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۲۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۱۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۱۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۶۰۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۶۰۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۹۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۹۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۸۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۸۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۷۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۷۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۶۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۶۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۵۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۵۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۴۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۴۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۳۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۳۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۲۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۲۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۱۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۱۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۲	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۱
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۱	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۵۰۰
		۱۱/۱۱/۱۱				۵۰۰	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۴۹۹
		۱۱/۱۱/۱۱				۴۹۹	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۴۹۸
		۱۱/۱۱/۱۱				۴۹۸	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۴۹۷
		۱۱/۱۱/۱۱				۴۹۷	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۴۹۶
		۱۱/۱۱/۱۱				۴۹۶	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۴۹۵
		۱۱/۱۱/۱۱				۴۹۵	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۴۹۴
		۱۱/۱۱/۱۱				۴۹۴	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۴۹۳
		۱۱/۱۱/۱۱				۴۹۳	شیخ محمد حسن صاحب		۱		۴۹۲
		۱۱/۱۱/۱۱				۴۹۲	شیخ محمد حسن صاحب				

نقشہ تفصیل آبد براے مفت سیم رسالہ اسلامک یونیورسٹی کتب خانہ جات غریبہ و خارجیہ

تاریخ	مذکورہ	اسمائے معلیٰ حاجت	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	کوبہ	اسمائے معلیٰ حاجت	پائی	آنہ	روپیہ
۱۱/۳/۱۱	۹۴۸	جناب اکر رحمت اللہ صاحب پیلور کے سب سے محوہ صاحب لاچ را عبد الرحمن خان صاحب ملے ریل روڈ، ٹیپ مرہٹینہ رمالی کرچیں	-	-	۲۵	۳۱/۳/۱۱	۶۱۸	جناب محمد ارشد علی صاحب عدن کعبہ صنوبر لڑا صاحب پیلور	-	-	۲۵
		پرو کلاہ سری کاجی صاحب ریسرہ جناب علی محمد خان صاحب لاچ	-	۸	۲	۳۱/۳/۱۱	۶۲۸	جناب محمد الرحمن صاحب پیلور صاحب محمد اسماعیل صاحب مروان	-	-	۵۰
۱۰/۳/۱۱	۶۰۲	غلام علی صاحب جھنگ	-	-	۵۰	۳۱/۳/۱۱	۶۲۲	صاحب محمد اسماعیل صاحب مروان محمد يوسف صاحب عدن کعبہ	-	-	۱۰
۱۳/۳/۱۱	۶۰۹	محمد ذوق صاحب کنگوڑ و مولوی سید محمد حسن صاحب	-	-	۵۰	۳۱/۳/۱۱	۶۴۰	سید امین زلفیہ صاحب رانی علی صاحب میشان	-	-	۲۵

نقشہ ۳ تفصیل آمد ریزہ وقتہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء

۲۱	جناب قطب المصائب یحییٰ زکوة	۰	۰	۰	۲
۲۲	ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی - رام نگر	۰	۰	۰	۵
					۹
					میزبان

نقشہ تفصیل خرچ دی ونگ مسلم مشن اسلامک یونیورسٹی کاندر ہندوستان انگلستان بائ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء

نمبر	تفصیل خرچ	رقم آمد	رقم خرچ	موازنہ
۵۶	تخواہ علامہ لاہور :-	۸۶۴	۶۰	۸۰۴
۵۷	دفعہ لاہور پیرسٹیل تفصیل ذیل :-			
۱	بکس :-			
۲	بکس :-			
۳	بکس :-			
۴	بکس :-			
۵	بکس :-			
۶	بکس :-			
۷	بکس :-			
۸	بکس :-			
۹	بکس :-			
۱۰	بکس :-			
۱۱	بکس :-			
۱۲	بکس :-			
۱۳	بکس :-			
۱۴	بکس :-			
۱۵	بکس :-			
۱۶	بکس :-			
۱۷	بکس :-			
۱۸	بکس :-			
۱۹	بکس :-			
۲۰	بکس :-			
۲۱	بکس :-			
۲۲	بکس :-			
۲۳	بکس :-			
۲۴	بکس :-			
۲۵	بکس :-			
۲۶	بکس :-			
۲۷	بکس :-			
۲۸	بکس :-			
۲۹	بکس :-			
۳۰	بکس :-			
۳۱	بکس :-			
۳۲	بکس :-			
۳۳	بکس :-			
۳۴	بکس :-			
۳۵	بکس :-			
۳۶	بکس :-			
۳۷	بکس :-			
۳۸	بکس :-			
۳۹	بکس :-			
۴۰	بکس :-			
۴۱	بکس :-			
۴۲	بکس :-			
۴۳	بکس :-			
۴۴	بکس :-			
۴۵	بکس :-			
۴۶	بکس :-			
۴۷	بکس :-			
۴۸	بکس :-			
۴۹	بکس :-			
۵۰	بکس :-			
۵۱	بکس :-			
۵۲	بکس :-			
۵۳	بکس :-			
۵۴	بکس :-			
۵۵	بکس :-			
۵۶	بکس :-			
۵۷	بکس :-			
۵۸	بکس :-			
۵۹	بکس :-			
۶۰	بکس :-			
۶۱	بکس :-			
۶۲	بکس :-			
۶۳	بکس :-			
۶۴	بکس :-			
۶۵	بکس :-			
۶۶	بکس :-			
۶۷	بکس :-			
۶۸	بکس :-			
۶۹	بکس :-			
۷۰	بکس :-			
۷۱	بکس :-			
۷۲	بکس :-			
۷۳	بکس :-			
۷۴	بکس :-			
۷۵	بکس :-			
۷۶	بکس :-			
۷۷	بکس :-			
۷۸	بکس :-			
۷۹	بکس :-			
۸۰	بکس :-			
۸۱	بکس :-			
۸۲	بکس :-			
۸۳	بکس :-			
۸۴	بکس :-			
۸۵	بکس :-			
۸۶	بکس :-			
۸۷	بکس :-			
۸۸	بکس :-			
۸۹	بکس :-			
۹۰	بکس :-			
۹۱	بکس :-			
۹۲	بکس :-			
۹۳	بکس :-			
۹۴	بکس :-			
۹۵	بکس :-			
۹۶	بکس :-			
۹۷	بکس :-			
۹۸	بکس :-			
۹۹	بکس :-			
۱۰۰	بکس :-			

نقشہ تفصیل رقم قرضہ از سرمایہ محفوظ بائ ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء

نمبر	تفصیل خرچ	رقم آمد	رقم خرچ	موازنہ
۱	رقم قرضہ از سرمایہ محفوظ بمش (دیکھو اس کا اندراج نقشہ آمدن میں مورخہ ۱۱/۱۱/۳۱ء)	۱۰۰۰	۰	۱۰۰۰
۲	موازنہ	۰	۱۰۰۰	۰

گوشوارہ آمد و خرچ دی ونگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر سٹ لاهور بائ ماہ نومبر ۱۹۳۱ء

نمبر	تفصیل خرچ	رقم آمد	رقم خرچ	موازنہ
۱	آمدن مسلم مشن	۵۴۸۸	۲۹	۵۴۵۹
۲	آمدن مسلم مشن	۶۱۸	۰	۶۱۸
۳	موازنہ	۶۲۰۶	۲۹	۶۱۷۷

درست خط - قن لٹل سکرٹری دی ونگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر سٹ - عزیز منزل - لاہور

نقشہ الفصیل از مسلم مشرق و ملک اسلام الی و کتب خانہ درمستان و انگلیس باب ۳۱ از ۹۴

[illegible]





# تصنیفات حضرت کمال الدین صاحب نایب مسلم مشن و کننگستان

مجلد ۱۲	ام اللہ معروف بہ زندہ و کامل زبان بلاجلہ	مجلد ۱۲	توحید فی الاسلام بلاجلہ
مجلد ۱۸	برائین نیرہ بلاجلہ ۱۲	مجلد ۱۲	سکھ موادیہ حرکتہ الارادوس لیکچرول کا مجموعہ بلاجلہ
مجلد ۱۸	پیام اسلام	مجلد ۱۲	ینایع السجیت بلاجلہ
مجلد ۱۸	مقصود مذہب	مجلد ۱۲	ضرورت البام بلاجلہ ۱۲
مجلد ۱۸	خطبات غریبہ بلاجلہ ۱۲	مجلد ۱۲	راز حیات یا انیل عمل بلاجلہ
مجلد ۱۸	سیر افکار یاروحانیت فی الاسلام بلاجلہ ۱۲	مجلد ۱۲	مسکالمات علیہ بلاجلہ ۱۳
مجلد ۱۸	ہستی باری تعالیٰ بلاجلہ	مجلد ۱۲	مطالعہ اسلام بلاجلہ ۱۲
مجلد ۱۸	یسوع کی الوہیت اور اکی کامل انسانیت پر ایک نظر	مجلد ۱۲	اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلاجلہ ۱۲
مجلد ۱۸	اسلام اور علوم جدیدہ	مجلد ۱۲	لمعات الزوار محمدیہ بلاجلہ ۱۲
مجلد ۱۸	صلائے نصرت بہ اہل ہمت	مجلد ۱۲	مذہب محمدیہ
مجلد ۱۸	حیات بعد الموت	مجلد ۱۲	وہرات عالم کاندہب
مجلد ۱۸	جہد الیقار	مجلد ۱۲	اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی بلاجلہ

## دیگر مصنفین

مجلد ۱۲	سیرت نبوی قیمت صرف	مجلد ۱۲	جمع القرآن
مجلد ۱۲	لنڈن میں جلسہ مولود النبی صلعم	مجلد ۱۲	قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی
مجلد ۱۲	قرآن اور جنگ	مجلد ۱۲	نویا کے مشہور شہداء ثلاثہ بلاجلہ
مجلد ۱۲	پاوری صاحبان کے لئے اصل طلب محمد	مجلد ۱۲	اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف
مجلد ۱۲	سیرۃ نیر البشر محمد علیہ السلام مقام حدیث بلاجلہ	مجلد ۱۲	تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت
مجلد ۱۲	تھاویر مسلمانان یورپ فی درجن ۱۰	مجلد ۱۲	اسلام یعنی ہمدردی نبی نوع کاندہب
مجلد ۱۲	تھاویر مسلمانان یورپ فی درجن ۱۰	مجلد ۱۲	اسلامی نماز اور اسی پر مغزی اعتراض
مجلد ۱۲	تھاویر مسلمانان یورپ فی درجن ۱۰	مجلد ۱۲	نبوت کا ظہور انام المعرفہ کی کامل تصنیف حضرت خواجہ صاحب

تمام در خواستیں نام  
سکرٹری ڈی وکننگ مسلم مشن ٹیڈٹریری ٹرسٹ طرہ نمبر ۱۸ اندر تھوٹا ہونچا ہونی چاہیے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# یورپ میں اشاعت اسلام

## مقدمہ میں دو رنگ انگلستان کی تبلیغی تک و دو

سال ۲۰۲۰  
SALARJ  
۸۰۹۷

یورپ میں اشاعت اسلام کے لیے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں جو سب کے سب مسلم امداد کے محتاج ہیں۔

۱۔ دنیا بھر کی مشہور و معروف لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے۔

۲۔ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی مفت اشاعت یورپین مسلمانین و غیر مسلمین اخوان و خواتین میں کی جاتی ہے۔

۳۔ لندن میں جمعہ و عیدین کی غنائین عیدین جشن میں جاریہ صد کے لکھنؤ مسلمانین و غیر مسلمین کے لئے لکھنؤ کے بعد انجمن ترقی تعلیماتی کے زیر اہتمام پبلیشنگ عیدین ہوتا ہے۔

۴۔ مسلمانین میں شریعت کے مفہوم و اس کے سیکچر انجمن میں ایک بار ہفتہ میں اور ایک دفعہ مسجد و رنگ میں لیکچر ہوتا ہے جس میں سامعین کی پائے سے نواضع کی جاتی ہے۔

۵۔ دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو مسلمانین میں بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنے رہتے ہیں جس پر مخصوص ادھار صرف ہوتا ہے۔

۶۔ رسالت کا حضرت نبی کریم صلعم کے سالانہ یوم ولادت کی تقریب کے سہارا بن کر صدہا مسلمانین کی نواضع و عیبت سے کھاتی ہے یہ مسلمانین و غیر مسلمین کو شریعت کی تعلیم دیتا ہے۔

۷۔ انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ مسلمانین و غیر مسلمین کو مفت دیکھائی

۸۔ تالیف قلوب بعض غیر مسلمین کو مسلمانین کی صفات و مایہ نازیکی کی جاتی ہے۔

۹۔ عملہ مشن کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مشاہرے

۱۰۔ مسجد و رنگ میں نمازین کی آمد و رفت جس میں مسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں ان سب کو نواضع پائے کی جاتی ہے۔

۱۱۔ رسالہ اشاعت اسلام کے ذریعہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

۱۲۔ اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد و رنگ انگلستان

۱۳۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب فی الہدایہ کی پبلیشنگ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو ترجمہ کے علاوہ شہور اہل فکر حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر مذکورہ نقطہ نظر سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد و رنگ کی خیرات تبلیغی جدوجہد کے کوآف ورج ہوتے ہیں اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شہرہ آفاق کتب کا سلسلہ بھی بازار سالانہ شروع ہے جو احمدیہ کتب خانہ کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔

۱۴۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب فی الہدایہ کی پبلیشنگ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو ترجمہ کے علاوہ شہور اہل فکر حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر مذکورہ نقطہ نظر سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد و رنگ کی خیرات تبلیغی جدوجہد کے کوآف ورج ہوتے ہیں اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شہرہ آفاق کتب کا سلسلہ بھی بازار سالانہ شروع ہے جو احمدیہ کتب خانہ کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔

نام خط کو ایک ہفتہ میں سرکاری کی کو رنگ مسلم بین الاقوامی ٹریڈنگ کمپنی کے ذریعہ منسلک برائڈر ریڈو لاہور (پنجاب)

یورپ میں اشاعت اسلام کے لیے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں جو سب کے سب مسلم امداد کے محتاج ہیں۔





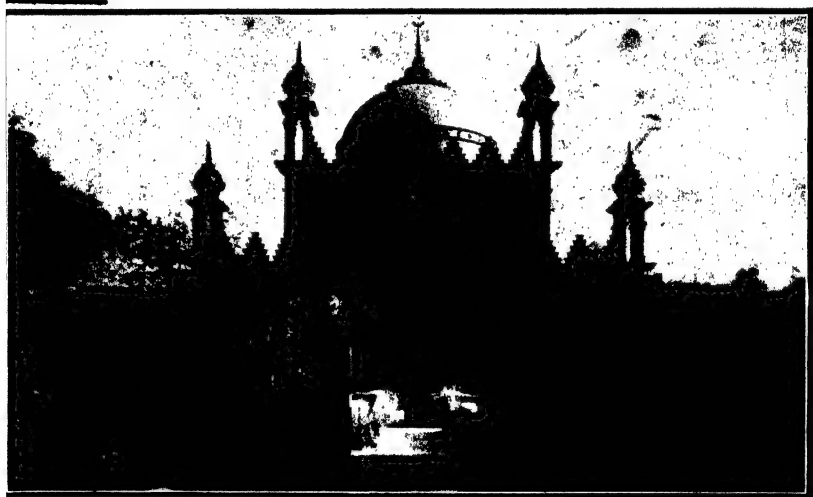
MARCH, 1932.

Registered L. No. 908.

وَقَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ  
إِنَّا نَحْنُ الْحَقُّ وَنَحْنُ الْمُبِينُونَ  
وَالْحَقُّ أَنزَلْنَاهُ بِالْقُرْآنِ  
وَلَا يَخْلُقُ أَشْيَاءَ عِندَ عَرْشِهِ  
وَلَا يَخْلُقُ أَشْيَاءَ عِندَ عَرْشِهِ

# اشاعت اسلام

اردو ترجمہ سالہ اسلامک یونیورسٹی  
مجربہ



شاہجہان مسجد و وکنگ انگلستان

زیر اہانت

خواجہ کمال الدین

۱۹۳۲

بانی مسلم مشن و وکنگ

قیمت پانچ روپے (۵ روپے)

قیمت تین روپے (۳ روپے)

درخواستہ خریداری نامہ منبر سال اشاعت اسلام غریب منزل برائے تھروڈ لاہور پنجاب انڈیا









The Late Mian Sir Muhammad Shafi.



# اشاعہ عیلام

بابت ماہِ یلح ۱۹۳۲ء

جلد ۱۸

نمبر ۱۳۱

القلوب من العین مع ولا نقول الا ما یضربہ ربنا

حضرت نبی کریم کی ذات پاک ہر جزو زندگی میں جہاں ہوا سواۃ حسن و کمال بالادہ متبرک کلمات میں جو آپ کے  
کی فوجیگی پر آپ کے لب مبارک کی نظر سے اُن میں آپ کے فہم و قیام کی قضا پر رضامندی کا اظہار فرمایا۔

ایسے صدائے وقت دل کا پرغم اور آنکھوں کا پرترم ہونا فطرت انسانی کے عین مطابقت پر دالفت جو خود موت  
تھوڑے ہی نوع انسان میں دویمت کی ہوئی ہو۔ اس ہر کی مقتضی ہو کہ جب انسان کا کوئی عجز اس کو خدا ہو۔ تو  
اس کے قلب کو بچھنے چھینے۔ اُس کی آنکھیں شکر بار ہوں۔ اگر یہ باتیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر نہ ہوتیں۔ تو  
ہمارے لئے آپ خضر راہ دین سکتے تھے۔ اگر جذبہ الفت اس قلب صافی میں نہ ہوتا تو اُور کہاں ہوتا۔ اُن آپ کی  
فطرت تو ایسی صحیح ایسی صراط مستقیم پر واقع ہو کہ اُس کے تمام ترین جذبات ایک مکمل رنگ میں آجکے اندر پائے  
جاتے ہیں جس محبوب کی دالفت جو فطرت انسانی کا ایک حمایت ہی صحیح بندہ ہو ضرور تھا کہ آپ کے اندر پایا جاتا  
اور اس محبت کا تقاضا مجربوں کی جدائی پر قلب حزمین اور چشم پرغم کا ہوتا اس محبت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا تھا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

القلوب من العین مع ولا نقول الا ما یضربہ ربنا

دل پرغم ضرور ہو آنکھوں میں آنسو ضرور ہو۔ یہاں تک ہی انسانی محبت اور انسانی خرافات بھی لیکن اس کی آگے اس سے

بالآخر ایک فرض اور اپنے مالک حقیقی کا ہے۔ اور وہ یہ کہ باپ بویا ماں۔ اولاد ہو یا مال یا صحت۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ جو انسان کو ایک وقت تک بطور امانت عیاقی ہیں اس کا حق نہیں کہ ہمیشہ کیلئے ان کا مدعی بنے۔ وہ ان باتوں پر جس قدر چاہتا ہو اور جب بچکا ہوتا ہو کسی کو دیتا ہو جس طرح معنی حامیہ سے دیکھ کر کسی کے حق کے طور پر نہیں دیتا۔ اس طرح اُسی صفتِ صالحیت کے ماتحت جب چاہتا ہے لے لیتا ہے اور جو کوئی کچھ دیتا ہے وہ خدا کی امانت اس کو لوہے پر کرنا ہو پس شکا یہ کہ کیا معنی۔ خدا نے کیوں ایسا کیا۔ کہ ہم کو ایک اپنی امانت کو لوہے لے لیا۔ یہ الہ نادان کر سکتا ہے۔ جو صفات اگلی ہو نزاد اوقف ہو کیوں یہ الہ اس کے دلیں اس وقت پیدا نہیں ہوتا تب تک وہ نعمت ملتی ہے +

زعیمہ نوان پاک کلمات میں یہ بتایا کہ تقاضا صحتِ محبت سے جو بشر کی فطرت میں ودیعت ہے دلِ عظیم۔ آنکھ پر فہم ہے تو یہ دو سب کو بھی ساتھ ہی بتا دیا کہ ہم کوئی حرف شکایت بان پر نہیں لاتے +

”ولا نقول الا ما یرضی بھ ربنا“

کیا ہی پاک فتنہ اگر اکیلو فطرتِ انسانی کا کھینچا ہو تو دوسری طرف مالک حقیقی کی طرف ٹھکنا ہو اور وہ بھی جو حقیقت فطرتِ انسانی ہی کا فتنہ ہو کہ یہ کہ مالک کی طرف ٹھکنا بھی فطرتِ انسانی میں ودیعت کیا گیا ہو۔ ہاں زیادہ خوشی اور زیادہ غم کے وقت میں بعض وقت اس تقاضا کے فطرت کو انسان مجبور جاتا ہے سبب ان طبع الفاظ میں کہ دل پر فہم ہو اور آنکھ پر فہم ہو مگر شکایت کا حرف بان پر نہیں لاتے۔ بلکہ خدا کی تقاضا پر راضی ہیں بعد کے وقت فطرت کے ان دونوں تقاضوں کو اپنے کمال میں ظاہر کر دیا۔ یہی وہ باتیں ہیں۔ جو تمام صحیح فطرت کو آمینت آہستہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غلامی کی طرف کھینچ کر لا رہے تھے اللہ صل وسلم وبارک علیہ علی اصحابہ والہ اجمعین +

کے انجیل میں مسیح علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت پر فہم ہی لفظاً دوسرے ہیں۔ جو ہمارے پیارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان براہِ حق پر رکھا ہے القلبِ محزون والین تن مع ولا نقول الا ما یرضی بھ ربنا۔ اکی حکمتِ کاملہ نے ہی جو چاہا عطا فرمایا۔ اور اس نے اپنی حکمتِ کاملہ کو جس کو چاہا اور جب چاہا اپنی طرف فرمایا۔ لہذا اگر ہم یہی لفظِ جامع سنت نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اور اپنے قلب کے اندر ایک سکون اور ٹھنڈک کی کیفیت ہے جس نے

کس قدر سکون اور شہد کی کردہ قلب منظر پر ہوا جس کو پہلے یہ لفظ چھوڑ کر نکلے۔ اور میں اس وقت نکلے۔  
جہاں اس کا دل حیران ہو۔ جب اس کی آنکھوں میں پیارے بیٹے کی جدائی کیلئے آنسو بھر آئے ہیں اس وقت  
مَلا نَقُولُ إِلَّا مَا رِضَىٰ بِهِ رَبَّنَا  
کے الفاظ کا جوش کو چھوڑ کر نکلنا بتاتا ہے کہ باوجود حزن قلب کے اللہ کی رضا پر کس قدر سکون اس قلب  
صافی کو حاصل ہے۔ اللہ صل وسلم وبارک علیہ +

ہمارے انھیں مولانا محمد علی صاحب مرحوم ایڈیٹر کا مرید کے ماتم کے انٹرویو کی بھی خشک  
نہو تھیں کہ دستِ اجل نے ہریت سید روانہ ایک اور جانکا چرکا لگایا۔ ایک اور مایہ ناز فرزند کو چھوڑ گیا

اس سال کو ٹوٹے ٹوٹے دل۔ اشکبار آنکھوں اور مجروح جذبات کے ساتھ عالیجناب زریں بیاں سر محمد شفیع صاحب مرحوم  
ہی کے فوٹو مزینت دی جاتی ہے۔ ۲۰۱۳ء کو بمقام لاہور صبح کے سوا آٹھ بجے ہمیشہ کیلئے ہم سے  
جدا ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ + میاں صاحب مرحوم کی اچانک موت مسلمانانِ ہند  
کیلئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اس قحط الرجال زمانہ میں مسلم قوم کی بلے تہا بڑھتی ہے۔ کوان کو ایک نیم نظیر  
مشیر جدا ہو گیا۔ مسلم قوم میں اس خالی جگہ کو پر کرنے کیلئے مرحوم کا نم البدل میسر آنا کسی سالانہ ممکن نہیں۔ اَللّٰہُمَّ

میاں صاحب مرحوم اپنی سوانح حیات کے وہ درخشان اور تابناک اوراق چھوڑ گئے ہیں جس کی عظمت و جل کے  
زمانہ میں مثلِ اوہن سکتے ہیں۔ اس کو ہم اس رفیع المنزل ہستی کی زندگی کے جہنہ جہنہ کا رتے ہر نیا ذوق کراہتے  
ہیں جو اسیدِ کرم کو مسلم قوم کیلئے سرمد ہونگے +

جناب میاں صاحب مرحوم باغباپورہ کے مشہور خاندان کے چشم و چراغ تھے بیاں صاحب مرحوم ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء کو  
بمقام باغباپورہ (لاہور) پیدا ہوئے۔ اسلام کے ابتدائی اصول سیکھنے کے بعد آپ اُمی مضمین کے ذریعہ ڈل سکول  
میں داخل ہوئے۔ اس سکول کو ڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ نٹرل ڈل سکول لاہور میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں  
میں پنجاب یونیورسٹی کو میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ مگر ابھی اُن کا ذوقِ علم نشہ تکمیل تھا چنانچہ پہلے پہل

گورنر کا کالج اور دیگر تعلیمی کالج لاہور میں تعلیم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اگست ۱۸۸۹ء میں آپ قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا نام انگلستان بھجوتے قانون کا کونسل مکمل کرنے کے بعد آپ نے یکم اکتوبر ۱۸۹۲ء کو سو فیاض پور میں کالج شروع کر دی۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کی قانونی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت ہند نے آپ کو خان بہادری کا خطاب دیا +

۱۹۱۷ء میں سائمن کمشنر کو بارہوی لکھنؤ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اور اے۔ اے۔ اے۔ اس وقت تک آپ کو حاصل رہا۔ جب تک آپ پر تعلیم نہ بن گئے +

۱۹۱۸ء میں سائمن کمشنر نے صدارت کی خدمات پر حکومت چیف کورٹ پنجاب کی ججی کا عہدہ جلیلہ آپ کو بخش دیا۔ لیکن آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا +

آپ سال تک پنجاب کونسل اور سپریم کورٹ کے جج رہے اور نہایت یا تدریسی کو اپنی رے پیش کرتے رہے +

آپ نے محکمہ تعلیم میں سپریم کورٹ کے دوران خدمت میں پکھولا اور تھیں تھیں کہ وہ اس کی پورا پورا فائزہ تھیں جس وقت آپ نے وزارت تعلیم کا چارج لیا۔ کل انتہی ۲۹ ہندوستانی سپریم کورٹ میں تھے جس کے ساتھ تھیں سال بعد ہی تھیں ایک سو تیس سال تک چلنے والی حکومت نے آپ کی خدمات کو پیش نظر رکھ کر ۱۹۲۲ء میں آپ کو تھے جی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا ۱۹۲۴ء میں آپ کو سول آفٹسٹ کے لیے مقرر ہوئے +

وزارت کے عہدہ جلیلہ و سیکرٹری کے بعد آپ لاہور شریف لائے پھر پورٹ ٹریڈ کی ایسوسی ایشن بنائی اور پورٹ ٹریڈ کمیٹی کے

میان میں تمام کاموں کے لیے کونفرنس کے سلسلہ میں جو خدمات سر انجام دی ہیں وہ کسی کو پوشیدہ نہیں اپنے جہاد میں سے مسلمانوں کا نقطہ نظر حکومت اور کونفرنس کے ساتھ پیش کیا۔ جس کی تعریف و ستائش سب کر رہے ہیں +

گول میکانفرنس کو آپ نے اپنے پورے وقت ہند نے آپ کو دوبارہ وزیر تعلیم کے عہدہ پر فائز کر دیا مگر افسوس کہ ملک اور

حکومت کو آپ کے قیمتی قیمتی مشوروں سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملا +

میانصاحب مرحوم زندگی کے آخری لمحوں تک قوم و ملت کی خدمات سر انجام دیتے رہے آپ آل انڈیا مسلم لیگ اور لیگ  
آئرن رومناہ اینڈ روس لاہور کے بانیوں میں سے تھے آپ انجمن حمایت اسلام اور پنجاب پبلیکیشنز شریل لیگ کے صدر تھے  
اور لیبر بھی فراوانی کے قابل نہیں تھے آپ مسلم مشن ونگ کے ریکی اور اسی مجلس تشکر کے قابل قدر ممبر تھے

میانصاحب مرحوم کی زندگی اس کی شاہد ہے کہ آپ اپنی قابلیت و استعداد کی بدولت زندگی کے شہزادین جیسا کہ  
بیوقوف و آخر کار کامیاب رہے و کالت میں تاملوری اور شہرت کے ساتھ انہوں نے کافی دولت پیدا  
کی۔ جو قیمتی کاموں میں صرف کر دی +

آپ کی شخصیت بہت ہی شخصیت تھی۔ مگر اس کے باوجود آپ کے کرم و خلاق قلوب کے مسلمانوں کی یاد کو تازہ  
کرتے تھے۔ آپ امیر و غیرہ سے مساوات کا سلوک کرتے اور سچی ہمدردی پر پیش آتے +  
کوئی انجمن الہی تھی۔ جس میں ان صاحب مرحوم کی کرم ستری نے عزم کیا ہو آپ انہوں کے لیے پی پی پی اور دیگر سرپرست  
اور غریبوں کے لیے مبادا واد تھے آپ اسلام کے لہادہ تھے ذاتی جاہت و امارت کے باوجود آپ نے اصول قرآن  
کو کبھی پس پشت نہیں ڈالا۔ اور ہمیشہ اس کی تعلیم سے پرعمل کرنے کی کوشش کی +

آپ کی زندگی کی نمایاں باتوں میں حیا و احسان کو ممتاز درجہ حاصل ہے۔ حق لوگوں کو آپ کو کوئی شکایت نہ تھی۔  
ان کے ساتھ بھی دہلڈ وادہ چشم پوشی کا سلوک کرتے تھے آپ کو کبھی بھی برا شفتہ یا کسی برائی سے کلامی و پیش آنے کو نہیں دیکھا گیا +

میان صاحب مرحوم ایک سیر چشم و با برت انسان تھے وکیل کی حیثیت میں آپ اینڈ کی ادا کرکٹ کی حیثیت میں مجلس مرکزی کا وقت

مرحوم منظر، ایک بلند پایہ کے انسان تھے آپ محض ایک نمونہ سیرت و ان ہی تھے قیادت کرنے جہاں آپ پر بہت  
فیاضی کو کافی توفیق عطا کی تھیں۔ ہاں احساسات و جذبات کی نعمت غیر متزکیہ و بھی ملامت کرکھا تھا آپ کی

تحریر و تقریر میں لب و لہجہ کا نہایت خوشگوار امتزاج تھا +

محرم منعمود بدریہ غایت خطا بخش و خطا پوش تھی رسولی خطائیں تو ایک طرف کٹر سنگین جرائم کو بھی چشم پوشی فرماتا تھا غریبا سنا کہ اذکر حقیقت کے لوگ جب حاضر خدمت ہوتے تو مالی امداد کے علاوہ انتہائی مُشفقانہ محکم سے پیش آتے یطعت و کرم کو باتیں کرتے +

آپ عزیزوں اور دوستوں کو انتہائی خلوص محبت و ایثار میں پیش آتے دشمنوں کی کمینہ حرکات کو خاطر میں نہ لاتے خود داری کی وجہ سے آپ کمینہ دشمنوں کو کبھی بھی الجھنا پسند نہ فرمایا کرتے +

میاں صاحب محرم ان معبودے چند بزرگمان ملت میں سے ایک تھے جنہوں نے ملک ملت کی خاطر ذاتی مفاد کو ہمیشہ پس پشت ڈال کر بڑی کوششیں کیں اور قربانیاں کیں تب کا ایثار صدیقی! آزاد ملت کے ذاتی مفاد کی خاطر اکثر محبت آمیز تڑپ کے ساتھ برورد سے کار آیا +

آپ کی جو دنیا مشہور تھی۔ کوئی بھی حاکم نہ کبھی بھی بے نیل و مراد آپ کے دوسے دلہن نہیں لوٹا۔ جو گیا۔ تو حق و زیادہ لایا آپ قریب غلبہ تھے اور آپ کا محبت بھرا دل سب دلوں کا خزانہ تھا +

آپ کی ذات شرقی و مغربی علوم کا کجیا کی محبت تھی آپ بروایت ہی سنیہ کے مالک و ادا و انسانان طین ملت و مبنی توح ان کے سرگرم و ان تھک فاعلم تھے آپ ایک غیر مذہب و جاہلیت مسلمان تھے۔ بلکہ کاموں میں آپ کو بڑا اقتدار حاصل تھا مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں تو آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ مسلم قوم کی تعلیمی ترقی میں سری و فہمی لی۔ آپ کی ذاتی تڑپ تھی کہ آپ کی قوم تعلیمی ستیوس کے بھر کر مروج ترقی پہنچ جائے۔ اور تعلیمی بیداری پیدا ہو جائے۔ تعلیمی ہنر مال کی وجہ سے علیحدہ بینوری نے آپ کو ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری عطا کی +

سیاسی مسلک میں آپ ایک متدلل پسند ہر تھے۔ مقالہ بالامیں آپ کی مختصر سوانح حیات کو پیش کیا گیا ہے



جس میں مختلف نوعیت کے قانونی تعلیمی سیاسی دینی کارناموں کو مختصر اُسپر قلم کیا گیا ہے +

گو مرحوم ہامانی طور پر ہم کی ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے ہیں۔ مگر اپنے ایسے سبق آموز کارنامے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ جہاں تک یاد تک مجھ کے حلوں و محو میں ہو سکتے +

یہ روشن و درخشاں کائنات ہے۔ زندگی کے متلاطم سمندر میں بھٹکے بہر ان ملک و ملت کے لئے فخر و راہ کا کام دینگے۔ گو مرحوم آنے والی مسلم لہر کے لئے راستہ کو بہت کچھ سہوار کر گئے ہیں۔ لیکن اُمتِ موعود میں ہم سے ہی کم اپنی ص ایسے قابل و نڈیر نظر آتے ہیں۔ جو ان رستوں پر گامزن ہو کر قوم و ملت کو فائز و بہتیا سکیں +

ہم کارکنانِ مشن دو رنگ کو دلی تائید ہے کہ ہمارا ایک سرگرم کارکنِ مشن کے کاموں میں سچا پسندے والا نڈرگ۔ اور مشن کو مفید ترین مشورے دینے والا شیرِ محبت کیلئے جدا ہو گیا۔ آپ کے مفید مشوروں کو کارکنانِ مشن و سرشیانِ مشن دو رنگ انگلستان نے ہمیشہ سچی و قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور ان پر کاربند ہوئے +

ہماری بڑی دعا ہے کہ آپ کا درجہ و مرتبہ دنیا سے کہیں بڑھ کر عقبے میں ہو اللہ تعالیٰ وہاں بھی آپ کا حامی و مددگار اور حضرت محمد مصطفیٰ کے شفیع ہوں۔ خداوند تعالیٰ آپ کو اپنے دامنِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین

## ناظرین سالہ کی خدمت میں التماس

دو رنگ مسلم مشن سٹراٹاجی کے علمبردار کی ظاہری باطنی خوبیاں کو ترغیب دینے میں بڑی کوشش کر رہا ہے۔ یہ تو مسلم بھائیوں کی علمی و کمالی سالہ اشخاص کو نووا لگیزی اور ان کے اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام کا نفع ہی بہت حد تک مستلیم و دو رنگ کے اخراجات کثیر کا کفیل ہے اس لئے جس قدر ان سالوں کا حلقہ اشاعت وسیع ہو گا اس مشن کو مالی معاونت کی لینا ناظرین کی ممد و باؤ التماس ہے کہ اپنے حلقہ انتر میں مشن کے ہر دور سالوں کی توسیع و اشاعت کو دخل نہ دیں السلام خادم۔ خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن دو رنگ دہلی

# شذرات

**مسیحیت کا طریق اشاعت** | ہم مسلمانوں کیلئے یاہر موجب فرما رہے ہیں کہ اس کے علاوہ ممالک میں مسیحی کی بڑی تعداد ہے۔ ہمارے کسی قسم کا سیاسی اقتدار حاصل نہیں ہو سکتا اور اس لئے نظریہ کامیابی کا سہرا اس کے لئے ہر قسم کی قوموں کے لئے ہے لیکن کس قدر ضروری ہے کہ مسلمانوں کے اندر اس حقیقت کی وجہ سے اشاعت اس کے لئے ہر قسم کی تحریک پیدا ہونے کے لئے اکثر اوقات لازمی پیدا ہوتی دیکھی جاتی ہے۔ اوقات حاضرو کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ ہر قسم کی غفلت یا دوسرے ممالک کی بڑی تعداد ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہو چکا ہے کہ اس کے لئے ہر قسم کی غیر مسلموں کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت اور اشاعت کی استعداد اور جو کہ اس کے مقابل میں عیسائیوں کی طرف سے سخت مخالفت ہوتی ہے۔ اور یہ پانی کی طرح بہا یا جاتا ہے کہ ہمارے عیسائی دوستوں کی ناقابل برداشت مخالفت اختیار کر چکی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اب ان مقامات میں جہاں وہ غیر ضروری تشدد کر سکتے ہیں، ایسا کرنے سے انہیں کچھ علاقہ شکار کیا نہیں آئے۔ اس قسم کا ہمارے جو اس طرز عمل پر شاہد ہو رہے ہیں، ان کا اختیار اصل ان معاملات پر ہے کہ ان کی کارہا کی عیسائی مزارعوں کے طرز عمل سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور وہ یہ جانتا ہے کہ یہ لوگ اس لئے جو تین ہیں کہ اگر حقیقتاً ہی تو ہم تین حلقوں میں ان کا جہل خیال کو لگی چنانچہ وہ دیکھتا ہے۔

”اصولی طور پر ہم یہ غلط نہیں کرتے کہ اس علاقہ کے بہت پرستوں کو عیسائی بتالیا جائے اور چونکہ ہم جانتے ہیں کہ عیسائیت کا ملک کا نہیں ہے۔ اور وہ لوگ انکی اشاعت میں سرکاری طور پر مدد کرتے ہیں۔ ہمیں ان لوگوں کے سبھی ہو جائے کہ ان کی تائید نہ ہو۔ ہم اسے پسند کریں یا نہ اور یہ یہی ان کے دائرے کے تحت عمل کی ہے کہ جو ہمیشہ قابل توفیق نہیں ہوتے۔ اس علاقہ میں ابھی تک مسیحی دین میری جہانی سازش میں ہے اور ابھی تک لکھ رہا ہے کہ ایسے ہیں۔ جن کو قرضائے حالات مختلف خاصیتیں اندر جذب کرنے کی کوشش کرینگے۔ پس اس صورت میں ضروری ہے کہ تبدیلی نہ کر کے بلکہ ان میں منافرت بڑی پیدا ہو۔“

**عیسائیت کے دوسرے عقاید** | اس تمام انتساب کے لئے جو مسلمانوں کو عیسائیت میں پاجاتا ہے، ان کے دوسرے عقاید انہیں اس کا عقیدہ اور کلیسا انگلستان کی تعلیمات اور ان میں اور ان عقیدت میں جو عقائد عقلی باتیں نہ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہیں کہ ان کا ماضی قدیم بہت پرستوں کا مذہب ہے۔ یہی ہو کر اعلیٰ کلیسیائی علماء دائرہ جو آئے ان کی اصلاح اور ہم کو مطمئن نہیں ہے۔ موجودہ عیسائیت میں تیرہ دست اصلاح چاہتے ہیں۔ تاکہ اسے بہت پرستہ عقاید کو عقلی پاک صاف کر دیا جائے اور مسیحی کے تعلیمات عیسائی پادری مثلاً نسطور باہر تو عقاید کی کو تبدیل کرے۔

جاتے ہیں۔ اور ان تمام عقاید کو کس طرح رکھنا چاہتے ہیں جن کی وجہ عیسائیت مسرتنا پائے شرک نہ عقاید جموع و جملہ کی جو دوسروں کے  
نہی عقاید ہیں یہ تیری ہی چاہت ہے جس کی وجہ کو ان کے غیر پادریوں کے احساس ہی کو انھیں رنگ سکے جن کو ۴ تعلیمات کی محنت  
کا اقرار کرنا لازمی ہو گا۔ یہ بات بحالت میں ممکن ہے کہ وہ عقل اور علم دونوں کو بالائے طاق رکھ دیں ڈاکٹر تازہ نے ایک کاغذ پر  
یہ نکتہ لکھ ہی گئے عقاید ضائع کرنے کی خواہش ظاہر کی (بگولا اخبار ڈیلی ٹیلیگراف مورثرہ ۳ جون ۱۹۳۱ء) کہہ کر ان کی بلانے  
میں مروجہ عقاید مذہب اور سائنس دونوں بالکل اعتماد کے قابل نہیں ہیں۔ وہ شاگردوں کے عقیدہ میں کراہت نہیں  
اور دفع کے سرسبز اور تصور کو کس طرح رکھنا چاہتے ہیں۔ لکھ کر یہ عقیدہ اس تصور کا حامل ہے جو اب متروک کر دیا گیا ہے +

یہ تو انسانوں کی طرف سے جو عیسائیت کے اندرونی مسائل کے ذوق ہے۔ چنداں توبہ نہیں ہے جنہاں  
پہلے مک لوگوں کو تعلیم دی جاتی تھی۔ کہ وہ عہد جدید کو اپنے مذہب کی صحیح مبنیاد تصور کریں اور انہیں تقیید کر کے بالائے انھیں  
لیکن یہ تعلیم ہم پر کر کے پہلی تحصیل بھی شریعت کی دفاع کے سرسبز سال بعد تحریر کی گئی ہے اور عہد جدید میں وہ حرکت ضائع  
ہیں جو سوائے کسما بین وقت فوقتہ لکھی گئی ہیں اور دنیا میں کوئی محقق خواہ وہ پادری ہو یا کلیسیائی مہم دار  
یا دنیاوی آدمی بائبل کو تمام و کمال حق اعتماد نہیں سمجھتا اور اس کے اعتراض میں سلطان نہیں سمجھتا۔ کہ بائبل میں بہت  
سی غلطیاں غلط بیانات اور خلاف عقل باتیں راہ پا گئی ہیں پس اندریں حالات کوئی توبہ نہیں۔ اگر لوگوں کے دلوں میں  
نئے الطبعانہ پیدا ہو سکتی ہو +

مختصر یہ دلائل ہیں جن کی بناء پر رماؤ حال کے لوگ نئے مذہب کی تلاش میں ہیں اور اسلام کے علاوہ کو کونسا  
مذہب ہے جو جدید خیالات کو کوئی تسلی دے سکتا ہے؟ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو آسمانی پیغمبرین کی طرف سے اور ان تمام انھیں  
کو پاک ہو جو ہمیشہ کے نظریہ میں ہے اسلام ہی واحد مذہب ہے جو ہمیں کچھ ضیائی اور تعمیری حقائق عطا کر تا ہے۔ اس میں  
کوئی خلاف عقل عقیدہ نہیں ہے۔ اس کی تعلیم مسند پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ بات ہے جسے ایک دنیا تسلیم کرنے پر مجبور ہے +  
اسلام کو خالصتہ ایک عقلی مذہب ہے اور تاریخی اور فحوی دونوں اعتبار سے اور عقلیت کی تالیف کوہ ایک نظام ہے جو نہ ہی عقائد  
کو عقل کے تحت رکھتا ہے اس پر پورے طور سے صادقاتی ہے اور یہی بات پر و فیسر مانٹے نے اپنی تصنیف میں لکھی ہے جو میر میں  
۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی تھی +

**کلیسیائی مسیحیت کی عملی تصویر** | بہانہ کہ مسیحیت کی عملی تصویر کا سوال ہے جس قدر عام مغربی اعتبار کے جائے سچید  
ہو سکتا ہو تاہم اچھا یہ سچید ۱۹۲۲ء میں مسیحیت اقتباسات پر نیا طریقہ کے جائے ہیں۔ جس میں مشہور سابقہ نے  
مسئلہ رنگ پر اظہار قیام کیا ہے کہ مسیحیت اقتصابت کوئی کو کم کرنے کی بجائے ہم سمجھتے ہیں اور بھی زیادہ کر دیا ہے۔ چنانچہ  
ذیل میں چند اقتباسات دیے گئے ہیں +

”مشٹرل میوز نے اپنے جدید ناول میں لکھا ہے اسود ملون پیدا ہوتا ایسا ہے۔ جیسا زندگی کے زیریں طبقہ میں  
پیدا ہوتا اور روشنی کی طرف کا دروازہ بند ہوتا اور گونے گونے کے لوگ بالائی حصہ میں رہتے ہیں۔ سب بتے ہیں کہ بعض کیلئے  
میزوں ہیں لیکن کچھ حصہ مختصر ہوتا ہے اور دوسرے میں ہی کچھ حصہ مختصر ہوتا ہے جو ہمیں شوہر بعضی میں سو کر سکے گی

میں انھیں نکال دینے کا حق کروں گا حال ہی میں ایک حبشی دوست کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا کہ وہ کہتا تھا کہ قانون تھا جس میں اسٹیبلشمنٹ کے گرجہ کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے کہ ایک پراسٹیوٹ عمارت ہے تاکہ لوگ گورنمنٹ کے ساتھ ٹھہر کر عبارت نہ کر سکیں۔ پراسٹیوٹ میں میں نے پینے کے پانی کے ٹنکے بھی کلا اور گوروں کیلئے جدا جدا کھچھڑا اور ایک لائبریری پر یہ نوٹس لکھا دیکھا۔ کہ یہاں کا لائبریریوں کے کپڑے نہیں دھوئے جاتے کسی زمانہ میں حبشیوں کو تعلیم دینا بھی خلاف قانون تھا۔ ڈاکٹر مارٹن پریسل ٹنکی لائبریری میں اسٹیبلشمنٹ اور حبشیوں کا خاص کام تھا کہ ہم ہمہ گیر ہوتے تھے سب سے بننا چاہتے ہیں۔ ذکر بردار قانونی یہ باتیں ان جیسے چڑے دعویٰ کا نتیجہ ہیں جو امریکن اور انگریزی کیلئے نہیں کیا کرتی ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے الفاظ کو عملی جامہ پہنچنے کی تکلیف سمجھی گوارا نہیں کی۔ اور نہ آئینہ ایسا کیلئے اسلامی ایک ایسا مذہب ہے جس نے رنگ کے مسئلہ کا صحیح حل پیش کیا ہے۔ اور ان کے تعصب کی رُو کا وٹ کو دھونے کا ماز دنیا کو کچھ بھایا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس اعتراف خود بھی مشربوں کو بھی ہے +

## مسلم مشن و وکنگ کا مکتوب

ہمیشہ سے ہم اس بات کے شہرہ کر رہے ہیں کہ اسلام ساری اقتصادی اعتبار سے ہر چیز پر کمزور و فساد کن ہے۔ سکی روحانی طاقت کو تو متنبہ کی گمان قوم کے قلوب کو ہر جگہ کا کھنڈ کر کے قابل ہو رہا ہے۔ گذشتہ سال کے مسئلہ اقدس ہمارے مقالہ کی قصہ پر ترجمہ ثبت کرتے چلے آئے ہیں۔ اس وقت تک جو لائبریریوں میں حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ ان میں اکثر طور پر وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی حسی مشرق کے دوران میں مسلمانان سلف کی مثال موجود ہے کسی نہ کسی طرح محامدو سالہ پڑا۔ بیچ کو یہ کہہ کر صورت حالات خود مسلمانوں کیلئے بھی سرمایہ حیرت استعجاب کی گئی۔ دامانہ جماعت میں اب بھی غیبا کے دنوں کو وہ لینے والی خیریاں موجود ہیں۔ یہ حقائق ہیں جن میں ایک جو اپنے کیلئے جو سنی میں دل اور دل میں خلوص یقین کی روشنی رکھتا ہے کسی مزید شرح کی کوئی گنجائش نہیں۔ ابھی مسلمانوں کی جامع زندگی میں روحانی آگ کی کچھ سسکتی ہوئی ہنگاموں میں موجود ہیں جن کا سرخ اہل یورپ کی تشہیر و ترویج خود مسلمانوں کو بھی یاد ہے جسے لگا لگا لیا جاتا ہے۔ چنانچہ ذیل خط جلا رڈ ہیٹلے صاحب یاقاہ کے نام آیا اور انہوں نے پھر میں بھیجی ہے اس کا ایک تازہ مثال ہے +

آفتاب الدین محمد سہتاش امام شاہ جہاں مسجد ونگد انگلستان

مکتوب نمبر ۹

جناب عالی !

از مقام تعلیم کس {  
مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۳ء

آج میں ایسے مسئلہ کے متعلق آپ سے استصواب کرتا ہوں جو عرصہ سے مجھے تحلیلی پر جا رہی ہے ساتھ ہی ساتھ ہائی سڈ کا کہ آپ سے اس تکلیف کو دور اعتناء نہ فرمائیں +  
میں ابھی ہندوستان سے سائیل کے بعد واپس آیا ہوں۔ نیٹال (ہندوستان) میں میں تھکا ہوا تھا اپنی ملازمت کے

اچھی لوں میں ہیں یا کہ جسے ششاس ہوا چھوٹے سینے میں آیا ہو کہ آپ کی بات اگر اسی مٹی مذہب کی ایک شہرہ گردن ہو جس  
اسی سلسلہ میں یہ خط آپ کو کھانگیا ہے +

میرے قبا آپ کے متعلق جو مجھے اطلاع ملی ہو اگر وہ صحیح ہو تو پھر گناہ ایش ہو کہ ازراہ مہربانی مجھے یہ واقعیت ہم پہنچائیں کہ مسلمان  
ہو جانے کیلئے میں کون کون سا شرط اختیار کروں اور قرآن مقدس کس ذریعہ سے حاصل کروں +

باز ثانی عرض ہو کہ میں آپ کو مسلم جان کر یہ نفسانات آپ سے کر رہا ہوں میں اگر آپ بارہ میں میری شکری کر نیکی تو  
میری نہایت خوشی کا باعث ہو گا میں نے اب تک انیت قلب کی خاطر مختلف مذاہب کی چھان بین ہو کر متبع ہی العلوم  
بعض امور ضروریہ کا فقدان نظر آیا لیکن اسلام کے متعلق جو کچھ بھی میں نے ابھی تک پڑھا یا سنا اس کو مجھے یقین ہو گیا ہے  
کوئی ایک نہ ہو جو بلا اذیت مجھ دیگر مذاہب پر فوقیت رکھتا ہو اس کو میں اسکا ہر کو قبول کرنے کا نہایت ہی ہاں ہوں  
لہذا میں سب سے آپ کے لئے اوسع امتداد کرتا ہوں +

میرے کہنے سے بھی جو میرے ہمراہ ہندستان میں ملازم رہ چکے ہیں اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں -  
میرے قبا اگر وہ اقدس میں مجھے آپ کے نزدیک بارہ میں غلط اطلاع ملی ہو تو پھر میں آپ کے معافی چاہتا ہوں +  
ایم - محمد شہ

## القیس

رضی اللہ عنہ حضرت نوح علیہ السلام

ہر مذہب میں قیامت کا اندوہ ہو چوہی اور جملہ انہیں کو ہم نے حیات بعد الموت کے عقیدہ پر زور دیا ہے  
اور بدکاروں کی آئندہ زندگی میں سخت عذاب کا عقیدہ نہایت مقرر انداز میں کھینچا ہے نیز ان کو ہم خود بار بار چیتا  
بعد الموت کا ذکر کرتا ہے اور اسکی وجہ صاف ہو کر عباد کا عقیدہ کسی مذہب کا جزو اعظم نہ ہو تو وہ مذہب ہی نہیں کہتا  
اور عقیدہ ہماری مدورہ حقائق زندگی کیلئے بمنزل بنیاد سے ہے +

مکن ہو کہ تہذیب یہ عقیدہ کی چنداں پرواہ نہ کرے لیکن تاریخ تو ہماری ثابت کرتی چلی آئی ہے کہ اس عقیدہ  
کا انکار کیسے کیسے یامین ترین معاشک کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اسکی بنیاد پر افراد انسانی جسمانی اور خلتی دونوں  
طرح کی کمزوریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور علی علی علی تمدن خاک میں مل کر رہتا ہے اس کا خاص خاطر یہ ہے  
کہ بُرائی کی سزا ملے لیکن ہستی کے جرائم و نیام پوشی نہ ہتے ہیں ! سئلے عزم سزا کو جگ جاتے ہیں لیکن عقیدہ  
کرنے کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی جس میں ان جرائم کی سزا ملے گی انسان کو بہت سی بُرائیوں کا وار کھتا ہے +

افسوس کہ تہذیب جدیدہ نے اس عقیدہ کو چندان اہمیت نہیں دی اگرچہ ملے عامہ کے باوجود یوں کہ سزا

نئے جرموں کو قانونی طریقہ پر حل کسکتی ہیں لیکن دنیا میں بہت کم لوگ ہیں۔ جو نیکی کی خاطر نیکی کہتے ہیں۔ سزا کا حق انسان کو بہت کم مقام پر دیتا ہے۔ اور اگر تحقیق ہو جائے کہ ہم سر کوئی سوچنے نہ کر لگیا تو پھر ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ لہذا لوگ اسی کو سب سے بڑی بات سمجھتے ہیں۔ کہ کسی کو مو حسن نہ کرنے کا حق نہ ملے۔ بیماری خدائی زیادہ تر ہماری خامی زندگی کو بہتر ہے۔ اور تھلے تر جسے حلال کی پاکیزگی پر منحصر ہے۔ لیکن اسی زندگی تو مشکل بہت کمزور ہو گئی ہے۔ مغربی ممالک میں شادی تو ایک لائری کی قسم ہو کر رہ گئی ہے۔ اور جدید تقریرات یہ بھی ہیں سولہ میں کئی خاص صلی نہیں کی ہے کہ کمزور جسمی افراد لیاں تو نریات کی گرفت میں یا حدود میں نہیں آئیں اور جہاں بغضی کا ارتکاب کرنا والے شادی کی قبول کرنا وہاں مضابطہ دانی بھی کئی مدخلت نہیں کر سکتا۔ اور جو کچھ قوم بھی وہ آہستہ آہستہ کمزور ہوتی جاتی ہیں۔ کیونکہ ان تہ فی خرابیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے بہت سی تجویزیں بر مرد سے کارائی جاتی ہیں مثلاً طریقہ متعلق ولادت اس معاملہ میں ایک خاص ہیئت رکھتا ہے۔

اگرچہ مروجہ قانون نہ تو پر کوئی سزا عاید نہیں کرتا لیکن فطرتاً بعض اوقات طبیعت کی سزا مرض جنسی کی شکل میں ضرور دیدیتی ہے۔ اور وہ بہت سخت ہوتی ہے اس سزا کو بچنے کے طریقے بھی سوچے جاتے ہیں۔ اور مبتلا ہو جانے کی شکل میں بذریعہ ادویہ مایا کو بھی کرایا جاتا ہے۔ اور ممکن ہو کر سائنس فطرت پر غالب آجائے لیکن یہ بات یاد رہے کہ فطرت سزا دیتی ہے کسی کی رعایت نہیں کرتی۔ اور بیماریوں کو بچنے کیلئے جو حفظہ یا تقمیر اختیار کئے جاتے ہیں وہ انسان کو مزید مایوسی کی طرف مائل کرتے ہیں جس کی وجہ سے کہ کھلے تر تباہ ہو جاتا ہے اور چھان کر دوسری دوا سوا جاتی ہے اور پھر پھر عیاشی تو مچ جاتی اور جنس لاتی دونوں پہلوؤں کو تباہ ہو جاتی ہے۔ اور جلد صحت آسکتی ہے مٹ جاتی ہے۔ لازم ہے کہ موجودہ زمانہ اس بات پر کوئی توجہ نہیں دیتا کہ اس بڑائی کا سبب باب کے مغربی مفکرین کو خصوصاً اس طرف توجہ ہو جاتا ہے کہ بزرگی بڑائی سب سے زیادہ منسوب ہیں۔ اور نہ تو میرزا خیال تو یہ ہے کہ حیثیت بلوغت پر اعتقاد ہی ایک ایسی چیز ہے جو اس میں مبالغہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس بڑائی نے قانون اور عام دونوں کو پس پشت ڈال دیا ہے، ہاں خیال کرنے کے بعد اس پائے اعمال کی جاہد ہی کرنی پڑے گی۔ بیشک اس بڑائی پر غالب آسکتی ہے۔

ترکانِ کیم نے حیثیت بلوغت کے تین خصائص بیان فرمائے ہیں (۱) ہمارا آئینہ جسم ہمارا من نے خیال پر نہیں ہوگا (۲) وہ ہمارے تمام اخلاقی مقرب کو آشکار کر دے گا (۳) ہمارا جسم ہمارے موجودہ اعمال کے مطابق سزا یا جزا کے طور پر پانچ پانچ راحت یا عذاب کے فرائض کا حامل ہوگا۔ اس زندگی میں بڑائیوں کو روکنے کی قوت انسان کی نہیں ہے ہمارے جسم میں طبعی ہونے کی بجائے تمام غرضی شہادہات ہر ہونے لگی۔ یہ بیان سزا کا صحیح ہے۔ ہمارا اندوزہ تجربہ نہیں پڑا ہے۔ بعض تناسلی امراض کے خلاف بعض کے جسم بانی

رہ چکے ہیں اور ان کو بہت تکلیف دیتی ہے مگر جو چیز عالم مادی میں نہ ہو وہ روحانی عالم میں بہت سی سائنس کا مظاہر ہو گی۔  
کیونکہ وہاں ہر جرم کو مجموعی کرنے کیلئے تمام ذرائع مفقود ہو گئے +

اگرچہ اس اعتقاد کے متعلق شبہ پیش کیا جاسکتا ہے کہ ضرورت کے لحاظ سے ایک بائبل کا ترجمہ یہ ممکن ہے لیکن اصل یہ ایک صد افسوس ہے کہ قرآن کریم نے اسے اتمامی رنگ میں پیش نہیں کیا جیسا کہ دوسرے مذاہب میں یہ ایک ایسی فتنہ ڈھرائی سمجھا گئے ہیں۔ واضح ہر ایک اصول کے پہلے قرآن کریم نے نئے نئے نسخے پیش کیے تھے؛ ارہون کی اصل نوع کا اس وقت پر بھی تھا ایک کتاب نے زمانہء مجاہدینہ اندر بھی ابتدائی حالت ہی میں وہ تمام استمدادیں مخفی ہوتی ہیں جو آگے چل کر برسر کار آئیں گی نیز حالات ارتقائی انسانی کے ترقی کے پس منظر پر قائم رہتی رہنا چاہیے لفظ "ارتقاء" جو قرآن میں صراحتاً اہم صفت ہے، لازم ارتقائی کے معنی کرنے والے پر دلالت کرتا ہے، +

قیامت کا ذکر اگر قرآن میں متعدد بار کیا گیا ہے اور مولیٰ اللہ تعالیٰ اسکے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے، تاہم قرآن میں ایک مرتبہ ہی سورۃ قیامت کے عنوان سے سورہ کی عربی لفظی حاک کے لغوی معنی ہیں ”بکھڑا ہونا“ قرآن شریف کے تین جہاں کے کچھ مقامات پر قرآن نے کچھ جگہوں پر خود ہماری شخصیت میں موجود ہر صورت و فکر، ابتدا ہی میں ایک لفظی انوکھ لفظ استعمال کرتی ہے جسے ”فلس“ یعنی برائی پرافس کر نپوالافس کے نام سے موسوم کیا گیا ہے نیز لفظ کے رحم و مہد میں جائز نہیں بلکہ بعد جالاتین پرطاری ہوئی ہیں۔ ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور ان حالات میں ارتقا کی عمل و وقوع پیدا ہونے سے ہی شروع ہو جاتا ہے اور یہ سب کچھ اینظام کے تحت ظہور پذیر ہوتا ہے کہ کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ سب تو ہمیں قدرت تعالیٰ کے دست میں جاتا ہے یہی سب لفظ انسانی رفتہ رفتہ شعور کی صورت میں مبتدل ہو جاتا ہے اور قرآن میں اسے خلق کی شکل میں سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن الحجاب کا منشا نہیں ہے کہ روح جسم انسانی کو محدود کر دیتی ہے اور خارج اس کے اندر داخل ہوتی ہے اسے جسم کی ہی پیداوار قرار دیتی ہے جو خوف اگرچہ عالم یا ناسی علیٰ ہر ہو جاتا ہے لیکن انسان میں اگر اس میں کچھ خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے جو حقوق کو ان کی علم نہیں ہوتا۔ لیکن انسان میں یہ احساس عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہتا ہے اور ہم اپنی جاہلاد کی حفاظت کرتے ہیں اور یہی احساس حفاظت ترقی پا کر ہمیں دوسروں کے مال و استبداد و حقوق کی نگہداشت پر عمل کر دیتا ہے اور یہ دوسروں کے حقوق کی پامال ہوتے ہیں جو اسی وقت دنیا میں لائی کا آغاز ہوتا ہے۔ اصل لگنا ہم کو دوسروں کے حقوق پر دست مازہ کرنے کا اور ہر انسان میں یہ جسم دوسروں کے حقوق کی پامالی دیکھتے ہیں تاہم اگر اندر غریب

۱۵۔ وَفِي نَفْسِكَ أَتُكَادُ تَبْكُونَ (۵۱:۲۱) اِدھر تھامے لوں میں بھی بس کیا تم غور نہ کر ڈگے؟

[illegible]

پیدا ہوتا ہے +

قرآن فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو غلبہ دیا اور جو چیزیں حق کو پسند ہیں لیکن یہ خلق جدید نفس کی ابتداء ہی پر اور ہم میں ہر شخص کو اس کا تجربہ ہو ہی چکا ہے کہ اس میں غلبہ ہو جائے یا اگر اس کی طرف توجہ دلی جائے تو وہ مردود ہو جاتی ہے اگر اس نفس یا روح کی مزید ترقی کا امکان نہ ہو تو ہم یہ خیال کر سکتے تھے کہ موجودہ زندگی ہمارے مقصود کی آخری منزل ہے لیکن یہی روح کی ترقی کا تجربہ ہے نفس تو امر کی بنا پر ہمارے اندر ایک روحانی جنگ شروع ہو جاتی ہے اور اگر ہم اپنی سمیٹیں ہیں دوسروں کے حقوق غصب کرنے کی طرف مائل کرتی ہیں اور ہمارے جذبات کے بغیر کافیا ہے اس نفس کو نفسِ امارا کہہ سکتے ہیں تو دوسری طرف نفس تو امر کی مزاحمت کرتا ہے یہ وہ ہمارے جذبات کے روکتا ہے اور ہمیں ان افعال سے باز رکھتا ہے جن کی وجہ سے دوسروں کے حقوق تلف ہو جائیں یا ان کی فانی ہو جائے بلکہ ہم جانتے ہیں کہ ہم جو چیزیں پسند کرتے ہیں لیکن اگر وہ غالب آجائے تو قیامت نزع ختم ہو جائے، ہم کو بے کاموں کی نفی ہو جاتی ہے اور برائی میں ہمارے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی اور ہماری اُس مرتبہ پہنچ جاتی ہے جسے قرآن کریم نفسِ مطمئنہ کہتا ہے اور ہم اس میں حقیقت حاصل کر لیتے ہیں۔ اور ہمہ گیر کے ساتھ نیکی کی طرف مائل ہوتے ہیں لیکن باطنی ختم ہو جاتی ہے۔ اور ہمیں کامل سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے امتیازی کا ایک نام دار السلام بھی رکھا ہے لیکن حیات مبارکہ جو ہمیں نفسانی خواہشات سے یکسر پاک کر دیتی ہے ہر شخص کے حصہ میں آتی ہے ہم میں کسی امتیاز سے اس مرتبہ پر پہنچتے ہیں لیکن یہ بات ممکن الحصول ضروری ہے دوسری بات کہ ہر شخص کے اندر میں ہو لیکن اُس کا قابل حصول ہونا اور جو بہتروں کی زندگی میں ایک منفی ہتھیار کی شکل میں رہتی ہے اس کا مقصد غرضی کر کے زندگی جو جس میں ہماری ہتھکڑی تہہ کمال کو پہنچ سکیں جس طرح ہمارے نفس تو امر میں ضیہ ہمارے روح کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔ اسی طرح نفسِ مطمئنہ بھی اسی روحانی بیداری کی ایک مزید ترقی یافتہ شکل کا نام ہے۔ اگر زندگی مسلسل چیز ہے۔ جیسا کہ اب سلسلہ ٹکس بھی تسلیم کرتا ہے۔ تو

قرآن کریم نے بھی ان زندگی کے بعض خصائص کا ذکر کیا ہے یہ زندگی ہمارے روح کی ترقی یافتہ شکل ہے جو سب کے ساتھ ہرگز ایک ہم ملاقات جہاں کی باطل آزاد ہو جائے جسٹر جہاد ضروری ہے جیسے میت بھی کہتے ہیں لیکن ان کو ہم اور میرے کتب میں بیان کیا

۱۵ دعا اور نفسانی انفس کا مرقا بالسود الامار حمد والی ان ربی غفور الرحیم (۵۳: ۵۴) میں پاک نفس کہتے ہیں کہ جو سب سے پاک ہے اور جس کی ہر بات پر غصہ والا ہے ہر بات +



ہے کہ اسکے ساتھ نہایت تکلیف دہ حادثہ رونما ہوا کہ ایک بے باغی محض محمدی کے طور پر تسلیم نہیں کی گئی تھی۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ تاریخ ہمیں بہتے حوادث روزگار کا پتہ دیتی ہے جو خوش آئند تبدیلی کے پہلے کوئی نہ کوئی تکلیف دہ حادثہ ضرور رونما ہوتا ہے۔ تاریخ کے مسلم ہوتا ہے کہ ان حوادث کی پرستش نہیں چاہی جتنی شائق اور روحانی بیداری بھی پیدا ہوئی ہے۔ جب تک دنیا میں کسی کا دور نہ رہا تو انبیاء نظر ہر گز نہ آئے اور انھوں نے اسکے خلاف غلہ کیا لیکن کتر لوگوں نے ان کی آواز پر کان دھ کر اس کے بعد دنیا بول رہا لیکن اس کا نتیجہ اصل انسانی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ وہانی بیداری پیدا ہوئی اور لوگوں کا بھلا ہوا۔ یہ صرف ایک نئی نوع نہیں تھی کہ زمین کے عدم چشم کے نیل میں قیامت ہوئے اور نیکے بعد مود کے غیر خواہ لوگ ابھی جاگ بید ہوئے بلکہ تاریخ نے ہمیشہ ہستیاں ہی بھی ہی قسم کے احتیاط پیش کئے ہیں ایک نئی شے زلیخ انسان اس نئی شے کی توجہ جس طرح چاہا کر سکتا ہے لیکن اس کو جین باتیں ہر جگہ ساتھ ساتھ ملنے لگی ہیں جو کا وجود خدا کا نزول اور آخر میں نیکی کا دور۔ امدادی باتیں ہمارے زمانہ میں بھی منظور نہیں ہوتی۔ جی متنبہ نہ بننا، آخر ہم خراب ہو گئی تھی اور بدی و گنہگار بن گئی۔ ہر جگہ موجود تھی اور ایسا ہی اب بھی ہے۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا انجام نیک ہے۔ غراب بھی جو بڑائی کے وجود کا ثبوت ہے، دنیا میں نزل ہو چکا ہے۔ جسے دنیا جنگ عظیم کے نام سے جانتی ہے اور جو اقوام اس مناسبت سے متاثر نہیں ہوئی ہیں ممکن ہو کہ ان پر کسی دوسری شکل میں عذاب وارد ہو۔ لیکن نئی روحانی بیداری کا ثبوت یہاں بھی ملتا ہے،

جنگ عظیم کا سبب ان نئی عالم کی تھی اور روحانی بیداری کے نشان بھی نہیں ظاہر ہوئے ہیں۔ جنگ عظیم کی بدلت کلیاتی معیشت اور بہت دور کا عملی طور پر پختہ ہو چکا ہے۔ اگر آخر الذکر کی وجہ عذاب نازل ہو تو اتنا بڑا انکار اگرچہ بظاہر محبت کا مذہب ہے لیکن عذاب کو دور کرنے کی خاطر ہی۔ بلکہ صلح کے شاہزادے کے پھر دور اصل حقیقی غم تھے۔ جیسی ہی ہو کہ عذاب پرانے دستور کو ختم کرنے کیلئے نازل ہوا ہے اور دنیا نظام ابھی جلدیکہ ہے لیکن ابھی وجہ یہاں اس نوع اور تکلیف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس کا انبیاء نے ذکر کیا ہے کہ انہیں کائنات کا لاہر میں اگر اپنے طریق منسوب نعمات اشری نے قوم انسانی کی شکل اختیار کر لی اور وہ پھر نفس کو امداد کیا تو یقینی طور پر مزید ترقی کے بعد نفس کو امداد یا ضمیر کی طرف منظر کی شکل اختیار کر سکتا ہے لیکن ہر نئے نظام کی پہلے عذاب کا آنا یقینی ہے کہ اگر اسی کو کوئی اصطلاح میں قیامت کہتے ہیں +

# تفسیر القرآن

## باب سوم تمہید

### قرآن شریف کی دیگر امتیازی خصوصیت

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مہنتی اسلام

**بائبل کی طرف اشارہ** } قرآن مجید نہ تو روید کی طرح جو بتوں کی مقدس کتاب ہے، نہ عیسائیوں کی روایت  
بائبل کی طرح کسی قبیلہ کی تاریخ ہے، نہ یہی کہ اس میں رسوم کا بھی ذکر ہو، اس نے  
رسوم کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دی، بلکہ انھیں بلند درجہ کا حصہ کے حصول کا ذریعہ قرار دیا، جو مقصود یہ ہے کہ عالم میں انفا  
پیدا ہو جائے۔ اس میں بعض تاریخی واقعات بھی مذکور ہیں۔ مگر ایک خاص مقصد کیلئے ہیں، یہیں بنی اسرائیل کی تاریخ کی طرف  
اشارات بھی ہیں، اس زمانہ میں دنیا میں صرف یہود کی قوم ایسی تھی جس کے پاس اپنی تاریخ تھی، لیکن  
موجود تھی۔ اسلئے اس سے پہلے دنیا میں بہت سے مذاہب اور مذہبوں پر پامور چکے تھے، لیکن صحیح تاریخ کا وجود قبل اسلام تقریباً  
کبھی نہ تھا۔ جدید تحقیقات سے بھی قدیم اقوام کی کبھی کوئی تاریخ کا پتہ نہیں چلتا، پس قرآن مجید اپنے مقاصد کی تکمیل  
کیلئے کسی دوسری قوم کی تاریخ کی طرف اشارہ نہیں کر سکتا تھا، جو حجت علیہ السلام :-

(۱) قرآن مجید بعض امور کی طرف اشارہ کر کے بعض باتوں کو مبرا بن کرنا چاہتا تھا، مثلاً وہ ان لوگوں کی جو حضرت سلیم  
کے ماضی میں آئے تھے، کہ وہ بتوں کو دیکھ کر دینا چاہتا تھا۔ کہ آپ کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہوگی جس طرح انبیاء کو  
آخر کار کامیابی اور ان کے دشمنوں کو ناکامی نصیب ہوئی، اور اسلئے اللہ کے تابع نے حضرت موسیٰ اور زکریا کو بار بار  
تذکرہ کیا، کہ مخالفت کے باوجود دوسرے انبیاء کی کامیابی کا تذکرہ بھی کیا گیا، کہ ملاحظہ ہو حضرت یونسؑ اور یوسفؑ امیر ایم  
قرآن شریف نے ان انبیاء کی زندگیوں کے بہت سے واقعات کو، جن میں پڑھنے والوں کیلئے کوئی سبق نہیں ہے، قصداً حذف



اسلام کو مٹانے کے لیے ہیں اور یا تو ان کا مقہوم بدل چکا ہو یا نہیں تسلیم ہو گئی ہے۔ بلکہ میں بات یقیناً کہہ سکتا کہ سوائے  
 بھارتی زبان کے دنیا کی کوئی زبان اسے عالمہ قائم نہیں ہے۔ سچے سچے اس صورت پر نہیں جس پر کہ وہ حضرت مسلم  
 کے زمانہ میں تھی۔ اگر دوسری الہامی کتابیں ہمارے سامنے اپنی پوری پاکیزگی اور صحت کے ساتھ بھی موجود ہوں۔ تو بھی ہم ان کی تعلیمات  
 کو وہ منہ نہیں دے سکتے جو ان کے الہام کے وقت میں دیئے گئے تھے۔ نئے الجزدان کی تبدیلی کی وجہ ہم تعلیم کی درستی  
 کے سمجھنے کی بالظہر و قاهرہ سہولت ہے لیکن قرآن الہامی بان میں نادر دل ہوا جواب بھی نہ ہو سکتا ہے نہ کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ آئندہ  
 ہوگی۔ اور اس لحاظ سے آج بھی اسی طرح سمجھا جاسکتا ہے جس طرح اس کے نزول کے وقت۔ لہذا خدا کی طرف سے کوئی سہب  
 کی زبان بننے کی عویہ صرف عربی زبان ہی ہو سکتی ہے کیونکہ مذکور بالا ہمیں کی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی +

ہر مذہب میں بعض حقائق کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن الفاظ جو استعمال ہوئے ہیں۔ وہ اس مقہوم کو پورے طور پر ظاہر نہیں کرتے  
 مثلاً برہنہ سب میں غیر از شر کا ذکر موجود ہے لیکن جو الفاظ استعمال ہیں وہ اس قصہ کو پورے طور پر ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ اس کے  
 ضمن میں پتھر ہے، تیرے سر کے متعلق قرآنی نظریہ میں ہے اور وہاں لکھا ہے کہ قرآن کہہ دے کوئی شے بتا نہ دے میری ہر وہ صلی۔  
 ایک طرز استعمال کسی شے کو مفید بنا دیتا ہے اور دوسرا طرز کسی شے کو مضر بنا دیتا ہے یہیں پہلے طرز کو اختیار کرنا اور دوسرے کو  
 ترک کرنا چاہیے۔ ان کیلئے عربی الفاظ بہت کچھ واضح ہیں (۷۲:۲۱) اخیر کے لفظی معنی ہیں۔ شے اختیار کر دہ خدا۔ اور شر کے  
 لفظی معنی ہیں شے مردود +

**پلاغشت** علاوہ عربی زبان میں ہر لفظ معانی کی کثرت سے مالا مال ہے اور یہ بات بھی دوسری زبانوں کو نصیب  
 نہیں ہے، اور حقیقت وہ ہے جو ہماری حد ہوتی ہے لہذا اس مذہب کی حقیقی طور پر خدمت کرتی ہے۔ قرآن خریف کے الفاظ اس قدر  
 صریح اور واضح ہیں کہ ان کی تشریح کیلئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں ہے مثلاً گناہوں پر پہنچنا کیلئے قرآن شریف میں توبہ کا  
 لفظ استعمال ہوا ہے اس کے لفظی معنی ہیں مٹنا اور گناہ کیلئے جس قدر الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً اجتناب، اقامت عصیان، عدوان وغیرہ  
 ان کے لفظی معنی ہیں۔ صلی مرتبہ یا حالت چھوڑ کر اپنی صلی جگہ پر مٹ جانا۔ گویا صداقت پاکیزہ ہے جس کا قیام کیلئے ایک  
 خاص جگہ متعین کر دی ہے۔ اور جب ہم اس جگہ پر پہنچتے ہیں۔ تو گناہ کرتے ہیں۔ اور جب ہم پھر صلی جگہ پر واپس آتے ہیں تو توبہ کرتے  
 ہیں۔ اور جب تک ہم دوبارہ پاکیزہ زندگی اختیار نہ کریں ہماری تو یہ لائق قبول نہیں ہو سکتی +

اسی طرح الفاظ کے معانی سمجھ لینے کے بعد تمام قرآنی تعلیمات ہماری آسمان ہو جاتی ہیں۔ کچھ بظاہر دوسری کتاب کے  
 سمجھنے کیلئے ہمیں تفسیر کی درکارنی کرنی ضروری ہوگی جن میں ہر مصنف نے اپنا ذاتی خیال پیش کیا ہے۔ اور یہ تعلیمات اپنے  
 خیالات میں ملوث کر دیا ہے +

**قرآنی زبان کی الہامی خاصیت** ان حقائق کا ذکر مجھے بھارتی زبان کی الہامی نوعیت کے متعلق کچھ عرض کرنے  
 کی ضرورت ہوئی ہے۔ اور خدا کی آخری کتاب الہی بان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کا آخری پیغام انسانی ساختہ زبان میں نازل نہیں ہو سکتا تھا۔

اور بعد انسانی دماغ ذات لاشعری کے خیالات کو ظاہر کرنے کیلئے مناسب اور روزول الفاظ انہیں بنا سکتا ہے یا کہ ان کے الفاظ انہیں بنائے گئے ہوں گے۔  
 المعانی بان پر انہیں عمل نظر پڑتی ہو لیکن ہمیں شک نہیں کہ قرآن تعالیٰ کے پیغام کو تمام کمال ظاہر کرنے کیلئے اس کو موزوں تر  
 کوئی دوسری زبان نہیں ہو۔ اور ہم یقین کر سکتے ہیں کہ ان زبان میں تمام خصائص موجود ہیں، عام طور پر انسانی نقطہ نظر میں یہ سب عجیب و غریب لگتے ہیں  
 اپنی ساخت کے لحاظ سے قابل تفسیر ہیں اور ان میں ہماری ضروریات کو پورا کرنے کیلئے غیر معمولی استعدادیں مخفی ہیں یہی انسانی  
 کے لحاظ سے قرآن کے الفاظ کا بڑا درجن جگہ میں نے لفظ عرب کی لغوی تحقیق پیش کی ہے وہاں بہت کوسرین کر دیا ہے +

**قرآنی الفاظ میں فلسفہ مضمر ہے** { لیکن جو بات زبان میں نمایاں ہیں حقیقت کبھی بڑا درجن کی دوسری عربی زبان  
 کا الہامی اصل ہونا یا ضرورت تک پہنچ جاتا ہے یہ ہے کہ اس کے الفاظ ترکیب میں فلسفہ اور حکمت نمایاں ہے ہر لفظ میں منطقی  
 و تشبہ موجود ہے اور وہ ایک نئے موضوع منہم پر دلالت کرے گا۔ یہ موضوع حمایت کو پسپے اور تفصیل طلب ہے، چہ کی یہاں عجیب من  
 نہیں ہے میں نے اس موضوع پر اردو میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "ام لاسلہ" ہے یعنی زبانوں کی ٹال میں نے اس کتاب میں  
 مختلف الفاظ اس خصوصیت کو ظاہر کرنے کیلئے پیش کئے ہیں۔ یہاں میں صرف دو تین الفاظ پیش کر دینگا +

انسان یا مرد اور عورت اس قدر انسانی ہے کہ اس میں جو قدر انسانی ہے اس کو اس میں قیام کے ساتھ ساتھ ایسے الفاظ ضروری  
 ہیں جو اس مفہوم کو ظاہر کر سکیں۔ دوسری زبان کی طرح عربی میں بھی وہ الفاظ ہیں جن کی "اور لاسلہ" مرد اور عورت۔ یہ الفاظ  
 کنہی المعانی میں مرد و عورتا محنت شوق کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور انہیں ایسے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں۔ جو عورتوں کی  
 دسترس کی باہر ہیں۔ بند رہتی کیلئے ضروری ہے۔ کہ عورت غریبی میں قائم رہنے کیلئے ہائے جسم پر ہی ایسے مادہ کا ہر نادر ہی ہے۔ جو  
 جو ہماری گرمی کو باہر نہ نکلنے دے علاوہ ازیں اگر مرد کی ضروریات زندگی جسمانی طاقت کی متقاضی ہیں۔ تو عورت کا جسم حال  
 ہو کہ اس کا زور کمزور آنکھ و لطافت کا متقاضی ہے ان باتوں کو ملحوظ رکھ کر یا بنظام قدرت ملاحظہ ہو کہ اس نے مرد کو بال و  
 عورت کو چربی عطا کی ہے۔ اور دونوں چیزیں مانع احتیاج حرارت ہیں۔ اگر عورت کے جسم پر بھی بال ہوتے تو یقیناً اس کا جسم حال صفت  
 رہتا، اس کے جسم پر چربی اس کے جسم کو ملائم بھی بنا دیتی ہے۔ لیکن مسلم کی کربال کی طرح کوئی چیز مانع احتیاج حرارت نہیں +

بال تو جسم پر نمایاں ہیں لیکن کچھ غریب صفت یہاں مسلم نہ تھی کہ عورتوں کی جلد کے نیچے چربی کی ایک تہ پائی جاتی ہے  
 اور یہی جبر عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں سردی کم محسوس ہوتی ہے۔ یہ تو حال کی تحقیقات کے ہیں لیکن عربی زبان نے  
 جو الفاظ منتخب کئے ہیں۔ وہ ان صفتوں کو بھی اپنے اندر لئے ہوئے ہیں +

اگر لفظ "رجل" کے معنی ہیں سخت اور بالوں والا تو "سکس" کے معنی ہیں ملائم اور چربی والی۔ یہ الفاظ سائنس کی زبان  
 ہی میں صحت سے گئے ہونگے۔ کیونکہ بالوں اور بالکے بعد ہی لفظ کنہی الاستعمال سے کہتے ہیں۔ اس لیے کہ عورتیں بالوں سے  
 خود کو اس طرح ایسے الفاظ جمع کر سکتا تھا۔ جو ایسے کنہی المعانی ہوں اور ایسی صداقت کے حامل ہوں جس کا علم صدیوں بعد ہو سکا  
 لازمی ہے کہ الفاظ قرآن کی طرہ سے آئے ہوں۔ ان الفاظ کے ادویاتی بھی ہیں۔ جو مرد اور عورت کے خصائص پر دلالت کرتے ہیں یہی

کتاب اُمّ الائمہ میں جنوں اس قسم کے الفاظ موجود ہیں بعض الفاظ میں مخصوص فلسفہ منضم دیکھ کر اہل الصیرانی ہوتی ہیں مثلاً  
 ”خفا“ اور ”خوف“ دونوں میں حسرت و غمت کا فرق تو ایک کے سامنے میں پیش ہے دوسرے کے درنا ظاہر ہے کہ ہم اسی چیز کو کہتے ہیں  
 جس کے متعلق ہمیں علم نہیں ہوتا پس یہ خیالات جو باہم نسبت رکھتے ہیں، یا نہ کہ تغیر کی ایک ہی لفظ اظہار کر دیتے گئے ہیں اس  
 قسم کی باتوں کو معلوم ہو سکے کہ کجماز کی زبان انسان کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ منزل میں اللہ ہے +

**مبیل بیع** { اگر اہل ربانی کا مقصد انسان کو صحیح چوتھ پر چلا تا تھا تو نکرار زبول کو بھی ان صفات

پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر انسان کی صلاحیت صرف اپنی کے لحاظ کردہ قدرے قدرے نازل ہو لیکن حقیقت کا اعادہ  
 ضروری ہو تو یوں کہ اس میں کمال تک پہنچنا ضروری ہو گا ۱۱: ۵۱ اگر وہ فطرت کے درمیان خط مستقیم ایک کرنا چاہیں  
 ہو سکتا تو پھر وہ اہل جہانسانوں کی ہدایت کا مدعی ہو۔ آخری امد قطعی ہونے کا بھی دعوے کر سکتا ہو آخری کتاب الہامات  
 ماقبل کی تہذیب کیلئے نازل نہیں ہوئی بلکہ ان کی تصدیق کیلئے (۲۵: ۲۸) اس نے اسی مذہب کی اشاعت کی جس کی  
 حضرت نوح اور دیگر انبیاء نے اشاعت کی تھی (۶۳: ۳۲) لیکن کتاب کا مقصد اس میں ہی تکمیل تھا۔ اور اسی لئے  
 ”ان مجید آخری کتاب ہے۔ خدا کے شکر تو ہمیشہ غیر محدود ہیں۔ اور ان کے متعلق ہمارا علم بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں  
 برابرتی ہی ہوتی رہی۔ لیکن ان کے متعلق صحیح طریقہ غور و فکر کرنے کا ایک ہی دعوہ بنایا جا سکتا ہے۔ اگر علم کی حاجت ہو اور خدا  
 اس کا چشمہ ہو تو جہتِ علم اس پانی کا سر نہ دینا کو معلوم ہو جائے۔ اسی قدر اچھا ہو جس ابتداء ہی کو ایسا کیا گیا تھا اور میں تو نیک  
 کہ سکتا ہوں۔ اگر اسباق الہامات اصلی حالت میں تھے تو خدا کی آخری کتاب کی کچھ اور سی نوعیت ہوتی لیکن بعد الہامی کتاب  
 یا تو بالکل غائب ہو گئی ہو یا ان کی اصلیت اور صحت میں فرق آج ہو جس نئی کریم مسلم کی ہشت پر ضروری تھا۔ خدا کی  
 مرضی کا آخری دعوہ اعلان ہو جائے اور یہ اعلان انسانی تحریف کی پاک تھا جس وقت دوسرے ان ہی ہست ہونے  
 الہامی کتاب تسلیم کرنے میں پس پیش کرتے ہیں اس وقت مجھے یہ دلیل ہست تشفی حق معلوم ہوتی ہو اگر وہ اہل جہان کے  
 آباؤ اجداد کو دیکھ لیں انہی اصلی حالت میں نہیں ہو تو پھر خدا کی طوطی بنا اور پاکیزہ اہل انانیت ضروری ہو کہ یہ ہدایت کے  
 بہرہ اندوز ہونے کا ہمیں بھی ہی حق حاصل ہو جو ہمارے آباؤ اجداد کو تھا۔ یا تو سرچشمہ علم اس ہدایت کو انہی اصلی صورت میں  
 قائم رکھے یا ہمیں از سر نو اہل علم عطا کرے۔ اور ہمیشہ اس کا طریق ہی ہادی اور مجملہ فطرت اس صداقت پر گواہی دے ہی ہے  
 کائنات میں جب کبھی ہماری ضروریات میں کو کوئی ایک چیز نازل ہو جاتی ہو تو خدا فوراً دوسری چیز عنایت کر دیتا، اور جب  
 وہ خدا ہماری چھانی ضروریات کو اس طرح پورا کرے کہ تو مودعانی ضروریات کو کیوں نہ پورا کر لیا؟ جبکہ نظر ہرے کے روح  
 جسم کو ہست یا نہ ہستی چیز ہے۔ اگر خدا نے انہوں کو ہدایت عطا کی تھی تو آخر ہم کہیں مودعہ ہیں؟ یقیناً اگر قرآن شریف  
 میں کسی طرح کی تحریف ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ دوسری کتاب نازل فرما دیتا (۱۰۶: ۱-۲) +

میں لو کہنا بھی ہو کہ خالی نہیں کہ قرآن شریف کا نازل اس وقت ہو جبکہ دنیا کو ہدایت کی سخت ضرورت تھی +

ہجوم ایک نبی کے آنے کی منتظر تھی کیونکہ تحریف اور تلبیس کی وجہ سے جملہ الہامی کتب اپنی پاکیزگی اور ان کے حقیقی مقصد پر نہ تھیں۔ انبیاء کی فرستائیں انھیں بتا دیا تھا کہ ان میں اصل کرآن کی تعلیم میں آمیزش ہو جائیگی پہلے بھوں نے یہ کہا کہ ہمارے خدا کی کتاب اور کہ ہمارا الہام آخری نہیں ہوگا اور حضرت موسیٰ نے یہ فرمایا (۱۸: ۱۸) استنشا کہ خدا کی کتاب سے پہلے کیا گئی ہو یا اگر کیا جس کے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہوگی۔ تو ظاہر ہے کہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ کے آنے پر پوری نہیں پائی۔ کیونکہ یہ وہ کوئی نئی شریعت نہ تھی نہ پرانی شریعت سے مرزوحرف کیا؟ وہ تو خود صداقت کی لوح کے منتظر تھے بعض لوگ اپنی نادانانہ عقیدت کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک یہ کلمہ نہ آئے کہ زبانوں کا مجموعہ ظاہر ہوگا۔ جو جناب شریعت کے الفاظ پورے ہو سکتے (یوحنا ۱: ۱۴) و اعمال ۲: ۱۷ تا ۲۱ لیکن یہ اوّل تسلی بخش نہیں ہے، جناب شریعت جیسا کہ ان کے قول سے ظاہر ہو رہی تمام صداقت دنیا کو بطریقہ نہیں دے سکتے تھے وہ تو خود اس لیے کہ منتظر تھے (۱۳: ۱۲-۱۶) کلیسیا جو آج تک نام کو مشہور ہے۔ وہ بھی اس کی صداقت نہیں پہنچتی کیونکہ ان کو اس نے آج تک اس علم میں ایک ذخیرہ اضافہ نہیں کیا جو جناب شریعت کے دنیا کو نصرت کرنے کے وقت لوگوں کو حاصل تھا۔ علاوہ بریں ہی موجود کیلئے آتشیں کلمات لانا ضروری تھا تاکہ وہ پورے قانون کی تکمیل کر سکے جیسا کہ جناب شریعت کو تسمیہ تھی لیکن مرزہ کلیسیا نے اس سے بھی ہر گز انکار کر دیا۔ بائبل میں بھی پیشگوئی موجود ہے کہ خدا کو ہستی آ کر آئینہ گارڈ شہر پر ظاہر ہوگا۔ اور فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوگا (استنشا ۲: ۲۳) استنشا اگر تسمیہ اور خبر مشروری اور عیسوی شریعتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو خاران سوسہ عرصے در کسی ملک میں نہیں اور نہ اسی پہاڑ کی اوی میں واقع ہو لیکن انھیں الے نبی کا ذکر صرف بائبل ہی میں نہیں ہے۔ خدا کے تمام بزرگ انبیاء جن میں حضرت کشن بھی شامل ہیں اور حضرت یسوع بھی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کی آمد کا شاہد اور الفاظ میں تذکرہ کیا ہے۔

## عالمگیر کتاب { قرآن شریف ہی کتاب جس نے عالمگیر مذہب کی تئیں کی ہے۔ اس پر پہلے پہلی مختص بالغوم تھی۔

لوگ قبائلی خدائوں کی پرستش کرتے تھے۔ اور انہوں نے دوسری قوموں کو خدائی طور سے محروم قرار دیا تھا۔ سابقہ مسلمانوں میں معاملہ میں بڑے سخت تھے بروہی مشائخ تو اپنے منتخب اور برگزین ہونے پر خصوصیت کے ساتھ غور کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو خدا کے بیٹے قرار دیتے تھے۔ اگر قدیم ہندو دھرم کو ”کھشش“ کہتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اپنی شیطانات اور دیو کے بیٹے تھے جو جناب یسوع نے غیر ہندوئی قوم کو کھشش اور مشرور کے القاب سے یاد کیا تھا۔ وہ تو انھیں بچوں کا کھانا دینا بھی پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ اس کے برخلاف تمام ایک عالمگیر پیام لایا (۱: ۲۵) اس نے تمام دنیا کو اپنے دائرہ تبلیغ میں شامل کر لیا۔ اور اپنی صداقت تمام دنیا کے مسیحیوں کی اس نے عالمگیریت کی پہچان کی اس نے جلد ہی آدم کو ایک قسلا در ایک ل قرار دیا اور ان میں نے نام

انسانی امتیازات کو یکسر مٹا دیا۔ جن کی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم سے جدا رہتی تھی۔ اور گورے اور کالے دونوں ایک ملک میں منسلک کر دیا۔ اور تمام دنیا میں ایک عالمگیر فوج قائم ہوئی۔ اگرچہ دنیا اب عالمگیریت کی طرف توجہ نہیں دیتی لیکن ابھی اسے آتشیں صہبت کیے ہوئے ہیں۔ یہ کہیں تک اور ملک کی تعصبات و غور پر کھینچے اور یہاں سے بعض شریعتوں کی گوری قوم کے سطون پر سوجھتا ہے۔ مومنوں کی ایک بڑی بڑی ملت آباد کر گیت کتب ہیں کہ اسے ہمارا پاپ جو آسمان میں ڈل گیا لیکن نبی عالم کے عیسائی مشنریوں کو کیا پاپ کی

اولاد نہیں سمجھتے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عالمگیر ہے لہذا کوئی دلیل و حق نہیں رکھتا ہوسکتا ہے ایسے مہول قلم کو دینے  
ہیں جس کے دل و دماغ خود بخود خداوندان بھی دوسروں کو اپنا ہمسو سمجھنے کیلئے مجبور ہے +

### جملہ مذاہب کی طرف سے

لئے کا تیری نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ ابتداء ہی سے مسلمان تھے تو ان کی علیحدگی پر اعتقاد نہیں رکھتا بلکہ تمام مہلک مخلوق میں خود وہ  
چاقی ہدایت سمجھنے کے معاملہ میں کسی قوم کی پاسداری کا مجرم نہیں ہو سکتا۔ وہ نہیں ہو سکتا کہ کسی قوم کو ہر ایک سرواز  
کمرے سے باہر باقی ماندہ اقوام کو اس کو محروم کر دے۔ کیونکہ بالقابل ہر قوم اس امر کی تعمیل کرے کہ اس خدا کی طرف سے دی گئی ہے یہ  
بہن الا لہم نہ کہیں ضروری ہے کہ وہ دیگر مذاہب کا احترام کرے لیکن یہ کہ وہ مذاہب یا کسی دوسرے مذہب سے ہوں اور ان کی کتب کی نصرت  
نازل ہو چکی ہو لیکن یہ کہنا کہ دوسری قوم کو خدا کی طرف سے ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ دوسرے لفظوں میں نصیحت الہی کی توہین ہے۔

بہاؤ اللہ مہل اور غلط فہمی کے علاوہ بریل میں لکھا گیا کہ جھنڈے کے نیچے کسی بھی مذہب میں نہیں ہو سکتی نہ ایک ایسا اور خداوند  
ہوگا۔ لہذا دنیا کے مختلف مذاہب میں ایک درمیان راہ ایسی ضروری ہے جو مختلف متضاد عناصر میں مطابقت پیدا کرتے  
آگے نیا کام ان کے اعلان قائم رہ سکے اور نظمی واقع ہو +

بصرہ واسطے قرآن مجید سے نبی کریم آدم کو عطا کر دی۔ جس نے اسے اعلان کیا کہ دنیا میں کی قوم ہی نہیں جس میں اولاد

آیا ہے۔ (۱۹: ۲۶) اگر مجبوریت کا پسندینہ ترین اصول مساوات انسانی کو قرار دیا جائے تو اگر ہم عالمگیر اسلام میں لیں  
رکھیں تو پھر اس پر کیا ایمان رکھ سکتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ انبیاء تمام اقوام میں مبعوث ہوئے۔ لیکن ان کے پیروں نے  
ہر میں جھگڑنا شروع کر دیا۔ اور انہی مکاروں میں رہتے کہ ہم گئے جس پر نبی نے ان کو چلایا تھا۔ اور وہ مجاہد قوم کو بھی ان کے  
دین کے صحیح رہنمائی جایا تھا (۱۰: ۱۹) اگر ہم اس تعلیم پر غور کریں تو ہمیں اندازہ ہو گا کہ خدا کی ممانعت کی نوع بالکل دوسری تھی جو مسلمان

کی تعلیم کی دوسرے ہر مذہب کو نبی رب اللہ کی تعلیم کہنا کہ اسے علم دیا گیا ہے کہ وہ دنیا کے درمیان کی توفیق دے کرے (۳۵: ۲۴)

بہاؤ اللہ کی عادت تھی کہ اگر ہم غیر مذہب کے زندگی میں بسر کر سکتے اور اس کے سبب اپنے مذہب کے تحت بھی نہیں ہو سکتے (۱۱: ۱۱) اور اختلاف

ی کی بدولت متافرت پسند ہوئی تو پھر قرآنی تعلیم کے ضروری ہوئے کہ انکار نہیں کیا جاسکتا صرف یہ وہ شے ہے جو انسان اور

مہل قلم کو رکھتی ہے ایک باپ کی اولاد ایک دوسرے کو ملحد رہتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ اپنے اپنے مثال میں جو ہر جائیں لیکن وہ

دوسرے کے دشمن نہ بنیں جو تھے۔ لہذا ہمیں بھی یہی اصول غور سے جہم مذہبی دائرہ میں استعمال کر سکیں اور اصل میں قرآن

عطا کر دیا کہ ان کی تعلیم کی رو سے ہر مذہب کو اپنا مذہب سمجھنا چاہیے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کو اپنا سماں کی ہر باہم بعض عقائد

اختلاف رکھ سکتے ہیں لیکن اگر ہم انبیاء کو لائق عزت اور ان کی تعلیم کو صحیح تسلیم کر لیں تو پھر ہر مذہب کے اندر صلح ہو جائے

نہی اگر ہم تسلیم کر لیں کہ وہ مذہب کے مذاہب نے صداقت میں خود ہی تبدیلی کر لی ہے تو ہم اس میں ملوث نہ رہ سکتے کی

بت آسانی سے محال سکتے ہیں ہم کسی مشترک عقیدہ کیلئے تعاون بھی کر سکتے ہیں۔ اور ایک مقام پر جب بھی ہو سکتے ہیں



جو لوگ خدا پر یقین رکھتے ہیں انھیں اپنی قوم کو ایک کر چڑھ کر کے اُس لائے بہتت کا مقابلہ کرنا چاہئے جو مذہب کی سب سے بڑی فتنہ ہے اور اس وجہ سے مقصد ہے جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے: ”وہم یاتحادیو پیدا ہو گا“

ہمیں کوئی شک نہیں کہ تمام مذاہب کا مشترک ایک ہی ہو گا کہ وہ دنیا میں ہر انسان خدا کو مانتا ہے اور اس کا حق رکھتا ہے اور دنیا میں ایک ہی پیغام کی شاعت کی ہے لیکن اسلام کو پہلے حقیقت کسی پر منکشف نہیں تھی اور یہ بالیقین کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا منصب اگر کسی اور دیوتا نہیں تو صرف ایک اس وجہ سے زیب دینا ہی ہے کہ اُس نے اس صداقت کا اعلان فرمایا جو ایک خدا کو کسی شخص کو معنوت کرنا تو ضروری تھا جو اس صداقت کا اعلان کرتا اور یہ مبارک خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی +

**معقولیت** { قرآن شریف نے پیغام الہی کی اشاعت کا انداز بھی دیگر کتب میں جو جداگانہ انداز رکھا ہے نہ تو وہ ادعائی رنگ رکھتا ہے۔ اور نہ محکمات۔ اور وہی بات یا عقیدہ کی تعلیم دیتا ہے۔ یا کسی مروجہ عقیدہ کی تردید کرتا ہے، تو وہ ان امور کے متعلق معقول دلائل پیش کرتا ہے۔ دوسری الہامی کتب کا یہ انداز بیان نہیں ہے اور قرآن شریف اپنی تعلیمت کو ایسے معقول انداز میں پیش کرتا ہے جو قوراء ہماری عقل میں آجاتی ہیں۔ اسی کو قرآن شریف نے اپنا ایک نام حکمت بھی قرار دیا ہے (۱۷: ۴۱) ہم بچوں کو جو بات چاہیں متوا سکتے ہیں لیکن جب وہ بڑے اور سمجھدار ہو جاتے ہیں تو پھر جب تک ہماری بات میں معقولیت نہ ہو وہ ہرگز اُسے تسلیم نہیں کرتے جس وقت دنیا میں عقل کا دور ہو تو جبر سے کام نہیں چلتا جتنا بچہ قرآن شریف نے تبلیغ کے سلسلہ میں ایک زریں اصول بیان کر دیا ہے ”کہ صلا اکل لہ فی الدین“ یعنی دین کے معاملات میں کوئی جبر نہیں کہہ سکتا کہ اہمیت اور کمزوری دونوں تمیز ہو چکی ہیں (۲۵۶: ۲) مگر صحیح راستہ معقولی طور پر بتا دیا گیا ہے۔ اور تجربہ نے اس کی محکمات بھی ثابت کر دی ہے تو پھر اُس کے منہ سے کیسے کسی جبر کی ضرورت ہی کیا ہے؟ قرآن شریف نے سب سے بار بار زور دیا کہ وہ ہم کو اس قسم کی بہت سی بات قرآن شریف میں ملتی ہیں مثلاً (۱۵: ۲۹) اپنی اپنی تمنا کے بل طرف سے اٹھتی ہے۔ اب جس کا جی چاہے وہ اس پر ایمان لائے اور جس کا جی چاہے نہ لائے اس کو اس کا سارا فلسفہ فقط دینے کے لئے ہے ”وہ سستی ہے جو مخلوقات کو اپنی اپنی اور ان کی پرورش کرتی ہے اور ان کی محنتی استعدادوں کو اپنی تکمیل تک پہنچاتی ہے“ وہ ان کی تکمیل کے قوانین مرتب کرنا ہے جس میں ہر ایک کو اُس کے کاموں میں فیسی ملتی ہے اور ہمیں سمجھنا چاہئے کہ وہ ہمارے پلنے اور ترقی دینے والے کے پاس سے ہے۔ لہذا اگر وہ ایسے نہیں تو پھر ہم کسی شخص کو کس طرح ان پر ایمان لانے کیلئے مجبور کر سکتے ہیں؟ میری رائے میں شخص کو اپنے فیصلہ میں آزاد ہونا چاہئے۔ ان آیات میں ہماری زبان کی گویا ہے جس پر ہمیں تسلیم کرنا ضروری ہے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ جو کتاب ہماری ہدایت کی تھی جو ہم نے اپنے اندر ہماری روحانی ترقیت کا سامان بھی رکھتی ہے یا نہیں اور ہماری ہمت اور ہوش کو دور سے تکمیل پہنچاتی ہے بنے یا نہیں؟ اور ہم تو قرآن شریف کو بھی ایسی ہیسیار پر رکھیں گے +

**ہر عقیدہ کی معقولیت** ہر مذہب مختلف عقاید کی تلقین کرتا ہے، لیکن سوائے قرآن شریف کے اور کوئی کتاب اپنے اپنے عقیدے کو معقول دیکھنے میں ثابت نہیں کرتی۔ یہی خاصہ قرآن شریف ہی کو حاصل ہے کہ وہ ہر عقیدے کے متعلق ہمارے عقل کی پہلی کڑی مشال تمام الہامی کتب خدا ملائکہ، انبیاء، نبوت، رسالت، معاد اور قیامت کا ذکر کرتی ہیں اور ہم کو بتاتی ہیں کہ ان باتوں کو بطور صداقت قبول کر لیں لیکن موجودہ تعلیم نے قبل اسلام کی جگہ کتب الہامی کے متعلق ہمارے دلوں میں شکوک پیدا کر دیئے ہیں کیونکہ ان باتوں کے متعلق ان کتابوں میں عقلی دلائل موجود نہیں ہیں لیکن مسلمانوں کو اپنی کتاب کی تعلیمات کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں ہے کیونکہ اگر تعلیم نے ہمارے عقل کو ایمان کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا ہے تو قرآن شریف نے عقل کو لاکھڑا مقابلہ کرنے کیلئے تیار کر دیا، یعنی ان صفحات میں ان دلائل کا ذکر کیا ہے جو قرآن شریف نے سبھی بارہائی کے متعلق پیش کئے ہیں۔ اور میں نے ان وجوہ کو بھی لکھا ہے جن کی بناء پر قرآن شریف اللہ کی دولت الہامی سمجھنے کی ضرورت کو پیش کیا ہے۔ اس جگہ میں دوسرے دلائل کتاب اللہ میں رکھتے ہوں +

(۱) ہر شے کے متعلق یہ دکھا دیا گیا ہے کہ وہ ترقی کر رہی ہے۔ اور جب وہ اللہ کے مقرر کردہ ضوابطوں پر چکی مرنے لگتی ہے تو انکی ساری استعدادیں بروئے کار آجاتی ہیں۔ یہ اصول کائنات مادی میں ہر جگہ کارفرما ہے۔ اور ضروری معاملات میں بھی اس کے خلاف نہیں ہو سکتا لیکن ہم ماں کے پیٹ سے کسی قسم کا علم لے کر دنیا میں نہیں آتے، جس کی بدولت ہماری دماغی پردہ اخت ممکن ہو سکتی ہے۔ مجملہ اقسام کے معلوم ہیں خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں +

(۲) اجماع علماء کرام اور مذہبی چیزیں موجود ہیں جو انکی ترقی کیلئے مفید یا مضر ہیں لیکن شبہ کی کوئی شخصی قوت ایسی موجود ہے جو انھیں مفید اجزاء کو اپنے اندر جذب کرنے کی طرف متوجہ کرتی رہتی ہے اور مضر اجزاء کو ترک کر دیتی ہے طبعی طور پر ہمارا ہمہ جہتی ہر کچھ لیکن دماغی طور پر ہمیں کچھ کو ایسا رہنما نہیں ہے اور کوئی علم ہے۔ لہذا لازمی ہے کہ یہ علم صحیح خارج ہو جائے اور واقعی ہوا بھی ہو سکتی ہے یہیں بذریعہ الہام حاصل ہوا +

(۳) قرآن شریف نے انسان پر بندوں کا ذکر کیا ہے جو ہنوا میں ملتے رہتے ہیں۔ اور وہ اپنی غذا اس شے سے حاصل کرتے ہیں جو فضا میں موجود ہوتی ہے اس کو دیکھ کر ہر چہ کہہ سکتے ہیں کہ مشیت الہی نے ہر مخلوق کی خوراک کا انتظام کیا ہے کہ وہ جو کچھ انسانی دماغ کی غذا مل رہی ہے۔ لہذا یہ غذا بھی خدا نے ضروری ہوگی یعنی اللہ کا نزول ثابت ہو گیا +

**حشر اجساد** چونکہ الہام کا اسلوب ساڑھے تیرہ سو برس پہلے بدل گیا اس کو معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی بہت بد حالی سے ترقی کر چکا تھا۔ دو ہزار سال پہلے سے جب نبی ماضی کی صد قیوں نے حیات بعد الموت کا ثبوت طلب کیا تو جن نبیوں نے کہا کہ تم لوگ حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب کو اپنا جدِ محمد تسلیم کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ زمانہ میں دور نہ تھے بلکہ ان کا اشارہ نہ کرتے بلکہ ان کو اس وجہ سے اُن زمانہ کے لوگوں کی تسلی ہو سکتی ہو لیکن اسیں شک نہیں کہ موجودہ زمانہ کے لوگوں کو اس وجہ سے تسلی نہیں ہو سکتی +

اگر کسی تہذیب کے پیرویت بدولت پر اتفاق نہیں کرتے تو وہ مذہب بننا نہیں رہ سکتا۔ حقیقت مذہب کا بلا فرض ہے کہ وہ ہیں آئینہ زندگی کے متعلق معلومات عطا کئے لہذا انہوں نے متنبہ کیے جو ہمارے مکتبہ دیکھ کر کہیں اس کی کوئی کڑی نہ ہو تو وہ کاغذ پر (۱۶: ۶۷) ہم چوکنا آئینہ زندگی عالم غیب سے متعلق ہو سکتے ہیں وقت ہماری خوش عقدہ عقلی عقل پر مبنی ہے ایسی وقت جو ہم اس مذہب کی صداقت پر شک کرنے لگتے ہیں جو ہمیں حجت بدولت کے متعلق عقلی دلائل نہیں دے سکتے۔ عقلی طبقہ عقل رکھتے ہیں۔ اور ہم اس چیز پر ایمان نہیں رکھ سکتے جو ہمارے مشاہد یا تجربہ کے دائرہ کے اندر نہ ہو اور عقلی طور پر ثابت ہو سکے۔ لہذا مذہب کا فرض ہے کہ وہ ہیں حجت بدولت کے متعلق مضبوط عقلی دلائل دے۔ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم پاک نہ کی گئیں اس لیے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں اپنے مذہب کے متعلق مضبوط عقلی دلائل نہیں دیتے بلکہ ایمان لانے پر ہی سارا زور طبع صرف کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی اقوام کے لوگ اس مذہب کی عظمت اٹھائی اور جو انہیں تعلیم عام ہوتی تھی۔ کلیسا کے اقتدار کا خاتمہ ہوتا گیا۔ اسی وقت مذہب کا زوال بھی شروع ہو گیا، لیکن اسی وقت جو حجت تھے ہمارے کہ وہ عقلی حجت کو ختم کر لیا۔ اگرچہ اسکی بدولت حجت بدولت کا عقیدہ مغربی لوگوں کے دماغوں میں نہ بٹھ گیا۔ تاہم نظام بھی خطرات سے خالی نہیں ہے۔ اگر ایک طرف وہ ہیں جس طرح ہمارے خیال کا ذکر اور قرار دیا ہے دوسری طرف وہ ہیں کہ انہیں حجت اعطا نہیں کرتا۔ جیسا کہ ان کے شرعیہ دیا ہے جس کی بدولت ہم اپنے آئینہ کو نہایت شاندار بنا سکتے ہیں۔ علاوہ روحانی زندگی کے لوگ زیادہ تر روحی معاملات میں مشغول ہو گئے ہیں اور مردوں کی دنیاوی بات چل کر لے کر لے لیتی ہیں اور آئینہ زندگی کو برتر بنانے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ جو بگڑے ہوئے عقائد و اصولوں کے وہ بہت تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ اور مردوں اور مردوں کے مابین واسطہ کا کام دینا ایک تجارت ہو گئی ہے۔ اور وہ حوکار لوگوں نے اس کام کا وقار کم کر دیا ہے۔ اور ان کی وہ مقصد اصلی نیت ہو گیا ہے اور ان پر بیانات کی نوعیت ایسی غیر اچھی ہے کہ قبول سکرمور لانجیا کہ انہوں نے کمبریج کا فرنس میں جدید ارکان کلیسا کو خطاب کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ "مزموعائیت" کا پہلا سا اثر اب لوگوں پر قائم نہیں رہا۔ مردوں کی ارواح کا اس دنیا میں واپس آنا مسلمان علماء کے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ لیکن تو وہ اس کو پیشہ بنا کر دینی کہتے ہیں اور ہتھاکا اعلان کرتے پھرتے ہیں +

الحق مشترک اور یقین لانے کیلئے ہمیں زبردست عقلی دلائل درکار ہیں۔ اگرچہ مجاہد مذہب اس عقیدہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن وہ سب احمدی یا موملی باتوں کے کوئی ٹھوس بات نہیں کہتے۔ ہاں قرآن شیعہ اس عقیدے کو مستثنیٰ ہے حجت بدولت اور اس کے متعلق کو ثابت کرنے کیلئے زبردست عقلی دلائل کی ضرورت ہے۔ اور قرآن پاک نے اس مسئلہ پر ایسی عمدگی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے کہ عقیدہ صحیح انکسوں کے سامنے پھر نہ لگتا ہے۔ قرآن نے اس مسئلہ کے ثبوت کو ارتقاء کے اصول پر شروع کیا ہے۔ اور انہیں ثابت کیا ہے کہ حجت بدولت مدہل ہماری ارتقاء قوتی کے

سلسلہ کی لاری کو لای کر اس کے علاوہ اور دلائل بھی دیئے ہیں جیت بدموت کے اس مظاہرہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو عالم نباتات میں یہ ہر سال رونما ہوتا ہے، موسم خزاں میں درخت بے برگہ بارہ جاتے ہیں اور ان کی پٹیاں پھول پھل سب کچھ گر گل سرخ جاتے ہیں اور اپنے عناصر ترکیبی میں تحلیل ہو جاتے ہیں اور وہ عناصر فضا میں منتشر ہوجاتے ہیں۔ لیکن جب موسم بہار آتا ہے تو وہ عناصر ترکیبی پرمیختج ہو جاتے ہیں اور پھر اسی نظام عرضی کو پسند ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف نے اس واقعہ کا تمامیت اخص طور پر نقشہ کھینچا ہے اور آخر میں نیست زور وار طریقہ پر کہا ہے۔ یہ ہے دوبارہ زندہ ہونا (۱۱۴:۵۰)

اجزاء کی تحلیل و ترکیب یہ ایک دوسرے کا شاہد ہے اور حیات بدموت کا قطعی ثبوت ہے لیکن ایک ٹکڑا ایک ٹکڑا کر کے لئے اسے دوبارہ زندہ کرنے کا کوئی نشان نہیں ہے کہ کتے سے کرکٹ بن جائے یا کرکٹ سے کتے بن جائے۔ اور پھر اسی تحلیل و ترکیب کے اس کے یعنی توہین کر ہماری پہلی شخصیت بھی واپس آگئی۔ یہ عنصر میں میری رائے میں باطل غیر مناسب ہے کیونکہ اس سوسائٹی کی ناواقفیت کا ثبوت ملتا ہے۔ عالم نباتات میں تمام انواع ایک ہی مادہ سے مرکب ہیں تاہم ان کے عناصر ترکیبی انفرادی طور پر مختلف اختیار کر لیتے ہیں مثلاً درخت پود سے دھیرہ اور انسان گت اور پرندہ یہ سب ایک مادہ سے ہیں۔ ہاں فطرت ہر نوع کو ایک مختص انفرادیت عطا کر دیتی ہے۔ اسی کو درخت اور پودوں میں مختلف قسم کے پھل ملتے ہیں۔ حالانکہ ان کی اصل یکساں ہے۔ اور ایک ہی پانی کو سمیرا ہوتے ہیں (۱۳: ۱۳)۔ لیکن ایک پھل دوسرے پھل سے رنگت والے افراد و نوعیت میں مختلف ہوتا ہے۔ قرآن شریف نے فطرت کی اس کار فرمائی کا ذکر کر کے یوں ارشاد کیا ہے۔ اگر تم تعجب کرو گے تو ان کا یہ کہنا بھی حیران کن ہے کہ کیا محسب خاک ہو جائیگا تو کیا پھر پیدا ہو جائیگا؟ (۵۱: ۱۳) دراصل سارا اختلاف جو مختلف شاہیاں میں نظر آتا ہے مقدار اور اندازہ کی وجہ سے ہے۔ جس کے مطابق اشیاء کے عناصر ترکیبی مرتب ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کی شکل و صورت اور پھل پھول دھیرہ بھی باہم مختلف ہوتے ہیں۔ قرآن شریف نے اس کے علاوہ ایک اور نظیر بھی پیش کی ہے جو اس کے بھی زیادہ مؤثر ہے یعنی آگ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جبکہ وہ جلتی ہو کر ۳۶ : ۵۷-۵۸ آگ کی روشنی اور دھوپ سے جو درختوں کے جسم میں جمع ہوئی جبکہ وہ زمین کو پراکھڑتے ہیں۔ اس لئے ان کو سانس کے بان میں خزانہ روشنی کہتے ہیں سورج اپنی روشنی اور گرمی ان لوگوں کے ذریعہ زمین کے جسم میں یعنی اس کے اندر داخل کرتا ہے یہ روشنی اور گرمی دوسری چیزوں کو ملکر عالم نباتات کا باعث بنتی ہے۔ لیکن دھوپ ایک درخت میں مثلاً فوج کے ہے۔ اور اس کے دیگر اجزاء اس کے لئے بمنزل لباس ہیں۔ درختوں میں بھی آگ جلائے کیلئے لٹھے حاصل ہوتے ہیں لیکن جسے ہم آگ کا جلنا کہتے ہیں۔ وہ دراصل دھوپ کا دوسرا عنصر مثلاً کاربن آکسیجن اور فاسفورس جو ہر اجزاء میں عام ہے اس کے باوجود ہر شے میں وہ دھوپ میں شامل ہوتے تھے دھوپ میں بھی اس کے سابقہ عناصر موجود قائم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اس ٹھٹھے میں سے ایسی صورت میں نکلتی ہے جو آگ کی اصل کو نزدیک تر ہوتی ہے جو کہ لٹکتا ہے۔ فرض کیجئے موسم سرما میں تو اس کا رنگ آگ کی طرح ہوتا ہے لیکن دھوپ جبکہ وہ اس جسم آتش میں نکلتی ہے۔ تو زمین تک آتے آتے اپنی گرمی قدرے ضرور کھو بیٹھتی ہے



کی گئیں۔ تاکہ اُسے سکون حاصل ہو جائے۔ زمین کی فضا میں دسمت پیدا ہوئی۔ تاکہ ماحول میں کوثر طوق پر زندگی کے لیے موقع ملے۔ انسان کی فضا پر طوق و زنجیر لگے گئے۔ تاکہ انسانوں کی رہنمائی کے لیے باطلوں کو کافی تعداد میں اپنی اپنی اکڑ مقررہ زمین میں جانا پڑ جائے۔ وہ پانی زمین میں جا کر زمین ہو گا۔ اور آگ کی بدولت سبزہ نمودار ہو گا۔ لڑکا ریوں باغات پودے پھل پھل ادا مختلف قسم کے اناج اگلے سے فائدہ کیلئے پیدا ہوئے۔ اسی مقصد کیلئے دن اور رات بنائے گئے۔ نیچے زمانہ قیام یعنی جہاں گئی جہاں کی بدولت چھوڑیں چلنے لگیں اور بادل اُٹے۔ ان ہواؤں کی بدولت کشتیاں اور جہاز چلتے گئے۔ اور جہاز رانی میں یہی سمندری فتنوں کی بہرہ اندوز ہونے کا موقع ملا۔ پھر وہ زمانہ آیا۔ جبکہ ہر مختلف مشینیں بنیں۔ جن کو مختلف مات آراں کیلئے اور دن کام کے لیے مقرر کیا گیا۔ قرآن شریف نے ہماری تخلیق کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ مختلف اشیاء نے کرب ہو کر ایک مخصوص طریق میں ارتقاء پا کر مادہ متوالی کی شکل اختیار کی۔ جو دراصل زمین انسان کی بدولت مادہ نے ہم مادرین قرار پایا۔ جہاں وہ سامنے مختلف منازل میں سو گزرا۔ اور ایک نئی مخلوق بن گیا۔ زمین پر مختلف قسم کے جانور بھی پیدا ہوئے۔ جو ہمارے کام آتے ہیں۔ کتب اللہ نے ہر سے دور کے ساتھ ہم کائنات کو ہمارا فہم قرار دیا ہے۔ اور ان کائنات میں جو ہمیں عطا کی گئی ہیں۔ مذکورہ کیا ہے۔ جسے الجملہ ہماری جملہ ضروریات پہنچے ہیں۔ اور ہم کو دنیا کی سب سے اچھی چیز کے پانی کے ذریعہ نہیں جس کو اس کام کی تکمیل میں لاکھوں برس لگے ہیں۔ ضرورت کوئی صحیح مقصد ہو گا۔ یہ سب کچھ نہ بیکار نہیں بنایا گیا ہے۔ اس تمام تخلیق کا منشا یہی ہے کہ یہ سب کچھ کس نئی عزت پرستی کے لیے بنایا گیا ہے۔ اور وہ یہی حضرت انسان ہی پر جو خدا کا خلیفہ علی الارض ہے۔

قرآن اسلئے آیا کہ انسان کو اس کے رتبہ و درجہ کا گوارہ کرے۔ اور اس بلند رتبہ پر فائز کر دے۔ اگر انسان کو اس دنیا میں صرف ساٹھ سو سال ہی رہنا ہوتا۔ اور پھر فنا ہو جانا تھا۔ تو میرا خیال ہے کہ اس قدر مختصر عرصہ کیلئے خدا کا یہ کچھ سپرد کرنا محض ایک لٹی قرار پاتا۔ لیکن کیا ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا نے یہ سب کچھ رائیگان سپرد کیا ہے؟ جیسا کہ اُنکی ہر ٹوٹی گواہ ہے۔ یہ سب ساری اشیاء کسی مقصد کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ اور مقصد حاصل نہیں ہو سکتا تو قنیکہ زندگی مسلسل نمودار اور اس میں کسی پلے جانے کے بعد بھی زندگی کا سلسلہ جاری رہے۔ جبکہ ہم حیرت ابھار دیتے ہیں۔ قرآن شریف نے حیات بعد الموت کا بار بار ذکر کیا ہے۔ اور اسے ایمان کا جزو و لا یتفک قرار دیا ہے۔

**ہدایت کیلئے مخصوص اسلام کیوں ہوا؟** } سنا جاتا ہے کہ ہمیں کسی نئے لہجہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر اسلام کی پابندی کی حاجت ہے۔ تو ہم الہامی کتب میں اور میں فلاسفہ کی کتب میں ہماری رہنمائی کا کافی سامان موجود ہے۔ اور ان میں کو حدائق ضروریہ فہم کی جاسکتی ہے۔ جہاں ہمیں بعض نوسافہ مذہب نے اس امر کا غٹے دوسرا اعلان کیا ہے۔ لیکن حکمت شریعت پر تنقید کا کام تو بہر حال انسانی عقل ہی کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور اس بعد اہمات میں جو غایات و مقاصد ہیں۔ ان کا تذکرہ بھی انسان ہی پر تو ہی انسان صلا کا کام کر سکتا ہے۔ اگر ایک بات جو کچھ حسین تھی۔ تاج نبوی پر تو جوتا

تجہ نہی ہو۔ وہ کس طرح چھیڑ سکتی ہو؟ علاوہ بریں اگر خدا تعالیٰ نے اپنی ہر بانی کو زمانہ و گوشہ میں ہی الدہم سے سزا دے دیا تھا تو ہمیں مناسب نہیں کہ ہم تج کو اس کا منصب ہدایت خود اختیار کر لیں۔ قرآن شریف کے کئی کئی تیرہ سوال پہلے ہی انسانی ضروریات کا جائز حلیہ تھا۔ اور وہ فرماتا ہے کہ انسان کے لئے ناممکن ہو کہ وہ اپنی عقل پر ہدایت کا سامان اپنے تمیز کر سکے یہ کائنات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کس طرح فطرت ہماری ضروریات و زندگی ہمیں تمیز کرتی رہتی ہو بعض ضروریات زندگی محل کے سال حجاب ہو جاتی ہیں اور بعض شیاؤں کو تنہا کے بعد اپنے بیکسی عناصر کو ضرورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں لیکن کسی انسان کو یہ ہر سہل سمجھنا کہ اصل حالت پر لانے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کرے یقیناً بے خود اسی کا کام ہو۔ اور ہم سب اپنی ضروریات کے لئے اسی کے دست نگر ہیں۔ اس اصول کی تشریح میں قرآن شریف نے شروع میں جو پے در پے در پے صرف کر دیئے ہیں ہمیں وحی و الدہم کے متعلق سرکین بحث کی گئی ہے کہ شروع مذکورہ میں پہلے تو سب اہتمامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی مناسب اللہ جلے کا اعتراض کیا ہے لیکن آگے چل کر بتایا ہے کہ وہ اپنی اصلی حالت میں نہیں ہیں۔ لہذا نئی وحی کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ان مختلف اشیاء کا ذکر بھی کرتا ہے۔ اگر اول اندک اشیاء بطور مذاہم پیش کی گئی ہیں تو شہد کا ذکر واد کے طور پر کیا گیا ہے خدا کے ان نعمتوں کی کوئی شخص متغیر نہیں کر سکتا اور نہ ان کی ضرورت کا انکار کر سکتا ہے۔ ایک مرتبہ کے تنہا کے بعد شیاؤں کا جواب جاتی ہیں ان کے عناصر ضرور کا ثنائی میں موجود رہتے ہیں لیکن ہم اللہ کو اس امر کے ضرور متوجہ رہتے ہیں۔ کہ وہ اپنی ہر بانی کو ان اشیاء کا نظم تبدیل عنایت فرما بیٹھا۔ اور وہ اس طرح کہ انہی اشیاء کے عناصر دوبارہ مرکب ہو جاتے ہیں۔ اس اصول کو سمجھنے کے لئے قرآن نے پہلے تو پانی کی مثال پیش کی ہے کہ سمندروں میں لالہ پانی موجود ہے لیکن دوسری اشیاء کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے اس کی حیثیت خاصیت دور ہو گئی ہے۔ لہذا ہم اب اور کسی چیز کو مقدر پانی کی مقدار حاصل نہیں کر سکتے جو کہ مٹان میں زندگی کا باعث ہو سکے اس کا انزال اس طرح ہو سکتا ہے کہ مخلوق پانی برساتا ہے اور پانی تمام بھجان چیزوں کو حیثیت تازہ بخشنا ہے پانی کے بعد انسان کیلئے ضروری چیز وہ دھ کر ہیں پانی بھر لی اور شکل حال ہوتی ہے اور یکن سات ہشیاں ہیں کہ ہیں جو انسان کے جسم کو پرورش کرتی ہیں۔ وہ دھ اُس گھاس اور اناج میں موجود ہے جو جانور کھاتے ہیں بغیر منگ طاق پرچون اور فصلوں میں مخلوط ہوتا ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے لہذا ہم اس کو شکوہ باقیاتہ دو چیزوں کو جدا نہیں کر سکتے۔ اس کی آخری لغو نما جانوروں کے حصوں میں آتی ہے جو ہمیں تازہ دودھ دیتے ہیں۔ غذائی قیمت کے اعتبار سے وہ دھ کے بعد پھل اور اناج کا نمبر ہے۔ وہ فصل کے بغیر ہم جاتے ہیں لیکن کچھ عناصر کو بھی ضائع نہیں ہوتے وہ دوسری چیزوں کے ساتھ مخلوط ہو کر فضا میں باقی رہتے ہیں خدا تعالیٰ کو ہم بھادیں ہوائیں چلاتا ہے تاکہ ضروری اشیاء بغیر ضروری اشیاء کو جدا ہو جائیں۔ جو اجزاء پھل یا اناج کے لئے ضروری ہیں۔ وہ خود خود علیحدہ ہو کر اپنے مقام مطلوب پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس نئی تقسیم میں

کسی قسم کا اختلال رونما نہیں ہوتا، اس کے بعد قرآن شہد کا ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ نگارہرچکا ہے جس طرح ہمیں غذا کی ضرورت ہے، اسی طرح بعض اوقات دو الکی ضرورت ہوتی ہے۔ غذا اور دوادو دونوں خدا ہی کی طرف سے ملتی ہیں۔ اور ہم دو اڈوں کو جسمانی عارض کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ قرآن خلیعہ کے لئے کئی وجہ پر شہد کو نظیر میں پیش کیا ہے شہد دراصل بیمار پھیلوں اور پھلوں کا جو ہر ہے۔ لیکن جو تکب کسی انسان کی ماعی کو شش کا نتیجہ نہیں ہے۔ خدا نے شہد کی مکی کو عطار کا کام لیا ہے۔ جو اس جوہر لطیف کی تیاری میں سیکڑوں میل کا سفر کرتی ہے۔ وہ کبھی اپنے لائے کو نہیں بھٹکتی اور اس مفید دواد کو بڑی جیاد کرتی ہے طویل عرصہ کے بعد تمام حرکت خراب ہوجاتی ہے لیکن شہد ظہر نہیں ہوتا اس طرح الہام ربانی روح کی غذا ہے۔ اگر خدا ہمارے جسم کی پروا نہ کیلئے کئی شہد کو دوبارہ نازل کر دیتا ہے جو ضروری ہے تو وہ الہام بھی عطا کر لگا۔ اگر الہام ناقص ہو گیا ہو +

قرآن شریف نے زشتوں کو ذی شہرستی بیان کیا ہے جو کائنات کی قوتوں کو حرکت دیتے ہیں۔ تاکہ نئی اشیاء وجود میں آسکیں۔ ہم اس قسم کی فاعل ہستیوں کے وجود کو انکار نہیں کر سکتے لیکن ہم اپنی غذا کے مضمون کو جاری رکھیں گے یہ سب ان عناصر سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو خود بخود استخراج قبول کرتے ہیں۔ تاکہ سلسلہ تخلیق میں معاون ہوں۔ ہیئت مضبوط اور باقاعدہ بنتے ہیں۔ اور مقررہ رستوں پر چلتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ معینہ مقداہوں میں مخلوق ہوتے ہیں۔ اور تمام طریق کار کو معلوم ہوتا ہے کہ انھیں علم حاصل ہے۔ اگرچہ وہ لفظ و گویائی کے بحر محدود ہیں۔ ان کے افعال کی ہندی صحت اور ہنروری مترشح ہوتی ہے جس کو یہ بات صاف عیاں ہو جاتی ہے کہ کسی دانا اور کچھ سچی کے ماتحت کام کر رہے ہیں لیکن وہ خود صاحب شعور نہیں ہیں۔ خدا بیشک علت اولیٰ ہے اور مددک بالذات لیکن وہ مختلف کارندوں کی معیشت کام کرتا ہے اور معلوم ہو چکا۔ بیشک وہ قادر و مطلق ہے لیکن اس کی ہی مرئی ہے۔ کہ وہ وسائل کو کام لے۔ فرشتے اس کائنات میں اطمینان کام کرتے ہیں جس طرح موع اور مایع جسم انسانی میں۔ اور وہ خدا کے حکام کی بلاچون و چرا تعمیل کرتے ہیں۔ اور جس طرح وہ اطاعت کرتے ہیں۔ اگر ہم بھی کریں تو ہم بھی فرشتے بن سکتے بلکہ ان کو بھی بڑھ کر اس کائنات پر نگرانی کر سکتے ہیں۔ قرآن میں فرشتوں کے سرگاہ ورائض کا ذکر ہے اور انظر لک قوتوں کو حرکت دینا۔ تاکہ وہ اپنا اپنا فرض انجام دے سکیں۔ باقی ماندہ دو فرض انسانوں سے متعلق ہیں۔ وہ ہمارے اندر نبی کی تحریک کرتے ہیں۔ اور اگر بعض غیر مشہور قوتیں ہیں ان کی طرف مائل کرتی ہیں تو اس پر بشریہ طریق پر بعض قوتیں ہیں ان کی طرف جنمائی کرتی ہیں۔ اور یہ تحریکات فرشتوں کی طرف سے آتی ہیں اور یہ سب باتیں عموماً ایک ہفتہ کے تجربہ میں مل سکتی ہیں اگر ہم ملائکہ کی آواز پر کان نہ کریں تو وہ ہمارے محافظ بن جائیں۔ اور ہم کو ہر بری باتوں کو بچائیں۔ اور آخر کار ہمارے خادم بن جائیں بشرطیکہ ہم فطرت اور اس کے رموز کو آشنا ہو جائیں یا منس کی بدولت عناصر فطرت کے ملائکہ بڑی حد تک ہمارے خادم بن گئے۔ آپ انھیں قوتیں فطرت کہہ سکتے ہیں لیکن ان میں



بناات خودیجان اور غیر ذی شعور ہیں۔ انکے پس پردہ ایک مدرک اہم کارفرما ہے۔ یہی وہ ہے جسے قرآن شریف نے اللہ کے نام سے لکھا ہے۔ اسی نے حقوں کو یقین کیا کہ اس کے قوانین کا نفاذ کریں +

## شاہزادی سرحد کا قبول اسلام {قریباً ۱۸ سال کے بعد ہماری

سوشلسٹ تنظیم بنیں۔ قریباً ۱۸ سال کے بعد ہماری سوشلسٹ تنظیم غیر ناجست ہوئی۔ بونریو کے اجورک کی یہ جوبوں۔ وہ بھی انگریز شاہزادی ہلنٹ ۱۹۷۲ء میں ان کو سلام کی طرف شوق ہوئے۔ لندن کے ضلع ویسٹلڈن میں یہ مقیم تھیں جہاں ان کا تبادلہ خیالات حضرت خاں دیکھال الدین صاحب سے ہوا۔ ان کی خدمت میں اسلامی طریقہ و رسالہ اسلام کی باریک باقیات پر پتہ چلا۔ پچھلے سال انہوں نے فرانس میں ایک سال اسلام کی عقائد پر لکھا گیا ہے۔ غالباً انھیں کیا نہیں تھی۔ خدا کا احسان ہے کہ آخر شاہزادی موصوفت اسلام قبول کیا۔ اپنے اپنا اعلان اسلام لودبار انگلستان کو طیارہ میں عبور کرنے ہوئے کیا۔ آپ کا اسلامی نام خیر النساء رکھا گیا ہے +  
دو گنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کا پتہ چل گیا ہے۔ ہماری ملی دعا ہے کہ کاتھان مسلم مشن و دو گنگ کی کوششوں کو اللہ تعالیٰ زیادہ بار آور کرے اور اسلام کا سب سے خوب کی عظمت کو بہت جلد نور کرنے کا موقع ملے +

## لندن میں نماز عید دو گنگ مسجد میں شاندار اجتماع

لندن ۱۹ جولائی ۱۹۷۲ء آج مسجد شاہجہاں (دو گنگ) میں عید الفطر کی تقییب پر نماز عید ادا کرنے کے لئے شاندار اجتماع نظر آیا۔ حاضرین ایرانی مقیم لندن مصری سفیر ہندوستانی ہائی کمشنر لاڈا اولیڈی ٹیپے اور سٹریٹیم سے جناح بھی شامل تھے۔ مولوی عبدالمجید صاحب نے خطبہ پڑھا۔ انھیں آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ تمام دنیا کی اقتصادی اور قدرتی مشکلات کو حل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں +

اس کے بعد لاڈ ہیٹ نے اس کام پر تبصرہ کیا۔ جو گنگلڈن میں مسجد کی ترویج کے لئے ہو چکا ہے۔ اور کہا کہ اس مقصد کیلئے ار جی مال کر لی گئی ہے۔ اور سہروردیول ٹامسن نے نقشہ تیار کیا ہے۔ اپنے مزید فنڈ کی ضرورت پر زور دیا +



برہن نے عندنا معتق ادھار کا بذات لگا ہی مٹا کر کیا جس کے باعث اسکے دل میں شخصیت مسیح اور اس کے مستند کلام  
 رہائی کے باعث مثبت پیدا ہوئے۔ مبنی میں اس کے سالہ *Journal inedited de* <sup>۱۸۵۰-۱۸۵۱</sup> *Journal inedited de* <sup>۱۸۵۰-۱۸۵۱</sup> *Journal inedited de*  
 کا ایک تپاس پیش کرتا ہوں (۲۰ سالہ سینٹ لینا (جہاں میں نظر بند تھا) کو خلیفہ بنوا تھا اور کچھ اڈیشن جنرل برن گورگھا دتے) +  
 جہاں تک میں اپنی نسبت کہہ کر سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں اپنی رفاہی کام کر چکا ہوں۔ میں نہیں مانتا کہ کوئی مسیح اس دنیا میں  
 کبھی بھی بقدر حیات موجود تھا۔ اگر کوئی شخص دیکھتا ہے یا اسے گھبراہٹا۔ تو میں عیسویت کو تسلیم بھی کر لیتا۔ جو غرضی مل ہو سکتی ہے  
 کہ کسی عیسوی نے مسیح برٹل کا پارٹا داکرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہو۔ اور اسے بھی دیکھ جائیں نہ ب کی مانند بھائی پر  
 چڑھا دیا گیا ہو ہر ایک دور میں ایسے شخص اسے نہیں۔ مجھے سیلان میں تاریخ ہر وہ مصنفہ *Journal inedited de* <sup>۱۸۵۰-۱۸۵۱</sup> *Journal inedited de*  
 ایک نخلہ جیسے ایک شخص دیکھ سکتا ہے کہ کسی شخص نے مسیح کی بابت چار یا پانچ سطریں اپنی طرف سے لکھ دی ہیں۔ اسلئے  
 کہ خود جوش نے مسیح کو کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ اس شخص کو میرے پاس دیکھ کر پوچھئے مجھے سخت تنگ کیا اس قدر بھائی پر  
 کر اسے عار و حسد کی پستل کے حق میں تھی۔ اور ملاقات میں جو جنت تہیوں نے خدائے جبر کی پرستش کے متعلق  
 اپنی بان کھولی۔ عامۃ الناس نکلان کا غیر متقدم کیا۔ اس کو کہ حالات ہی ایسے تھے میری حالت بھی اس کی سوتلی مطلق ہے  
 اگر مجھے جماعت کا ایک افسانہ ترین فرد ہونے کے باوجود شہنشاہ ہونے کا موقع مل گیا ہے۔ تو یہ بھی خاص واقعات کے  
 باعث ہر دور میں جبر ہے۔ کہ رائے عار میرے حق میں تھی +

میں نے شہیل کا مطالعہ کیا جو مبنی ایک قابل انسان تھا۔ مگر انہودی دعا باز بزدل اور بے علم ہیں کیا کوئی  
 چیز ٹوٹا اور ان کی لڑکیوں کے قصہ کو زیادہ دہشتناک کہتی ہے؟

سائنس جس نے ثابت کیا ہے کہ زمین سیارگان فلکی کا مرکز نہیں ہے۔ مذہب پر ایک سخت ضرب سید کی ہے  
 یوحنا شونج کو ٹھیک لیتا ہے یا ایک شخص دیکھتا ہے کہ ستارے سمندر میں گر رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ تمام سیارے اور ثوابت فیر  
 ایک خزانہ اطلالیہ نے گرجے میں ایک پادری کو سونے کا ایک ٹکڑا اس کو دیا۔ کہ اسے چند ایک نفوس کو دفع کے  
 مذاکے بھانا تھا۔ پادری اس ٹکڑے کو لیکر بہت خوش ہوا۔ اور اس نے بڑے زور سے لپکا کر کہا۔ اے خدا تیرے نام کی حمد  
 ہو میں تیرے زور کو جنت الفردوس کی طرف جاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں +

کیا آپ بھی انہیں دیکھ رہے ہیں؟ پادری نے خزانہ اسے سے ہتھسار کیا۔

ہاں میں کہتا ہوں انہیں دیکھ رہا ہوں؟ خزانہ اسے نے جواب دیا +

میں اس صورت میں اپنا پارہ طلا دہاں لیتا ہوں سب سے کہ لیا رول دوبارہ جہنم میں نہیں ڈالے جائینگے +

آپؐ کو کچھ کہہ لو کہ کس طرح مخلوق خدا کو دھوکا دیتے اور ٹوٹتے ہیں ؟

مذہب کی تسمیہ و معجزات پر کبھی غالی و اور ایسی چیزوں کو مذہب کا اساس بنایا جاتا ہے جنہیں کسی شخص میں نہیں سمجھتا خدا ہی تخلیق فرماتا ہے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بھی کہتا اور با اہتمام وادو کی اولاد بھی تھا !  
 میں محمدؐ کے مذہب کو ترجیح دیتا ہوں۔ کہیں تنی زیادہ قابلِ تمغراتیں نہیں ہیں جتنی ہمارے ہاں ہیں۔ ہرگز بھی نہیں مہنام پرست کہتے ہیں ؟

تیسرا بات ہمیشہ ہی نپولین کے دل میں موج زن رہے۔ ہاں ضرور صحیح ہے کہ سینٹ ہلینا کے زمانہ میں جلاوطنی میں اپنی قسمت کی گھڑیوں میں اس نے ان خیالات کو زیادہ صراحت اور زیادہ گہر محبتی کو طے کر بھی نہ پلین ایک مشغولیت پسند بن گیا اسلئے کوئی توجہ نہیں کہ اسلام جو اس کے کفر خفا لاسکے مطابق تھا۔ اس کے دل کو اپنی جانب کھینچ لیا ہو ؟  
 اس صداقت کو پیشِ نظر رکھ کر کہاں پڑتا ہے کہ مصر میں اسلام کے منتقل اس کے اقبالِ خلوص پر مبنی ہے جو شخص طویل عرصہ کے بعد بھی یہ سمجھتا ہے کہ میں مذہب محمدؐ کو ترجیح دیتا ہوں اس کی بابت نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے مصر میں اسلام کو مسترد کیا اس کا غرض کے حصول کیلئے قبول کیا ہو۔ ہاں ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ ہمیں ایسی جھلکیاں مل کر ضرور تھا۔ مگر کولا بیان کرتا ہے کہ قاصد کی مجلسِ ملکہ فیضاً اور شرفاً میں بونا پارٹ نے اعلان کیا :-

یقیناً میں تمہیں مختلف اوقات میں اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے اور میں نے مقدمہ دران کو آپ کے اپنا عقیدہ منہ پر کیا ہے کہ میں ایک موم مسلمان ہوں۔ میں حضرت محمدؐ کی کتب و توصیف کرتا ہوں اور مجھے مسلمانوں پر محبت ہے ؟

بونا پارٹ کا اعلان بنام میں صومریہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء میں الفاظ شروع ہوتا ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لا الہ الا اللہ۔ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور وہ مالک الملک ویر کر شریک کے حکومت کرتا ہے، ایک دوسرے مقام پر اعلان کرتا ہے :-

میں عصیان و شین و المات قاہرہ کا امراء و مسکا قاہرہ پنے اپنے غلط فہم کو اس از کی آگاہ کر دو کہ میں نے جس شخص مسلمان کی یہ ہو سکتا ہے کہ اس اعلان میں مسلمان کا مفہم جن کے مطابق قوانین انہی کی پابندی کر چکے ان کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہو میں میں میں جو تھ کے ان الفاظ کو یاد رکھنا چاہئے :-

اگر اسلام ہی ہو تو کیا ہم سب مسلمان نہیں ہیں ؟ ہاں ہم میں کو جو شخص کسی طرح کی خلاق زندگی بسر کرے میں اسلام کا طاعت کر رہے ہیں ؟

اس نپولین بونا پارٹ نے عید میلاد النبیؐ کی بڑی بڑک احترام کو سنائی مینی میں نے تحریات نپولین میں سے بعض

انتخابات کا ترجمہ کرنا ہوں (۱) کہتے ہو نا پارٹیاٹ الاسلام صفحہ ۵۰ تا ۱۲۵)۔  
 ”موسیٰ نے اپنی قوم کو خدا کی ہستی کا وہ کیا یسوع نے دیکھا کہ اس راز سرمدی کو مطلع کیا۔ محمد نے ساری  
 کائنات کو توحید کا درس دیا۔“

یسوع نے پہلے رسول بعد کا واقعہ ہی کو قبول نہ کیا تھا۔ محمد نے ابھی کے خدا۔ اسمعیل کے خدا یسوع کے خدا  
 اور یسوع کے خدا کی تعلیم دی۔ عربین اور بعض دیگر فرقوں نے باپ بیٹا۔ اور روح القدس کی حقیقت کا سوال پیدا کر کے  
 مشرق کی حقیقت پر کرب پشانی میں لے کر دیا۔ محمد نے کلا الہا کلا اللہ کا اعلان کیا۔ محمد نے تعلیم دی کہ نہ خدا کا  
 کوئی باپ ہے نہ بیٹا نہ شریک۔ غیثت نے صنم پرستی کے خیال کی تائید کی +  
 محمد نے صفحہ ۱۲۵ پر حقیقت ثابت کی۔ ”کلا الہا کلا اللہ +

محمد ایک شاہزادہ تھا۔ اُس نے اپنے صحابہ کو اپنے ارد گرد اکٹھا کیا۔ مسلمانوں نے جنت میں نصف دنیا فتح کر لی۔  
 انھوں نے جنت میں اس کے عرصہ میں اپنے انسانوں کو جھوٹے خداؤں کی غلطی و نجات دلائی۔ اتنے بتوں کو پسرخاک کیا۔ اتنے  
 صنم کوں کو مسما کر لیا۔ کہ موسیٰ اور یسوع کے پرستار پرندہ صدیوں میں چننا کچھ نہ کر سکے +

محمد ایک عظیم الشان انسان تھا۔ جو انقلاب اس نے پیدا کیا۔ اگر حالات اُس کے سازگار نہ ہوتے۔ تو محمد واقعی  
 خدا کی مثال کے مستحق ہوتا۔ جب محمد کی ہمت بڑی۔ عرب مدت مدید و حارہ جنگیوں کا شکار تھا۔ جن اقوام نے عظیم الشان  
 کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ان کو ضرور ان جملہ کو گڑنا پڑا ہوگا۔ جب کہ اردو و ابلان میں تہی سرگرمی پیدا نہیں ہوتی۔ یہ  
 قائد المرامیاں انصیب تھیں۔ ہر کتنیں مسلمانوں نے اسلام کے جھنڈے کو دریہ جیون و جون کے سوسل اور صواب چین پر نصب  
 کر دیا۔ انھوں نے جنادین اور یوکر کے میدانوں میں فتوحات حاصل کیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ شام اور مصر میں کئی حکومت  
 قائم ہو گئی۔ اگر عالموں۔ زراعوں۔ اور عسکریوں کو شکستیں ہو جاتیں۔ اور ان کو طویل و عرصہ صحرائوں میں اہل جاتا پڑتا۔  
 اور عربوں کو از سر نو خانہ بدشاہی زندگی بسر کرنی پڑتی۔ اور وہ ایسے ہی غلوں کے محال ہو جاتے جیسے کان کے باوا جدا دھتھے۔  
 اس صورت میں دنیا محمد علیٰ اور عسکر کے نام کو آشنا نہ ہو سکتی +

منگوں۔ تاتاریوں۔ ترکوں وغیرہ پر عرب مسلم اقوام نے اپنے آپ کو دشمنانِ معلوم و مفہوم ثابت کیا۔ لیکن عرب  
 اس سویری ہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تو قطعیہ لازم نہیں لگایا جاسکتا۔ اسی خاندان کا خلیفہ اولی  
 معاویہ ایک شاعر تھا۔ اس نے ایک عرب شاعر کو چار اشعار تحریر کرنے پر انعام مرحمت کیا۔ اس کا وزن نہایت ہی شاعرانہ تھا۔  
 مسلمانوں نے شاعری کی اتنی قدر و منزلت کی۔ کہ اس ناخجاہ کے مساوی قرار دیا۔ المنصور۔ ہارون الرشید اور المامون نے

علوم و فنون کی ترقی میں ملتی درجہ کا انہماک ظاہر کیا۔ یہ سلاطین علم ادب کی کیا اور علم حساب کے پیچھے لڑا وہ تھے۔ یہ لوگ ارباب علم و فضیلت کی صحبتوں میں زندگی بسر کرتا موجب انتہا جلدیتے تھے انہوں نے قیونانی اور اطہیٰ مصنفین جلیلہٴ ادویس اور یوکلید وغیرہ کی تصنیفات کو عربی زبان میں ترجمہ کر لیا انھوں نے سمیت ادویات و احوال قیاس کے مسائل کا کتاب قائم کئے انہوں نے رصد گاہیں بنائیں مساحت و فلاحات کی کیا سیمیا طب منطق اور فلسفہ وغیرہ میں سائنس کمال حاصل کیا علم کیا علم تحلیل مرکب کے سوا اعشاریہ الجبر اعداد اور گھڑیاں وغیرہ انہی کی ایجادات ہیں انکی اخلاقی کہانیاں اپنا جو انہیں مکتبیں ان کی شاعری بھی عائد جو شہ و خروش کریم بزرگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انے علماء و فضلاء کی بہت تعریف کی کہ اور جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں اور تحقیق اشیاء اور خدمت علم میں مصروف رہتے ہیں ان کے لئے بڑے جات بیان کئے ہیں اگر مسلمان نے علم و وظائف اعضاء کو ترقی دل بتا تو اس کا ہزار اس نام کان کا توصیف بھی پر وقت ہے دینے کے بے حقیقت ہے مترجم اور اکتب قاہرہ میں صرت و ہزار جلدیں علم سمیت جو مجموعہ تھیں اور ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں بیگز علوم کی تھیں۔ ترقی کے لائبریریوں میں ۳۰ لاکھ کتابیں تھیں خلفائے عرب کے پچھتر سال کے وہ حکومت میں علوم و فنون کی سلطنت ہی ایران میں عظیم الشان ترقیاں ہوئیں مگر کوئی کوشش نہ تھی کی اس قیامت خیز زکوٰۃ کو کسر روک دیا۔

### کثرت از دواج

محمدؐ سے پیشتر ایک شخص متبع عورتوں کو چاہے اپنے نکاح میں لے سکتا تھا اگر متعدد عورتوں کو شادیاں کر لیا کرتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو متعدد تعداد کی حد بندی کی۔ بنابرین آپؐ کثرت از دواج کو روک دیا عورتیں مردوں کو زیادہ متولہ نہیں ہوتیں پھر کیا وجہ کہ محمدؐ کے مذہب میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت ہے سوال یہ کہ کیوں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خصوص سے پیشتر سے ہی کی تقلید نہ کی؟ یورپ میں قانون سازان قوم نے خواہ قیونانی ہوں یا جرمن خواہ روٹن مالکان خواہ ان کا تعلق جرمن ہسپانیہ سوہیا برطانیہ کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت نہیں دی۔ خلافاً ازین مشرق میں کثرت از دواج کی اجازت ہی ہے تاہم تاریخ سے لہذا واق شاہد ہیں کہ اگر ان مذہب کا اثر زبان آدم بہرہ دی اعشاری عرب لیا نہ یا ساری یا واقعی سب سے سب ایک سے زیادہ بیویوں سے خواہ تھے بعض اشخاص نے مشرق و مغرب کے اس تفاوت کو مبالغہ فی اسباب پر محمول کیا ہے البتہ ماوراء ازین میں مختلف ملکوں کی قوم آباد ہیں ان کو ایک دوسرے سے ملانے اور پیوستہ کر دینے کا اھل کثرت از دواج ہے تاکہ کالے گورد کو زار سکس اور گوری چمڑی والے سانولوں پر ظلم نہ کر سکیں کثرت از دواج کا دستور ان کو ایک دوسرے کے بیٹوں کی مانند جاسکتا ہے اور وہ ایک دوسرے پر بارہ لے کر بیٹھ کر کھانا تناول کر سکتے ہیں مشرق میں یہی خاص رنگ والی قوم کہ پوری پر کوئی قومیت نہیں ہے تاہم اس میں ماکیلے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چار بیویاں مک کر لینے کی اجازت کو کافی تصور کیا۔

اس پر کیل ہو سکتا ہے کہ جب عورتوں کی تعداد مردوں کو زیادہ نہیں ہو تو چاروںوں تک سے نکاح کر لینے کی اجازت؟ کیا تک نہ نکاح کرنا ہی معقول خیال کیا جا سکتا ہے؟ مرد و عورت کے ملاء متوسط اور یا شاید ونا در ہی اس اجازت کے فائدہ اٹھاتے ہیں اور یہی لوگ کہ تہ صرے ہوتے ہیں مختلف رنگ والوں کو بذریعہ رشتہ ہانکنا ملکہ و سر سے پرستہ کر دینا یا بھی محبت و مودت کا ایک مؤثر ذریعہ ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نوآبادیات میں کالے بھی آزادی والے بن جائیں اگر ہم اس تعصب کے داغ کو صحتان چاہتے ہیں جو اختلاف رنگ پر مبنی ہے تو ہمارے اصحاب ان تین کو کثرت ازواج کی اجازت بھی سے محبت نہیں رہنا چاہئے +

### عسلا می

خسرتی غریبی کی نوعیت بھی مذہبی و فقیہانہ اسلامی کی محسوس عداوت سے مشرق میں عسلا می عداوت عیسائی کی تھوڑی سی مثال ہے۔ ہانک کی چاروںوں حصہ حاصل کر لیتا ہے اور مرد و عورتوں کی لڑائی کو نکاح بھی کر سکتا ہے اکثر یا بھی ترک عسلا می تھے اکثر دریا ئے عظم۔ تمام ملک علی سے مراد بڑے غیر عسلا می تھے + انھوں نے اپنے مالکوں کے گھروں میں اپنے تئیں تین عداوت انجام دیکر اپنی عداوت کی زندگی کا آغاز کیا اور آخر کار اپنی فضیلت قابلیت یا حکومت وقت کی خاطر ناپاک اٹھے اور درجہ پرمکھن ہو گئے۔ عسلا میں عسلا میوں کی حیثیت گھر کے نوکر دین میں بھی کم ہوتی اور ان کو پہلے معتبر ترین تصور کیا جاتا ہے خاص میں مشرق و مغرب کے فیصلات میں اس قدر فرق ہے کہ مصری بہت سے ملک پر دیکھ سکے کہ عسلا می فرانس میں نبولین کو ہانکے ملک کو عسلا میوں پر قابض تھا گھر کا بڑا آدمی جھڑپ بھی ہو سکتا ہے + اسے نبولین کی چوٹی + اور عسلا میوں پر کامل آزادانہ اختیارات حاصل تھے ہیں اس کے نتیجہ میں عسلا میوں کی طرف سے عسلا میوں کا دھرم دار گھر کے درونی معاملات میں قطعاً کوئی مداخلت نہیں کرتا بلکہ عسلا میوں کی دوسری اسکی ازواج کو عسلا میوں کو احترام حاصل ہو سکتا +

### نبولین کا خواب

نبولین ایک بہت بڑا کارکن اور کارفرما شخص تھا۔ اور تمام کارفرماؤں کی طرح عداوتیں بھی تھا اس کا خیال جو کلاس کے دل میں توں چلکنا لیتا رہا۔ اپنی تصویر اس کی معروضہ ذیل تحریر شاہد ہے :-

مجھے اسی کے بعد وقت و زمین کے مابین تمام جہاں کے ربا ب علم و فراست کو متحد و متفق کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اور قرآن کے منبر کے مطابق ایک سخت کردار رہا جس کے ارکان میں ملک و قوم کو قائم و قائم کر سکوں گا اس کو کہ صرف تو نہیں ان ہی ایسے ہیں جو خدا پرست ہیں اور نبی بن انسان کو خوش حالی اور فانی الہی کی منزل کا رستہ دکھا سکتے ہیں +

لیکن قرآن علی چارہ دین رکھا دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ کبھی کسی اور کی زندگی میں پورا ہو گا یا نہیں۔ اس کا جواب خود وقت

## تجدید فی المذہب

از عظم جناب کے قدس صاحب

اسلام اُن چیزوں میں کسی حدت طراز کا حامی نہیں ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طوط سے آئی ہیں۔ اور ہمارا خیال کرنا کہ ہمارا  
حدت طراز کی موصوفاتی کاموں میں مصلحت ہوگی یا سراسر سرکشی ہے یا اگر ہشیانہ کا ہے کسی عالم الغیب کی مشافہ کے مطابق مقلد بنی ہیں  
تو وہ خدا خود ہی منہ فیہ فیات کو مد نظر رکھ کر ضروریات لازمی کو پہلے کو مٹا کر لینگا۔ اور تمام کائنات میں یہی بات نظر آتی ہے  
نئے حالات کے تحت مروجہ قوانین کی منسوخی ضرور عمل میں آتی ہوگی لیکن اُس مواد میں جو فطرت نے مٹا دیا ہے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ نہی  
ضرورت کے پورا کرنے میں ایسی کو استعمال کیا جاتا ہے جو موجودہ صدی کو ایسا دات کا نام نہ کر سکتے ہیں۔ لاسکلی انشور مشورہ دہائی تھا  
اور اب دیکھتیاں یہ سب ہمارے سامنے عالم وجود میں آئی ہیں لیکن ہم نے ان کیلئے مادہ پیدا نہیں کیا ہم نے ان چیزوں کو جو دنیا  
میں پہلے ہی موجود تھیں۔ ایک خاص ترقی سے مستلزم کر لیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان نئی مشینوں میں مختلف شہا پہ و مضابطت پیدا ہوئی ہوگی  
وہ خود اس تو شہاد میں پہلے ہی موجود تھے ان کے نئے خود اس ہمارے علم میں آتے تھے ہیں لیکن ہم ان کو پیدا نہیں کرتے بلکہ بعض وقت  
کرتے ہیں اُس کے بلحاظ انسانی ساختہ اشیائے نئے حالات کے پیدا ہونے پر خارج از استعمال ہو جاتی ہیں۔ اور نئے نظام نکلتے  
انسانی نعمت کی اور ضرورت ضروری ہو جاتی ہے اور قدرتی اور مصنوعی شہا میں یہی فرق ہے۔ قدرتی شہا میں کسی تغیر کی ضرورت نہیں  
ہوتی لیکن مصنوعی شہا پر ضرورت پڑتی رہتی ہے +

اس تہا میں مصلحت کی بناء پر ان کتب کے مختلف بھی فیصلہ ہو سکتا ہے و لہذا علی الاصل ہی کی ترقی میں اگر وہ خدا کی طرف میں تو پھر انہی قوت  
کی ضرورت نہ نہ تاہل صافی کی نہ نہ گئی نہ ہی ضرورت نہیں تھی اکتیت کی بھی ضرورت ہے لیکن اگر کوئی نہ نئے لائق کلام کہی ہو تو پھر اس کی  
زبان ایسی وسیع لگتی ہوئی چاہیے کہ نہ ضرورت کو پورا کر سکے نہ نہ لسانی روایات پہنچی ہیں انہی نئے حالات کے مطابق مٹا دینے کی ضرورت لازمی  
ہو سکتی ہے ترقی کی اور جو کہ سب سے پہلے نہ نہ ہے خدیجہ و سب سے پہلے ہوئے ہوئے اور ہر قدم پر تجدید نہ نہ کیلئے ہوئے ہوئے ہیں +  
قبیحی و حضرت یحییٰ کی تلبیت، اجدا ہی و محرفی سیدل کو گئی اور جو کلمہ کی قوم نے اُن کے پیش کردہ نہ نہ کر دیا پہلے اُن کے لئے چوڑے  
تے غیر مبروری تو ام کا سما اور صند آسجی پڑ گئی تے اپنے نہ نہ کہتے پرستوں میں مقبول نہ نہ کیلئے، حضرت یسع کے سہ سے سہ  
نہ نہ کہتے غیر مبروری تو ام کے خیالات کے تحت کھدیا۔ اس دیکر پے درپے بہت سی نہ نہ ہی جس مقصد پر یہ کہ  
سب سے نہ نہ کہتے کے عقاید کے سانچے میں حال آیا جائے، جیسے کہ پانچویں میں سب کی قلب باہت ہو گئی، جیسا کہ معلوم کا دہ  
شرع ہوا اور گوں کی طاعت کا میلان اس طرف ہوا کہ نہ نہ کہتے کو نئی بنیادوں پر بنی کیا جائے۔ چنانچہ وہ مصلح شرع ہوا اور سب کے ایک



معتبر عہد کیسے منسلی حاصل ہوئی اس کے بعد عائشہ اور نہ ہند بنہ خدیجہ پر کراڈاں شروع ہوئی اگرچہ ہند بنہ خدیجہ نے اس کا ٹھکانہ بننے کیلئے طریقہ چن کر کارو لگایا، لیکن سانس لیا سخت جان نکلا کہ تہب کی تمام ممکن ہو ششوں کے باوجود بخلو نہ ہو سکا اور ناجی ملک اس وقت پر غالب آگیا۔ تہب کیسے اپنے مصالحوں اور یہ اختیار کیا اور اس موقع پر خود کو "یہ مصیبت کی حد کیلئے" ان منجی چنے عہد کو نشہ انداز میں پیش کیا گیا لیکن چونکہ مصلح و متبع کا کام تعلیقیت طہرۃ یعنی جدید خیال اور باہلیسیا کے ہاتھ میں آگیا۔ اسلئے اسے ناکار سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر بازو (سکول ڈی ٹیلی گراف جون ۱۹۳۱ء) تو اب نئے عہد کے خواہشمند میں کیونکہ بقول ڈاکٹر رحمۃ قدیم سچی عقاید تہب اور سمنوں روں کے اعتبار سے غلاموں یا کتوں میں پڑ تو یہ کہ حاصل موصوفے ایک حقیقت کا اعتراف کیا کہ لیکن اگر نہ تہب اسلام بانی پر مبنی ہو تو ان کا قول مستند نہیں ہو سکتا +

ہندو مذہب میں جو تہذیبیں ہوں ان کا ہمیں کوئی علم نہیں کیونکہ قدیم ہندوؤں کی تاریخ محفوظ نہیں لیکن جو کچھ مذہب ہندی اور ہندو  
پرستی تھا اس کے بارے میں ایک کچھ تحریریں محفوظ ہیں۔ یہاں سے لے کر ہندوؤں کے درمیان ایک بڑے بڑے کاوی پیدا ہوا جس کا نام اوم ہونکا  
تھا اور ان کے قابل شاگرد کوشیہ چندرپرسن نے ان کے شاگردوں نے ملکر ان میں سے ایک کو اوم ہونکا کا کوشیہ چندرپرسن نے ان کے شاگردوں نے  
مذہب کے لیے بہت کچھ استفادہ کیا لیکن چونکہ وہ استاد کے شاگرد تھے ان میں سے کوئی ایک کا کوشیہ چندرپرسن نے ان کے شاگردوں نے  
مذہب کے لیے بہت کچھ استفادہ کیا لیکن چونکہ وہ استاد کے شاگرد تھے ان میں سے کوئی ایک کا کوشیہ چندرپرسن نے ان کے شاگردوں نے  
مذہب کے لیے بہت کچھ استفادہ کیا لیکن چونکہ وہ استاد کے شاگرد تھے ان میں سے کوئی ایک کا کوشیہ چندرپرسن نے ان کے شاگردوں نے

[illegible]

# تصنیف حضرت کمال الدین صاحب یانہی مسلم مشن وکنگ انگلستان

مجلد ۱۲	ام اللہ معروف بہ زندہ وکامل زبان بلاجلد ۱۲	مجلد ۱۲	توحید فی الاسلام بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۸	برابین نیرہ بلاجلد ۱۲	مجلد ۱۲	سکھ ووادید حرکتہ آرا دس لیکچر کا مجموعہ بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۲	پیام اسلام	مجلد ۱۲	ینا بیع المسجیت بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۲	مقصود مذہب	مجلد ۱۲	ضرورت الہام بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۲	خطبات عربیہ بلاجلد ۱۲	مجلد ۱۲	راز حیات یا انجیل عمل بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۲	سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام بلاجلد ۱۲	مجلد ۱۲	امکانات علیہ بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۲	ہستی باری تعالیٰ بلاجلد ۱۲	مجلد ۱۲	مطالعہ اسلام بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۲	مجموع کی الوہیت اور انکی کامل انسانیت پر ایک نظر	مجلد ۱۲	اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۲	اسلام اور علوم جدیدہ	مجلد ۱۲	لغات الزار محمدیہ بلاجلد ۱۲
مجلد ۱۲	صلائے نصرت پر اہل ہمت	مجلد ۱۲	مذہب محبت ۱۲ موضوع القرآن
مجلد ۱۲	حیات بعد الموت	مجلد ۱۲	خواتین عالم کا مذہب
مجلد ۱۲	جہد البقاء	مجلد ۱۲	اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ وکامل نبی بلاجلد ۱۲

## دیگر مصنفین

مجلد ۱۲	سیرت نبویؐ قیمت صرف	مجلد ۱۲	مجمع القرآن
مجلد ۱۲	لٹن میں جلسہ مولود النبی صلعم	مجلد ۱۲	قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مجلد
مجلد ۱۲	قرآن اور جنگ	مجلد ۱۲	دنیا کے مشہور مشہدائے ثلاثہ بلاجلد
مجلد ۱۲	پادری صاحبان کے لئے صل طلب حمد	مجلد ۱۲	اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف
مجلد ۱۲	سیرۃ نیر البشیر مجلد ۱۲ مقام حدیث بلاجلد ۱۲	مجلد ۱۲	تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت
مجلد ۱۲	نصاویہ و مسلمانان یورپی درجن ۱۰ ازین درجن مجلد	مجلد ۱۲	اسلام یعنی ہمدردی ہی نوع کا مذہب
مجلد ۱۲	نصاویہ و یمن از عیدین مسجد وکنگ قیمت فی درجن	مجلد ۱۲	اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض
مجلد ۱۲	لٹن اسلام اول نصف حضرت خواجہ صاحب	مجلد ۱۲	نبوت کا ظہور انم المعروف نبی کامل نصف حضرت خواجہ صاحب

تمام درخواستیں نام

سکرٹری وی وکنگ مسلم مشن ٹیلڈری ٹرسٹ عزیز منزل کاندھلہ وڈلاہ پونجا ہونی چا



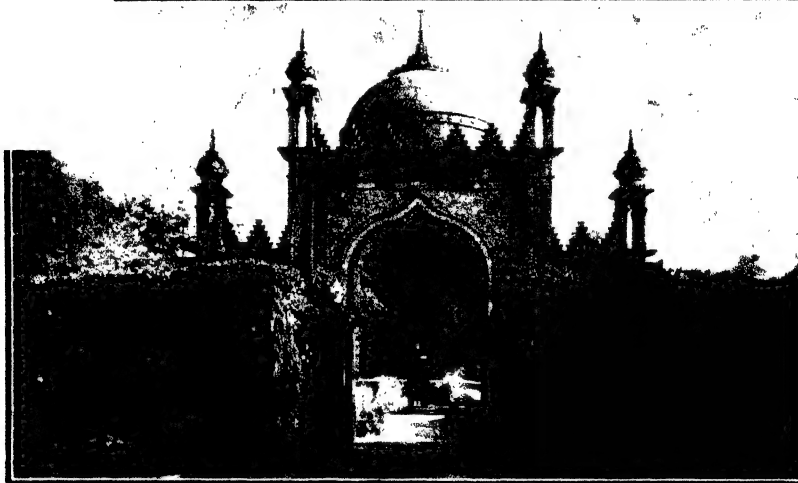




وَلَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ إِذْ يُدْعُوهُ رَبُّهُ بِالْأَسْمَاءِ الَّتِي يُدْعَى بِهَا رُسُلُهُ يَوْمَ تَنْفَخُ الصُّورُ يَوْمَ تَكُونُ الْأَشْيَاءُ أَسْفَادًا ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّاكَ بِمَا أُوتِيَكَ مِنَ الْغِنَىٰ وَلَاقِمْ فِي سَرَايَاكَ لَعْنَةً ۖ فَخُضِّبْتَ فِي الْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِنَدْوَيْكَ مُتَذَكِّرًا ۖ وَتَوَلَّىٰ وَخَمَلَ عَلَيْنَا السُّلْطَانُ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُسْلِمِينَ ۚ

# اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ سالہ اسلامک یونیورسٹی  
مجتبیٰ



شاہجہان مسجد و ونگ انگلستان

زیر اہتمام

خواجہ کمال الدین

بانی مسلم مشن و ونگ

قیمت پانچ روپے (۵ روپے)

قیمت تین روپے (۳ روپے)

دعوتِ اسلامی کے فروغ کے لیے تمام مہینوں میں اشاعت اسلام - غریبوں کے لیے - لاہور - پنجاب - انڈیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اغراض و مقاصد

ب۔ (۱) روکنگ مسلم شن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں

(۴) سناست سنا قرآن کریم جیسا کہ مفت تقسیم کرنا اور فروخت کرنا۔

(۶) رسالہ اسلامک ریویو، انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو

شایع کرنا اور مفت تقسیم کرنا۔

مجلسه ۱۰۰

جناب خاندانِ عظامہ صہبائی تمہارے یونوا سٹنٹ پشاور (میر محمد)

خان بہادر کو مولیٰ غلام حسن صاحب آفریدی مجسٹریٹ اینڈ وائس

پیریدین کی پیچیدگی (مرد) پشاور۔

۱۔ جاب ہل میجر عبداللہ بی کے پاس سسٹنٹ کمیشنری نے ایک سب سے بڑی

۱۱. حجاب و اجہ بدرالحد صاحب بیستر است لادید و نیت مانی لایست لایست

۱۱ جناب کوئی عہدہ بحیثیت ایم جے بی فی (عام امام) سجدہ و تہنک سارا

۱۶۔ جناب خواجہ جمال الدین صاحب بی اے ایں بی اویں :  
چوکنگ مسلمہ مشرق (ہفت روزہ)

۱۲۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم پی سی فی الس سابق سول جرنل سرحد

(آنزیری می فنانا کشف سکر شری)

۱۰۔ جناب شیخ محمد بن جان صاحب نے اے ایل الی فی اللہ وکرم

۱۰۔ جناب مولوی مسیح علی شاہ صاحب نے اسے لاہور۔ نسیم مشنری

۱۴۔ جناب خواجہ عبد الغنی صاحب (سکرٹری)

منہ

جناب میجر شمس الدین صاحب فی اے فنانشل سکریٹری ریاست

۱۰۔ خانصاحب جناب محمد اسلم خان صاحب مرع خان خیل از مری محکمہ شرف

رئیس اعظم مردان (مسعود)

۱۔ جناب احمد علی اودو صاحب مدنی سوداگرہ رنگون۔ بہرہما۔

۱۔ جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب الک کالونی فلوئر ملز۔ لائل پور۔

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب میرٹھ لاء نامور۔

۱۳۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ال ای بی ویل : با سے  
پوچھو گنگ مسٹر مشہور : ۱۱/۱۱/۱۱ (۱۱/۱۱/۱۱)

۱۴۔ جناب ڈاکٹر حفیظ الرحمن صاحب ایم بی بی اے ایس۔ سابق سول سرجن سرحد

۱۰- جملہ اعضاء کے متعلق صاحب (سکڑی ٹرسٹ)

کتابخانه عمومی مسجد سید محمد علی صاحب زنجبیری در کربلا

100

۴۔ دفتر انگلستان دی ماسک و وکنگ سرے انگلینڈ۔

The Mosque Working  
Surrey, England

۵۔ بنکرس۔ لائیڈ بینک لمیٹڈ لاہور (منجانب)

۶۔ "مار کا پتہ" - اسلام آباد، لاہور (پنجاب)

نہ جبرہ شیعہ بمعہ محمول ٹاکس

و مفت تقسیم کے لئے یہ مبعہ محصول واک

۱۔ اہلسنت عن زمزمۃ البراہن ترجمہ روڈ لاہور انجمن

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران



A Partial View of the Eid-ul-Fitr (1350 A.H.) Congregation at the Shah Jehan Mosque,  
Yoking, while at their prayers.





THE HOST OF THE HAPPY OCCASION:

H. E. 'Abd el-Wahhab Dâwūd Bey, the Egyptian Chargé d'Affaires in London (3rd from the left),  
with other Egyptian Friends at the Royal Egyptian Legation, London, W.

فہرست مضامین

رسالہ

## اشاعت اسلام

جلد (۱۸) بابیت ماہ اپریل ۱۹۳۲ء عظیم ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ نمبر (۴۱)

نمبر صفحہ	مضمون نگار	مضمون	نمبر شمار
۱۲۲	از قلم خواجہ عبدالغنی صاحب مکرانی لاہور	شذرات .. .. .	۱
۱۲۵	سکرٹری ٹرسٹ	مسجد دو لنگ میں عید پر دعوت .. .. .	۲
۱۲۶	"	جناب میر سیّد سید سید علی گلپور دہلوی کا اسلام .. .. .	۳
۱۲۸	"	ایک امریکن پرفیسر حقانیت اسلام پر .. .. .	۴
۱۲۹	از قلم حضرت خواجہ جمال الدین صاحب سیاح اسلام	تفسیر العنصر آن .. .. .	۵
"	"	باب سوم	
"	"	موقفیت	
۱۳۰	"	ہرقبہ کیلئے دلیل .. .. .	
"	"	دوبارہ زندگی یا اجتناب لہذا الموت .. .. .	
۱۳۲	"	حیات لہذا الموت .. .. .	
۱۳۵	"	براہیت کیلئے مخصوص الفاظ کی وجہ .. .. .	
۱۳۶	"	یورپ سوال میں مسلمان ہو جائیگا۔	۶
"	"	بزرگ شاکیان سے اسلام کی صداقت کی اقرار	
۱۳۹	از قلم انجمنی نائل سکریٹری مسلم مشن لاہور ٹرسٹ	گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے مسلمانوں کو لنگ بابت جاری شدہ .. .. .	۷
۱۴۱	"	ماہ قذری ۱۹۳۲ء	
۱۴۵	از قلم حضرت خواجہ جمال الدین صاحب سیاح اسلام	مسلم گاندھی اور مسئلہ قسطنطنیہ .. .. .	۸
۱۴۸	"	ایک غیر مسلم کے قلم میں اسلام کی خوبیوں کا اعتراف	۹
۱۵۰	از قلم خلیفہ منیر حسین صاحب دہلی پریس ٹراکٹ لاء	جنگ عظیم کے بعد محمدیہ تحریک کا کامیاب مقابلہ .. .. .	۱۰
۱۵۰	"	کرنے کی تحریک	

## شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو گزشتہ عید الفطر کے نو سو سترین کیا جاتا ہے۔ عید بزرگ اور فخریہ ۱۹۳۳ء  
 خاجہ ابراہیم مسجد و گنگ انگلستان میں منائی گئی۔ اس میں مختلف اقوام کے مسلم بھائی اور بہنیں شرکت فرمائی  
 نظر آ رہے ہیں۔ جو اسلامی مسادات کی ایک حقیقی جاگتی تصویر ہے۔ تصویر کی پشت پر ہمیں طرف سے  
 تیسرے بزرگ عالم جناب عبدالوہاب بے صاحب بصری سعید مقیم لندن ہیں۔ جنہوں نے اس سال  
 عید الفطر  
 کے مجلہ اخبارات متعلقہ دعوت عطا فرما کر مشن کا ہاتھ بٹایا۔ جزاکم اللہ و احسن الجزا +

عید قربان کا تہوار ہر سال آتا اور گزرتا ہے۔ بادی النظر میں اس تہوار کے متعلق خیال کیا جاتا  
 ہے۔ کہ یہ قربانی بہت پرستی کی رسم کا کچھ بقید ہے۔ مگر اس سے غرض صرف جانور کو مارنا اور اس طرح  
 سے خدا کو خوش کرنا یا اس کے غیظ و غضب کو فرو کرنا ہوتا۔ تو شاید یہ خیال درست ہوتا۔ گو اس  
 شک نہیں کہ یہ رسم قدیم دنیا میں اس خیال سے رائج ہوئی +

پہلے وقتوں میں مصائب و آلام۔ خدا کے غضب کا نشان سمجھے جاتے تھے۔ اور اس غضب  
 کو دھکے کھانے کے لئے جانور کو مار دینا کافی سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ قدیم زمانہ میں سب سے بڑا مذہبی پیشوا  
 ایک نوجوان کے پیٹ میں خنجر بھونک دیتا تھا۔ یہ نوجوان تمام کیلئے کھت مارہ خیال کیا جاتا تھا۔ اور اس  
 خیال کو اس کی پرورش کی جاتی تھی۔ اسے ۰۰۰۰۰۰ کہا جاتا تھا۔ خنجر بھونکنے کے وقت ہی پیشوا  
 نہایت عافیتانہ انداز سے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا تھا۔ اور اپنی زبان کو کھتا تھا۔ کہ خدا نے  
 اس قربانی کو منظور کر لیا ہے۔ اور اس کا غضب اب دور ہو گیا ہے +

یہودیہ و قوم کے گناہوں کا کفارہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ متبرک خیالی کیا جانے لگا۔ اور لوگ لگے

پریش کرنے لگے۔ اس طرح قدیم دنیائیں اس طبعیو کی قربانی کی ایک عام رسم ہو گئی۔ جس کی جنوبی مغربی ممالک میں بہت سی مشرکاتہ رسوم پیدا ہو گئیں +

چونکہ طبعیو کو تبرک اور مقدس خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے یہ خیال بھی اُس کے ساتھ پیدا ہو گیا۔ کہ اس کی پیدائش بھی عام طرح سے نہیں ہوتی چاہئے چنانچہ کٹواری کے پیٹ سے بچہ پیدا ہونے کا مسئلہ ایسا دیکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مشرکاتہ مذہب میں اس قسم کے طبعیو ملتے ہیں۔ جو رفتہ رفتہ خدا تسلیم کئے گئے +

قربانی کی رسم نصفہ نہایت ہی اہم رسم ہے۔ اور نسل انسانی کی ابتدا اسے اس کا پتہ چلتا ہے لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ یہ رسم بڑھتے بڑھتے انسانی قربانی کی شکل میں منتقل ہو گئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں انسانی قربانی کا رواج تھا لیکن آپ نے اس میں اصلاح فرمائی اور انسانی قربانی کی بجائے حیوانی قربانی کو رائج کیا +

اسلام اس قسم کی باتوں کی اصلاح کے لئے آیا تھا۔ چنانچہ اس نے یا تو اس قسم کی رسوم کو بالکل اٹھا دیا یا ان کا اس قدر حصہ بحال رکھا۔ جو انسانی نیکی اور تقویٰ کے لئے ضروری ہے +

قرآن مجید نے رسم دیا کی نیکی کو دہرا کر دیا ہے۔ چنانچہ قربانی کے متعلق بھی قرآن کریم میں صریح ارشاد ہو چکا ہے کہ قربانی کا خون۔ گوشت۔ پوست۔ خدا کو نہیں پہنچتا +

گوشت بہتر خوراک ہے لیکن غرابہ کو میسر نہیں! اس لئے قرآن کریم نے حکم دیا کہ قربانی کا گوشت غرابہ تقسیم کیا جائے تاکہ ہر دوس بھی اس خوراک سے مستفیض ہو سکیں لیکن ایک خاص اہم بات جس پر قرآن کریم نے زور دیا ہے وہ قربانی کی روح ہے۔ اور یہی اصل تقویٰ کا ذریعہ ہے +

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام میں نیکی کا مفہوم نہیں کہ کوئی نذر بھی مقدس رسوم کو ادا کیا جائے بلکہ قرآن کریم کے الفاظ میں یہی اُس چیز کا نام ہے جس کو خلق خدا کو فائدہ پہنچے۔ اور اسی طرح نیکی کے مفہوم میں یہی چیز ہے کہ ہر چیز سے

اختیار کیا جائے جس کو نسل انسانی کے مفاد کو نقصان ہو۔ اسلئے اسلامی کی کو دو سکے مذاہب کی کمیوں  
تخلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ اسلامی کی کام مقصد افادہ عام ہے +

خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم نے نیکی کے حصول کے لئے تین چیزوں پرصر کیا ہے۔ وہ تین چیزیں  
حزبِ بیل ہیں :-

اول :- ہم اپنے آپ کو تمام نقائص اور عیب سے پاک اور بالاتر رکھنا چاہئے +  
دو :- ہم کو سب محاسن اور خوبیوں کو جمع کرنا چاہئے +  
سویس :- ان جائزہ شایاء کو بھی ترک کر دینا چاہئے جو کسی اعلیٰ مقصد کے حصول میں سدا رہوں +

برائی سے بچنا تو کوئی خاص خوبی نہیں۔ یہ تو ہمارا فرض ہے لیکن جائز اور جلال چیز ترک کرنا بھی اس وقت ضروری  
ہو جاتا ہے جب یہ چیز کسی اعلیٰ مقصد میں رخنہ انداز ہو۔ اور یہی وہ مقصد ہے۔ جہاں قربانی کی روح کا فرما ہوتی ہے +

اسلام نے اسلئے قربانی پر زور دیا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام قربانیوں کا ہی مذہب ہے نہ تمام ملکوں کا  
انحصار قربانی پر رکھتا ہے۔ اور نہ ہی صاف لفظوں میں قرآن کریم نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ ہم ہرگز ہرگز نیکی حاصل  
نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی محبوب ترین چیز کو کھڑا کی راہ میں قربان نہ کر دیں مثلاً اے۔ وقت۔  
مال و دولت۔ خوراک۔ خاندانی تعلقات۔ بیوی بال بچہ۔ وطن اور ملک  
یہ سب چیزیں ہماری محبوب ہیں یہی قربان مال و دولت اور دوسری چیزیں بعض وقت قوم اور ملک کے مفاد  
کیلئے قربان کرنی پڑتی ہیں اسلام کا منشاء یہ ہے۔ کہ ہم میں یہ قربانی کی روح پیدا کرے۔ اور اسلئے  
ارکان اسلام کی پابندی میں ہیں قربانی کا سبق پڑھایا گیا ہے +

جانور کی قربانی جو ہر سال کرتے ہیں۔ اس قربانی کی ایک ظاہری صورت ہے انسانی فطرت و چیزوں کا مجموعہ  
ہے حیوانیت اور ملکیت۔ حیوانیت کو مانے نہ ہم اعلیٰ مراتب و حالی کو پہنچ سکتے ہیں۔ اور یہی حق  
ہمارے ہر سال قربانی میں دھرایا جاتا ہے جو شخص عید قربان کے دن جانور کو ذبح کر دینا کرے اس حقیقی سبق کو حاصل  
نہیں کرنا۔ وہ حقیقت میں ایک جانور کی جان لیتا ہے +

## مسجد وکنگ میں عید پر دعوت

برادرانِ اسلام! اچس روز رسالہ انڈیا کے پیش نذر ہو گیا۔ اُس ہفتہ عشرہ کے بعد عید الضحیٰ ہوگی۔ اس لئے پیش از وقت ہر تہنیت قبول فرمائیں۔

۱۹۳۲ء

ذیل کی سطور آپ کی توجہ کی محتاج ہیں عید الضحیٰ کا تہوار انشاء اللہ نکلے گا تمام اسلامی دنیا میں ۱۶ اپریل مطابق ۱ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ کو منایا جائیگا۔ اور اگر خدا کو منظور ہوگا۔ تو شاہجہاں مسجد وکنگ انگلستان میں بھی یہ تقریب ہوگی لیکن اسلامی دنیا اور مسجد وکنگ میں نمایاں فرق ہو کیونکہ مسجد وکنگ کا تہوار عید ایک ایسے ملک میں منایا جائیگا جہاں ضرورت اس امر کی کہ غیر مسلم انگریز خداداد اسلام کے حقیقی مفہوم کو عملاً دیکھ کر اس کی دل سے قدر و منزلت کریں۔ یہ تقریب مسجد انگلستان میں بارگراں کی مقتضی ہے۔ ان مسعود خٹکوار موافقہ پرفر مسلم لوگوں کو مسلمانوں کی عملی زندگی دیکھنے اور اسلام کی عظیم النظیر اخوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور اس پیامِ اسلام کو سننے کا موقع ملتا ہے۔ جو تمام نسل انسانی کیلئے ہے۔

ہمیں ان موقعوں پر ان مسلم بھائیوں کو مدعو کرنا ہوتا ہے جو اُس وقت لندن میں مقیم ہوتے ہیں۔ نیکے علاوہ بہت سے مسلم انگریز خداداد اخوان و خواتین اور غیر مسلم دوستوں کو تاکہ وہ ان مسعود تقریبوں میں شامل ہو کر اسلام کی آپس کی بھی محبت و اخوت کا عملی نقشہ دیکھ لیں۔

اغراض بالا کے لئے مشن دوکنگ کو ہر سال بہت سے اخراجات برداشت کئے پڑتے ہیں جن کی تفصیل کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ ہر عید پر یکصد پونڈ یا سترہ سو روپیہ تک تیرہ صد روپیہ تک ہنگ صرف ہو جاتا ہے۔ ہمارے مسلم بھائی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ انگلستان جیسی گراں سنہ میں پانچ چھ صد روپیہ ہمارا کوئی مدعو کرنا کس قدر کثیر اخراجات چاہتا ہے۔ جسے گراں سال میں دو مرتبہ برداشت کرنا پڑتا ہے اس ٹوٹن مسلم بھائیوں کی نگاہ کو یہ سطور گزریں۔ عید کے روز جہاں وہ اپنے ذاتی مصالحتیں فرمائیں۔ ہاں اس اسلامی کام کی عید کی ہم ضروریات کو بھی فراموش نہ فرمائیں۔ جو کچھ مسلم بھائیوں کو ہر سکے حسب استطاعت آقا ربی ۱۳۵۱ء کی پیشہ اس کا خیر کے لئے ارمالی فرمائے۔ تاکہ یہ مجاہد قوم آقا ربی ۱۳۵۱ء میں عید کے اخراجات کیسے بٹوں کی ادائیگی کیلئے نہ رہیں۔

جاسکےں +



محنت ارسال فرمایا۔ خوب پڑھا اور بار بار پڑھا۔ اُن کے علاوہ قرآن کریم کے مطالعہ میں بھی ہیں بہت سادقت صرف کیا۔ اس محنت بھری کتابِ عظیم نے مجھے حقیقی سکون بخشنا۔ طمانیتِ قلب عطا کی۔ اس وقت جبکہ مذہبی رجحان طبع نے مجھے تشنگِ دہریت کے انتہاء گرٹھے کی طوق بجا رہا تھا۔ اس وقت اسلامک ٹیوی کی ایک کاپی مجھے مقامی لائبریری میں ملی۔ جس کا میں نے دلچسپی کو مطالعہ کیا اور آپ کے سلسلہ خط و کتابت شروع ہوئی +

گو میں عیسائیوں کے ہاں پیدا ہوا تھا۔ اُن میں ہی پرورش پائی۔ لیکن اوائلِ عمر سے ہی مجھے انجیلی تعلیمات سے نفرت تھی۔ عیسائیت کی ناقابلِ فہم ایمان۔ قصے کہانیوں اور سُکی گھیر سہی بود دنیوں سے مجھے دلی تنفر تھا۔ کیا آپ مجھے اُن راہوں سے مطلع کر سکتے ہیں۔ جن پر گامزن ہو کر میں تپا مُلَم ہو جاؤں۔ آپ کا جواب میری مسرت کا موجب ہو گا۔ جس کی میں دل سے شکر کر دوں گا۔ میں حضرت نبی کریم صلعم کی پیاری تعلیمات کی تِبَّاع کا دل خوشی ہوں..... اور ارکانِ اسلام پر پورا پورا ایمان ہے + اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا رحم و فضل نازل فرمائے +

آپ کا بھائی

ہیری۔ ای۔ سینیکل

## ایک امریکن پرفیسر حقانیتِ اسلام پر

امریکہ کی سنائیونیورٹی کے پروفیسر ہورڈ نے اسلامیت پر کچھ دیتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اہلِ بل ہیں کہ ہر تلاشی حق انھیں غور اور توجہ کے ساتھ مطالعہ کرے۔ پروفیسر مصروف نے بتایا کہ:- ہم لوگ خواہ کتنا ہی زکا کر گئیں۔ مگر وقت اکویش نظر رکھ کر تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ وہ اس توہم پر حکومت کر رہا ہے۔ جو ازمہ منظم میں عیسائیوں کیلئے شیخِ ہدایت بنی رہی۔ اور جس نے اپنے علوم و فنون کی ہمارے ماعمل کو سیر لے شاداب کیا +

آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ اگر اسلامی حکومتیں صفحہ ہستی سے ناپود ہو جائیں تو اسلام اور مسلمان ختم نہیں ہو سکتے۔ جو چیز انھیں حیات تازہ بخشتی ہے۔ وہ اُن کی کتابِ قرآن ہے۔ جو تپا صل کے اعتبار



ایسی ہی محفوظ ہے۔ جیسا کہ آسان اپنی پیدائش کے وقت سے۔ اس کا حال بائبل کی طرح نہیں جو اپنی تمام مذہبی اور تاریخی خصوصیت کو گم کر چکی ہے۔ اور نہ اس کی تعلیم بیرونی تعلیم و عقائد پر موقوف ہوئی ہے۔ عیسائیت اور جنت پرستی میں اب وہ فرق نہیں رہا۔ اور اگر کوئی کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بُت پرستی کے جراثیم نے اہل عیسائیت کو چٹ کر لیا ہے۔ قرآن ایک نرم و ادنیٰ اور حیات بخش کتاب ہے۔ اور مسلمانوں کے نزدیک دُنیا کی کوئی چیز بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمان جس طرح قرآن شریف کی عزت کرتے ہیں۔ اتنی انجیل کے لئے ہمارے دلوں میں عزت نہیں ہے۔ مسلمان اپنے دل و دماغ کو اسلام کے حوالے کر چکے ہیں یہی یقین رکھنا چاہئے کہ قرآن کی تعلیم کا صحیح ظہور ہو تو اس سے عیسائی دُنیا کو بھی بہت فائدہ پہنچے گا۔

پروفیسر صاحب موصوف کے الفاظ بالا حقانیت اُنسلا مر پر ایک بصیرت افروز مرقع کا کام دے سکتے ہیں۔ فقاہتِ بالا ہمارے اس دعوے کے مُؤید ہیں۔ کہ جس قدر بھی اسلام اور قرآن کریم کی صحیح اور سچی تصویر مغربی ممالک میں پیش کی جائیگی۔ اس سے خوش آئین نتائج مترتب ہونگے۔ مغربی قلوب۔ تبدیلیِ مذہب کی ضرورت حتمہً کو محسوس کر چکے ہیں۔ قبولِ اسلام کے لئے آمادہ ہیں۔ آریچ بشارتِ آفت یارک نے کچھ عرصہ پہلے صحیح فرمایا کہ کلیسیا نے عیسائیت سے لوگوں کو بیزار کر دیا ہے یہاں تک اُلہیتِ مسیح کا عقیدہ ایک مذہم و قابلِ نفرت ہو چکا ہے۔

کاش کہ ان خوشگوار فضاء کے اندر ہم مغربی دُنیا میں ہزاروں کی تعداد میں رسالہ اسلام کو ریلوے مفت تقسیم کر سکیں۔ لڑ بچہ کی اشاعت کا یہ ایک موزوں ترین وقت ہے کھیت لہلہا رہا ہے۔ فقط کاٹنے کے لئے محنت و کار ہے۔ مذہبِ دُنیا کے فہرہ انسان اسلام کی اصل تصویرِ مسک حقانیت کے قائل ہو رہے ہیں۔ پروفیسر موصوف ہمارے ریلوے کو مقامی لائبریری میں پڑھتے دیکھیں

اب اُن کے نام پر مفت رسالہ جاری کر دیا

گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد و صلہ

افشراح عطا فرمائے۔ آمین

# تفسیر القرآن

## باب سوم

### معقولیت

ایزق جناب خواجہ کمال الدین صاحب مینع اسلام

**معقولیت** { بر خلاف دوسری الہامی کتبوں کے قرآن مجید نے دنیا کو پیغام دینے کے مستحق باطل  
 خدا کا نہ طریق اختیار کیا ہے۔ وہ نہ تو حکم و لہجہ اختیار کرتا ہے۔ نہ کسی بات کو زبردستی منواتا ہے۔  
 اگر کسی اصول کی تسلیم دیتا ہے یا کسی عقیدے کی تردید کرتا ہے تو اپنے دعاوی کے ثبوت میں مقولہ لائل  
 پیش کرتا ہے۔ دوسری کتبیں ایسا نہیں کرتیں۔ قرآن اپنی تعلیمات ایسے انداز سے پیش کرتا ہے کہ فوراً  
 ہماری عقل انھیں تسلیم کر لیتی ہے۔ چنانچہ قرآن نے اپنا ایک نام حکمت بھی رکھا ہے۔ بچوں کی تعلیم میں ہم (۱۷۵:۴)  
 ادعائی رنگ اختیار کر سکتے ہیں لیکن جب وہ بڑے ہو جائیں تو پھر انھیں صرف معقولیت ہی سے کسی بات کو  
 تسلیم کر سکتے ہیں۔ جب دنیا میں عقل کا دور شروع ہو جائے تو جبر سے کام نہیں چل سکتا۔ مذہب کی اختیار  
 کے سلسلہ میں قرآن نے ایک سہری اصول پیش کیا ہے۔ کو دین میں کوئی زبردستی نہیں کیونکہ ہدایت  
 اور ضلالت دونوں کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔ اگر ہدایت صاف طور سے آشکار کر دی گئی ہوتی تو وہ صحیح  
 بھی ہو۔ تو پھر جبر سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ لکھنؤ نے اس اصول پر بار بار زور دیا ہے مثلاً یہ آیت  
 حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے ایمان لائے جس کا جی چاہے  
 نہ لائے۔ اس اصول کا فلسفہ لفظ **لا** میں مندرج ہے۔ **لا** وہ کلمات ہے جو ہماری پرورش کرتی اور  
 ہماری ہی تعدادوں کو مرتبہ کمال تک پہنچاتی ہے۔ وہ ان کی تکمیل کیلئے قوس مقرر کرتی ہے۔ پس ہم میں ہر ایک  
 کو اسکے طریقوں میں دلچسپی لینی چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ہمارے پاس ہے اور ترقی دینے والے کی طرف سے آئے  
 ہیں پس اگر وہ ایسے نہیں ہیں۔ تو کسی کو مجبور کرنے سے کیا فائدہ؟ ہر شخص کو اس کی مرضی پر چھوڑ دینا چاہیے

یہ آیات اس جانچ کا ذکر کرتی ہیں جس کے مطابق تعلیم کو پرکھنا چاہئے، مہینہ پیکھنا چاہئے، کہ جو کتب ہماری ہدایت کی نڈی ہیں۔ ہماری استعداد کو ترقی دینے کی صلاحیت ہے یا نہیں۔ تاکہ وہ ترقی پزیر بن سکیں۔ اور قرآن کو قبول کرنے سے پہلے اسے بھی اسی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے +

**ہر عقیدہ کیلئے دلیل** مختلف مذاہب میں بہت سی باتیں ملی ہیں۔ جو آپس میں مشترک ہیں لیکن سری کن میں ان کی معقولیت کے لئے دلائل نہیں ملتے۔ عرواحن شریف نے ان سے پہلے ہماری عقل کو پس کرنا ہے مثلاً اٹھارہ معجزات میں خدا کا نام رکھنا اور قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ ہم ان کو بطور حقائق تسلیم کر لیں لیکن موجودہ زمانہ میں شکی شبہات کی بنا پر اچل چلی ہو کر کچھ نہ کہنا بلکہ اسلام کتب میں جو باتیں مندرج ہیں ان کے دلائل ہمیں دیئے گئے۔ ہاں مسلمان اس خطرہ سے محفوظ ہیں۔ اگر تعلیم نے ہماری عقل کو مضبوط کیا ہے۔ مقابلہ لاکھ کیا ہے۔ تو قرآن نے بھی مگر ای کے مقابلہ میں اس ہتھیار سے کام لیا ہے۔ میں نے ان صفحات میں بعض قرآنی دلائل ہستی باری تعالیٰ کے متعلق دیئے ہیں۔ اور اسلام کی ضرورت بھی وجوہات بیان کی ہیں اس جگہ چند اور دلائل کا خلاصہ بیان کرتا ہوں :-

(۱) ہر شے کو کمال تک پہنچنے کا رستہ دکھا دیا گیا ہے۔ جب وہ خدا کے مقرر کردہ رستہ پر چلتی ہے تو اس کی سلامتی اور صلہ باہر جاتی ہیں۔ یہ قانون طبی دنیا میں ہر جگہ چلتا ہے، لہذا عالم شعور میں کئے خلاف کس طرح ہوگا؛ لیکن ہم مال کے بیٹ سے علم تک آتے ہیں جس کو اپنے دفاع کی پرورش کر سکیں۔ پس علم آپس کا چاہئے + (۱۶: ۷۸-۸۱)

(ب) اچھا شے اور مضر عناصر سے محفوظ رہنا، لیکن کوئی شے انہیں مجبور کر دے کہ وہ مفید اجزاء جذب کریں۔ اور مضر چیزیں طبی طور پر ہمارا جسم ہی کرتا ہے۔ لیکن دماغی طور پر ہمارے پاس کوئی ہدایت نہیں پس اسے خارج کرنا چاہئے اور وہ ہم کو ربانی شکل میں آیا۔ اور ہم کو تیار کی سے نکال کر روشنی میں ڈالا +

(ج) مقدس قرآن اکثر ان پر نندوں کا ذکر کرتا ہے جو ہنرمندوں میں متعلق رہتے ہیں۔ اور ان کی پرورش طبی ہی چیز سے ہوتی ہے جو نقصان دہ نہیں جاتی ہے اس کو ظاہر ہوتا ہے کہ مشیت نے مخلوق کی پرورش کا سامان کیا ہے اور اس کے ماحول کے مطابق کیا ہے انسانی دماغ کا گرامر علم ہے۔ لہذا وہ بھی خدائے تعالیٰ سے آنا چاہئے اس کو ہم کا فوٹو ثابت ہوگا۔ دوبار زندگی یا بعثت بعد الموت + چھوڑنا ہے تیرہ سو برس پہلے انسانی لٹریچر کا طرز بدل گیا۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان طبعاً ترقی کر کے بلوغت کو پہنچ گیا ہے۔ ہزار سال پہلے جب لوگوں نے ناصرو کے خلا سفر سے دوبارہ زندگی کا ثبوت مانگا تو جناب مسیح نے کہا کہ تم لوگ اکثر حضرت ابراہیم اور

حضرت یعقوبؑ کا ذکر کرتے ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہیں اور مردوں کا ذکر کون کرتا ہے؟ ممکن ہے ان کے سائلین کو اس جواب سے پہلے ہی ہو لیکن موجودہ صدوقی اس جواب میں کوئی معقولیت نہیں پائینگے +

کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر اُس کے ماننے والے دوبارہ زندگی

کے قائل نہ ہوں۔ دراصل مذہب کا کام یہ ہے کہ وہ ہمیں ہماری آئندہ زندگی کے متعلق معلومات دے اور ہم اُن باتوں سے مطلع کر دے جن کے کرنے سے ہماری آئندہ شادمانی پر بُرا اثر ہوگا۔ کیونکہ مستقبل تو حال کا محض ایک عکس ہے (۱۷: ۱۶) لیکن جس حد تک وہ عالم غیب سے متعلق ہے جس وقت یہ امکان تھا ہی کی جگہ عقل آجاتی ہے تو اُس مذہب میں ہمارا یقین کمزور ہو جاتا ہے جو ہم کو دلائل نہیں دیتا کیونکہ انسان عقلی طبقہ کے تعلق رکھتا ہے۔ جو چیز ہمارے مشاہدہ یا تجربہ کے محیط میں نہیں آتی یا جو عقل کے خلاف ہو۔ اس پر یقین نہیں کر سکتے۔ لہذا مذہب کا فرض ہے کہ وہ ہمیں حیات بعد الموت کے متعلق عمن دلائل دے۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ ہم اچھی طرح زندگی بسر کریں یا فوس کر کلیسیا نے اپنے عقاید کے ثبوت میں کئی معقول دلائل مہیا نہیں کئے۔ بلکہ ہر بات میں ایمان ہی کی رٹ لگاتی رہی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تعلیم عام ہونے کے بعد اہل مغرب کے دلوں سے عیسائیت کا وقار جاتا رہا۔ اور آہستہ آہستہ مذہب ہی زوال پذیر ہو چکی لیکن حالات کو بچانے کے لئے رُوحانیت کی تحریک پیدا ہو گئی۔ اس نے مغرب کا ایمان دوبارہ زندگی کے متعلق تازہ کر دیا لیکن یہ فرقہ بھی کمزوریوں کو خالی نہیں۔ ایک طرف تو وہ ہماری جوابدہی پر یقین رکھتا ہے کہ موجودہ افعال کا آئندہ زندگی میں حساب ہوگا۔ لیکن دوسری طرف وہ ہمیں کوئی عمن دستور العمل نہیں دیتا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ جس کی بدولت ہم اپنے مستقبل کو شاندار بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ رُوحانی فرقہ کے لوگ اب اسپیریٹزم کی طرف سے مائل ہو گئے ہیں ۲۔ اب مردہ آدمیوں کی ارواح کو پریشانات جو مل کرنے کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آئندہ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے غور کریں۔ لوگ انجیل پرستی کو اقادہ پر ترجیح دیتے لگے ہیں۔ اور واسطی بن جانا اب داخل تجارت ہو گیا ہے۔ اور دنیا یا زبوں نے اُن کے مشن کو بدنام کر دیا ہے علاوہ بریں جیسا کہ مسٹر لالچ نے تسلیم کیا ہے۔ اُن پنیامات کی سطحی نوعیت اس اثر کو بہت کم کر رہی ہے جو پہلے کبھی اس فرقہ کے ساتھ لبتہ تھا۔ اس امر کا اعتراف مرموصوف نے گمیرن کانفرنس میں ماڈرنسٹ چرچ میں کے خطبہ میں کیا ہے مردہ رُوحوں کا دلہا اُن ایک حقیقت ہے جو مسلمان علماء کو پوشیدہ نہیں لیکن وہ نہ اسکو

بیسراوقات کا ذریعہ بنائے ہیں۔ اور نہ اُس کی نشتر و اشاعت کرنے میں +

ہم کو آخرت پر ایمان لانے کیلئے بہت مضبوط دلائل کی ضرورت ہے۔ اگرچہ ہر مذہب نے اس کا ذکر کیا ہے، لیکن سوائے اسلام کے کسی مذہب نے اس عقیدہ پر دلائل نہیں دیں صرف اس کا ذکر کر کے تھوڑی سی صراحت کر دی۔ قرآن شریف نے جس طرح و بوجھت اُن کو عقلی طور پر ثابت کیا ہے حیات بعد الموت کو بھی مقبول رنگ میں پیش کیا ہے، اور ایسی روشنی ڈالی ہے کہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے۔ وہ مقبول ارتقا سے شروع کرتا ہے۔ اور حیات بعد الموت کو ہماری ترقی میں ایک لازمی کڑی بناتا ہے۔ دوسرے دلائل بھی دیتا ہے جو حیات ثانیہ کے اُس مظہر کی طرف اشارہ کرتا ہے جو دنیا میں ہر سال رونما ہوتا ہے، خزاں میں درخت ننگے ہوتے ہیں۔ پتے پتے ہوتے ہیں پھل پھل لہریے چیزیں گل سرخ کرنا صبر میں مل جاتی ہیں، اُو عناصر فضا میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ لیکن آئینہ موسم بہار میں وہ سب واپس آ جاتے ہیں، اُو پھر اسی عضوی نظام میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جس کو خارج ہوئے تھے۔ قرآن نے اس طریق عمل کا تفصیلی نقشہ پیش کیا ہے اور آخر میں کہا ہے ”یہ ہے قیمت“ (۵۰: ۱۱)

عناصر کا آپس میں ملنا اور جدا ہونا پھر دوبارہ ملنا یہ روزمرہ کا شمار ہے۔ اور قیامت کا ثبوت ہے۔ لیکن کسی آدمی کو اس کسی آدمی کے آپس آنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ ہمارا حرم منتشر عناصر میں تبدیل ہو جائے۔ اور پھر نئی شکل میں مرقب ہو جائے۔ لیکن اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ ہماری شخصیت بھی واپس آگئی۔ یہ تنازعہ تو قابلِ توجہ نہیں۔ کیونکہ اس سے اس حقیقت کی جہالت کا ثبوت ملتا ہے کہ تمام انواع مختلفہ کے ایک ہی جوہر سے ہیں لیکن اُن کے اصل عناصر ایک خاص شکل اختیار کر لیتے ہیں مثلاً درخت، پودے وغیرہ چونکہ انسان گتے، اور پرندے ایک ہی مادہ سے پیدا ہوتے ہیں، نیچر نوع کو خاص شخصیت یا افرادیت دیتی ہے۔ لہذا اور نعمت اور پودے جن میں مختلف قسم کے پھل پھول گتے ہیں۔ خواہ وہ ایک ہی مادہ کی کڑیوں نہوں؟ اور ایک ہی پانی کو اُن کی پرورش ہوتی ہو (۱۳: ۱۴) تاہم پھل و انعام میں دوسرے پھل کو جدا ہوتا ہے۔ قرآن فطرت کی اس کارروائی کی طرف اشارہ کرتا اور کہتا ہے ”اور اگر تم تعجب کرو (کیونکہ ایسا ہو گا) تو تعجب نہ کیجئے۔ ہے ان کا کہنا کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر پیدا ہوئیں گے؟ (۱۳: ۱۵) یہ دراصل مادہ ہیں۔ بلا تکرار اور مقدار میں فرق ہے (۱۳: ۸) جو نیچر ملحوظ رکھتی ہے، جبکہ عناصر کو ملائی ہو اور اُس کی جو مختلف قسم کے پھل اور دانے پیدا ہوتے ہیں، تاہم وہ اپنی شخصیت قائم رکھتے ہیں +

قرآن دوسری مثال بھی دیتا ہے جو اپنے نتائج کے لحاظ زیادہ ماحوش ہے۔ وہ آگ کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ وہ طبعی بزل ۳۶: ۵۹-۱۸۰ دہی دھوپ ہے۔ جو درختوں کے جسم میں جمع ہو گئی تھی۔ جبکہ وہ پہلے زمین سے اُگے تھے۔ اور اسی لئے ان کو سائنس کی اصطلاح میں بزل میں بند دھوپ کہتے ہیں۔ سورج مشقی اور گرمی بھیجتا ہے۔ دھوپ کی شکل میں جزمین کے اندر داخل ہوتی ہے۔ پھر وہ دوسری چیز دل کو مل جاتی ہے۔ اور عالم نباتات پیدا کرتی ہے لیکن دھوپ درخت میں سپرٹ کی طرح ہوتی ہے۔ اور اس کے دیگر عناصر اس کے لباس کے طور پر ہوتے ہیں۔ درختوں سے یہیں ٹھٹھے ملتے ہیں جن کو جلاتے ہیں۔ لیکن جسے ہم آگ کا جلنا کہتے ہیں۔ وہ دراصل دھوپ کا دیگر اجزاء سے جدا ہونا ہے مثلاً کاربن آکسیجن اور ہائیڈروجن وغیرہ یہ سب لکڑی میں کو اسی تناسب کے ساتھ نکلتے ہیں۔ جن تناسب کے درخت کی ساخت واقع ہوئی تھی دھوپ اپنے سابقہ تناسب کو قائم رکھتی ہے لیکن وہ ٹھٹھے میں اس شکل میں نکلتی ہے۔ جو اس کے اصلی منبع سے قریب ہوتی ہے سورج جب طلوع کے وقت دیکھا جاتا ہے مثلاً پہاڑ پر جانوروں کی صبح کو تو وہ آگ کے رنگ کا ہوتا ہے لیکن دھوپ اس آفتاب سے نکلتے میں اپنا رنگ اور گرمی بہت کچھ کھو دیتی ہے جس وقت کہ وہ زمین تک پہنچتی ہے لیکن جب وہ کسی نباتی جسم کی علیحدہ ہوتی ہے۔ تو ان چیزوں کو اصل رنگ میں حاصل کر لیتی ہے لیکن شیشوں کا طریق عمل یکساں نہیں ہوتا بعض ٹھٹھوں میں دھوپاں بہت نکلتا ہے اور شعلہ کم اور آہیں گرمی بہت کم ہوتی ہے سورج کی طرح بالکل نہیں آتی۔ اس کے علاوہ بعض لکڑیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے دھوپاں بہت کم نکلتا ہے لیکن شعلہ سرزدگ کے نکلتے ہیں۔ اور ان کی آج بہت تیز ہوتی ہے جب ہم گرم مادہ میں تھے۔ تو نوح ایزدی ہم سب میں پھونکی گئی تھی۔ اور ہمیں ہم چھوڑتے وقت اس کی پوری جگہ دکھانی چاہئے لیکن ہم میں بہت لوگ صرف دھوپ چھوڑتے ہیں اور اس کو اس وقت تک ٹھٹھوں کے خط میں رہنا ہو گا جبکہ ایزدی شعلہ پر سے طور پر روشن ہو گا (۵۶: ۷۳) پس دوبارہ جی اٹھنے شروع اپنی اصل حالت کو دوبارہ حاصل کر لے گی قرآن ایک اور وجہ بھی دیتا ہے۔ میکہ وہ مخصوص شہر کی مروجہ جسم کے اسی تناسب اور صحت کے ساتھ جو اُسے سورج کے جسم سے جدا ہونے کے وقت حاصل تھی تبدیلی کو ثابت کرتا ہے لیکن اگر ایک اونٹنے ششہ مثلاً لطفہ اونٹ نہیں لیں گے جس کے خوب نمایاں کر سکتا ہے تو وہ تہی صورت میں بھی اپنی طرح کام کر سکتا ہے۔ کوئی ششہ پوشیدہ طور پر ہماری ذات کے وقت خارج ہو گئی ہے۔ اور فطرت کے رحم میں بتلائی حالت میں رہ گئی ہے۔ اور اس سے نئے نئے دوسری زندگی میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے کہ اگر کہنا کہ جب ہڈیاں گل جائیں تو کوئی انہیں نہ لے لگا؟

کسبہ کہ جس نے انھیں پہلی مرتبہ زندگی ہی تھی وہی انھیں دوبارہ زندگی دلیگا۔ اور وہ تمام مخلوقات سے

و انھیں ہے (۳۹: ۷۸، ۷۹) \*

اس حوالہ کی آخری سطر خدا کی قدرت کا ایک اذبحوت ملتا ہے، اشیاء کو دوبارہ مجتمع کرنے کیلئے اُن کے  
مخلوقات کا علم ضروری ہے کہ اسی کو اس آیت میں خدا کے عالم الغیب ہونے کی صراحت کر دی گئی ہے \*

**حیات بعد الموت** | یہ مسئلہ درحقیقت بہت مشکل ہے۔ لیکن قرآن جس وقت بہت پر عقیدہ رکھنے

کیلئے ہماری عقل کو اپیل کرتا ہے۔ خود بعض اعلیٰ اشارات بھی دیتا ہے۔ وہ ہمارے ارد گرد کی اشیاء کا مشاہدہ

کرتا ہے جو اپنے طویل ارتقائی سفر میں ہیں۔ اور عالم اثری کو اس سفر کا کرنا ضروری ہے۔ قبل اس کے کہ وہ انسانی

شعور حاصل کرے۔ اور یہ بات خدا کے مخلوق و نظم کی قدرت اور حکمت کے تحت واقع ہوتی ہے۔ اس کو ثابت ہو جاتا ہے

کہ انسانی جسم اپنی مادی صورت میں آخری منزل نہیں ہو سکتا۔ قرآن نے اس کا ذکر بہت روشنی بخشنی طریق پر کیا ہے

و ہمیں بتائے کہ آخرت کی طرف لے جاتا ہے۔ اور زمین و آسمان کی ساخت اولین کی طرف متوجہ کرتا ہے جو سات

دفتوں میں عمل پذیر ہوئی، تاکہ مقصد مخصوص پورا کر سکے۔ جسے ہم فضا کہتے ہیں۔ وہ اس وقت گیس کی بڑبڑ تھی جبکہ

دوسرے گسی مادہ نے جو آگ کی طرح گرم تھا۔ اور جو فضا میں تیر رہا تھا۔ زمین کی شکل اختیار کر لی زمین آسمان کی وقت

ایک ہزار تیسے اور اُن کا سامان نسبت بحالت میں تھا۔ یہ پانی اس بندہ صدف کو کھسکے کیلئے آیا (۲۱: ۱۲) اس طرح میں پر

زندگی پلاؤ گا (۳۱: ۳۰) زمین بقول قرآن مسلسل جنبش میں تھی۔ اور تب پہلا پیرا پیرا کئے گئے۔ تاکہ اُسے مسکن

حاصل ہو (۷۱: ۲۰) فضا میں زمین کشفادہ ہو گئی۔ تاکہ آبیوں کیلئے راستہ بن سکے اور فضائے آسمانی

روشن چراغوں کو مرتب ہوئی۔ تاکہ انھیں رہنمائی حاصل ہو سکے (۷۸: ۱۳) بادلوں کو کافی مقدار میں پانی آیا۔

تاکہ مردہ مادہ میں حرکت پیدا ہو سکے (۳۲: ۱۸) (۲۲: ۲۵) وہ زمین میں قائم ہو گا اور سبزہ ترکاری اُگائی (۲۱: ۱۲)

اور اُن کی بدولت نباتات اور کھیت پیدا ہوئے جن میں ہماری غذا کیلئے پھل اور اناج پیدا ہو گا (۱۴: ۱۷) اور (۱۵: ۲۰) اور (۲۰: ۵۵)

اسی مقصد کیلئے دن اور رات بن جائے اور اُن کے قیام کے زمانہ میں اختلاف رکھا گیا۔ تاکہ نہ تو اُن میں طہیں اور بادل

آئیں۔ نہ بادلوں کی بدولت کشتیاں اور جہاز چلے جس کی بدولت ہم سمندر کی دولت سے لالہ مل سکتے (۲۱: ۱۷)

دن لیا۔ تاکہ ہم کام کاج کر سکیں۔ اس کے بعد رات آئی۔ تاکہ ہم آرام کر سکیں۔ اور دوسرے دن کیلئے اپنے کام کو

ترتیب دے کر سکیں (۷۸: ۱-۱۱) قرآن ہماری پسیدائش کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ اور جاتا ہے کہ

کس طرح مختلف عناصر مخصوص شکل میں مرکب ہوئے جن کی بدولت نطفہ بنا (۲۳: ۱۲) اور وہ مطلق عورت کے

رحم میں کہیں ہوگا۔ وہاں سات ارتقائی منازل میں کو گزرا۔ تب ایک نئی مخلوق پیدا ہوئی (۲۳: ۱۴)۔  
 زمین کو مختلف قسم کے حیوانات بھی پیدا ہوئے۔ تاکہ ہم انھیں استعمال کریں۔ اور ان کا گوشت کھائیں۔

(۲۴: ۵۰-۵۱) اور ان کہتا ہے کہ تمام کائنات ہمارے قائل کیلئے پیدا ہوئی (۱۴: ۳۲)۔  
 اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس قدر تحفے اور نعمتیں تیار کی ہیں کہ ہم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے (۲۴: ۳۲)۔

مختصر یہ کہ جس شے کی ہم کو ضرورت ہو سکتی ہے۔ وہ ہمارے لئے تیار کر دی گئی ہے۔ اس تمام کائنات کے بنانے والے  
 کے سامنے جسے اس کام کے کرنے میں لاکھوں برس مکے ضرور کوئی صحیح مقصد ہوگا۔ یہ یہ کہ ہمارے  
 بیکار نہیں ہو سکتے (۱۶: ۳۲)۔ یہ کچھ اس لئے بنایا گیا۔ گویا دنیا میں کسی معزز آدمی نے قیام کرنا ہے (۱۶: ۳۲)۔  
 اور وہ شخص حضرت انسان کے سوائے اور کوئی نہیں ہوگا۔ خدا کا خلیفہ ہے۔ قرآن اُسے اس بلند مرتبہ پر

قائم کرنے کیلئے آیا (۹۲: ۳)۔ اگر ہمیں زمین پر صرف ساٹھ سو سال رہنا ہوتا۔ اور تب فنا ہو جانا ہوتا تو  
 پھر تخلیق کا فعل محض ایک کھیل تھا (۲۱: ۱۶)۔ کیا یہ ساری نعمت محض بیکاری کی گئی؟ (۱۶: ۳۲) اس کا  
 مقصد ضرور ہونا چاہیئے جیسا کہ کائنات میں ہر شے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا  
 جب تک کہ حیات کا تسلسل نہ ہو۔ جبکہ ہم مزید ترقی کرینگے اس عالم میں جو کہ قبر کی دوسری طرف ہے  
 قرآن نے حیات بعد الموت کا بار بار ذکر کیا ہے۔ اور اُسے ہمارے ایمان کا جزو قرار دیا ہے +

**ہدایت کیلئے مخصوص الہام کی وجہ** { کما جاتا ہے کہ اب ہمیں کسی نئے الہام کی ضرورت

نہیں ہے۔ اور نہ اس کی مخصوص طرز کی تعبیر کی ضرورت ہے۔ قدیمی الہامات میں کافی مواد ہماری  
 رہنمائی کیلئے موجود ہے اور ان کتب سے ضرورت پوری کی جا سکتی ہے۔ ہمارے زمانہ کے بعض نئے سائنس دانوں نے  
 یہ طرز اختیار کی ہے لیکن یہاں سابقہ الہامات میں جو صوبہ منشاء انتخاب کرنے کیلئے انسانی عقل ہی رہنمائی  
 کرتی ہے۔ انسان ہی نے خدائی سپرد کی۔ اور اب انسان ہی اصلاح کرے گا۔ اگر حیاتِ عقلی جو اب ضرورت تھی آج  
 بننا ہوگئی ہے تو پھر جسے آج جو ضرورت ہے اس کے لئے عقل اُسے جو ضرورت کیلئے علاوہ کریں گے۔ علم انیسویں صدی میں  
 ہمیں قدیم زمانہ میں صحیح علم عطا کیا ہے۔ تو پھر ہم اس کے منسوب کس طرح غصب کر سکتے ہیں؟ قرآن  
 نے آج کو تیرہ سو سال پہلے موجودہ خیالات کا اندازہ کر لیا تھا۔ اور کہہ دیا تھا۔ کہ ایسی کوشش انسان کیلئے  
 ناممکن ہے۔ وہ فطرت کے طریق عمل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جو ہماری ضروریات ہمیں ہدایت کرتی ہے  
 تاکہ ہماری جہانی پرورش ہوتی ہے۔ اکثر چیزیں جو ہماری زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ خراب اور خستہ ہوتی



ہوتی ہیں لیکن استعمال کے بعد عناصر صلی کی شکل میں صلی جاتی ہیں لیکن انسان ابھی تک انہیں حالت سابقہ پر لانے کیلئے کوئی طریقہ ایجاد نہیں کر سکا۔ یہ تو خدا ہی کا کام ہے۔ اور ہم ہی کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ ہماری ضروریات پوری کر لگا۔ اس مہول عالمگیر کائنات میں قرآن نے سورہ محل میں پورے دور کوع بیان کئے ہیں اور کوع ۱۹۰۴ جمیع اہام و وحی کا پورے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ کوع مذکور میں پہلے سابقہ اہام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کا منجانب خدا ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن آج وہ اہامات ابھی اصلی حالت میں جمیں ہیں۔ لہذا ایک نئے اہام کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں وہ مختلف چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو طبعی دنیا میں ہماری زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ مثلاً پانی پھل دودھ، اناج اور شہد وغیرہ (۱۶: ۶۵ تا ۶۷) قرآن نے شہد کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اگر دوسری چیزیں غذا کے طور پر بیان ہوئی ہیں تو شہد کا ذکر دوا کے طور پر کیا گیا ہے (۱۶: ۶۸) کوئی شخص خدا کی ان نعمتوں کا انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن استعمال کے بعد شہاد خراب ہو جاتی ہیں۔ اگر حیوان کے اجزاء قضاء میں موجود رہتے ہیں لیکن ہم خدا کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ ان کو از سر نو ہمیں عطا کر لگا۔ اور یہ بات ان اجزاء کو از سر نو ترتیب دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ لکن اب تانس کی مثال میں پہلے پانی کو لیا ہے۔ سمندروں میں بیشمار پانی ہے۔ لیکن وہ زندگی بخش مہول سے محروم ہو گیا ہے۔ کیونکہ دوسرے اجزاء اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ کہ ہمیں اس قدر قدرت نہیں کہ ہم کوئی آلہ ایسا ایجاد کر سکیں۔ جو تمام دنیا کو تازہ پانی کی مقدار میں تیار کر سکے صرف بارش ہی

ایسی چیز ہے۔ جو انسانی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ اور

وہ بادلوں کی مدد سے ہوتی ہے۔ بارش ہی

فطرت کو از سر نو زندہ کر دیتی ہے۔ اسکے بعد

دودھ کا نمبر ہے۔ جو پانی کے بعد انسان

کے لئے ضروری ہے۔ اس میں پانی چربی

اور شکر تینوں شامل ہیں۔ اور یہ ان سے

جیزوں میں کوہیج انسانی غذا کی پرورش

کر نیوالے اجزاء میں دودھ گھاس اور باج

میں مخفی ہے جو چائے کھاتے ہیں +

# یورپ سوال میں مسلمان ہو جائے گا

## بروز شاکی بان سے اسلام کی بلند صدہتوں کا اقرار

انگلستان کے شہر آفاق مصنف جارج برنڈشا کے خیالات کے واضح ہوتا ہے کہ آئندہ سوال میں انگلستان ملی مخصوص اور مغربی عالمی اہم اسلام کی حلقہ مجوس بن جائیگی برنڈشا لکھتا ہے کہ مستقبل قریب میں تمام عقیدہ فہم انسان برز و حیات حلقہ اور مصاحبت کے دو اثر میں تیز زندگی کے مختلف ..... ہتھوں میں مذہب کی رہنمائی کے خواہاں ہونگے اس نتیجہ پہنچ جائیگے کہ اسلام ایک مکمل اور تیز عملی الخط اندہی نظام ہے جو ان کیلئے مسرت و اطمینان کا مرکز بن سکتا ہے ترقی کی دوڑ میں ان کا ساتھ دے سکتا ہے۔ دنیا میں انھیں امن کی زندگی کو بہبود دے سکتا ہے۔ اور مستقبل کے تعلق ان کی اُمیدوں کیلئے آسیراری کا سامان ہم پہنچا سکتا ہے +

### مذہب کا وظیفہ

برنڈشا کے نزدیک مذہب کا اہم ترین وظیفہ یہ ہے کہ وہ کائنات انسانیت کو بہتر اور عمدہ تر زندگی بسر کرنے کے قابل بنائے اس نقطہ نگاہ سے تمام دوسرے مذہب ناقص ثابت ہو چکے ہیں۔ لہذا انہوں نے انھیں چھوڑ دیا ہے اور اسلام کے سرا کوئی اور مذہبی نظام مذکورہ بالا وظیفہ کے نقطہ نگاہ کو دور حاضر کے انسانوں کیلئے تسلی اور اطمینان کا خزانہ بن گیا۔

### اسلام کی کبہ گیری کا راز

اس کے بعد جن مل مصنف نے اسلام کی خوبوں پر بحث کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اسلام کی کبہ گیری مقبولیت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس مذہب میں سائنس اور فلسفہ کی تمام اتر قیست کو جذب کر لینے کی بہت بڑی صلاحیت موجود ہے مختلف مذاہب میں جملہ صلاحت مختلف جیتیں کھتی ہے مثلاً ہندو دھرم اور ہام کو جذب کرنے اور اپنا حیز و لائیف کھانے کیلئے ہر خطہ مستعد رہتا ہے۔ اس کے عکس مسلمان ہمیشہ ہر مذہب کے بہترین اخلاقی خصوصیات کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں اسلام کو پہلے یونان کی واسطہ پڑا۔ اور مسلمانوں نے یونانی فلسفہ کو بالکل نئے سانچے میں ڈھال لیا۔ مسلمانوں نے ہندو دھرم کا مطالعہ کیا۔ تو اس میں سے ویدانت کو لے کر ادج کمال پر پہنچا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا کے مذہبی یا غیر مذہبی نظاموں میں یہی ایک نظام بھی ایسا نہیں ہے جس میں یہ پیراں اسلام سے کچھ نہ کچھ اخذ نہ کیا لیکن اس کے باوجود انھوں نے اپنے مذہب کے بہت ادنیٰ اصول کو اصل رنگ میں قائم رکھا +

### اسلام کا دوام

دو تکتی جی تھی کر جائے۔ اور فلسفہ اور سائنس کی کسی ہی بلند یوں پر پہنچ جائے لیکن اسلام اپنے نظام میں اتنی تکت کیلئے ہر حال گنجائش پیدا کرتا جا ہیگا۔ ترقی کے منازل طے کئے جو کہ ان دنوں بڑے بڑے سائنسدانوں اور بڑے بڑے فلاسفوں کیلئے انسانی کمالات کی انتہائی رفعتوں پر پہنچ کر بھی اپنے حق اور خدا ترن مسلمان بننے میں کبھی کوئی

مشکل پیش نہ آئیگی۔ اور انھیں اپنے خیالات اور فلسفوں کو دستکش نہیں ہونا پڑیگا +

## اخوت مساوات

اسلام کی ہمہ گیر قبولیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس نے انفرادی آزادی پر پڑا زور دیا ہے اور انسانی کی قدیم سلطنتوں میں یا امریکا اور یورپ کی ترقی یافتہ حکومتوں میں بھی انفرادی آزادی کا وہ منظر دکھائی نہیں دیتا۔ جسے اسلام تیرہ سو سال قبل پیش کر چکا تھا۔ اسلام میں اخوت اور برادری کا تصور لوگوں پر خلوص نیت کے ساتھ پورا پورا عمل حقیقتہً بالکل نادر دیکھا نہ ہے۔ دوسرے مذاہب بھی اخوت اور انسانی مساوات کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن تعلیم کبھی قول کے دائرے سے نکل کر فعل کے دائرے میں نہیں آئی۔ لیکن اسلام میں اخوت کی تعلیم دینے والے وہ بچائی کی شان پر قائم ہیں اور اپنی پوری شان کے ساتھ عمل میں لے کر رہے

## رنگ اور نسل کے امتیازات

غیر مسلم دنیا میں رنگ کا جو تصادم اس وقت بپا ہے۔ انسانیت کے حق و خوبی کو فنا کرنا چلا جا رہا ہے۔ جہاں کہیں سیادہ گندی اور زرد رنگ کے لوگ تیسرا رنگ کے لوگوں میں آباد ہیں۔ سفید رنگ والے تفوق حاصل کرتے ہیں۔ اور دوسروں کی محنت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ گویا نسل مذہب پر غالب آجاتی ہے مغرب میں بالخصوص نسلی قومی اور جماعتی جذبات کی بیداری نے مذہب کو تیسرے پھینک دیا ہے۔ لیکن اسلام میں مذہب بلا امتیاز نسل و رنگ مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغرب میں جس شخص سے پوچھو گے کہ تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا کہ میں ازبک ہوں یا انگریز ہوں، لیکن دنیا کے اسلحاہر میں خواہ افریقی سے سوال کیجئے۔ یا ایرانی یا ترک سے پوچھئے یا ہندوستانی سے ہر ایک کا جواب یہی ہوگا۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ اسلام میں مذہب ہر دوسری چیز پر مقدم ہے۔ اور سارے مسلمان برابر کا درجہ رکھتے ہیں +

## سرمایہ داری کا دروازہ بند

اسلام میں جائداد کاؤٹا تقسیم ہوتی ہے۔ اور اس طرح ہر شخص کو موقع ملتا ہے۔ کہ وہ دولت حاصل کرے۔ اور خود محنت رہنے۔ اشتراکیت جو یورپ کے اندر اب تک مرض عمل میں نہیں آئی سکی۔ اسلام میں تیرہ سو سال قبل ایک عملی نظام کی حیثیت سے رائج ہو چکی تھی۔ اسلام نے سرمایہ داری کا دروازہ بالکل بند

کر دیا۔ سود کو منع قرار دیا۔ اور ہر شخص کو اپنی

روزی کمانے کیلئے کام کرنے کی ترغیب دی

یہ چیز تھا ان میں جس پر بناؤ شانے اپنے اس

دعوے کی بنیاد بھی ہو چکا ہے مضمون کے

آغاز میں کیا گیا ہے +

گوشوار آقا فرج دمی و کنگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر ٹرسٹ پابلیش جتوی ۱۹۳۲ء

[illegible]

دستخط: فاضل سرگڑی و ونگ مسلمشن اینڈ لٹریچر ٹرسٹ - عزیز منزل - لاہور

نقشہ تفصیل آمد مسلم مشرق و کنگ و اسلامک لیو و کتب خانہ دہلی و کنگستان

[illegible]

فتیہ مغرب و خت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء

۴۴	۴	۰	زودت‌الاشاعت اسلاماً بابت ماه منوری ۱۳۱۹
۴۴	۴	۰	میزان - - -

نقشہ ۲ تفصیل آئینہ مفتیم اسلامک یونیورسٹی ماہ جنوری ۱۹۳۲ء

کتاب	صفحہ	اس کے عملی صاحبان	پانی	روزہ	کاروبار	اس کے عملی صاحبان	پانی	روزہ
۱	۱۲۸	جہانگیر علی علی صاحبان	-	۸	۲	۱	۱	۲
۲	۱۲۹	کے سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۳	۱۳۰	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۴	۱۳۱	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۵	۱۳۲	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۶	۱۳۳	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۷	۱۳۴	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۸	۱۳۵	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۹	۱۳۶	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۰	۱۳۷	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۱	۱۳۸	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۲	۱۳۹	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۳	۱۴۰	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۴	۱۴۱	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۵	۱۴۲	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۶	۱۴۳	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۷	۱۴۴	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۸	۱۴۵	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۱۹	۱۴۶	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲
۲۰	۱۴۷	سب سے بڑے صاحبان	یک کاپی	-	۸	۲	۱	۲

نقشه ۴ تفصیل آمد سر راه محفوظا مابین جنوی ۱۹۳۱

مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر
۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲

نقشہ تفصیل حرج می و لنگ مسلم ٹرسٹ ہندوستان بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء

تاریخ	پیش	تفصیل	پانی	روپیہ
۲۵	۲۳	مختار علی لائبریاہ مایہ جیوری ۱۹۳۲ء	۴	۱۰۰۰
۸۶	۷	پل سار دھن لائبریاہ تفصیل ذیل :- محصول ڈاک از ریشہ ڈاک ہی نمبر ۲۸۶۷ تا ۲۸۶۸ - ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ -		

[illegible]

گوشوارہ آمد و خروج دی "النگ مسلم" میں انیلہ لٹریچر سٹ لائبریری میں قریب ۱۹۳۲ء

[illegible]

د دستخط - آذربای فتنه‌شناس سکرتری دو کنگ مسلم‌شناس اینجی طریقی مرسط - عزیز حیل برانده رطو - لاهور

عنا نقشته تفصیل آمد مسلم مشر و گنگ و اسلامات سر لود کو کشتہ در دستہ و ن انگلستان باریک دوری ۶۱۹۳۲

[illegible]

بقیہ تفتہ، الفصیل احمد مسلم بن کنگ و امک و زویو و محتفانہ و ہندون انگلستان بابت زوری ۳۲ ۶۱۹

تاریخ	کتاب	موضوع	صفحات	تاریخ	کتاب	موضوع	صفحات
۱۵۰۹	۲۳	۲	۱۶۸۸	۱۶۸۸	۲	۱	۱۶۸۸
۱۵۱۱	۲۳	۱۰۰	۱۶۸۹	۱۶۸۹	۱۰۰	۱۰۰	۱۶۸۹
۱۵۱۲	۲۳	۲۸	۱۶۹۰	۱۶۹۰	۲۸	۲۸	۱۶۹۰
۱۵۱۳	۲۳	۱	۱۶۹۱	۱۶۹۱	۱	۱	۱۶۹۱
۱۵۱۴	۲۳	۲	۱۶۹۲	۱۶۹۲	۲	۲	۱۶۹۲
۱۵۱۵	۲۳	۵	۱۶۹۳	۱۶۹۳	۵	۵	۱۶۹۳
۱۵۱۶	۲۳	۱۰	۱۶۹۴	۱۶۹۴	۱۰	۱۰	۱۶۹۴
۱۵۱۷	۲۳	۲	۱۶۹۵	۱۶۹۵	۲	۲	۱۶۹۵
۱۵۱۸	۲۳	۳	۱۶۹۶	۱۶۹۶	۳	۳	۱۶۹۶
۱۵۱۹	۲۳	۵	۱۶۹۷	۱۶۹۷	۵	۵	۱۶۹۷
۱۵۲۰	۲۳	۲۵	۱۶۹۸	۱۶۹۸	۲۵	۲۵	۱۶۹۸
۱۵۲۱	۲۳	۲۵	۱۶۹۹	۱۶۹۹	۲۵	۲۵	۱۶۹۹
۱۵۲۲	۲۳	۱۲	۱۷۰۰	۱۷۰۰	۱۲	۱۲	۱۷۰۰
۱۵۲۳	۲۳	۱۵	۱۷۰۱	۱۷۰۱	۱۵	۱۵	۱۷۰۱
۱۵۲۴	۲۳	۱۸	۱۷۰۲	۱۷۰۲	۱۸	۱۸	۱۷۰۲
۱۵۲۵	۲۳	۵	۱۷۰۳	۱۷۰۳	۵	۵	۱۷۰۳
۱۵۲۶	۲۳	۲۰	۱۷۰۴	۱۷۰۴	۲۰	۲۰	۱۷۰۴
۱۵۲۷	۲۳	۲۰	۱۷۰۵	۱۷۰۵	۲۰	۲۰	۱۷۰۵
۱۵۲۸	۲۳	۲۰	۱۷۰۶	۱۷۰۶	۲۰	۲۰	۱۷۰۶
۱۵۲۹	۲۳	۲۰	۱۷۰۷	۱۷۰۷	۲۰	۲۰	۱۷۰۷
۱۵۳۰	۲۳	۲۰	۱۷۰۸	۱۷۰۸	۲۰	۲۰	۱۷۰۸
۱۵۳۱	۲۳	۲۰	۱۷۰۹	۱۷۰۹	۲۰	۲۰	۱۷۰۹
۱۵۳۲	۲۳	۲۰	۱۷۱۰	۱۷۱۰	۲۰	۲۰	۱۷۱۰
۱۵۳۳	۲۳	۲۰	۱۷۱۱	۱۷۱۱	۲۰	۲۰	۱۷۱۱
۱۵۳۴	۲۳	۲۰	۱۷۱۲	۱۷۱۲	۲۰	۲۰	۱۷۱۲
۱۵۳۵	۲۳	۲۰	۱۷۱۳	۱۷۱۳	۲۰	۲۰	۱۷۱۳
۱۵۳۶	۲۳	۲۰	۱۷۱۴	۱۷۱۴	۲۰	۲۰	۱۷۱۴
۱۵۳۷	۲۳	۲۰	۱۷۱۵	۱۷۱۵	۲۰	۲۰	۱۷۱۵
۱۵۳۸	۲۳	۲۰	۱۷۱۶	۱۷۱۶	۲۰	۲۰	۱۷۱۶
۱۵۳۹	۲۳	۲۰	۱۷۱۷	۱۷۱۷	۲۰	۲۰	۱۷۱۷
۱۵۴۰	۲۳	۲۰	۱۷۱۸	۱۷۱۸	۲۰	۲۰	۱۷۱۸
۱۵۴۱	۲۳	۲۰	۱۷۱۹	۱۷۱۹	۲۰	۲۰	۱۷۱۹
۱۵۴۲	۲۳	۲۰	۱۷۲۰	۱۷۲۰	۲۰	۲۰	۱۷۲۰
۱۵۴۳	۲۳	۲۰	۱۷۲۱	۱۷۲۱	۲۰	۲۰	۱۷۲۱
۱۵۴۴	۲۳	۲۰	۱۷۲۲	۱۷۲۲	۲۰	۲۰	۱۷۲۲
۱۵۴۵	۲۳	۲۰	۱۷۲۳	۱۷۲۳	۲۰	۲۰	۱۷۲۳
۱۵۴۶	۲۳	۲۰	۱۷۲۴	۱۷۲۴	۲۰	۲۰	۱۷۲۴
۱۵۴۷	۲۳	۲۰	۱۷۲۵	۱۷۲۵	۲۰	۲۰	۱۷۲۵
۱۵۴۸	۲۳	۲۰	۱۷۲۶	۱۷۲۶	۲۰	۲۰	۱۷۲۶
۱۵۴۹	۲۳	۲					

نقشہ ۱ تفصیل آمد مفت تقسیم اسلامک ریویو بابت ماہ فروری ۱۹۴۲ء

[illegible]

نقشہ ۴ تفصیل آمد سرمایہ محفوظ بابت ماہ فروری ۱۹۳۲ء ۶

نقشه تفصیل خرج مسلم مشن و گنگ سلاک بود که خانه در شهر تیانگنگ است بابت قرضوی ۱۹۳۲ء

[illegible]



## بقیہ نقشبندہ تفصیل خرچ مسلمانوں کے لئے سالانہ زکوٰۃ کی رقم ۱۹۳۴ء

پانچ روپے	تفصیل خرچ	پانچ روپے
۱۰۴	بل سائر دفتر لاہور تفصیل ذیل :- حصہ ملاک از خیر ۳۱۶۸ تا ۳۲۳۱ - ۴ - ۲۵ - ۳۶ روپے کرایہ - ۸ - ۸ - ۸ - ۸ روپے انعام عید - پڑھین - تارین وغیرہ - کرایہ ٹانگوں - بزرگ خط میسرز بیک آؤٹ پرنٹنگ پریس - ملاک اشاعت اسلام کاغذ برائے آرڈر درسیہ بیک - - - - - کرافٹ پیپر برائے رسالہ اشاعت اسلام میسرز ڈاکٹریٹ پریس برائے نہ جان لفاظ مسعود ریوی کاغذ برائے اشاعت اسلام وغیرہ ٹانگوں زوری سلسلہ کرایہ بیکل گاڑی بات کاغذ لیجائے پریس کے اسلام ریوی ملاک - حصول ریل سٹیشنری - پینسل و جاذب بات حساب سابق سفیر دوم مشن :- تخواد از ۲۵ تا ۲۱ - ۲۱ - ۱۵ - ۲۱ روپے کرایہ سفیرین ۳ - ۲ - ۶ - ۴ - ۴ روپے	۲۵ ۳۶
۱۰۵	بل سائر دفتر لاہور تفصیل ذیل :- مختص ڈاک از خیر ۳۲۳۲ تا ۳۳۰۳ - ۳۳ - ۳۳ - ۸ - ۱۲ روپے رقم واپسی معلق بھائی - سیاسی رونیو - پبلشنگ اسلام کرایہ دفتر عامر بات جنوری سلسلہ کرایہ دفتر سکریٹری بات ماہ جنوری ۱۹۳۴ء مستحق میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور بات طاعت اسلام ریوی ماہ جنوری ۱۹۳۴ء میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ کرایہ بیکل گاڑی بات جنوری سلسلہ میسرز بیک آؤٹ پرنٹنگ پریس - ملاک اشاعت اسلام چھپان سورتی رسالہ اشاعت اسلام ۱۹۳۴ء اسلام ریوی لاہور پریس پیشل تخواد عسکرم و ملاک بات ماہ زوری سلسلہ میزان - - - - -	۲۹ ۳۷
۱۰۶	بل سائر دفتر لاہور تفصیل ذیل :- مختص ڈاک از خیر ۳۳۰۴ تا ۳۳۷۵ - ۳۳ - ۳۳ - ۳۳ - ۸ - ۱۲ روپے رقم واپسی معلق بھائی - سیاسی رونیو - پبلشنگ اسلام کرایہ دفتر عامر بات جنوری سلسلہ کرایہ دفتر سکریٹری بات ماہ جنوری ۱۹۳۴ء مستحق میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور بات طاعت اسلام ریوی ماہ جنوری ۱۹۳۴ء میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ کرایہ بیکل گاڑی بات جنوری سلسلہ میسرز بیک آؤٹ پرنٹنگ پریس - ملاک اشاعت اسلام چھپان سورتی رسالہ اشاعت اسلام ۱۹۳۴ء اسلام ریوی لاہور پریس پیشل تخواد عسکرم و ملاک بات ماہ زوری سلسلہ میزان - - - - -	۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵
۱۰۷	بل سائر دفتر لاہور تفصیل ذیل :- مختص ڈاک از خیر ۳۳۷۶ تا ۳۴۴۷ - ۳۳ - ۳۳ - ۳۳ - ۸ - ۱۲ روپے رقم واپسی معلق بھائی - سیاسی رونیو - پبلشنگ اسلام کرایہ دفتر عامر بات جنوری سلسلہ کرایہ دفتر سکریٹری بات ماہ جنوری ۱۹۳۴ء مستحق میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور بات طاعت اسلام ریوی ماہ جنوری ۱۹۳۴ء میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ کرایہ بیکل گاڑی بات جنوری سلسلہ میسرز بیک آؤٹ پرنٹنگ پریس - ملاک اشاعت اسلام چھپان سورتی رسالہ اشاعت اسلام ۱۹۳۴ء اسلام ریوی لاہور پریس پیشل تخواد عسکرم و ملاک بات ماہ زوری سلسلہ میزان - - - - -	۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱
۱۰۸	بل سائر دفتر لاہور تفصیل ذیل :- مختص ڈاک از خیر ۳۴۴۸ تا ۳۵۱۹ - ۳۳ - ۳۳ - ۳۳ - ۸ - ۱۲ روپے رقم واپسی معلق بھائی - سیاسی رونیو - پبلشنگ اسلام کرایہ دفتر عامر بات جنوری سلسلہ کرایہ دفتر سکریٹری بات ماہ جنوری ۱۹۳۴ء مستحق میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور بات طاعت اسلام ریوی ماہ جنوری ۱۹۳۴ء میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ کرایہ بیکل گاڑی بات جنوری سلسلہ میسرز بیک آؤٹ پرنٹنگ پریس - ملاک اشاعت اسلام چھپان سورتی رسالہ اشاعت اسلام ۱۹۳۴ء اسلام ریوی لاہور پریس پیشل تخواد عسکرم و ملاک بات ماہ زوری سلسلہ میزان - - - - -	۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷
۱۰۹	بل سائر دفتر لاہور تفصیل ذیل :- مختص ڈاک از خیر ۳۵۲۰ تا ۳۵۹۱ - ۳۳ - ۳۳ - ۳۳ - ۸ - ۱۲ روپے رقم واپسی معلق بھائی - سیاسی رونیو - پبلشنگ اسلام کرایہ دفتر عامر بات جنوری سلسلہ کرایہ دفتر سکریٹری بات ماہ جنوری ۱۹۳۴ء مستحق میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور بات طاعت اسلام ریوی ماہ جنوری ۱۹۳۴ء میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ میسرز سول ایٹریٹری گزٹ پریس لاہور - کاغذ زخم برائے رسالہ اشاعت ماہ جنوری سلسلہ کرایہ بیکل گاڑی بات جنوری سلسلہ میسرز بیک آؤٹ پرنٹنگ پریس - ملاک اشاعت اسلام چھپان سورتی رسالہ اشاعت اسلام ۱۹۳۴ء اسلام ریوی لاہور پریس پیشل تخواد عسکرم و ملاک بات ماہ زوری سلسلہ میزان - - - - -	۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳

## سلک مروارید

یہ ان دس سرگت اللہ الیکچرون کا اردو مجموعہ ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے سال ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۲ء تک دس ترمیمی کافروں میں مختلف مقامات و مذاہب انگریزی میں دیئے۔ ان میں دیگر ترمیمی کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر بیچنے دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام ترمیمی لکچر کا مجموعہ ہے۔ قیمت پچھلے ترمیم جلد ۱۱ء

میں بحر مسلم ملک سورانی عزیز منیر لاہور

# مسٹر گاندھی اور مسئلہ خیر و شر

کیا خدا بدی کا خالق ہے؟

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بلخ اسلام)

میں جانتا ہوں کہ اُس (خدا) میں نہایت عمدہ کوئی بدی یا بُرائی موجود نہیں لیکن اگر دنیا میں بدی وجود ہے۔ تو اس کا باعث یا خالق وہی ہے۔ تاہم اُسے بدی کو کسی قسم کا تعلق نہیں (گاندھی)

مسٹر گاندھی کے نمونہ بالا قول رُجوع و کیلوں کی طرح پہلو بچا کر پیش کیا گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ طبقہ و کلاء کے مُرکن ہیں یا رہ چکے ہیں کم از کم یہ توصات طور سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا بدی کا خالق ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مسئلہ خیر و شر میں بہت سے لوگوں کو اس قسم کی عقلی دشواریاں لاحق ہوتی ہیں۔ جن کا حل ابھی تک نہیں ہوا۔ مسئلہ ایک قسم کا آسمانی ہے جو اگرچہ ابھی تک نہیں سمجھا ہے۔ تاہم سب سے بہت غلط اور گمراہ کن عقیدے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ان کے سبب سو لاکھوں انسانوں کی شرعی زندگی پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ کلیسیائی مسیحیت نے تو بدی کے سامنے ہتھیار ہی ڈال دیئے۔ اور بے اختیار پکارا مٹی۔ کہ انسان کی نجات کا دوسرا ذریعہ صرف یہی ہے کہ مسیوع کے خون پر (کفارہ) ایمان لایا جائے۔ مہاتما بڑھ نے بہر کیف مسیحیت کی طرح کفارہ کا خیال پیش نہیں کیا۔ اگرچہ بدی کے ناقابلِ تفسیر ہونے کا اعتراف انھوں نے بھی کیا ہے۔ اُن کی رہ میں نجات کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ اپنی ہمتی کو فنا کر دیا جائے۔ برہمنی مذہب نے تعلیم دی۔ کہ ہم دنیاوی امور سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اور جنگلوں میں سادہ صوکی زندگی بسر کریں۔ کیونکہ اُن کے خیال کے مطابق بدی سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ممکن ہو سکتی تھی جس طرح قدیم یونانی، چینی سس کی پُر جا کرتے تھے۔ اُسی طرح زرتشتی مذہب نے دُشمن کو دو خداؤں کے مابین تقسیم کر دیا۔ ایک نیکی کا خدا دوسرا بدی کا اور انسان اُن کے ہاتھ میں مل کھولنے کے تھا۔ لیکن لوازماتِ نفسانی اور اُن میں دلچسپی کی وجہ سے لازمی طور پر ہر سڑکی میں عیاشی کا رنگ پیدا ہو گیا۔ اور اُسکی وجہ مختلف قسم کی بُرائیاں پیدا ہو گئیں۔ جو قدیم ہندی اور یونانی علم الامناسام کے دیوتاؤں کو مطابقت رکھتی تھیں۔ لوگوں نے بدی کی پرستش شروع کر دی۔

اور آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت تو یہ رسم نہایت عروج پر تھی۔ چنانچہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو دنیا بیاطن بدی میں غرق تھی تاہم تقدس کا جامہ پہننے ہوئے تھی۔ اسلام نے بدی کو مردود و قرار دیا اور اس پیچیدہ مسئلہ کو سلجھایا اور بدی کو اس کے اصلی رنگ میں دُنیا کے سامنے آشکار کر دیا۔ لیکن باایں ہر بدی ابھی تک دُنیا سے دُور نہیں ہوئی ہے۔ اور انسانوں پر اس کی حکومت بدستور قائم ہو۔ شرک گاندھی بھی بدی کے ہر جگہ وجود ہونے کا اعتراف کرتے ہیں، لیکن اُن کا دماغ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ خدا کا بدی کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایک دہائی راستہ اختیار کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اصول کامیابی کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ اگر بدی ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ تو شرک گاندھی کے خیال میں خدا اس کا باعث یا خالق ہے۔ اور اگر وہ اس کا خالق ہے تو پھر وہ اس کے بے تعلق کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟ بیشک وہ خود کسی قسم کی بدی کا مرتکب نہیں ہوتا جس طرح قدیم موم لاهنم کے دیوتاؤں کے متعلق کہا جاتا ہے جو ہر قسم کی بدی کا ارتکاب کیا کرتے تھے۔ تاہم خدا بدی کے لئے ذمہ دار ہے۔ بیش از بیش یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ خدا بڑا رحمدل ہے۔ بلکہ مجبوز کہ وہ بدی کو ہر جگہ کار فرما دیکھتا ہے لیکن روک تھام نہیں کر سکتا لیکن اس صورت وہ لازم سے بری کس طرح ہو؟ یہ بڑا پوزیشن جو شرک گاندھی نے اس مسئلے میں اختیار کی ہے۔

در اصل یہ سب سچی نظریہ کا پرتو ہے۔ شرک گاندھی اکثر اپنے آپ کو اہنسٹا کا پیرو کہتے ہیں جس کی رو سے کسی کو تکلیف پہنچانا ممنوع ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ مذہب بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے لیکن شرک گاندھی نے اس کے کویل یا حامی ہونے کی حیثیت سے ایک ایسی بات کا اعلان کیا ہے جو ایمان کی روح کے منافی ہے۔ کیونکہ تکلیف دہی ہر حال بدی ہے۔ خدا کو ہمیشہ اُن صفات سے متصف کیا گیا ہے جو اس کے پیروں کی نظر میں بہترین ہو سکتے ہیں۔ اور اُسے تمام قوموں کا مرکز تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر حضرت کرشن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے (جیسا کہ پُرانوں میں پایا جاتا ہے) کہ وہ عورتوں کی صحبت میں رہتے تھے۔ اور ہر قسم کی بُرائی جو جنسی تعلقات سے متعلق ہو کرتے تھے تو میرا خیال ہے کہ یہ سب باتیں اس مقدس انسان پر ایک بُھتان ہیں۔ لیکن یہ باتیں کسی زمانہ میں انکی خیال کی جاتی تھیں۔ اور بخوشی اُس خدا سے مجسم ہو سکتے کی جاتی تھیں۔ انسان نے اپنے لب و لہجہ کو ہمیشہ اوصافِ حمید سے متصف کیا ہے۔ اور اگر میرا یہ دعویٰ صحیح ہے تو پھر شرک گاندھی خدا کے کندھوں سے بدی کو اچھائی سمجھنے کی ذمہ داری کس طرح ادا کر سکتے ہیں

اگر خدا ہی مسٹر گاندھی کی رائے میں بری کا خالق ہے؟  
اندروں صورت وہ لوگ جو بری سے متنفذ ہیں کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں کہ خدا نیکی کا سرچشمہ  
ہے؟ مجھے یقین ہے کہ مسٹر گاندھی بری کے تصور کو بھی ناپسند کرتے ہونگے لیکن اس مسئلہ پر جن  
خیالات کا اظہار انھوں نے کیا ہے؟ اس کا منطقی نتیجہ یہی ہے جو میں نے نکالا ہے۔

بلا شک بری اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ انسانیت۔ وہ کی کے ساتھ ساتھ قائم رہی ہے۔  
لیکن اس وجہ سے ہم خدا پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے۔ خدا بری کا خالق نہیں۔ اگرچہ مسئلہ بہت مشکل  
ہے۔ تاہم قرآن شریف نے اس کا حل پیش کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر شے بھلائی کا سبب ہے۔  
چونکہ اشیاء مختلف لیاقتوں کے انسانوں کے استعمال کیلئے بنائی گئی ہیں تو کسی چیز کی بھلائی یا خوبی  
اس اندازہ پر منحصر ہے جس کے مطابق وہ شے استعمال کی جاتی ہے۔ پانی خدا کا بہترین عطیہ ہے  
لیکن جو مقدار انسان کیلئے معیّت ہو وہ اونٹ کیلئے بالکل نامکافی ہے۔ اگر اسے انسانی مقدار  
سے بدرجہا زیادہ پانی نہ ملے تو وہ مر جائیگا۔ اور اگر ہم اتنا پانی پی لیں جو ہماری صحت کے لئے مضر  
ہے تو یہ ایک بری یا برائی ہے۔ فیوٹن اکثر بیماریوں میں دوا ہے۔ لیکن اگر مقدار معیّت سے زیادہ  
ہو جائے تو زہر ہو جاتی ہے مقدار کا اصول حلاقی اور طبعی حالات پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ نئے الجملہ  
تمام چیزیں افعال اور خیالات سب اچھائی کے لئے ہیں۔ ان کا غلط طریق پر استعمال ان کی بچائی  
کو جرائی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اگر نیکی ایک اضافی چیز ہے۔ اور اس پر عمل پیرا  
ہونے کے لئے بعض مشہدات اور حالات کی ضرورت ہے تو اگر ہم ان کا لحاظ نہ رکھیں تو توڑا ہمارا  
فعل بری کی شکل میں تبدیل ہو جائیگا۔ اس طرح جیسی مرتبہ بنی نوع آدم نے، استیبا کا غلط طریق پر استعمال  
کیا خواہ وہ پہلا شخص قابل تھا یا کوئی اور تو بری کا ظہور دنیا میں ہوا۔ اور دراصل مقدار کا اصول  
اس تمام مسئلہ کو بخوبی حل کر دیتا ہے۔ کوئی جج نہیں اگر بھلائی کے ساتھ ساتھ بری کا وجود بھی تیار  
پایا جاتا ہے لیکن ہم بری کو خدا کو منسوب نہیں کر سکتے خصوصاً جبکہ اس کے الہام نے ہیں اس قدر وضاحت کے  
ساتھ مقدار کے اصول کو سمجھا دیا ہے (۵۵: ۸) اس اصول کی طوط (۶: ۹۶) میں بھی اشارہ کیا گیا ہے جو کہ  
سب سے پہلی آیات ہیں جو آنحضرت مسلم پر نازل ہوئیں۔ پس قرآن مجید نے شروع ہی میں ہمیں بری کی نوعیت  
سے اور اس کے ازالہ کی ترکیب سے آگاہ کر دیا تھا۔ اصول مقلد کی خلافت وری کو بری پیدا ہوتی ہے اور

اصلی مقدار کے صحیح علم سے ہم اس غلطی کو معفو قرار دے سکتے ہیں۔ ہم قرآن شریف میں یہی پڑھتے ہیں کہ نبی اور نبی کا پہلے ہی کو اندازہ ہو چکا ہو اللہ کی وجہ سے بعض لوگوں کو شبہ ہو گیا ہے کہ قرآن شریف بھی تقدیر اور قسمت کے عقیدے کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید ان معنوں میں تقدیر کی تعلیم مطلق نہیں دیتا جو عام طور سے اردو میں لے جاتے ہیں۔ ہاں وہ بھی اور نبی کے اندازہ قبل از آفرینش کی تعلیم ضرور دیتا ہے۔ کیونکہ وہی شے جو ایک خاص اندازہ کے ماتحت اچھی ہوتی ہے، دوسرے اندازہ میں بُری ہو جاتی ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر ہم بڑے ادب کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہمیں اس اندازہ سے آگاہ کر دینا ضروری ہے چنانچہ قرآن مجید بھی ہمارے مطالبہ کی درستی کا اعتراف کیا ہے جیسا کہ سورہ یسور کی نویں آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے صحیح راستہ دکھانا اور کچھ راہیں الٹی بھی ہیں جو صراطِ مستقیم سے ہٹا ہوتی ہیں۔ اگر سورہ فاتحہ میں ہیں اللہ تعالیٰ سے صحیح رہتد صراطِ مستقیم الٹی طوط رہنمائی کی دعا سکھائی گئی ہے اور غلط راہوں کو بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ تو دوسری سورہ کی دوسری آیت میں اس امر کا اعلان کر دیا گیا ہے کہ یہ کتاب اصل اچھی لوگوں کی رہنمائی کیلئے نازل کی گئی ہے۔ جو اپنے آپ کو بدی کو معفو رکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے مشرکانہ بھی کے غور نہ کر کے لئے، قرآن شریف پر چند نکات اس مضمون میں پیش کر دیتے ہیں میری رائے میں یہ بات نہایت افسوسناک ہوگی۔ کہ ان کا نام کسی ایسے پیغامِ قلمی کے ضمن میں ہمیتہ مشہور ہو چکے۔ جس کی وجہ سے ان پر یہ الزام لگ سکے کہ انہوں نے خدا کو بدی کا خالق بیان کیا ہے اور جہان تک ان کے قصود نجاتِ باری کا سوال ہو وہ قصود باوجود بعض نقائص کے تقریباً ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلمان کا +

## ایک غیر مسلم کے قلم سے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف

بقلم اے کیسی

بہت دیر لگاؤ رہا جبکہ میں ایک تاروں بھری رات میں اپنے ایک دوست کے ساتھ جزیرہ نیقی سمیت کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ منور ستاروں کے ذریعہ ہاتھ لگی رہنمائی روشنی سے متاثر ہو کر میں نے اپنے رشتہ کو کہا کہ آپ بھی اس ستارہ کو دیکھیں۔ تاکہ جو دماغی سرور مجھے حاصل ہو رہا ہے، آپ بھی شریک ہو سکیں +

میرے دوست نے دو تین میرے ہاتھ سے لینے سے قبل ایک مشفقانہ انداز میں مسکرا کر اس ستارہ کا نام بتا کر غلطی اس نام کے تلفظ میں مجھ کو سرزد ہو گئی تھی۔ اس کی اصلاح ہو چکی، لیکن اس میں غلطی علمی کے اظہار

کا شائبہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے۔ ہاں مجھے بھی ”تم الحوت“ سے بہت کچھ دلچسپی ہو رہی ہے اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مجھے اس تلفظ کو سن کر کس قدر حیرانی لاحق حال ہوئی ہوگی۔ میں تو یہ سمجھے ہوئے تھا۔ کہ یہ کسی عالم ہیئت کا نام ہے۔ کیونکہ ”ٹھاٹ“ کے معنی جرمن زبان میں ”کھال“ کے آتے ہیں اور امی کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ جیسا کہ آج کل عام قاعہ ہے۔ کہ دریافت مشن اشیاء کو ان کے حقیقت کرنے والوں یا موجد کے نام سے ہی مشہور کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ تلفظ سن کر مجھے فوراً خیال پیدا ہوا۔ کہ یہ کسی غیر یورپین زبان کا لفظ ہے۔ میں اب اس ستارہ کو دیکھنا تو بھول گیا۔ اور گھر کے پائے دوست سے پوچھنے لگا۔ کہ اس لفظ کے معنی کیا ہیں؟ اور کس زبان کا لفظ ہے؟ انھوں نے دوبارہ امی محبت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ ”یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور اس کے معنی ہیں پھل کا ٹہن“ چونکہ میں اس بات سے واقف تھا۔ کہ یہ ستارہ ستاروں کے اُس مجموعے سے تعلق رکھتا ہے جسے ”ماہی جنوبی“ کہتے ہیں۔ اس لئے مجھے اس لفظ کے معانی میں لطف آگیا۔ اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لئے میں نے معذرت گتیاں لہجہ میں کہا۔ میں نے اپنے دو مسلمان شاگرد دوستوں کی مسیت میں بار بار ستاروں کا مشاہدہ کیا ہے لیکن انھوں نے کبھی میرے تلفظ کو صحیح کیا اور نہ معنے بتائے۔“ میرے رفیق نے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔ بہت ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔ اکثر مسلمان طلبہ عربی کو ناواقف ہوتے ہیں۔ سوائے اُن کے جن کی مادری زبان ہی عربی ہو۔ اور جو طلبہ عربی جانتے بھی ہیں۔ وہ عموماً غلام ہیئت میں لچپی نہیں رکھتے۔ میں نے کہا۔ بیشک آپ صحیح کہتے ہیں یہی بات مجھے یورپین تحقیق اسی بتائی ہے خصوصاً انگریزوں نے جنہوں نے مسلمانوں کو انہی کے وطنوں میں دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ مسلمان زیادہ تر جھل ہوتے ہیں۔ اور حکمت و سائنس کی تحصیل کو گناہ سمجھتے ہیں۔“ انھوں نے کہا۔ اس قدر زبوں حالت تو نہیں ہے۔ لیکن اس بات سے انکا بھی نہیں کیا جاسکتا کہ گروڈنڈ ڈوسٹل سے بعض مخالفت حالات کی وجہ سے اُن کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے شاید انہیں سیکرٹری عجیب ہو۔ کہ ۱۲ لاکھ روپے میں پہلا مذہب ہے جس نے سائنس کی تحصیل کو ایک مذہبی فرض قرار دیا ہے۔ نہ صرف مردوں کیلئے بلکہ عورتوں کیلئے بھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کی اجرائی چھ صدیوں میں علوم و فنون نے اس سرعت کے ساتھ ترقی کی تھی۔ میں نے میرے پوچھا کیا یہ بات سچ ہے؟ میں نے قصداً اس بات کا اظہار نہیں کیا۔ کہ یورپین متصفین تو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام

میں عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ اور اسلام تعصب اور تنگ نظری کی تعلیم دیتا ہے انہوں نے کہا۔ افسوس! سبھی ممالک نے کس ہوشیاری کے ساتھ اسلامی تہذیب کے ہر نشان کو سبھی بوجہ انوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ ہر جگہ کا نتیجہ یہ ہے کہ تمہارے جیسی اعلیٰ علمیت کا انسان بھی اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چھ سو برس بعد تک مسلمان دنیا میں علم و فن کی اشاعت کے اجارہ دار رہے ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ مسلمان ہی یورپ میں کاغذ لائے اس کی پہلے یہاں کاغذ کا نشان نہ تھا۔ ان مسلمانوں ہی نے یورپ کو ہند سے عطا کئے در نہ علم حساب بھی قی نہ کرتا۔ اور انجیر اور کیڑی سی یہ دو لفظ خود بتاتے ہیں۔ کہ یہ دونوں عربی الفاظ کی پڑوی ہوئی شکلیں ہیں لیکن میں چند منٹوں میں گزشتہ ہزار سال کی تاریخ کس طرح بیان کر سکتا ہوں؟ یورپین مؤرخوں کی تالیف کردہ تاریخوں کو بھی ایک خالی الذہن طالب علم کو اسلامی تاریخ میں علم و فن کی ترقیت کا بہت کچھ حال معلوم ہو سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ کے احکام عشرہ سے کہیں زیادہ فرائض مسلمانوں پر عاید کئے گئے ہیں لیکن جس حکم پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ وہ علم حاصل کرنا ہے۔ نماز پڑھنے پر بھی اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا کائنات میں غور و فکر کرتے اور مظاہر فطرت کا مشاہدہ کرنے پر دیا گیا جو تحقیق کرنا مسلمان کا مذہبی فرض ہے۔ اگر تم دنیا کی ادبیت کا مطالعہ کرو۔ تو نہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان میں کاکثر کا آغاز اسلام یا مسلمانوں کی وساطت سے ہوا ہے۔ یورپین تاریخ کا مطالعہ کرتے وقت تم نے کبھی یہ سوال کیا ہے کہ آخر اسپین اور پرتگال جو گزشتہ چند صدیوں سے یورپ کے ان ممالک میں ہیں جو خائن کی تہذیب اور علم و فن میں سب سے پیچھے ہیں، کس طرح دنیا کی درخت اور جہازی سفر کرنے کیلئے آمادہ ہو گئے تھے؟ اور جدید شاعری اور انشاء پر داری کی لہر یورپ میں واقع اسپین اور مقلید متصل اٹلی سے کیوں اٹھی تھی؟ آخر یہ تحریک شمال جرمنی یا شمالی فرانس سے کیوں نہ اٹھی؟ تب چار سو انگریزی شاعری کا باوا آدم ہے۔ ان ذرائع کو صاف طور سے عیاں کر سکتا تھا جن کی بدولت وہ شاعر بنا۔ لیکن یہ موضوع بھی بہت تفصیل طلب ہے۔ کیونکہ ہمیں گزشتہ ہزار سال کی سائنس ادب مذہب اور فلسفہ کی تاریخ شامل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بالمقابل لوگوں نے ہر ممکن کوشش اس امر کی ہے کہ اس تفصیل کی اہمیت کو اس قدر کم کیا جائے کہ وہ لوگوں کی نظر سے نہاں ہو جائے۔ اسکی وجہ سیاسی پیچیدگیاں اور پرانی رقابت ہے۔ اور جب ایک شخص موجودہ دنیا میں اقتدار کا

مالک ہو تو اُسے تلخ حقائق کا اعتراف کرنے کی ضرورت بھی کوئی ہے؟

”جب میں نوجوان تھا تو مجھے میرے لڑین پُر وہیں زبانوں اور خصوصاً انگریزی کے حاصل کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ ان کی رائے میں ان زبانوں میں ہمارے مذہب کے خلاف دروغ باقیوں کے اخبار کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اور کوئی نوجوان ان زبانوں کو پڑھ کر کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں نقصان یقینی ہے۔ میں اُس زمانہ میں اس خیال پر ہنستا تھا۔ اور اُسے اُن کے تعصب پر محسوس کرتا تھا۔ لیکن افسوس کہ آگے چل کر مجھے اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ اُن کا خیال صحیح تھا۔ بعض لوگوں نے تو اسلام کے مُتعلق ناقابل یقین دروغ باقیوں کی ہیں۔ اور جو لوگ بہترین نفاذ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ انھوں نے عہد صداقت کا اعتراف کرنے سے گریز کیا ہے۔ تاہم اُن کی کتابوں میں کہیں کہیں صداقت کی جھلک نظر آ جاتی ہے۔ اور یہ بھی اپنے اندر ایک پہلو تسکین کا ضرور رکھتی ہے۔ اور میں خوش ہوں۔ کہ میں نے اُن کُتب سے بالکل ہی قطع نظر نہیں کی، کیونکہ یہ جانتا بھی ایک رنگ میں مفید ہے۔ کہ ہمارے دشمن ہمارے خلاف بدترین الزام کیا لگا سکتے ہیں۔“

اور اس معاملہ میں شخصی عناد کی تو کوئی بحث ہی نہیں ہے۔ کیونکہ جب ایک آدمی عمداً حق بیانی کی گڑبگڑ کرتا، تو وہ اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اور اُس جماعت کو بھی جس کے عارضی مفاد کی وہ نگرانی کرتا ہے۔ موازنہ مذاہب کا فن کبھی کا دنیا سے منٹ چکا ہوتا۔ اگر کسی مالک کی یہ نگاہیں دور ہو جاتی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ نہ کوئی موازنہ مذہب، اور نہ موازنہ فلسفہ۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ عنقریب دنیا کو صداقت کے معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اور صداقت آشکارا ہو کر رہے گی۔“

اس موقع پر ہماری گفتگو ختم ہو گئی۔ کیونکہ میرے دوست کو ایک جگہ ملنے کے لیے جانا تھا۔ اُن کے جانے کے بعد میں نے تاریخ کے مطالعہ کرنے کا عزم کر لیا۔ تاکہ مجھے حقیقت کا علم براہ راست حاصل ہو۔ اور سبھی مُؤرخین کا راز یہ نگاہ بھی سامنے آ جائے۔ اُن تمام کتابوں کی تفصیل تو غیر ضروری ہے۔ جو میرے مطالعہ میں آئیں۔ بہت جلد مجھے گیتن اور کارلائل کی تصنیفات کے پڑھنے کا موقع مل گیا۔ اس کے بعد اسپن صقلیہ اور یو وین اور ایٹائی لٹریچر کی تاریخیں پڑھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے مذہب کا مطالعہ از سر نو شروع کیا۔ اور قرآن مجید کو پڑھا۔ لیکن جلد مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ قرآن ٹپنے



کی کتاب نہیں بلکہ غور کے ساتھ مطالعہ کرنے کی چیز ہے۔ ہر سطر میں کوئی نہ کوئی مفہوم نہیں ہے۔ اور جب تک ہر سطر واضح نہ ہو جائے آگے بڑھنا اُنھن میں پڑنا ہی۔ اور اُس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک مختصر سی کتاب ہے لیکن شاعرانہ طرز پر ہیں فطرتِ تائیخ قانونِ معاشاتِ عالمِ غیب پیشگوئیوں اور تشکیلوں کا مذکور ہے۔ اور اس طرح کہ ہر سطر میں معانی پوشیدہ ہیں۔ قرآنِ مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد جن شاعر گوئیے کے اُن الفاظ کی صداقت مجھ پر آشکار ہوئی جن کا حوالہ کارلائل نے اپنی تصنیف میں دیا ہے۔ تاکہ انگریزی دان طبقہ فائدہ اٹھا سکے۔ اسی زمانہ میں میری ملاقات ”دعوتِ اسلام“ کے مصنف سے ہوئی۔ اور اس کتاب کی پہلی ڈیشن خود مصنف یعنی سٹارٹس آر نلڈ ہی نے مجھے عنایت کی تھی۔ مجھے خوب یاد ہے۔ اکیس دن دو راتیں گفتگو میں صاحبِ موصوف نے مجھ سے کہا ”تائیخ یورپ کا مطالعہ کر لیا اس حقیقت سے متاثر نہیں ہو سکتا۔ کہ ہماری یورپین تہذیب پندرہویں بلکہ سولہویں صدی تک تمام تر اسلامی تمدن پر مبنی تھی، ہاں اس کے بعد ہمیں آزادی ترقی ہوئی ہے لیکن یورپِ اسلام کی بعض باتوں کو پسند نہیں کرتا مثلاً آسانی طلاق“ یہ اقوال سنا کر عکاس ہے ۴

لیکن آج ہم خوب جانتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں اصلاحی تحریک کا رخ کس طرف ہے۔ جسے کہ آج انقلابی اسپین بھی زبانِ حال کی اس امر کا اعتراف کر رہا ہے۔ کہ رومن کیتھولک قانونِ طلاقِ افراد اور معقولیت پسند افراد پر ایک ناقابلِ برداشت پابندی ہے۔ اس سلسلہ میں خود نکاح کا مسئلہ زیرِ بحث آجاتا ہے کلیسیائی پابندی کے باوجود نکاح ایک خالص مذہبی رسم ہے اور اس کا انعقاد رچو میں ہو چاہے پنزیسک وین کو ایک شخص دُلہا کے حوالہ کرتا ہو۔ اور وہ خواتین کی اطاعت کا عہد کرتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ میں تمام اقوام اپنے یہاں نکاح کے رتبہ کھول ہی ہیں۔ اور اسلامی طریق نکاح کو جس میں دو شخص ایک معاہدہ کرتے ہیں۔ اور دو گواہ ہوتے ہیں کافی سمجھتی ہیں۔ جبکہ بہتر شیخ شاہ انگلستان خانقاہوں کو بند اور رومن کیتھولک مذہب کے خلاف جہاد کر رہا تھا۔ تو سپین نے اُس سے کچھ ہی پہلے مسلمانوں اور یہودیوں کو منک بدر کیا تھا۔ اور وہاں کسے لوگ خانقاہوں کو آباد کر رہے تھے لیکن اس کے طرز عمل کی غلطی کو ہنری کی بیٹی ملکہ الیزبتھ نے آشکار کیا۔ جبکہ انگلستان نے سپین کو اس وقت شکست دی جبکہ اُس کے مقابلہ میں انگلستان کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن اسپین غلطی پر قائم رہا۔ اور اس کا نتیجہ یہ کہ آج

نزدیکی کے لحاظ سے سب سے پہلے تمام ممالک جو آپ کے پیچھے ہیں۔ اور اب خود ہی اپنی سابقہ غلطی کا انتقام لے رہے ہیں۔ اور وہی کر رہا ہے جو ہماری نے آج سے پانچ سو سال پہلے کیا تھا۔ اسلام نے کیسے سادہ اور دلنیز الفاظ میں اس مسئلہ کا فیصلہ کیا ہے۔ کہ مسابقت مسیحوں کا خود ساختہ اصول ہے۔  
 میں ناظرین کو مزید تکلیف نہیں دوں گا۔ بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے یہ سب کیوں لکھا ہے؟ محض اپنے مسلمان دوست کے احسان کا معاوضہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میرے دوست آج سے چند سال پہلے مجھے شوقی نہ دی ہوتی تو میں آج بھی بہت سے اُن مسائل کے متعلق جو آج ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور ہم سے ان کا صحیح حل نہیں ہو سکتا تاریکی ہی میں ہوتا۔ اور اُن کا کوئی حل دریافت نہ کر سکتا۔

میں نے رسالہ اسلامک ریویو کو اپنے اظہار خیال کا ذریعہ اس لئے بنایا کہ میں اپنے خیالات یاد ترمسلمانوں کے فائدہ کیلئے شائع کر رہا ہوں۔ خواہ اُن کی قدر و قیمت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ میرا ارادہ کسی شخص کے خیالات میں تبدیلی پیدا کرنے کا نہیں ہے۔ اور نہ میں اپنے خیالات کسی شخص پر زبردستی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ خصوصاً اُن لوگوں کو جن کا تعصب کی وجہ سے اپنی رائے میں تبدیلی کرنے کے لئے طیارا نہیں ہیں۔

مکن ہو کہ اُس شخص کے خیالات جو مسلمان تہوان لوگوں سے مطابقت نہ رکھ سکیں جو مسلمان ہیں، لیکن مجھے تسلی ہے کہ میں ان لوگوں کو خطاب کر رہا ہوں جن کے مذہب نے دنیا میں سب سے پہلے دیگر مذاہب کی صداقت کو تسلیم کیا۔ اور نہ صرف رواداری کی تلقین کی۔ بلکہ اُس زمانہ میں اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔ جبکہ یورپ اور ایشیاء دونوں میں کوئی شخص اس لفظ کے معنی کو آشنا نہ تھا۔ ہندوستان کے ہندو اس زمانہ میں یہ یقین کرتے تھے۔ کہ کسی غیر ہندو کا سایہ پڑ جانے سے اُن کا دھرم بھڑکت ہو جائیگا۔ اور اُس کو ہندوئی سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اور یورپ کے لوگ یہودیوں کو قتل کرنا ایک مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ اور دونوں میں کوئی بھی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ کہ دوسرے مذاہب میں بھی مجذوبی صداقت پائی جاسکتی ہے۔ ممکن ہے میری اس تحریر سے کسی شخص کو اس طرح فائدہ پہنچ جائے جس طرح میں نے مسوری کا ایک مقولہ پڑھا ہے۔ کہ میں نے بے ادبوں کو ادب سیکھ لیا ہے۔ ممکن ہو کہ اسلام کا ممالک میں بعض لوگ ایسے ہوں جو یورپ کی موجودہ تہذیب کی چمک و روشنی سے گئے ہوں اور انھیں اپنی

تہذیب میں شک ہو گیا ہو۔ اور اس وجہ سے وہ واقعہ کو اسی رنگ میں دیکھتے ہوں جس طرح یورپ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور انھیں اتنی جرات نہ کہ قرآن مجید کا جو دھڑکا لیا کر سکیں۔ تاکہ انھیں یہ معلوم ہو سکے کہ جو ان کی مقدس کتاب ہے ان مسائل کا حل کس رنگ میں کیا ہے +

میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر میری یہ تحریر قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئی تو میں جتنے المقدور اُس مقدس کتاب کے متعلق بہترین خیالات پیش کر دوں گا، جس کے مضامین کا ایک تہائی ایسا ہی جیسے صرف منتخب اور عقلمند لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں اور وہ بھی آئینہ زمانہ میں +

## ہستی باری تعالیٰ

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین حبیب

اب اس موضوع پر مفصل دلائل پیش کرنا چند ضروری نہیں۔ نیز سائنس خود اہل سائنس کو بطور ایک حقیقت کے تسلیم کرتا ہے۔ آج سو سو سال پہلے علم الحیوۃ کی رومی کائنات کو غیر منظم فطرت کا غیر منظم کارنامہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ اور اُس زمانہ کے علماء و کائنات کے اعتبار کو نہیں نظم و نسق کی موجودگی سے یکسر انکار کیا جاتا تھا، لیکن آج ہر طبقہ کے عقلاء و کائنات میں قانون کی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں۔ کائنات میں ہر شے قانون کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور اُس کے سامنے سر تسلیم خم کرتی ہے فطرت میں باقاعدگی، استواری، صحت، پابندی، شعور، قدرت، تحکم، اور اُن انتظام و ترتیب اور حفظ و بقا کے دیگر خصوصیات پائے جاتے ہیں۔ جو دراصل خالصتہً کسی نفسِ مدبر کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اُن کی موجودگی میں کائنات کو محض حُرین اتفاق کا نتیجہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اور اُسکی تخلیق ایک منظم اور مرتب ہستی کے وجود و ماقبل کی متقاضی ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ جبکہ ڈیزائن یعنی نظم و نسق کا لفظ علماء طبائے کوناگوامعلوم ہوتا تھا۔ لیکن اب وہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے وسعت پذیر ہو گیا ہے۔ اب تو اس کے مفہوم میں حکمتِ جبرین کی اس قدر روشنگاریاں اور معلومات شامل ہیں۔ کہ انکار ہستی مابعدی دراصل شک کی حالت اور عدمِ علم کی دلیل ہے۔ قابلِ توجہ بات تو یہ ہے کہ قرآن شریف نے کس کس تصویر کی کے ساتھ وہ تمام حقائق و دلائل متعلق وجود باری تعالیٰ پہلے ہی بیان کر دی ہیں

جو سائنس نے آج دریافت کی ہیں۔ یہ بات بذات خود ہمیں ایک عالم الغیبی کے وجود پر ایمان لانے کیلئے ترغیب دیتی ہے۔ اور اس کتاب کا مبحثیائے شریعت پر بھی صاف طور پر مبرہن ہو جاتا ہے +

اگرچہ کتاب بڑی قدس اس قسم کے دلائل و برہین ہے لیکن اس نے حقائق کے بیان کرنے کا ایک اور دلاویز اور جامع طریقہ بھی اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ کے اہم صفات بیان کر دیئے ہیں۔ جو اپنے معانی کے لحاظ سے تعلیمات قرآنی پر بہترین اوزار کے طور پر بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ عین اس جگہ چند ایسے اہم باری کا ذکر درنگا۔ جو فطرت میں ہر جگہ جلوہ بخشاں ہیں۔ اور ایک مددگار اور مدبر ہستی کے وجود پر بھی دلالت کرتے ہیں جس نے اس کائنات کو لباس وجود عطا کیا۔ سب سے پہلے ”الرب“ ہے جس کا تذکرہ ان ہی صفحات میں کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ اور اسکے ساتھ مفصل ذیل اسماء بطور اس کی صفات کے مستعمل ہیں +

- (۱) البلیغ وہ ہستی جو ہستی کو سستی کر سکے (۲) الباری وہ ہستی جو مختلف ابعاد رکھنے والی اشیاء کو خلق کر سکے
- (۳) الیاطن وہ ہستی جو اشیاء کے بلوں و خردوار ہو (۴) الظاہر وہ ذات جو باعث ظہور اشیاء ہو (۵) الوہدہ اشیاہ اشیاء کو دریافت کر سکے (۶) الحامع وہ ذات جو اشیاء کو کسی ضروری نقطہ پر جمع کر سکے (۷) العبار (۸) القہار وہ ذات جو دوسرے کو اپنا مطیع فرمان بنا سکے۔ اور ان کو اپنی مرضی کے موافق چلا سکے تاکہ وہ اپنی ہیئت کو پہنچ سکیں (۹) الخالق جو مختلف اشیاء کو اندازہ کے مطابق متزاج و پختہ اشیاء پیدا کر سکے (۱۰) الرشید وہ ذات جو اشیاء کو قرینہ کے ساتھ رکھ سکے (۱۱) الہادی وہ ذات جو اشیاء کو ترقی میں مدد دے سکے (۱۲) الرزاق پرورش کرنے والا (۱۳) الرحمن ضروری چیزوں کا پیشہ ہی کو انتظام کرنے والا (۱۴) الباسط کھولنے والا (۱۵) القابض بند کرنے والا (۱۶) السحی احاطہ کرنے والا (۱۷) البائع اشیاء کی غیر جس کے حلول کو حفاظت کرنے والا (۱۸) المفقیت نظم و نسق قائم کرنے والا (۱۹) الرقیب نجبانی کرنے والا (۲۰) الآخر اشیاء کو مرتبہ کمال پر پہنچانے والا +

یہ وہ صفات ہیں جو نفس مدبر کے مختلف افعال پر دلالت کرتے ہیں۔ اور کسی ایک شے کی تخلیق کے ضمن میں بھی نمایاں ہو سکتے ہیں +

قرآن پاک نے ان صفات الہیہ کی بدولت سائنسی حقیقتات کو بہت کچھ تقویت پہنچائی ہے۔ علم تحقیق و تفتیش کا دروازہ کھول دیا۔ ان ایمان سے ہم کو بنیادی اور یقینی اصول حاصل ہوتے ہیں۔ جن پر کاربند ہو کر ہم حقیقتات میں سرگرمی کھا سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریعت خود ہمیں تحقیق اور تفحص کی دعوت دیتا ہے اور ہمیں اس صفت

طور پر دکھائی ہے۔ کائنات کے مظاہر کا مطالعہ کرنے کی صورت میں ہمیں ان اس کے آئینہ کو سامنے رکھنا چاہیے۔ چنانچہ علمائے ان اسماء کو بطور ہادی اپنے سامنے رکھا۔ اور ہر جلد یہ معلوم کر لیا کہ کائنات میں قانون کا فرمان جاری و ساری ہے۔

انڈیسی فاضل محی الدین ابن عربی کی تصانیف میں مجھے ایک نہایت دلچسپ مسئلہ ملا۔ ایک فرد کسی نے اُن کی پوچھا۔ کہ جب کائنات خدا سے سرزد ہوئی تو نور انہی نے کونسا رنگ اختیار کیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: سیاہ اور وجہ یہ بتائی۔ کہ اگر زمین اور آسمان نور بنائے گئے ہیں۔ تو نور کا رنگ سیاہ ہو گا۔ کیونکہ یہ رنگ خدا کی صفت لطیف و مطابقت رکھتا ہے اور الباطن کے معنی ہیں۔ وہ چہرہ خیر اور غیب میں ہو۔ ایک نماز تھا۔ جبکہ کائنات کا وجود نہ تھا۔ اُس وقت ہر شے پردہ عدم میں تھی، یعنی مخفی و مستور تھی۔ جبکہ اُس نور نے مختلف الوان اختیار کئے تو وہ ایک دوسری صفت یعنی المظاہر کے ماتحت کام کرنے لگا۔ علامہ ابن عربی کو اس نتیجہ پر پہنچنے میں چند منٹ لگے ہوئے لیکن سائنس کو یہ بات دریافت کرنے میں صدیاں لگ گئیں۔ کہ ہر شے کی ابتداء ایک غیر قابل نفوذ اور غلیظ مادہ کی ہوتی ہے جسے "اشیر" کہتے ہیں۔

مسلمانوں پر نئی زمانہ جو کتب افلاس کا دور طاری کر لیا اس قدر معلومات کے بعد اس کے سبب کا معلوم کرنا دشوار نہیں ہے۔ انھوں نے بقول قرآن مجید اس کی تعلیمات سے منہ موڑ لیا ہے، لہذا ان کی مصیبتوں کا باعث خود ان کا غیر منطقی طبع پر عمل ہے۔ انھیں سچا کہ قرآن مجید نے ترقی کرنے کیلئے جو اصول وضع فرمائے ہیں۔ اُن کا مطالعہ کریں۔ اور وہ دہریہ بنیں جن پر عمل پیرا ہونے سے موجودہ ارباب سائنس کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور اگر انھیں یہ معلوم ہو چکا کہ وہ اصول ہی ہیں جو ہیں نے اس کتاب میں بیان کیے ہیں۔ تو پھر انھیں اس ن کا تم کرنا چاہئے۔ جبکہ انھوں نے قرآنی تعلیمات سے منہ موڑا تھا۔

ابتداءً جدید کے متعلق ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ اگر یہ سچ ہے کہ قبل از ولایت قرآن دُنیا نے کسی قسم کی مادی ترقی نہیں کی تھی۔ اور ترقی جو کچھ بھی ہوئی سب اُن اصولوں کی مرہون تھی جو قرآن شریف نے بیان کئے، تو یہ حایان تمدن جدید۔ مذہب کی اہمیت کا کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ علاوہ بریں بین البقیہ مذہب ہی دُنیا کی اس امر پر غور کرنے کی درخواست کرونگا۔ کہ وہ مذکورہ بالا حقائق پر غور کریں اگر اُن کے اہمات یا اُن کی کتب مقدسہ اپنے اندر وہ جوہر نہیں رکھتیں جو زندگی کیلئے ضروری ہو تو پھر سوال یہ کہ اس تہذیب ترقی کے زمانہ میں اُن مذہبی نظاموں کو ہی نوع آدم کو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟

# جنگ عظیم کے بعد ملحدانہ تحریک کا میسب مقابلہ کرنے کی صورت

بقلم شیخ مشیر حسین صاحب دہلوی

کسی قوم کو اس حقیقت سے غافل نہیں ہونا چاہیے کہ اس کے مستقبل کا انحصار صرف سائنس پر ہی بلکہ جنگ عظیم کے عملی طور پر سائنس کی ضرورت تہذیب کیلئے ثابت کر دی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس جنگ میں سب سے زیادہ سائنس دان قوم کو فتح نصیب نہیں ہوئی لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ اسکے حلیف تعداد میں اس کو بہت زیادہ تھوڑا اور اس کو ہر چار طرح سے اس طرح محصور کر لیا گیا تھا کہ اُسے سامان خورد و نوش ملنا دشوار تھا علاوہ بریں اس کی ممانعت اگرچہ منظم تھی لیکن سائنٹیفک طور پر اس کی نشرو و نما نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ سائنٹیفک ایجادات اُس زمانہ میں بالکل ابتدائی حالت میں تھیں نہ کافی تعداد میں ہوئی جہاں تھے نہ آبدوز کشتیاں نہ دوزخ مارنے والی بمب و قیں نہ ایندھن جنگ جب کبھی ہوگی خواہ دس سال میں یا بیس سال میں وہ زیادہ تر ان ہلاکت آفرین ایجادات پر منحصر ہوگی۔ جو حضرت انسان سائنس کی مدد کو ہتھیار کر سکیگا اور وہ جنگ واقعی تباہ کن ہوگی اور یہی وجہ ہے کہ ہر قوم مخفیہ طور پر ہلکا ایجادات کا ذخیرہ ہتھیار کر رہی ہے کیونکہ ایسا ہو رہا ہے۔ سائنس کو ان کیلئے ایک نعمت ہونا چاہیے تھا لیکن وہ انسان کے تباہ کن خیالات میں اس کا مددگار ثابت ہو رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں حسد لاتی کمزوری اور خدا پرستی کے خلاف تحریک پیدا ہو رہی ہے۔ اس تحریک کو ان مکمل خیالات سے آدھ بھی تقویت پہنچ رہی ہے جو بعض لوگوں میں خدا کے متعلق پائے جاتے ہیں بحیثیت جس رنگ میں مغربی اقوام میں پائی جاتی ہے وہ ایک نہایت ہی خلاف عقل خدا کا تصویر کشی کرتی ہے علاوہ بریں مسیحیت کا تخیل اگر کسی طرح بھی انسان کیلئے مفید نہیں۔ نہ اخلاقی طور پر نہ معاشرتی رنگ میں نہ عقلی پہلو سے +

پس اگر کوئی نوع آدم کو عالمی اور تحریک سے بچانا نہ نظر کرے تو نہ صرف لوگوں کے سامنے ایک معقول تصدیق پیش کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ایسے تصور کی جو انسانوں کو اخلاقی معاشرتی اور عقلی طور پر بلند کر سکے، اسلام کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صرف اسلام ہی ایسا تصور پیش کر سکتا ہے۔ جو ایک معقولیت پسند انسان کو تسلی دے سکتا ہے +

اسلام کی سب سے بڑی کامیابی یہ کہ اس نے خدا کا ایسا بلند اور اعلیٰ تخلیق پیش کیا ہے کہ وہ ایک ظیفی کو بھی مطمئن کر سکتا ہے۔ اور ایک معمولی آدمی کو بھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کوئی مسلمان باوجود سائنس اور فلسفہ میں اعلیٰ ترقی کرنے کے کبھی خدا سے منکر نہیں ہوا۔ اور نہ آج ایسا کر سکتا ہے بشرطیکہ اُسے اسلامی عقیدہ کا علم ہو مسلمان جس قدر عالم ہوگا۔ اسی قدر خدا پر زیادہ اس کا ایمان ہوگا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ مجھے دماغ کی زیادہ اپنی موع کی فکر ہے +

ایک قابل عالم طبیات کو لے لیجے۔ وہ ضرور اس تجربہ پیچیدہ گا۔ کہ ایک علت اولیٰ ہے اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ بیشک اس کائنات کی ایک علت اولیٰ ہے۔ اور اس کا نام المبدع ہے یعنی پیدا کر نوالا۔ اس کے بعد اسلام ایک قدم آگے بڑھا کہ اس عالم کو کہتا ہے کہ صرف علت اولیٰ کا تصور انسان کو تسلی نہیں بخش سکتا ایک سستی سے پہلے اور سب کے بعد بھی ہوتی چاہئے۔ یعنی ”ہو الاول ہو الآخر“ لیکن علم حیات کے ماہر کو نہ علت اولیٰ سے تسلی ہو کتنی بڑا درد اول و آخر سے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ انکی توانائی کہاں سے آئی؟ اور حیات کا منبج کہاں ہے؟ بعض اوقات وہ سوچتا ہے کہ وہ اتفاق کو پیدا ہو گیا ہے۔ یا کسی اور سیارہ سے یہاں چلا آیا ہے؟ اسلام اُسے بتاتا ہے کہ اس کا خالق ایک ہے و قہوم خدا ہے پس سلام کا خدا نہ صرف ایک طبیعتی اور منجم یا ہیئت دان کو ہی تسلی دے سکتا ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو بھی تسلی دے سکتا ہے جو ان دونوں علوم ہی سے ماہر ہے اور اس کو بھی زیادہ کر سکتا ہے۔ ایک معلّم خلاق یا مدبر یا مقتن یا مصلح قوم اپنے سائنس دان دوست کے کہتا ہے کہ اگر ایک شخص منبج حیات یا علت اولیٰ میں ایمان نہیں رکھتا تو اسکا کیا جرح ہے؟ بیشک ہر شخص کو راز کائنات معلّم کرنا چاہئے۔ کہ اشیاء کی علت کیا ہے۔ اور اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب اس تحقیق میں انسان کی مدد نہیں کرتا لیکن اسلام کی امداد صرف سائنس دان تک محدود نہیں ہے۔ اور سائنس دان تو بہت تھوڑے ہیں اسلام کی قربی بھی ہے کہ وہ علمائے خلاق، نفسیات، قوانین، تدبیر، نزل، سیاست، ملکی سب کی مدد کرتا ہے کہ یہ کون سا نظام کا طرے امتیاز ہے۔ کہ وہ ایک مذہب بھی ہے اور ایک نظام معاشرت بھی ہے اور دونوں پہلوؤں سے جواب دہ ہے +

ایک عالم اخلاق اور قانون دان دونوں جانتے ہیں کہ انسانی فطرت ایسی ہے کہ اُسے اپنی مخفی قوتوں کے استعمال کیلئے اکثر خارجی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ ان کا غلط استعمال کر کے اپنے آپ کو اور دوسروں کو نقصان پہنچائے انسان فی الواقع ہے۔ لہذا اُسے جماعت کا ایک مفید رکن ہونا چاہئے۔ اسی لئے معلّم اخلاق، اعلیٰ خلاق، اصول اور ایک مقتن یا مدبر اعلیٰ قانون وضع کرتا ہے لیکن معلّم خلاق مقتن اور

مذہب یہ سب بہر حال انسان ہی ہیں۔ اور ان کے بنائے ہوئے قوانین کی پابندی کرنے کیلئے دوسرے لوگ مجبور تو نہیں ہیں۔ لیکن اعلیٰ شوسائٹی میں ضروری ہے کہ ہر مکتب قوانین کی پابندی کرے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے دیرین پولیس اور عدالتیں قائم کرتے ہیں لیکن پولیس کے افراد عالم الغیب نہیں ہوتے۔ اور اگر ایک شخص ان سے معفو قرار دے سکے تو وہ حسب دلخواہ زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن اسلامی محافظ وہ ذات ہے جو ہمہ دان اور ہمہ بین اور حقیقی و قیومی ہو جو ہر جگہ موجود ہے۔ نہ سوتا ہے نہ اٹھتا ہے جسے ہمارے مخفی خیالات بھی معلوم ہیں۔ اور جس کے سامنے ہماری آنکھیں آتھیں کائنات ناک اور زبان سب گواہی دینے لگے گا یا اسلام کا خدا ہماری عقل ہی کی تشفی نہیں کرتا بلکہ ہمارے کیر کڑ کو بھی بلند کرتا ہے اور ہم کو اپنے ہی لئے نہیں بلکہ شوسائٹی کیلئے بھی مفید بناتا ہے۔ خدا کا اسلامی تصور ایسا ہے کہ معذور ترین ملحد بھی اس کے سامنے جھکے گا۔ بشرطیکہ اسے تعلیم اور عقل حاصل ہو۔ اور اس معاملہ میں ملحد بھی میرے برابر ضرور نہ ہوگا میں تمام کے خدا کے علاوہ اور کسی خدا کے سامنے جھکنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ میں مادی ذرات یا مسلمان کے سامنے نہ جھکنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ اگر ان میں زندگی نہیں ہے۔ سطح میں ہم گیر تو انائی کی طاعت کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں یا اگر تمہیں اور اک نہیں ہے۔ گویا سائنس کے پیش کردہ خدا میری تسلی نہیں کر سکتے نہ وہ کس قدر اہم ہے۔ میں اس خدا کے سامنے نہیں جھکوں گا جو کسی انسان کے اندر حلول کر جائے لیکن میں اس انسان کی عورت ضرور کروں گا۔ جو اپنے آپ کو خدا تک کی بلندی پر پہنچے۔ اسی کو میں دارت علی شاہ۔ کرشن رام بھدہ ایلکلیٹس اور متوہل کی عورت کرتا ہوں میں حضرت مسیحی حضرت یحییٰ اور دیگر انبیاء کی عورت کرتا ہوں جو مقربین خدا تھے۔ اور سب بڑھ کر آنحضرت صلیم کی جو خدا سے اس قدر قریب تھے جس قدر ممکن ہے (۵۳)

خدا کے زمانے سے نام اور ان کے تخلیقات کچھ کر ایک شخص خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ نام انسان کی سیر کو کس حد تک ارتقا بنا سکتے ہیں۔ یہ سب آئینہ کئی باران صفات میں دیکھ چکے ہیں ان کو آنحضرت صلیم کے اس قول کی تصدیق معلوم ہوتی ہے۔ کہ تم اپنے اندر ربانی حشلاق پیدا کرو۔

آنحضرت صلیم اور آپ کے صحابہ نے اپنے کو اکی صفات میں رنگین کر لیا تھا۔ اور اسی ہی تو انھوں نے ایک قلیل عرصہ میں عربوں کی بڑائیوں کو دور کر دیا۔ وہ لوگ ان بری عادتوں کی وجہ سے بالکل حیوان بن گئے تھے۔ لیکن آپ نے انھیں رشتہ بنا دیا۔ اور انہی میں پروردہ آسمانی بادشاہت قائم کر دی جس کا خواب جناب مسیح نے دیکھا تھا۔ اور جنہیں اپنے عہد رسالت کے لکھنؤ منقطع ہو جانے کی وجہ سے اس خواب کی تفسیر مل سکی۔



ایسکے برعکس عربوں کے ان اسی صفت میں نہیں ہو جانے ہی کا یا اثر تھا۔ کہ انہوں نے ایک قلیل عرصہ میں جمہوریت کی بنیاد رکھ دی۔ اور ایک بین الاقوامی حکومت قائم کر دی۔ ایک قوم میں تحصیل علوم کی نہ جھنجھنے والی سیاست پیدا کر دی۔ اگر علم ہوں کو دنیا کی فتح کیلئے نہ صرف مادی بلکہ عقلی اور تمدنی فتح کیلئے تیار کر دیا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ ان لوگوں کیلئے جو ہمکے آئینہ پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تنبیہ بھی ضروری ہے انھیں اس حقیقت کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ خدا کی اصلاحی قوانین یہ ہے کہ لیس کمشلہ ہنئی یعنی کوئی شے خدا کی مانند نہیں ہے پس آپ خدا کے اسلام کو اس طرح متشکل نہیں کر سکتے جس طرح ویدک یا دوسرے مذاہب کے خداؤں کے اور نہ اس و انسانی صفات یا عیوب و ثنوب کر سکتے ہیں۔ اسی لہذا قرآن نے لفظ باپ یا بیٹے کے استعمال کو استہزا کر لیا ہے۔ کیونکہ اس کی غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ قرآن نے خدا کو رب العالمین قرار دیا ہے نہ کہ باپ۔ ایک مسلمان خدا کو مَجْتَبٰی بھی نہیں کہتا۔ بلکہ الودود و اللجنون کہتا ہے تاکہ مادی یا جسمانی علاقہ ثابت ہونے کا امکان پیدا نہ ہو سکے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا ہے کہ میں تم کو تمہاری رگ جان کو بھی زیادہ قریب ہوں اور تمہیں اپنی دعاؤں کی قبولیت کیلئے آسمان کی طرف دیکھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم پکارو میں جواب دوں گا۔

اسلام نے ہمیشہ وحدت الوجودی خیالات سے استہزا کیا ہے۔ تاہم اس امر کی صراحت کر دی ہے۔ کہ صرف خدا تعالیٰ ہی ازل و ابدی ہے۔ اور کسی وقت سے ملے خدا کے اور کچھ نہ تھا۔ اور ایک وقت ایسا آئے گا جبکہ سوائے خدا کے اور کچھ نہ ہو گا نیز یہ کہ ہر شے خدا کی طرف سے ہے اور انجام کار اس کی طرف سے جاگی ان تعلیمات کا نتیجہ ظاہر ہے پھر خدا کہتا ہے کہ میں نے آدم کو پیدا کر کے انبیاء و رسل بھیج دیے۔ گویا ہر انسان کے اندر خدا کی روح موجود ہے یہی شہادی تصدیق الہی باتوں پر مبنی ہے ہندوؤں میں بتیانیت کا فلسفہ اور مسیحیوں میں مسیحیت وغیرہ کا سرچشمہ بھی یہی خیال ہے۔ تاکہ ان انسانوں کی تسلی خاطر کا سامان ہو سکے جو اس طرف جانے کی اہمیت رکھتے ہیں۔

آپ ان متنازعے اسمائے الہیہ کو بار بار پڑھیں جو وقت فوقتاً انہی صفحات میں نکلتے رہے ہیں۔ ان پر غور و تدبر کریں۔ میں ایک مسکوت کتاب اسی موضوع پر لکھنا چاہتا ہوں جس میں بتلانا چاہتا ہوں کہ یہی متنازعے اسمائے الہیہ مسلمانوں کی سابقہ شان و شکوہ عزت و عظمت و صلاح و بہبود ترقی کا موجب ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تصنیف حضرت کمال الدین حبیبی مسلم شریف کنک

جلد ۱	ام الائمہ معروف بزنندہ و کمال زبان بلا جلد ۱۲	جلد ۱	توحید فی الاسلام بلا جلد ۱
جلد ۲	برائین نیرہ بلا جلد ۱۲	جلد ۲	سکسہ و ایدہ حرکتہ الادوس لکچر و کالجیہ بلا جلد ۱
جلد ۳	پیام اسلام	جلد ۳	یناسیح المسیحیت بلا جلد ۱
جلد ۴	مقصود مذہب	جلد ۴	ضرورت الہام بلا جلد ۱۲
جلد ۵	خطبات غریبہ بلا جلد ۱۲	جلد ۵	رازیات یا انجیل علی بلا جلد ۱
جلد ۶	سیر حکام یا روحانیت فی الاسلام بلا جلد ۱۲	جلد ۶	سکالماط طیبہ بلا جلد ۱۳
جلد ۷	ہستی باری تعالیٰ بلا جلد ۱	جلد ۷	مطالعہ اسلام بلا جلد ۱۲
جلد ۸	لیسوع کی الوہیت اور سکی کمال انسانیت پر ایک نظر	جلد ۸	اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلا جلد ۱۲
جلد ۹	اسلام اور علوم جدیدہ	جلد ۹	لمعات الذوار حنیہ بلا جلد ۶
جلد ۱۰	صلائے نفرت بر اہل ہمت	جلد ۱۰	مذہب محبت ۱۱ موضوع القرآن
جلد ۱۱	حیات بعد الموت	جلد ۱۱	ذرات عالم کا مذہب
جلد ۱۲	جمہد للقاء	جلد ۱۲	اسوہ حسنہ معروف بزنندہ و کمال نبی بلا جلد ۱

## دیگر مصنفین

جلد ۱۲	سیرت نبوی قیامت صرف	جلد ۱۲	جمع القرآن
جلد ۱۳	لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم	جلد ۱۳	قرآن شریف ترجمہ شریف الدین صاحب محدث دہلوی جلد ۱
جلد ۱۴	قرآن اور جنگ	جلد ۱۴	قریبا کے مشہور شہداء اسے ثلاثہ بلا جلد ۱
جلد ۱۵	پادری صاحبان کے لئے حل طلب مہمہ	جلد ۱۵	اسلامی نماز کا فلسفہ قیامت صرف
جلد ۱۶	سیرۃ خیر المشرق جلد ۱ مقام حدیث بلا جلد ۱	جلد ۱۶	تفسیر سورۃ فاتحہ قیامت
جلد ۱۷	تصاویر نو مسلمانان یورپ فی درجن دار تین درجن جلد ۱	جلد ۱۷	اسلام کی ہمدردی بنی نوع کا مذہب
جلد ۱۸	تصاویر نماز عیدین مسجد و کنگ قیامت فی درجن ۱	جلد ۱۸	اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض
جلد ۱۹	تمدن اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	جلد ۱۹	نبوت کا فلسفہ اتم اعراف نبی کمال مصنفہ حضرت خواجہ صاحب

تمام درختی استیں بنام

یہ منبر مسلم بک سوساٹی غریب نواز لکھنؤ (پنجاب) ہونی چاہیے

# یورپ میں اشاعت اسلام

## مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ دو

یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں جو سب کے سب ہی سلم امداد کے تحت مل جاتے ہیں۔

<p>(۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف کتب خانوں کو رسالہ اسلام کی ریلو مفت بھیجا جاتا ہے</p>	<p>(۱) رسالہ اسلام کی یو انگریزی کی مفت اشاعت یورپ میں نو مسلمین غیر مسلمین اخوان و خواتین میں کی جاتی ہے</p>
<p>لندن میں جمعہ و عید بن کی نماز میں عیدین کے جمع میں چلیا پچھڑے لگ بھگ مسلمین کو تین سال ہفتہ میں لگ بھگ بیس عیدین عیدین کی جاتی ہے۔</p>	<p>مسلمین مشن کے لئے دارال اسلامیہ کے لئے ہفتہ میں ایک بار ہفتہ میں ایک دفعہ مسجد و گلی میں پکڑتا ہے جس میں مسلمان کی جانے سے تواضع کی جاتی ہے۔</p>
<p>(۳) دور دراز ملک کے غیر مسلمین کو مسلمین مشن بذریعہ خط و کتابت جمع کرنے لگتے ہیں۔ جس پر محصول ڈاک صرف ہوتا ہے۔</p>	<p>رسالت آج حضرت نبی کریم ﷺ کے سالانہ یوم ولادت کی تقریب پر چار بجے صبحت زاید جمع ہوتا ہے جو کی تواضع دعوت کی جاتی ہے یہ جمع مسلمین و مسلمان اور غیر مسلمین پر مشتمل ہوتا ہے۔</p>
<p>(۴) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نو مسلمین غیر مسلمین کو مفت بذریعہ کی جاتی ہے۔</p>	<p>"الذی قلوب" بعض غیر مسلمین کو مسلمان کی کتب و مفت مالی امداد کی جاتی ہے</p>
<p>(۱۰) علمہ شش کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری شہار</p>	<p>(۹) مسجد ووکنگ میں زائرین کی آمد و رفت جس میں مسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں ان کے تواضع چائے کی جاتی ہے</p>
<p>(۱۲) رسالہ اشاعت اسلام اور ترجمہ رسالہ اسلام کی یو انگریزی زیر ادارت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی بی بی ایل بی وکیل مبلغ اسلام اس رسالہ میں اسلام کی رو سے تمام کے علاوہ شہور اہل قلم حضرت کے مضامین بھی ہوتے ہیں۔ جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کی تبلیغی جدوجہد کے کو آف دس ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شہرہ آفاق کریم کالجی اور ترجمہ چھپتا ہے۔</p>	<p>(۱۱) اسلام کی یو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان زیر ادارت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی بی بی ایل بی وکیل۔ مبلغ اسلام مسلمان اسلام کا دلائل و شواہد اور اسلامی زندگی رسالہ جس میں زبردست اہل قلم حضرت کے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن و معاشرت اسلام میں تعارف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نو مسلمین کے مضامین ہوتے ہیں۔ ہر سالہ کو قلم کے نو قلم سے زیت دی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر ہر ماہ سے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۹۷۰ء سے شروع ہوا ہے۔ ہر ماہ دو کتب ہر سالہ چند کتب مفت تقسیم و طلبہ کو مہر و کتب توزیع مفت۔</p>

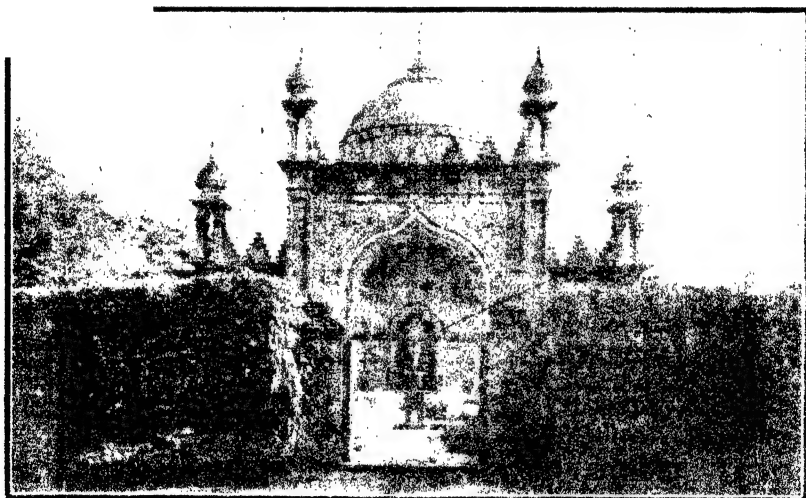
تمام خط و کتابت کی سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ ٹریڈی ٹرسٹ عزیز منزل۔ برائنڈر تھ روڈ۔ لاہور (پنجاب)

مسلم مشن۔ پریس لاہور میں باہتمام مولانا ادھانی پشتر چھپ کر خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ پشتر عزیز منزل پشتر تھ روڈ لاہور پشتر شائع کیا





وَقَالُوا لَا تَنْفَعُ الْإِيمَانُ لَكُمْ شَيْئًا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ  
 رَسَالَةُ  
**اشاعت اسلام**  
 اُردو ترجمہ سالہ اسلام کیو یو انگریزی  
 مجتبیٰ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

نیزادکارت

خواجہ کمال الدین

بانی مسلم مشن ووکنگ

قیمت پانچ روپے (۵ روپے) ہر کاپی کیلئے

قیمت تین روپے آٹھ آنے (۳ روپے) سالانہ

درخواستہ سے خریداری بنام مسٹر سالہ اشاعت اسلام۔ غریب منزل۔ برائڈ ٹورنٹو۔ لاہور پنجاب۔ انڈیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انگلستان میں (۳) انگلستان اور دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنا۔

غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ قائم رکھنا۔  
(۲) رسالہ اسلامک ریویو، انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو  
شانے کرنا اور مفت تحسیم کرنا۔

五

[illegible]

۱- جناب صاحب اسرار اقدس حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی مدظلہ العالی  
۲- جناب شیخ محمد رحیم خان صاحب دیوبند، شیخ محمد قزوینی صاحب دیوبند  
۳- جناب شیخ محمد رحیم خان صاحب دیوبند، شیخ محمد قزوینی صاحب دیوبند  
۴- جناب شیخ محمد رحیم خان صاحب دیوبند، شیخ محمد قزوینی صاحب دیوبند  
۵- جناب شیخ محمد رحیم خان صاحب دیوبند، شیخ محمد قزوینی صاحب دیوبند

مستحق

۱۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ڈاکٹر خان مفتی صاحب پر مشتمل ایک ڈاکٹر خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۲۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۳۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۴۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۵۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۶۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۷۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۸۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۹۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی  
 ۱۰۔ جناب سرسبز خان مفتی صاحب کے بھی ایسے ہی کسی آئی۔ اسی

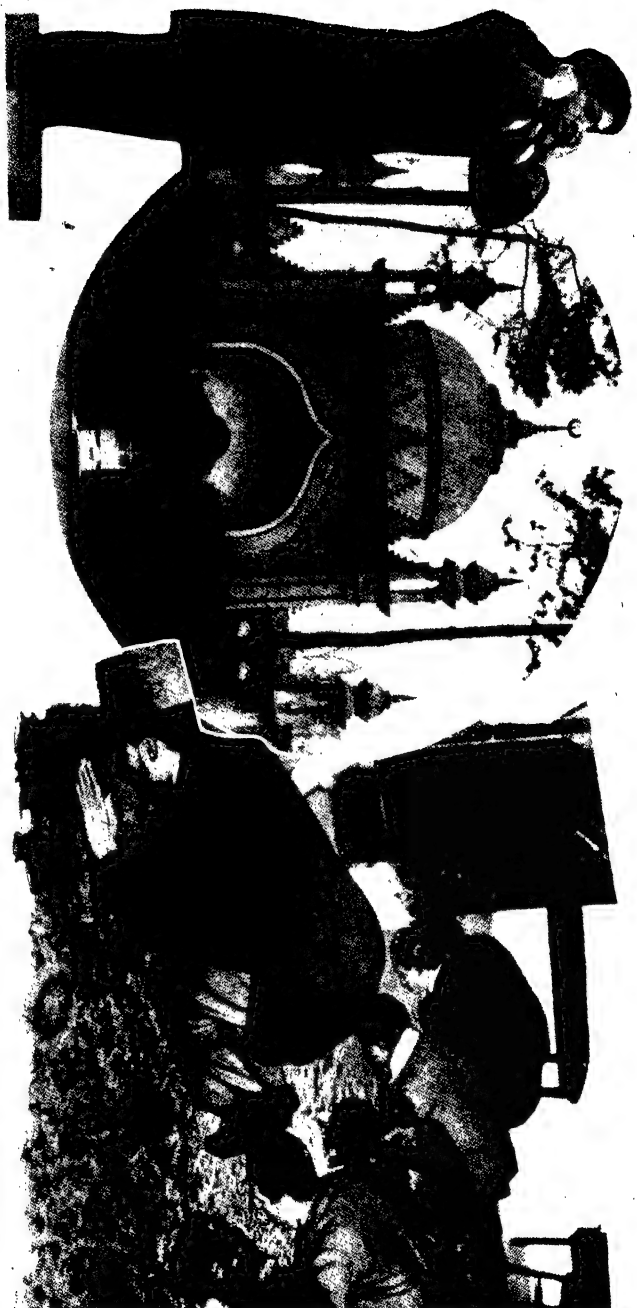
۱۵- جدول

۱۔ ا۔ ث۔ ث کے متعلق جو حوالہ دیا گیا ہے نام سکرری ہی ہوگا مسلم شریعت  
شرعی ہی مکتب عربی کے نام سے دیا گیا ہے۔ (مکتبہ عربیہ اسلامیہ)  
۲۔ جو سکرری نام ناسک سکرری ہی ہوگا مسلم شریعت ہی ہوگا۔  
۳۔ مکتبہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے دیا گیا ہے۔ (مکتبہ عربیہ اسلامیہ)  
۴۔ رسالہ اسلامک ریویو، انگریزی کا سالانہ چند لائبریری

تمام خط کتابت بنام { سکریٹری لای دو گنگا سنگھ مشن اینڈ لٹریچریری ٹرسٹ عزیز منزل رائدر قہر وڈو لاہور (پنجاب) }







“ THE MEUZZIN'S CALL TO PRAYER at the weekly service at the Islamic Mosque (centre) at Woking. (Right) The Deputy Imam Aftab-ud-din Ahmad leading the prayers in the mosque, bowing towards Mecca. An English woman Moslem is seen among those who were at the service yesterday.”

A reproduction of a picture of the Friday Prayers at the Shah Jehan Mosque, Woking, from the *Daily Express*, London.

[Photo : Courtesy, *The Daily Express*.

## فہرست مضامین

## رسالہ

## اشاعت اسلام

جلد ۱۸ بابیت ماہی ۳۲ ۱۹۳۲ء مطابق محرم الحرام ۱۳۵۱ھ نمبر (۱۵)

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	پر شمار
۱۶۲	از مترجم	شذرات	۱
۶	از قلم سکرری مسلم شن ٹرسٹ	تشریح تصدیق حضرت بروی عبدالمجید صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی انگلیشن	۲
۱۶۳	از قلم جناب مولانا عبدالحق صاحب سکرری مسلم شن ٹرسٹ	مسلم شن دو گنگ کی حمایت میں سرزواتین لاپرواہ کے جلسے	۳
۱۶۵	از قلم حضرت خواجہ جمال الدین صاحب اپنے مسلم شن	تفسیر القرآن	۴
۶	"	باب چھام	
۶	"	ہدایت کے لئے مخصوص امام کی وجہ	
۶	"	بہار ارتقا کی سفر	
۱۶۳	"	انسان کی ابتدا	
۱۶۵	"	نفس ملکہ	
۱۶۸	ماخوذ از ڈبلیو ایکسپریس ، ۱۰ فروری ۱۹۳۲ء	دگرزنی شریعہ مسلمانوں کی مناز	۵
۱۸۰	بقلم مسٹر ہورس لین الین - آر - بی - ایس	دو گنگ میں پہلی تھواریں کی وقت غیر مسلموں کی نظریں	۶
۱۸۳	"	آزان شیعہ اور بائیسبل	۷
۱۸۵	"	ایک خط پرستانہ تخیل	۸
۱۹۰	بقلم ابراہیم ایچ سیرینی - ای	اسلام اور اختر الیت	۹
۱۹۳	از قلم شعل سکرری مسلم شن	گوشت خورہ آمد و نچے مسلم شن ماہ مارچ ۱۹۳۲ء	۱۰
۱۹۶	"	یہ سب کے ذریعہ امن قائم کرنے کی مجلس	۱۱

# اشاعہ اسلام

نمبر (۴)

بابت ماہ مئی ۱۹۳۱ء

جلد ۱۸

## شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو نماز جمعہ کے فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے۔ جو شاہجہان مسجد دوکنگ انگلستان میں ادا ہو رہی ہو۔ یہ فوٹو لندن کے مشہور و معروف و وسیع اخبار ڈیلی اکسپرس کو لیا گیا ہے۔ اس فوٹو میں شاہجہان مسجد دوکنگ درمیان میں نظر آتی ہو۔ بائیں طرف موزن اذان دے رہا ہے۔ اور دائیں طرف قائم مقام نائب امام جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب جو قنبر و ہونگر امامت کرا رہے ہیں۔ اور اس فوٹو میں حالت سجد میں دکھائی دے رہے ہیں۔ فوٹو کے تین سوخ دکھائے گئے ہیں۔ ان میں (۱) اذان (۲) شاہجہان مسجد دوکنگ (۳) ادائیگی نماز۔ اس کو یہ محال نہ ہونا چاہئے کہ ایک ہی وقت میں اذان اور ادائیگی نماز ہو رہی ہو۔ بلکہ یہ فقط تین حالتوں کا اظہار ہے۔ اس جماعت میں ایک انگریز خادِم مسلمان جاتون بھی شامل نماز ہے۔

### حضرت مولوی عبد المجید صاحب کی اسپئی انگلستان

قارئین کرام یہ سن کر اذہر غرض ہونگے کہ جناب مولوی عبد المجید صاحب آج نو سال کی محنت و مشق کے بعد کچھ عرصہ کیلئے اپنے وطن مانوف کو واپس آئے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی مصلحت نے مشرق کے سرد مہنہ کو بسترِ آرام پر لٹا دیا۔ تو اُنہی کی قیادت میں حضرت نے مولوی صاحبہ موصوف کو نہایت محنت کے ساتھ حضرت خواجہ صاحب کی قائم مقامی کیلئے تیار کر دیا۔ اور اس امر سے کس کو انتظار ہو سکتا ہے

آپ نے یہ چھ سال کراچی میں گزاری۔ اور نیک شہرت سے گزارے۔ مولوی صاحب موصوف کا وجود اس امر کی ایک بینظیر مثال ہے۔ کہ کس طرح ایک ترین لیکن ایک محنتی اور سرگرم طالب علم ایک تھوڑے عرصہ میں ایک جیسے علم اور قابل اہل بن سکتا ہے۔ علاوہ انگریزی زبان کے آپ کو جرمنی زبان پر بھی عبور ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کے محل قائم مقاموں میں کوٹھرائی نے یہ سادات مولوی عبدالمجید صاحب کو ہی عطا فرمائی۔ کہ آپ کے ہاتھ پر لا تعداد نفوس مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جن میں اکثر علمی اور دنیوی حیثیت سے اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے ہی دور میں قیام میں خدا تعالیٰ نے جہاں ایک طرف عیسائیت کو روز بروز دکھایا۔ وہاں مغرب میں اسلام کو ایک خاص طاقت عطا فرمائی۔ وہ مذہب جو آج سے پندرہ سال پہلے جاہلست و علمیت کا بوجھ بن گیا تھا۔ منظر دکھاتا تھا آج وہ حکمت معرفت کا خزانہ اور اپنے اندر وہ بہترین اصول لئے ہوئے سمجھا جاتا ہے جو تمدن و تہذیب کی جان ہیں۔ لیکن یہ تبدیلی علی الخصوص آج سے پہلے چند سالوں میں ہوئی ہے۔ جب کہ مولوی صاحب اس بینظیر کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ان کے معتمد والدین کو بھی ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کہ انکی تربیت پرورش نے ایک ایسا بینظیر انسان پیدا کیا۔

## مسلم مشن و ونگ کی حمایت میں معزز خواتین لاہور کے جلسے

آخر کار اس میں مساعی جمیلہ نے علمی طبقہ کی معزز خواتین کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا۔ جس معزز بہنوں کی توجہ نے یکے بعد دیگرے برکت علی محمدن ہال لاہور میں دو عظیم الشان جلسے کرائے۔ پہلے جلسہ کی صدارت کے فرائض محترمہ ریڈی عبد القادر صاحبہ (زوجہ ہائیکورٹ لاہور) نے نبھائے۔ خوش سہولی سے ادا کئے پریسینڈنٹ کے انتخاب کے بعد بیگم صاحبہ خواجہ جلال الدین صاحب کی طرح باہرین کی تشریف آوری کا شکر یہ ادا کیا گیا جن کے بعد محترمہ رشیدہ لطیف خانم اہلیہ جناب شیخ عبداللطیف صاحبہ ایگزیکٹو انجینئر لاہور نے اس دن کی یکپارہ بیگم صاحبہ جناب میاں شاہنواز صاحبہ کی طرح لاہور کو معرفت کرایا۔ اس کے ضمن میں دو ونگ کے تازہ حالات بھی بیان کیے۔ پھر ایک گیارہ بجے شیخ پر تشریف لائیں۔ آپ ہمارے مقتدر و مرموم مرنی میاں محمد ضعیف صاحب کی دختر نیک اختر ہیں آپ نے دو ونگ کے وہ حالات بیان کئے۔ جو انکے تلمذ سے دیکھے تھے۔ انہوں نے بیسیوں

فوسلم تین کا ذکر کیا۔ جو انھیں موقع بہ موقع انگلستان میں ملیں۔ اور جن کی واقفیت مسلم کا مؤثر معروضہ کو گہرا اثر تھا۔ آپ کی تقریر شروع سے اخیر تک نہ صرف ووکنگ مسلم مشن کی ترقی کا ہی لبریز تھی۔ بلکہ فن تقریر کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی۔ اور یہ بات ثابت کرتی تھی۔ کہ لائق بزرگوں کی یادگار صنعت لطیف میں کبھی ہوسکتی ہے۔ یہ جلسہ ۲۱ مایچ ۱۹۳۲ء کو ہوا +

دوسرے جلسہ کا اعلان اسی وقت ہوا۔ جو ۳۔ اپریل ۱۹۳۲ء کو ہونے والا تھا۔ جلسہ بھی ایک خاص شان اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس دن کی تقریر گنڈنہ مشہور و معروف مسلم فاضلہ تھی جس نے گھڑ بیٹھے ہی پردے میں دنیا کی سیر کی۔ آپ کی تقریر ایک علمی خزانہ تھی۔ آپ کے دینی معلومات بہت بڑے دائرہ کیلئے باعینہ رشک تھے۔ آپ کے نام سے ہر مسلم واقعہ ہے۔ آپ نے خدیجہ بیگم صاحبہ ایم۔ اے۔ پروفیسر زنانہ کالج لاہور ہیں۔ ووکنگ کے کاروبار سے آپ کو ایک قسم کا شغف ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہماری قوم کی زندگی جن کاموں سے وابستہ ہے۔ ان میں سے ایک معتد بہ کام مسلم ادارہ ووکنگ ہے۔ آپ نے اس طرف بھی اشارہ فرمایا۔ کہ کس طرح آج کل اسلام دن بدن مزید اس مشن کی طفیل ترقی کر رہا ہے۔ اس موقع پر آپ نے حمایت عزت و ادب سے حضرت خواجہ صاحب بانیئے مسلم مشن ووکنگ کا ذکر کر کے اس بات کی توثیق کی۔ کہ اتنا بڑا عظیم الشان کام آپ کس کفایت بشاری سے کر رہے ہیں۔ مشن کا یہ طریقہ مؤثر و لیکچرار صاحبہ کو از حد پسند آیا۔ آپ نے تحریک فرمائی۔ کہ اگر مسلم بھائی اور بہنیں اسلام کو دلوں کا لامنی فیج دے کر مسز کے مختلف گھت خانوں میں اسے مفت بھیجوا دیں۔ تو ایک سالہ ایک ملین کا کام مزید میں دیتا ہے۔ اور ہر ماہ ایسے سیکڑوں نعوش بٹھتا اور جن میں سے بعض مشرف بہ اسلام ہو جاتے ہیں +

اسی کے ضمن میں محترمہ رشیدہ خانم صاحبہ ندوۃ الصدقہ نے چند ان بزرگوں کا نام لیا۔ جو خدیجہ بیگم میں انہی محنت خانوں میں رسالہ کو پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ہر دو تقریر گنڈنہ گان نے اس بات پر زور دیا۔ کہ مسلم خواتین اس طرح رسالہ کی اشاعت میں حصہ بھی لیں چنانچہ بعض نے ایسا ہی کیا + حضرت خواجہ صاحبہ موصوف چونکہ ان ایم میں بھی کسی قدر زیادہ جا رہے گئے۔ اسلئے حاضرین ہر دو جلسہ نے کھڑے ہو کر نہایت عجز و الحاح کے ساتھ جناب باری میں آپ کی صحت کیلئے دعا کی

پہلے جلسہ کی رونق کو یکدم صاحب مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی شرکت نے بڑھا دیا۔ جنہوں نے چند الفاظ دو گنگ کی تعریفیں فرما کر خواجہ صاحب کی صحت کیلئے دعا کی تحریک فرمائی۔ ان دعاؤں کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ موسم گرما کے باعث شاید یہ جلسے ملتوی ہو جائیں۔ لیکن سردیوں میں انشاء اللہ پھر شروع ہونگے +

سکرٹری مسلم مشن ٹرسٹ

## مسلم مشن دو گنگ (انگلستان) کے مکتوبات

جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب قاضی مقام امام مسجد دو گنگ کی کلمت ثلاث طبع کی وجہ سے پچیس سلا مکتوبات منقطع ہو گیا تھا۔ الحمد للہ کہ مولوی صاحب بصرہ اب بخیریت ہیں اور انہوں نے اس مفید سلا کو پھر شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند مکتوبات اشاعت فرمائی ہیں۔ تاہم کرام کے پیش نظر کئے گئے ہیں یہیں آئے دن مختلف مغربی ممالک کے اہل ایمان آتی رہتی ہیں کہ کس طرح لوگ عیسائیت سے منحرف اور بیزاد ہو رہے ہیں اور وہ کس طرح تقاضیہ قرآن کریم یا مسلم طریقہ اسلام کے روبرو ہو کر کہیں دیکھ لیتے ہیں۔ اور نئے القوریاتو اسکالہ قبول کر لیتے ہیں یا اسلام کے مختلف مزید ملامت بڑھاتے اور نقصان کرنے لگتے ہیں۔ ذیل کے مکتوبات اس دعوے کی تین دلیل ہیں کہ بلا غور میں اسکالہ کی تبلیغ کا سب سے بڑا اور کم خرچ ذریعہ یہ ہے کہ اسکالہ ملک (لیو) اور اسلامی ادبیت اکثریت سے تقسیم کیا جائے۔ مسیحیت اس وقت مردہ ہو رہی ہے۔ مسیحیت کی انبیت کا عقیدہ وہاں میں اب ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا۔ کاش! ہمارے مسلمان بھائی ہمارے ساتھ من حیث القوم اس کام میں شریک ہوں اور ہمیں اسلام کا پیغام ان لکھو کہ عیسائیوں تک پہنچانے میں مدد دیں۔ جو صرف نام کے عیسائی ہیں۔ نہ سیر کی بنی ہوئی حالت کے۔ اگر اس سے ہم مسلمان ہیں تو سچ اپنے اسلامی طریقہ کے ذریعہ قائل نہ اٹھائیں۔ تو پھر کونسا وقت آئیگا +

خواجہ عبد الغنی

سکرٹری مسلم مشن ٹرسٹ

## مکتوب نمبر ۱۳

اہل مغرب کی رسمی عیسائیت کے بیزاری  
مس ارنسٹائن نائٹ کی اسلام کے لئے پستی تڑپ

لیڈی مذکورہ نے لندن کے مشہور اخبار ڈیلی اکسپرس میں مسجد دوکننگ کا فوٹو دیکھا۔ جو اسی سال کو زینت دے رہا ہے جہیں نو مسلمین نماز جمعا داکرہے تھے۔ اس فوٹو کو دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوئیں اور مذہب اسلام میں دلچسپی لینے لگیں۔ اس وقت سے آج تک اس کے اور ہمارے درمیان بہت حد تک خط و کتابت ہو چکی ہے۔ ہم اُسے فوٹو مافیہ اسلامی لٹریچر بھیج رہے ہیں اقلیل عرصہ میں اس نے دو دفعہ من کی امداد میں عطیہ بھی ارسال کیا۔ ہے۔ اور تازہ ارسالشن کے ساتھ جو گرامی نامہ اس نے بھیجا ہے۔ اس میں سے چند ایک اقتباس ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جو اُمید ہے۔ کہ ناظرین کرام کی مسرت کا موجب ہو سکیں گے۔ ان سے وہ سچی محبت اسلامی تڑپ ظاہر ہوتی ہے۔ جو لیڈی مذکورہ کے دل میں اسلام کے منتقل ہے۔

افتخار الدین احمد۔ نائب اہم مسجد دوکننگ

”مجھے آپ کو حقیر سا تحفہ ارسال کرنے میں از حد مسرت ہے۔ جو کہ دراصل ایٹم کا تحفہ ہے تاکہ آپ اس کا بہترین مصرف کر سکیں۔ میں گر جاتو ضرور گئی ہوں۔ لیکن وہاں میں نے کبھی کچھ نہیں دیا۔ اور وہ اسلئے کہ میرے چند کا کسی اور جگہ بہترین و صحیح مصرف ہوا۔“

”میں اسلام کیلئے سچا بیتاب ہوں۔ لیکن اس گرجا کو ضبط میں لانے اور منظم کرنے کیلئے میں آپ کے اثر شخصیت و استعداد کی محتاج ہوں۔ میں آپ کے معتقد ہوں کہ اہل کفر تصدیق کرتی ہوں۔ اور دل سے مٹتی ہوں۔ کہ آپ کے مذہب میں وحل ہو کر پستی مسلمان بن جاؤں“

”ہم سب کو چاہئے۔ کہ ہم اس شاندار و کارہائے نمایاں (یعنی اسلام کو) اس ملک میں ہمایت ہی جو ش دسرگرمی کے ساتھ توسیع دیں۔ جس طرح کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے توسیع دی“

## مکتوب نمبر ۱۴

کراؤن ہل

پلائی موٹہ۔ ڈیون

مؤرخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۲ء

یا اخی المسکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔  
یہ چھوٹی سی نہایت ہی مفید و دلچسپ کتاب اسلام اور اسلامی تہذیب آپ نے جو ارسال فرمائی ہے  
اُس کا تہ دل سے شکریہ قبول فرمائیے +

یہ ایک نہایت عجیب بات ہے۔ کہ چونکہ مجھے کئی خاص دُعا کا علم نہ تھا۔ اس لئے جو کچھ میرے  
دل میں آتا تھا۔ میں ہی تلاوت کیا کرتی تھی۔ اور پاک و پیارے کلام مجید میں سے سورہ فاتحہ  
اور سورہ الفلق اور سورہ التہاس کو میں بالخصوص روزانہ تلاوت کیا کرتی ہوں اور ان سورتوں  
کو میں نے ان کی عظمت و جلال کی وجہ سے منتخب کیا ہوا ہے +

آپ کی عنایات کی مرہون احسان ہوں +  
آپ کی مخلص  
ڈوروتھی ایڈمی

## مکتوب نمبر ۱۵

لندن

ڈیر محمد عالم

السلام علیکم

جب سے میں نے وہ چھوٹی سی کتاب اسلام پر پڑھی ہے۔ جو آپ نے تقسیم کی ہے اس وقت  
سے میں اس کی تعریف میں چند الفاظ لکھنے چاہتی ہوں +

حقیقت یہ ہے۔ کہ عام طور سے انگریز مرد اور عورتیں جو کہ دنیا کے اس حصہ میں رہتی ہیں وہ  
دنیاوی امور میں اس قدر مشغول ہیں۔ کہ انھیں مذہب کے متعلق سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ لیکن  
میری طرح جو یائے حق کیلئے آپ کی کتاب ایک برکت ہے کیونکہ وہ نہ صرف دنیا کے عظیم ترین  
مذہب میں سے ایک کے متعلق روشنی دیتی ہے۔ بلکہ ہر بات کو اس طرح پیش کرتی ہے کہ  
ایک کچھ بھی سمجھ سکتا ہے +



مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پرانی کہاوت ”جو منہ دہن حق یا سب دہن حق“ واقعی سچ ہے جس میں بہت خوش ہوئی۔ جبکہ وہ کنگ گئی۔ اور انہوں نے مجھے یہ کتاب آپ کی طرف سے بطور تحفہ دی۔ اور یہ وہ شے ہے جس کی میں آرزو میں تھی۔ اور میں یقین کرتی ہوں کہ بہتوں نے ایسا ہی سوچا ہوگا۔ اور اس نیک معنی کو دے دی ہوگی۔ جس نے انصاف کی ایسی خدمت انجام دی +

میں یقین کرتی ہوں کہ جو کنگ ایک مرتبہ اسلام کی صداقت کے قائل ہو جائیں گے اور اس کی خوبیوں کو محسوس کر لیں گے انہیں کسی دوسرے مذہب کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور وہ ہر موقع پر خوشی میں اور سچ میں اس کی طرف رجوع کریں گے۔ اور پھر ایسی پابندی کے ساتھ جس طرح کہ آفتاب ہمیشہ مغرب میں غروب ہوتا ہے +

آخر میں تہ دل سے دعا کرتی ہوں کہ خدا آپ کو شادمان اور کامران رکھے اور اپنی موعود سے آپ کی تائید کرے۔ آمین  
آپ کا بھائی  
مسٹر مار یسن  
(نوٹ) یہ خط ایک طانی خاتون کا ہے جو انہوں نے مسٹر محمد عالم آف انڈیا کو کتاب اسلام اور اسلامی نماز کے شکریہ میں لکھا تھا ۱۲ (مدیر)

## تصنیف جدید بزبان انگریزی

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

- (۱) *Revelation, A Necessity* مسلمانان پر مدلل بحث کرنے کے قرآن مجید کی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ الہام ایک ضرورت ہے۔ یہ کتاب اپنے قسم کی ایک نئی کتاب ہے۔ صفحہ ۲۰ قیمت صرف ۲۰
- (۲) *Islam & Civilization* یعنی تمدن اسلام کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۵۰ قیمت ۱۰
- (۳) *Islam & Civilization* یہ کتاب دین آف مانگ کا بلگ (چین) کے اعتراضات جو اس نے ۱۹۳۱ء میں اسلام پر کئے۔ ان کے جواب میں بھی لکھی ہے۔ اور اس میں ہر دو مذاہب اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۰۰ قیمت ۱۰
- (۴) *Islam & Civilization* مسلمانان کی ساری تاریخ چھپ رہی ہے۔ اس میں تمام اور دعاؤں کا ترجمہ انگریزی میں کیا گیا ہے۔ اور اوصاف تمام سونے پر یہ نوٹ دکھایا گیا ہے۔ عربی نہ جانتے والوں کے لئے عربی رو میں مستعمل میں بھی لکھی گئی ہے

دروغہ استیں بنام مینجر مسلم یک سامی عزیز نزل ہوا نی چاہیں

# تفسیر القرآن

## باب چہارم

### ہدایت کیلئے مخصوص الہام کی وجہ

(بتسل صفحہ ۱۳۶ اشاعت اسلام جلد ۸، نمبر ۸، ۱۹۳۲ء)

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مکتب اسلام

تب وہ اس طرح غم اور فضلے کے ساتھ لمبایا ہے۔ کہ جدا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ قرآن  
 کتا کر پس ہم اسے ان دو چیزوں سے جدا نہیں کر سکتے، اس کی آخری نشوونما جانور بنے  
 مصلح میں ہوتی ہے۔ جو ہمیں تازہ دودھ دیتے ہیں۔ غذائیت کے لحاظ سے دودھ کے بعد پھل  
 اور اناج کا مرتبہ ہے۔ یہ چیزیں ہر فصل کے بعد غائب ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کے اجڑنے تک یہی تبا  
 نہیں ہوتے۔ وہ دوسری چیزوں کے ساتھ مل کر فضاء میں باقی رہتے ہیں۔ تب خدا موم بہا  
 میں ہوا میں چلاتا ہے۔ تاکہ ان کے ساتھ جو منتشر اشیاء مل گئی ہیں۔ وہ جدا ہو جائیں، پس  
 مختلف ذرات وغیرہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اور جس پھل کیلئے جو ذرات ضوی  
 ہیں۔ وہ خود بخود اس جگہ چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی ضرورت ہے۔ نئی تقسیم میں کوئی گڑبڑ  
 نہیں ہوتی۔ اس کے بعد قرآن نے مشہد کا ذکر کیا ہے (۱۶: ۵۰) جس طرح ہمیں غذا  
 کی ضرورت ہے۔ اسی طرح دعا کی بھی اور غذا اور دوا دونوں خدا کی طرف سے ہیں، ادا  
 ہم انہیں مختلف بیماریوں کے سلسلہ میں استعمال کرتے ہیں۔ قرآن نے مختلف پہلوؤں سے

شہد کو اس معاملہ میں مشغل دینے کیلئے چنا کر۔ خمد، بیشمار پھلوں اور پھولوں کے جوہر سے مرکب ہوا جو ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ شہد ان کی ترکیب کا نتیجہ ہے۔ لیکن شہد کی دوا کی صحت انسان کی ہاتھ سے نہیں آتی۔ لہذا عطار کا کام کرنے کیلئے شہد کی کھٹی پیدا کی گئی ہے۔ اور قبولِ قرآن اس جوہر لطیف کی تلاش میں سیکڑوں میل کا سفر کرتی ہے۔ وہ کبھی اپنا راستہ نہیں بھولتی اور ہمیشہ مناسب اجزاء لے کر واپس آتی ہے۔ تاکہ نسخہ تیار کر سکے۔ وقت ہر مرتبہ کو خراب کر دیتا ہے۔ لیکن شہد پر اثر نہیں ہوتا۔ قرآن رُوحانی شہد ہے۔ خدا کا کلام ہماری رُوح کی غذا ہے۔ اور وہ ہمارے لئے ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ طبعی غذا ہے۔ اگر خدا کا ہاتھ ہمارے لئے غذا دوبارہ بھیج دیتا ہے۔ جبکہ پہلی غذا خراب ہو جاتی ہے۔ تو وہ الہام بھی بھیجے گا۔

**ملائکہ** | قرآن نے ملائکہ کا بحیثیت ذی حق مخلوق کے ذکر کیا ہے۔ جو کائنات میں فطرت ہی جوتوں کو متحرک کرتی ہیں۔ تاکہ نئی چیزیں پیدا ہو سکیں۔ اور ہم کائنات میں اس قسم کی فاعل ہستیوں کی قاعدیت سے انکار نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم پھر خدا کے مشل کی طرف واپس آتے ہیں۔ یہ سب ترکیب پاتے ہیں۔ تاکہ تخلیق کے طریق میں معاون ہوں۔ وہ پابند اور باطنی ہیں۔ وہ ایک مقررہ راستہ پر چلتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے مقررہ تناسب میں ملتے ہیں۔ تاکہ نئی چیزیں بن جائیں۔ اور یہ تمام طریق ظاہر کرتا ہے۔ کہ انہیں علم حاصل ہے۔ اگرچہ وہ خاموش دُنیا سے قفل رکھتے ہیں جن میں شور کا نام نہیں۔ ان کا کام ریاضی کی سی صحت ظاہر کرتا ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ یہ عمل کسی مدد رکھتی کے زیرِ ہدایت جاری ہے۔ لیکن وہ خود بغیر شور کے ہیں۔ خدا بلا شک علتِ مدد کو اولے ہے لیکن وہ مختلف فاعلوں کے ذریعہ سے کام کرتا ہے۔ اگرچہ وہ قادرِ مطلق ہے۔ لیکن اسکی مرضی ہے۔ کہ وہ اس طرح کام کرے۔ فرشتے کائنات میں سطح کام کرتے ہیں جس طرح رُوح اور نفس جسم میں۔ خدا کے احکام کی ہموں و چرا تعمیل کرتے ہیں (۲: ۲۲۷) اور اگر ہم اطاعت کریں تو ہم بھی فرشتے بن سکتے ہیں۔ بلکہ ہم تو فرشتوں پر بھی حکومت کر سکتے ہیں۔ قرآن نے فرشتوں کے تین کام بیان کئے ہیں۔ پہلا کام یہ ہے۔ کہ وہ نیچر کی قوتوں کو متحرک کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنا کام کر سکیں۔ اور دوسرے دو کام انسانوں سے متعلق ہیں۔ وہ ہمارے اندر نیکی کا الہام کرتے ہیں۔ اور اگر بعض غیر شہد ہستیاں ہیں جو ان کی طرف لی جاتی ہیں۔ تو یہ یاد رہے۔ کہ اسی طرح ہیں

غیر معلوم طور پر نیکی کی تحریک بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ تحریکات فرشتوں کی طرف سے آتی ہیں۔ اور یہ سب باتیں ہر شخص کے تجربہ میں آ سکتی ہیں۔ اگر ہم فرشتوں کی آواز نہیں تو وہ ہمارے محافظ بن جائیں گے۔ اور بڑائیوں کو ہماری حفاظت کریں گے۔ اور انہی کا رہا ہے خادم بن جائیں گے۔ بشرطیکہ ہم فطرت کے اسرار کو سمجھ لیں۔ سائنس کی بدولت عن امر کے فرشتے بڑی حد تک ہمارے خادم بن گئے ہیں۔ انہیں آپ تو زمین فطرت کے پیچھے کیلین قانون بذات خود ایک ایمان خیز ہے اسکے پیچھے ایک دماغ کی ضرورت ہے۔ اور وہ قرآن کا پیش کردہ خدا ہے جس نے فرشتوں کو اپنے قوانین پر عمل کرنے والا مبعوث کیا ہے +

## ہمارا ارتقائی سفر

انسان کی ابتدا | ہم ارتقائی سفر طے کر رہے ہیں۔ اور دوران سفر میں ترقی کی مختلف منازل میں سو کو گزر رہے ہیں۔ ہر منزل میں مختلف مراتب ہوتے ہیں۔ جہاں ہم کو آئندہ مراتب و منازل طے کرنے کیلئے ضروری سامان مہیا کیا جاتا ہے خواہ ہم اس ترقی کی جو ہمیں کسی خاص منزل میں کرنی چاہئے تکمیل کریں یا نہ کریں جس وقت ہماری ضرورت کی چیزیں ضرورہ ہو جاتی ہیں۔ تو فطرت کی طرف سے ہمیں نیا سامان ملتا ہے۔ اور ہم پرانی چیزوں کو ترک کر کے نئی منزل میں داخل ہو جاتے ہیں۔ نئی منزل میں ہمیں نیا جسم عطا ہوتا ہے۔ اور مجسم اُس منزل کو چھوڑتے ہیں۔ تو اُس منزل کے جسم کو وہیں چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور نئی منزل میں داخل ہونے پر نیا جسم عنایت ہوتا ہے۔ ان منازل میں سے ہر منزل کے طے کر لینے کا نام موت ہے لیکن یہی موت دوسری منزل میں داخل ہونے کا لازمی دروازہ ہے +

قرآن شریف نے امتدادوں کے طبقہ کو ہماری اجزاء قرار دیا ہے (۸۶ : ۱ تا ۱۳)

جو تاریکی کے اوقات میں وہ روشنی ڈالتے ہیں جو زمین کے اندر سرایت کر کے اُس کے اندر ساز و برگ پیدا کرتی ہے۔ بادلوں کی پانی آتا ہے۔ اور زمین میں قیام کرتا ہے (۱۸: ۲۳) اور درختوں اور چوپایوں کی پیدائش اور پرورش میں مدد دیتا ہے (۱۹: ۲۳) جن کی بدولت ہمیں وہ غذا ملتی ہے جس میں حیاتِ اولیٰ کے اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ اس کی نطفہ پیدا ہوتا ہے اور وہ عورت کے رحم میں جاگزیں ہو کر مختلف جنینی حالات میں ہو کر گزر رہا ہے (۱۴: ۲۳) اور رحمِ مادر ہی میں اس نطفہ کو ہڈیاں اور گوشت عطا ہوتا ہے۔ تاکہ آئندہ ترقی کر سکے۔ ان چیزوں کی تکمیل بڑا ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے۔ جسے قرآن "نفس" کہتا ہے۔ یہی ہماری رُوح ہے جو جذبات کا مجموعہ ہے اور شعور اس کا امتیازی نشان ہے اس طرح ہم دنیا میں آتے ہیں۔ اور ہمارا مقصد اس دنیاوی قیام سے یہ ہے کہ نفسِ ناطقہ کی منزل تک پہنچ جائیں۔ رُوح کیلئے مختلف منازل ترقی میں ہو گئے لازمی ہے۔ لیکن جب اس کا ساز و برگ ناکارہ ہو جاتا ہے۔ تو اُسکی ترقی رُک جاتی ہے۔ اسی کا نام موت ہے۔ ہم جسمِ خاکی کو قدرتی طور پر یہیں چھوڑ جاتے ہیں۔ لیکن ہماری ترقی مسلسل جاری رہتی ہے۔ رُوح مزید ترقی کرتی ہے۔ اگر وہ موت کے وقت نفسِ ناطقہ کی شکل میں چُختہ کاری حاصل کر چکی ہو تو وہ ترقی کی دوسری منزل میں داخل ہو جاتی ہے جسے جنت کہتے ہیں (۱۱: ۲۳) لیکن اگر اُس نے اپنا انصاب ختم نہیں کیا تو پھر اُسے اپنا سفر اسی نقطہ سے طے کرنا ہو گا جہاں وہ اس جہان کو رخصت ہوتے وقت تھی +

ماضی اور آئینہ کے سفر میں ایک بڑا فرق موجود ہے۔ جو ایک کو دوسرے سے متاثر کرتا ہے گزشتہ منازل میں ہمارے پاس جسمِ مادی تھا خواہ شعور ہا ہو یا درہا ہو یہ چیز رحمِ مادر میں پیدا ہوتی ہے بعد ازیں مادہ اور شعور دونوں ساتھ ساتھ سفر کرتے ہیں۔ اس کے بعد موت آتی ہے۔ اور رُوح جسم سے جدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ہر دنیا کے تکمیل کے بعد ایک نمایاں وقفہ ہوتا ہے ترقی کرنے والی ذاتِ بظاہر معمول ہو جاتی ہے۔ اور بعد ازیں نئے سفر پر روانہ ہوتی ہے۔ اسی طرح انسانی سفر میں بھی موت کے بعد ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ مادہ کا ختم ہو جاتا ہے اس کیلئے مزید ترقی نہیں ہے۔ آئندہ ترقی صرف رُوح کی ہوتی ہے جس کے ساتھ شعور شامل ہے۔

بطریقہ یلین وقفہ بھی ہونا چاہئے جس کے دوران میں رُوح غیر فاعل رہیگی۔ اور اس وقفہ کو عالم برزخ سے تعبیر کیا گیا ہے (۵۱: ۳۶) یہ عرصہ موت اور حشر اجساد کے درمیان ہے۔ اور اس عرصہ میں رُوح انسانی اُجدات میں ہوتی رہے۔ یہ لفظ جدت کی جمع جسکے معنی ہیں جُدا ہو جانے کی حالت یعنی رُوح جسم سے جُدا ہو جاتی رہے جو مزید ترقی نہیں کر سکتا۔ مشیت الہی کا تقاضا یہ ہے کہ آئندہ سفر میں ہر رُوح کو ترقی کے لئے یکساں مواقع اور وقت ملے۔ جبکہ وہ جہانی علاقے سے پاک ہوگی۔ اور اس لئے مجلہ ارواح کے دنیا سے واپس آنے تک انتظار کرنا چاہئے۔ جو لوگ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ ان پر گویا ایک قسم کی بیخودی طاری ہو جاتی ہے۔ اور بحالت ارواح کے دوبارہ جی اٹھنے تک قائم رہیگی۔ وہ اپنے مرقدوں سے نکلیں گی گویا لمبی سیر سے بیدار ہوئی ہیں۔ اور انھیں ایسا معلوم ہوگا۔ کہ وہ دن کے کچھ حصہ تک سو تی رہی ہیں۔ لیکن آنے والے واقعات کا سایہ ان سے پہلے رونما ہوتا ہے۔ ہم جنت اور دوزخ کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح خواب میں دیکھتے ہیں۔ اور بلا شک یہی ہمارے سفر کا آغاز ہوگا۔ لیکن ارواح اُمی نقطہ سے سفر شروع کریں گی۔ جہاں سے انہوں نے چھوڑا تھا۔ جبکہ ان پر موت طاری ہوئی تھی۔ نفس ناطقہ کے متعلق علماء نفسیات میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ دوسرے طبقہ سے آتا ہے۔ اور پھر جسم انسانی کو متحد ہو جاتا ہے، جہاں کہ وہ جسمانی خواہشات کی پابندی اختیار کر لیتا ہے لیکن قرآن شریف اُسے شعور کی ترقی یافتہ صورت قرار دیتا ہے کہ جو کہ جسم سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا۔ انسانی شعور جبکہ وہ حالت ساقطہ سے پاک ہو کر رُوحانیت سے آرامت ہو جاتا ہے۔ تو الہام ربانی کے ماتحت رُوح بن جاتا ہے۔ خدا نے اپنی رُوح انسان میں چھوئی جبکہ مواد جسمانی جنسی حالت میں مناسب طور سے منظم ہو چکا۔ اور اس نے شیخ کے معاملہ میں بھی یہی کیا تھا۔ جبکہ وہ مریم کے رحم میں تھا۔ خدا کی رُوح قیدی کی طرح جسم کی چار دیواری میں مقید نہیں رہے۔ بلکہ اُسے طبعی خاصیت عطا ہوئی ہے۔ تاکہ وہ اُس کی مدد کو مزید ترقی کر سکے قرآن مجید اکثر اوقات مستقبل کا ذکر ماضی کے رنگ میں کرتا ہے اور خصوصاً ان ہتھیاروں کے متعلق جو کہ خدا کے علم میں آئے ہیں کہ بالفعل ظاہر ہو چکی ہیں۔ خدا کی رُوح ہمارے اندر اس لئے چھوئی گئی تھی کہ ہم موجود ملائکہ بن سکیں۔ اور یہ بات اُس وقت ہوگی۔ جبکہ نور الہی جو ہمارے اندر

موجود ہو کر پورے طور پر چمک اٹھیں گے۔ لیکن قرآن شریف نے اس کا ذکر بطور وقوع کے بیان کیا ہے یہ دراصل ہمارا آئندہ مقصود ہے۔ اور نئے العمل ہیں ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو ہمیں اس عزت کا مستحق بنائے۔ خواہ اس زندگی میں یہ عزت حاصل ہو یا نہ ہو لیکن جب اس دنیا کے چھوڑنے کا وقت آئیگا۔ تو یہ عزت ہماری ہوگی۔ ہم اپنے جسم کو تباہ کرنا پسند نہیں کرتے جیسا کہ بعض ناقص مذاہب میں تلقین کرتے ہیں۔ خصوصاً وہ جو اسلام سے پہلے رائج تھے۔ کیونکہ یہ خودکشی کا مراد ہوا۔ جس کی وجہ سے الہی مروج جو ہمارے اندر ہے وہ بھی تباہ ہو جائیگی۔ اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنی جسمانی خواہشات کو ضبط کر سکیں۔ تاکہ روحانی ترقی بجائے رک جائے کے جاری رہ سکے۔

مادہ جسم حیوانی میں مرتبہ بحال کو پہنچ جاتا ہے لیکن اسکی آئندہ ترقی محض شعور سے وابستہ ہوتی ہے جو ابتدائی حالت میں محض جذبات و احساسات کے مجموعہ کا نام ہے۔ عالم حیوانات میں ملکیت کا حق نہیں پایا جاتا۔ اور حیوانات میں دراصل وہ انفرادی شعور بھی نہیں پایا جاتا جو انسانی دماغ میں میرا دتیر کا خیال پیدا کرتا ہے۔ حیوانات ہر چیز کو جسے وہ اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔ لیکن انسانی دماغ میرے اور تیرے میں فرق کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ ہم حیوانی حالت سے ترقی کر کے آئے ہیں۔ اس لئے ہمارے اندر دوسرا حق غضب کر لینے کی جبلت عادت ہو چکی ہے۔ بہت سے انسان تو حیوانیت کی سرحد ہی پر رہتے ہیں اور اسی مروج کی پرستش کرتے ہیں۔ جو انسانی نفس کی ابتدائی حالت ہے۔ اگر یہ روح غیر غیبی چھوڑ دی جاتی جس طرح کہ شیر خوار بچہ کی ہوتی ہے جو ہر شے کو اپنی ہی سمجھتا ہے۔ تو آج نظامِ آدمِ برہم ہو چکا ہوتا۔ لیکن اس منظم اعلیٰ نے ہیں اس حالت میں نہیں چھوڑا۔ اس نے ہمارے سامنے ایک مقصد رکھا ہر جو ہم سے بہت دوسرے۔ اور ہمیں دنیا میں اسلئے بھیجا گیا ہے کہ ہم اس منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے اپنے آپ کو تیار کر سکیں۔ اور ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم نورانیہ روح کو نفسِ نا طہقہ کی شکل میں تبدیل کریں۔ قبل اس کے کہ دنیا سے رخصت ہوں۔ اور اسلئے میں ان سات منازل میں ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ جن کا ذکر قرآن شریف نے کیا ہے۔

**نفسِ آمارہ** { (۵۳: ۱۲) یہ روح حیوانی کا دوسرا نام ہے۔ نفس کے لفظی معنی

روح انسانی کے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ انسانی شعور کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کی ترکیب میں کوئی مادی چیز شامل نہیں ہے بلکہ خالص روح ہے۔ اس منزل میں اس کی خواہشات پر کوئی قید نہیں پڑتی۔ وہ ہر بات کو اپنی مرضی کے مطابق کرنا چاہتا ہے۔ اور ہمیں اپنے تقاضوں کے سامنے مجبور کر دیتا ہے۔ اسی لئے اُسے نفس امارہ یعنی حکم دینے والا نفس کہتے ہیں! لیکن سناٹھی یا الہام کے دباؤ سے وہ قابو میں آجاتا ہے۔ اور نیک و بد میں امتیاز کرنے لگتا ہے۔

**نفس مملکہ** { تب اُسے نفس مملکہ کہتے ہیں۔ اس صورت میں اُسے نیکی اور بدی میں فرق کرنے کا الہام حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ نیا علم مزید ترقی کا بنیاد ہے جس وقت ہمارے اندر شعور پیدا ہوتا ہے۔ تو لازم ہے کہ اُسے اس روح کے ماتحت رکھا جائے۔ تاکہ مزید ترقی کر سکے۔ اور قرآن نے اس ضرورت کا احساس کیا ہے۔ اور اس لئے سات باتوں کا ذکر کیا ہے اس موقع پر جہاں شعور کی پیدائش بیان کی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ نئی پسیدہ شدہ چیز کو ان سات باتوں کو اختیار کرنا ہوگا قبل اس کے کہ وہ نفس بن سکے۔ اور ہمیں درمیانی منازل میں کبھی گزرتا ہے۔ لیکن یہ سات منازل ہمیشہ ہمارے سامنے بطور مادی کے رہتی لازم ہیں۔ خواہ ہم کسی روحانی حالت میں ہوں وہ منازل یہ ہیں :-

(۱) احتیاق اور حصہ اکتوں پر ایمان لانا اس کا نام قرآن نے ایمان رکھا ہے۔ ہمارا فعل چند مخصوص مستحکمات پر مبنی ہوتا ہے۔ اور وہ یقین یا عقیدہ ہمارے فعل کا محرک ہوتا ہے خواہ وہ فعل برا ہو یا اچھا۔ اسی لئے قرآن نے بعض حقائق پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ اور مومن ہی بقول قرآن کامیاب ہونگے (۲) نمازوں میں عاجزی (۳) غور سے پرہیز اور تہنیت و سفاہت سے اجتناب (۴) تصفیہ کی کوشش کرنا۔ اور اپنے اموال سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا۔ قرآن نے لفظ زکوٰۃ استعمال کیا ہے جو دونوں معنی دیتا ہے۔ اور دونوں معنی باہم مربوط ہیں (۵) عفت یعنی جنسی تعلقات میں پاکدامن رہنا (۶) ایٹائے عہد کرنا اور معاہدہ پر قائم رہنا (۷) اسلامی صلوٰۃ پر عامل ہونا +

ممکن ہے کہ ہم سب کو قرآنی احکام سے واقف ہونے کا موقع نہ مل سکے لیکن راکم عامہ اور سناٹھی کے احکام میں ان امور پر عمل کرنے کیلئے مجبور کر دیتے ہیں۔ اگر ہم ان کی خلاف ورزی کریں تو



ہمارے اندر سے کوئی قوت نہیں ملزم ٹھہراتی ہے۔ اور جب کبھی ہم دوسروں کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں تو وہ ہمیں ملامت کرتی ہے۔ اس باطنی آواز کو عرف عام میں ضمیر کہتے ہیں۔ لیکن قرآن نے اس کا نام نفس لوامہ رکھا ہے۔ اور یہ ہماری مروجہ حانی ترقی کی تیسری منزل ہے۔ جس وقت ہمیں نیک و بد کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ تو ہمارے اندر نفس لوامہ اور نفس لوامہ میں ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ نفس لوامہ کا تو غصب حقوق اور تغلب اموال کی تحریک کرتا ہے۔ اور نفس لوامہ عدل اور انصاف کی تلقین کرتا ہے۔ کیونکہ اسے تمیز حاصل ہو چکی ہے۔ بد قسمتی و اکثر لوگ حیوانیت کی سرحد پر پہنچتے ہیں۔ اور نفس لوامہ کی پوجا کرتے ہیں اور انسانی یہ لوگ حیوانات کے مقابلہ میں سوسائٹی کیلئے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ ہمیں نوع سے اس طرح برتاؤ کرنا چاہیے کہ وہ نفس لوامہ کے احکام کی اطاعت کرنے لگے۔ جب ان دونوں میں کوئی جھگڑا باقی نہ رہیگا۔ نفس لوامہ کی آواز ہمیشہ کیلئے خاموش ہو جائیگی۔ اور نفس لوامہ کو کامیابی حاصل ہو جائیگی۔ ہمیں بدی کی نفرت پیدا ہوگی۔ اور ہمارے قلوب کے ہر گوشہ میں نیک حکمران ہوگی۔ ہماری نوع کو تب سکون حاصل ہوگا (۸۹: ۲۷) اور ہم اپنی ارتقائی سفر کی چوتھی منزل پر پہنچ جائیں گے تب آسمان کو ایک دھانی آتش قلب پر نازل ہوگی۔ وہ ہماری طبعی فطرت کو جلادینگی۔ اور بدی کی طرف مجملہ میلانات کو مٹا دیں گے۔ اور ہم اپنے خدا سے برسرِ صلح ہو جائیں گے (۸۹: ۲۸) وہ ہم سے راضی ہو جائیگا۔ یہاں ہم اپنی ترقی کی پانچویں اور چھٹی منزل کو گزرتے ہیں۔ ابھی مرضی ہماری زندگی کا قانون بن جائیگی۔ اور ہم اس کے ماتھے میں بیجان آدک کی طبع ہو جائیں گے۔ تب نوع منجستہ ہو جاتی ہے۔ اور آخری منزل آجاتی ہے۔ تمام بڑی خواہشات مٹتی دور ہو جاتی ہیں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم دوسروں کے لئے جی رہے ہیں۔ اور ان کی خوشی ہمارا مقصد بنتی ہو جاتی ہے۔ ہم صرف دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے جیتے ہیں۔ ہم انتہائی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتے ہیں، بعض دوسروں کیلئے دراصل ہم ہی کرتے ہیں۔ جو پہلے کرتے تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ پہلے ہم سب کچھ اپنے لئے کرتے تھے۔ لیکن اب ہم دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے اپنی جان کو خطرات میں ڈالتے ہیں۔ ہم خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر گامزن ہوتے ہیں تاکہ دوسروں کی

پرورش کر سکیں۔ اور جب ہم اس کا رنگِ البعین اختیار کر لیتے ہیں۔ تو ہم اس کی جنت میں بطور اسکے مطیع بندوں کے داخل ہو جاتے ہیں۔ اور اسے کامل اتحاد کہتے ہیں۔ جو بندے کو خدا سے حاصل ہو سکتا ہے (۱۷: ۸) اور یہی حقیقی رشتہ ہے۔ جبکہ استعارتاً خدا کا خون ہماری گونہیں دوڑنے لگتا ہے۔ ہم اپنی ہستی کو اسکی ذات میں فن کر دیتے ہیں۔ اور رُوحِ مُجَنَّم ہو جاتی ہے اور یہ ہماری ترقی کی آخری منزل ہے۔ یہاں ہمارا سفر ختم ہو جاتا ہے ہمارے اندر سے ایک روشنی نمودار ہوتی ہے۔ اور ہمیں خدا کی جناب میں رہنمائی کرتی ہے۔ تاکہ ہم اس کی قلمرو میں داخل ہو سکیں +

**نوٹ :-** اسلامی نماز محض رُوحانی کیلئے مقرر کی گئی ہے قرآن نے خدا تعالیٰ کو ہمارے لئے نمونہ قرار دیا ہے۔ اور ہمیں اُسے اس کے خصائص کے لحاظ سے پکارنا چاہئے (۱۸: ۷) پہلی بات جو ہم اپنی نماز میں بیان کرتے ہیں یہ ہے کہ ہمارا خدا جملہ نقائص اور عیوب سے پاک ہے۔ اس کے بعد ہم اس کی ملکیت خیر کا بیان کرتے ہیں۔ اور ہم پر فرض ہے کہ ہم اس رنگ میں اسکی طرح ہونے کی کوشش کریں ۲۵: ۲۴ میں بھی نماز کے متعلق یہی بات بیان کی گئی ہے +

ایک نمایاں امر ان لوگوں میں جو ان حالات سے قریب ہیں، میکے بُج پر پہنچتی ہیں اور بھیجے ہوئے کی تذکرہ بالاتین پہلی صورتوں میں ہم اپنے لئے کام کرتے ہیں۔ اور ہماری ذاتی خوشی اور راحت ہمارے افعال کی محرک ہوتی ہے۔ لیکن جب رُوح کو سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ تو پھر ہم دوسرے لئے بطور مستعد کے کام کرتے ہیں (۸۳: ۷۲) اور ہم تمام عالم کو اپنے سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں انسان تمامی مخلوقات میں دو امتیازی نشان رکھتا ہے۔ جہاں تک حصولِ محاش کا سوال ہے۔ اول یہ کہ وہ ایمین کی فکر کرتا ہے۔ اور ضرورت کے لئے کچھ ذخیرہ جمع کرتا ہے تاکہ وقت پر کام آئے۔ دوسری بات یہ کہ وہ اپنی ضروریات سے زیادہ کما سکتا ہے۔ اگرچہ یہ باتیں ہم سبھوں میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن اعلیٰ درجہ کی رُوحانیت کھٹے والے لوگوں کی نظر میں ان کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے +

یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ حیثیت انھیں دوسرے کو فائدہ پہنچانے کیلئے دینی ہے۔ پس یہ اپنی محنت سے محض وہی

معاوضہ قبول کرتے ہیں یا قیامت رقم دوسرے کے فوائد کیلئے وقف کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی ضروریات کے بغیر ہر شے کو ہیں اور بعض غرض اپنی خواہش کے خلاف عمل کرتے ہیں انکی زندگی گویا اپنی اس تسلسل جنگلاتی ہے ہم نفس کے متعلق بہت کم جانتے ہیں صرف اس قدر کہ ہم میں کوئی چیز پیدا ہو جاتی ہے وہ بھی ہماری روحانی نشوونما کی ایک خاص منزل میں اور وہ خدا کی طرف کی ایک نائب کا فرض انجام دیتی ہے پہلے ہم روح کی اطاعت کرتے تھے اور اب نفس کی بلا واسطہ اطاعت کرتے ہیں۔ ہم کچھ نہیں کرتے جب تک ہمیں کسی بات کا حکم نہ دیا جائے۔ اور ہم اپنی ساری سرگرمیوں کے لئے اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ یہ ہی اسی روح ہے جو ہمارے اندر چھٹی گئی تھی۔ جبکہ ہم رحم مادر میں تھے لیکن اب پورے طور پر ترقی پا گئی ہے۔ اور اس لائق ہوئی ہے کہ خدا کے فرشتے اس کے سامنے جھکیں میں کوئی فساد نہیں بیان کر رہا ہوں بلکہ حقیقت ہے اگرچہ ایسے نفوس قدسی بہت کم پائے جاتے ہیں۔ تاہم دنیا میں ان کا وجود بالکل ہی ناپید نہیں ہے +

ہمارا علم بالکل سطحی ہو سکتا ہے بہت سی باتیں ہیں جن کے متعلق ہم بہت کم واقفیت رکھتے ہیں مثلاً شعور حیات اور برق وغیرہ ان کے متعلق ہم بہت کم علم رکھتے ہیں۔ یہ ہمارے راز ہیں۔ اگرچہ انکی پیدائش مادہ سے ہوتی ہے تاہم مادہ کے بالکل مختلف ہیں اور نفس ناطقہ کو بھی انکی نیل میں رکھ سکتے ہیں۔ قرآن شریف نے سچ کہا کہ ہمیں بہت اسی تھوڑا علم دیا گیا ہے + (باقی آئندہ)

## انگریزی شہر میں مسلمانوں کی نماز

(بحوالہ ڈیلی ایگسپریس ۲۷ فروری ۱۹۳۲ء)

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

کل دو گانگے ایک باغ میں تھوڑے کے پاس ایک سیاہ بالوں والا جوان سوٹ پہنے ہوئے کھڑا تھا۔ اور ہاتھ کاٹوں تک اٹھا کر گویا وہ تمام دنیا سے تعلقات قطع کر رہا تھا نہایت بلند آواز میں یہ الفاظ دہرا رہا تھا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر +

یہ نوجوان موزن تھا جسے مسلمانوں کو نماز کیلئے بتا رہا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی اللہ کے برابر ہے اللہ کے بڑا ہے۔ اور پھر عربی میں مفہوم ذیل ادا کیا :-

میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جبکہ وہ کھڑا ہوا مسلمانوں کو نماز کیلئے بلاتا تھا تو وہ ان کا رخاؤں کی کھڑپڑ اور ریل گاڑی کی گھڑ گھڑ سے بہتر تھا۔ جو اس کے بائیں جانب، اور پشت کی طرف تھی۔ وہ ایک خوبصورت چھوٹی سی مسجد کے سامنے کھڑا تھا۔ جو نیلوں اور سنہری مینار رکھتی ہے۔ اور اس کا دروازہ محرابدار ہے۔ اور اس کا گنبد سنہری ہے۔ اور اس پر مسلمانوں کا ہلال بنا ہوا ہے +

چونکہ مومن کو اس پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ کہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی داخل ہو جائیں اس لئے میں بھی شریک ہو گیا۔ امام بھی بغیر کسی رسم کے نماز پڑھانے کھڑا ہوا۔ وہ بالکل صحیح صبح کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ اور سیاہ بھیر کی کھال کی ٹوپی اس کے سر پر تھی۔ انفرادی نماز شروع ہوئی تو سناٹا چھا گیا۔ امام کی پشت تختہ دیوں کی طرف تھی۔ اور وہ کعبہ کی طرف منہ کئے ہوئے تھے۔ اور نہایت غور و فکر اور خاموشی و عافیت مشغول تھا۔ اس کے بعد اس نے نماز کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ جھکا اور پھر سجدہ میں گیا۔ اور قالین پر پیشانی رکھی۔ فرداؤں اور سب نمازیوں نے اسی اقتدار کی۔ یہ خاموشی تھی۔ اس کے بعد قرآنی آیت پر وعظ شروع ہوا۔ اس کا موضوع یہ تھا۔ کہ مردِ چرب نہیں بلکہ صفتِ زندہ ہی انسانی دماغ میں دلچسپی پیدا کر سکتی ہے +

وعظ کا مطلب یہ تھا کہ اگر اس کے کوئی مردہ چیز نہیں بلکہ زندہ چیز ہے (اب اور چونکہ اس نے اس کے اسلام کو فخر کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن یہ تہیب ابھی تک قائم ہے۔ امام نے تاریخ ازمنہ و عہد کا طرز عمل اسلام کی طرف بیان کیا۔ اور پھر ایک دم لہجہ جیمز کی اس بحث کا ذکر کیا جو ان کے تئیں درمیان میں حال میں شروع ہوئی ہے۔ اور جس کا تعلق خاص کر اس کے ساتھ ہے۔ امام نے اس امر سے بہت فائدہ اٹھایا تھا۔ کہ اسلام میں عورتوں کی حالت زوجوں کی۔ اس نے کہا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عورتوں کو مرتبہ یا کر۔ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عورتوں کو دراشت میں حصہ دیا۔ اور عورتوں کی عزت کی حفاظت کو انسانی سیرت کا ایک حصہ قرار دیا۔ عورتوں کی عزت اور حرمت کیلئے شجاعت کا اظہار سب سے پہلے مسلمانوں ہی نے کیا۔ اس سے پہلے کوئی قوم اس بات سے آشنا نہ تھی +

اس کے بعد خطبہ ختم ہوا۔ اس کے بعد پھر اکٹھی نماز ہوئی مسلمان عورتیں بھی شریعت میں

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ سب نمازیوں نے اپنا چہرہ پہلے دائیں طرف گھمایا پھر بائیں طرف  
اس اختارہ کے سنی یہ ہیں کہ صلح کی دعائیں دونوں طرف کی دنیا شامل ہے +

## • دو گنگ میں اسلامی تہواروں کی وقت غیر مسلموں کی نظر میں

بقلم مسٹر ہورس بیف ایف آر جی ایس

موازنہ مذاہب کے طالب علم کو بڑا خطرہ ہو کہ اگر وہ محض ماہرین فن کی رائے پر قناعت کر لے گا تو گمراہ  
ہو جائیگا۔ کیونکہ تعصب مذہبی ہمیشہ تحریر میں اترا نڈاڑ ہوتا ہے۔ اور اس میں شک ہے کہ کوئی  
شخص دیگر مذاہب کے متعلق لکھے اور غلط بیانی نہ کرے۔ اگر ایک شخص خود مطالعہ مذاہب کر لے گا تو یہ  
حقیقت اس پر آشکار ہو جائیگی +

میرا خیال ہے کہ اسلام مجملہ مذاہب میں سب سے زیادہ غلط بیانی کا شکار رہا ہے۔ اور اس خود اس کے  
متعلق غلط فہمی میں مبتلا رہا ہوں۔ جب میرا پرانا دوست مسٹر لوگر و (جیب لند) اس مذہب میں داخل ہوا  
تو مجھے حیرانی اور دلچسپی ہوئی۔ میں ان کو ایک قابل ترقی آدمی مذہبی خیال رکھنے والا غلط سیرت اور  
صحیح دماغ کا آدمی جانتا تھا۔ اور جب انھوں نے اپنے نئے مذہب کا بیان شاندار الفاظ میں  
کیا تو میں سمجھا کہ میں نے ٹرید ہونے کا جوش ہی۔ اور میں نے بہر حال یہ تسلیم کیا کہ مذہب پیل کرنے سے  
کلی نیکی میں کمی نہیں ہوتی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہیں اب زندگی میں زیادہ اطمینان نصیب ہو گیا  
وہ اکثر کہتے تھے کہ اگر بچہ ختم خود ملاحظہ کر لے لیکن میں اس دعوت کو یہ کہ کر ٹال دیتا تھا کہ فرصت نہیں ہے  
حقیقت یہ ہے کہ میں نصیحت اوقات نہیں چاہتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ کوئی بات مجھے یقین نہیں  
دلا سکتی۔ کوئی مذہب اس بات میں اللہ سے سکھاتا ہے۔ حالانکہ بعض کا دعوے ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں  
گرچہ میں بار بار دیکھ چکا تھا کہ اختلاف جیسا باہر ہے ویسا ہی اندر ہے۔ اور ان کی وجہ سے  
میرا خیال تھا کہ مسجدوں میں بھی ایسا ہی ہوگا +

اس نے جیسے دو گنگ مسجد میں عید الفطر کے موقع پر بچہ ختم خود مساوات اور اخوت کا  
نظارہ دیکھا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تمام لوگ مختلف طبقات اور نسلوں کے باہم اس طرح  
مل رہے تھے کہ دراصل ہم اُسے بار بار دہا کر سکتے تھے۔ میں نے یہ بات اس کو پہلے کسی مجمع میں

نہیں دیکھی تھی۔ مہار کے جہازوں نے بلا تکلف مصری تجاروں کے ساتھ اور عربی بزرگوں کے ساتھ معاہدہ کیا۔ دنیا سے اسلام کے بڑے بڑے آدمی بلا امتیاز خود و کلاں ایک دوسرے کے ساتھ دوش بدوش کھڑے تھے مسجد کے مخصوص مقامات کیلئے کوئی لگاؤ نہ تھی۔ کیونکہ اس قسم کے مقامات ہاں تھے ہی نہیں +

سمندر پار کے جنبی لوگوں سے گفتگو کرنا نہایت دلچسپ اور معاشرتی اختلافات کی وجہ سے کوئی جھجک نہ محسوس ہوتی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ مذہب بیشک وہ آکر ہے جس کی بڑلت تمدنی اختلافات مٹاٹے جاسکتے ہیں۔ ہر بان مسلمانوں نے جس گرجاؤں کے ساتھ مجھ سے معاہدہ کیا۔ وہ مجھے ہمیشہ یاد رہیگا۔ اور انہوں نے یہ بھی نہ پوچھا کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں یا نہ + ان باتوں کی وجہ سے مجھے مسٹر عبد المجید ایم۔ ایف۔ ام مسجد شاہجہاں سے گفتگو کی جرأت ہوئی مجھے ان کی گفتگو سے مسرت بھی ہوئی اور تعجب بھی ہوا۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ متعصبانہ انداز میں اپنے ہم مذہبوں سے اسلام پر قائم رہنے کے لئے کہیں گے۔ اور یہ کہ دنیا میں اسلام ہی واحد سچا مذہب ہے اور قرآن ہی واحد سچی کتاب ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی واحد پیغمبر خدا کے رسول ہیں لیکن انہوں نے نہایت معقول انداز میں ایک دلکش اور مبہر روانہ خطبہ دیا۔ جن میں بتایا کہ تمام انبیائے عظام خدا کی طرف سے آئے تھے۔ اسلام اور مسیحیت کے مابین ایسا منصفانہ موازنہ کیا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں غیر معلوم طور سے غصہ و حاز سے اُنکے مذہب میں شامل تھا۔ یہ سب کس قدر خوشگوار تھا +

اسے سن کر مجھے وہ عظیم یاد آگیا جو ایک مرتبہ میں نے ایک جہاز پر ہندوستان اور بنگالہ کے مابین ایک کلیسیا کے لنگھستان کے پادری کے مٹ سے سنا تھا۔ وہ عظیم کیا تھا حمد قدیم کے انبیاء اور مسیح مسیح کو چھوڑ کر باقی سب مذہب اور بائیان مذہب پر غیر شرعیانہ رنگ میں اعتراضات کئے گئے تھے۔ اس نے کہا۔ اور کئی آدمیوں کے سامنے کہا کہ گفتار کی نجات کی کوئی صورت نہیں سوائے اسکے کہ وہ اس کے تلنگ نظر عقاید پر ایمان لائیں۔ یہ وہ عظمت ہی غیر مذہب اور تعصب ہے۔ لہذا تھا۔ اور میں نے اس کو سن کر یخچال کیا۔ کہ تمام اہل مذہب دوسرے کے متعلق اسی قسم کے خیالات رکھتے ہونگے +

اور جس امام کا میں نے ذکر کیا جب انہوں نے یہ کہا کہ مسلمان تو تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں تو

میں مشکل اپنے کانوں پر اعتبار کر سکا۔ یا اسلام کے متعلق دوسری بڑی حق تعالیٰ میں جو میں نے کہی۔ سہلی مرتب اپنی زندگی میں مجھے یہ بات محسوس ہوئی۔ کہ اسلام میں عالمگیر سہلی کا عنصر موجود ہے۔  
مسیحیت میں ہمیشہ سے بعض خصائص کی کمی ہی ہے۔ جناب قیصر نے اکثر اوقات علوم میں گفتگو کی ہے۔ اور مخصوص صفائی کے ساتھ بہت کم۔ اور بہت سی ایسی باتیں بالکل بیان نہیں کیں جو آج منوالی اقوام کی ترقی میں معاون ہوتیں۔ ان کی خاموشی سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔ ان کی خاموشی جنسی مساوات کے متعلق اور انسان کے فرائض ادا کرنے کی حیوانات کے متعلق اور مائیں اور نوزائیدہ لطف کے متعلق ہونا عجیب کے قرار دی جاسکتی ہے۔

ام کے ان الفاظ سے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اقوال پڑھنے کی خواہش ہوئی۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے بہت تعجب ہوا کہ آپ نے ان دوسرے مسائل کے متعلق ایسی صاف تعلیم دی ہے کہ آپ کا پیرو تارہ کی ہی نہیں رہ سکتا۔

میں مسلمان نہیں ہوں۔ لہذا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عقلی انداز سے دیکھوں تو معذور ہوں۔ ان کے اقوال کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی بڑے عقلمند آدمی کے دماغ سے نکلے ہیں۔ اور ایسے معین ہیں۔ مگر اگر نظام معاشرت ان پر مبنی کیا جائے تو بالکل مناسب ہے۔ جناب قیصر کی تعلیمات کے متعلق یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ امام تہی یہ حوازیہ ایسے مصنفانہ اور ہمدردانہ انداز میں کیا۔ کہ اس کو ان کی فنی مضمی دماغ دوسرے مذاہب کے متعلق ظاہر ہوتی ہے۔ خصوصاً مسیحیت کے متعلق جس نے اسلام کے متعلق کبھی بھی ایسی فنی مضمی کا اظہار نہیں کیا۔

جب کبھی میں کسی عبادت میں شامل ہوتا ہوں۔ تو جتنے الوسع میں عبادت کرنے والوں کی خاطر سے عبادت میں شامل ہوتا ہوں۔ اس طرح ایک شخص عبادت گزاروں کے جذبات کو بہتر طریق پر سمجھ سکتا ہے۔ مسلمانوں کی سادہ عبادت نے مجھے ان کے غلوں اور توجہ کی وجہ سے متاثر کیا۔ رومات کی عدم موجودگی کے باعث عبادت کا تمام زور عبادت گزاروں پر تھا۔ اور اس کی وجہ سے ان میں ہر ایک شخص عبادت کے نثر میں دل و جان کو شریک ہو سکا۔

مسلمان مرد اور عورتوں کی قطاروں کو جو امام کی تلاوت کے ساتھ ساتھ رکوع اور سجود کر رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سچی مذہبی عبادت کے مرکز میں داخل ہیں۔ اور یقیناً

اُن سب نے روحانی رفعت محسوس کی ہوگی۔ اور ایسا سادہ مذہب ضرور نہایت منجلیع مذہب ہوگا۔  
اسلام کا تمدنی پہلو اس گفتگو کی بدولت بہت نمایاں ہوا جو ان مسلمانوں نے نماز  
کے بعد معمولی اور سادہ ضیافت میں ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ طور پر کی۔ اسلام یقیناً  
رفاعت انسانی اور منقول تعلیمات کا حامل ہے۔ اور میں اسی تاثرات کے ساتھ لندن واپس گیا۔

## قرآن شریف اور بائبل

(بقلم مٹر کے کیو ڈ اس)

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ قرآن شریف صرف یہودی کتب مقدسہ ہی کا کیوں ذکر کرتا ہے  
اگر وہ کل دنیا کیلئے ہدایت ہے تو پھر دوسرے مذاہب کی اہم کتب کا ذکر بھی کرنا چاہیے تھا اس کا  
جواب بہت آسان ہے جو قرآن نے خود دیا ہے +

یہ کتاب نہ تو رسومات کا مجموعہ ہے، جیسا کہ روگید ہے جو یہودی کتاب ہے۔ اور نہ بعض  
قبائل کی تاریخ ہے۔ جیسا کہ بائبل کا حال ہے۔ وہ بعض اوقات رسمی مذہب کا ذکر بھی کرتا ہے  
لیکن اس کی اہمیت کو بالکل کم کر دیتا ہے (۲: ۱۷۷) اور وہ اسکو بلند تر مقاصد کے حصول کا  
ذریعہ قرار دیتا ہے۔ قرآن کا مقصد یہ تھا۔ کہ عابدین تھیں پیدا ہو جائے۔ وہ بنی اسرائیل  
واقعات بیان کرتا ہے۔ مگر ایک مقصد کے لئے، وہ بنی اسرائیل کی تاریخ بھی بیان کرتا ہے۔  
اس زمانہ میں یہ دنیا کی وحسد قوم تھے جن کے پاس ان کی تاریخ بھی نہ تھی اسلام کو پہلے  
دنیا میں بہت سی اقوام اور مختلف تمدن برباد ہو چکے تھے لیکن اسلام سے پہلے مستند تاریخی  
تحریریں تقریباً ناپید تھیں۔ قدیم اقوام کی تاریخ جو بھی ہوئی ہو، موجودہ تحقیقات سے بھی دستیاب  
نہیں ہو سکی ہے۔ لہذا اپنے مقصد کے حصول کیلئے قرآن کسی دوسری قوم کی تاریخ کا ذکر نہیں کر سکتا  
تھا۔ وہ مقاصد ذیل میں صریح کئے جاتے ہیں :-

(۱) قرآن بعض نکات کی طرف اشارہ کر کے اپنی بعض تعلیمات کو نمایاں کرنا چاہتا تھا  
مثلاً قرآن شریف انحضرت اور آپ کے رفقاء کو ان کی تکلیف کے زمانہ میں یہ کہہ کر تسلی دینا چاہتا تھا



کہ جس طرح دوسرے انبیاء کو آخر کار کامیابی ہوئی آپ کو بھی ہوگی۔ اور آپ کے مخالفین ناکام ہونگے۔ اس لئے قرآن شریف میں حضرت موسیٰ اور فرعون کا تذکرہ بار بار کیا گیا ہے اس کے علاوہ دوسرے انبیاء کی کامیابی کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے (ملاحظہ ہوں سورہ یونس سورہ ہود سورہ یوسف سورہ ابراہیم) قرآن شریف نے جان کو نہت سے معمولی واقعات کا جو لٹکا کر زندگیوں میں پیش آئے تذکرہ نہیں کیا۔ کیونکہ ان سے بڑھنے والوں کو کوئی فائدہ نہیں مل سکتا تھا۔ قرآن شریف قصوں کی کتاب نہیں بلکہ حکمت اور اخلاق کی کتاب ہے۔

اس کے برعکس حضرت یوسف کا قصہ مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کی بہت سی اخلاقی نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کے دشمن تھے جنہوں نے انہیں دھوکہ دیا اور انہیں ہستے مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن بعد ازاں انہیں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی جبکہ ان کے بھائی ان کے سامنے معافی طلب کرنے۔ ان کے لئے حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ کے سخت ترین دشمن بھی آپ کے قریبی رشتہ دار ہی تھے چنانچہ سورہ یوسف اس وقت نازل ہوئی جبکہ وہ لوگ آپ کے قتل کیلئے بڑی کوششیں کر رہے تھے۔ دوست اور دشمن آپ سے پوچھتے تھے کہ اس آدمی پر کیا انجام کیا ہوگا؟ پس سورہ یوسف نازل ہوئی کہ اس سوال کا جواب اسیں موجود ہے (۱۲: ۷۷) حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح آپ کے رشتہ دار بھی اکیلے آپ سے رحم کی درخواست کرینگے چنانچہ وہ دن آیا اور آنحضرتؐ نے دیکھا کہ آپ کے دشمن اس خوف سے لڑ رہے تھے کہ جو کچھ بڑائی انہوں نے کی تھی اس کی پاداش میں انہیں سخت عذاب دیا جائیگا۔ لیکن آپ نے ان سے کہا کہ میں تمہارا ساتھ دہی سلوک کروں گا۔ بوحضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا (۱۲: ۹۲)

۱۲۔ یودی کہتا ہیں اگرچہ الہامی مشہور ہیں۔ لیکن غلط اور تحریف سے پاک نہیں ہیں بائبل میں بہت سی غلط روایات درج ہیں۔ قرآن شریف نے ان کی اصلاح کی ہے۔ ایک واقعہ کی طرف اس جگہ اشارہ کیا جاسکتا ہے مثلاً غزوانی فرعون اسی طرح ہم بڑھتے ہیں کہ ہارون نے اپنی قوم کے ساتھ بُرت پرستی کی اور گوسالہ کی پرستش بھی کی۔ حالانکہ حضرت موسیٰ نے منع کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ان سب کو وہ پانی پلایا جس میں اُس سوختہ گوسالہ کی راکھ ڈالی گئی تھی یہ

سب غلط داستان ہے۔ اور قرآن اُس کی تردید کرتا ہے +

(۳۱) بائبل میں بعض انبیاء کا بہت ہی نامناسب طور پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ بہت سے انبیاء کو زندگیاں جو کہ خدا کے رسول تھے۔ اور اُس کی راہ پر چلتے کیلئے مبعوث ہوئے تھے نہایت شرمناک انداز میں پیش کی گئی ہیں۔ مگر یہ سب ان لوگوں کی عداوت کا نتیجہ ہے۔ جن کو بعض انبیاء مثلاً سلیمان اور داؤد سے عداوت تھی۔ یا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگوں کی توہین کرنی چاہتے تھے۔ جیسا کہ اہل ثواب کے ضمن میں کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم جیسے بزرگ نبی کو بھی صاف نہیں چھوڑا گیا۔ اُن کے متعلق بیان کیا گیا کہ وہ دروغ گو تھے۔ یہی بات حضرت یوسف کے متعلق کہی گئی۔ اور حضرت نوح کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ انہوں نے شراب کے نشہ میں اپنی بیٹیوں سے ایک ناجائز حرکت کی۔ حضرت نوح نے طوفان سے نجات پانے کا شکر ادا کرنے کے عوض ثواب پائی۔ اور یہوش ہو گئے۔ حضرت داؤد نے اپنی پاکیزگی کو نفس کی قربان گاہ پر فوج کر دیا حضرت سلیمان تو بائبل میں نبی کے بجائے ایک عیش پسند شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ یہود کی کُتب میں ان انبیاء پر ناروا الزامات لگائے گئے ہیں۔ اور قرآن شریف نے ان بھول کو ان الزامات سے بری قرار دیا ہے (۶: ۸۵ و ۱۲: ۲۶ و ۱۹: ۷۱) +

(۴) بائبل نے کتاب پیدائش میں زمین و آسمان کی تخلیق کا نہایت ہی غیر معقول بیان پیش کیا ہے۔ اصولی فرقہ جو چاہے کہے۔ لیکن سائنس نے تو اس معاملہ میں قرآنی بیان ہی کی تائید کی ہے +

## ایک خدا پرستانہ تخیل

بقلم کے۔ کیوڈاس

خدا پرست یا ہندوستان کے براہمنوں کی ہدایت ربانی میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن یہ یقین نہیں رکھتے کہ وہ ہدایت براہ راست خدا کی طرف سے آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ بعض ترقی یافتہ اشخاص اس معاملہ میں خدا کی مرضی کو بڑھ لیتے ہیں۔ اور وہ اُن کے دماغ پر شعاع الہام کی طرح طلوع ہوئی ہے۔ اور وہ اُسے اپنے الفاظ کا جامہ پہنا دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ انسان کے بزرگ عالم بالا کی

باتیں سننا نامکن ہے۔ وہ الہام کو انسانی دماغ کی ایجاد خیال کرتے ہیں۔ نہ کہ وہ علم جو خارج سے حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے اس سوال کے تین جواب دیئے ہیں۔ اولاً تو الکتاب لے کر نہ ہو چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ مادی بصارت کے ماتحت نہیں آتیں۔ قرآن پاک بعض سائنٹیفک ترقیات کے متعلق پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور ان سے اس علم کا پتہ چلتا ہے۔ جو حال ہی میں انسان کو معلوم ہوا ہے۔ اگر علم مذکورہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھا۔ اور آپ کے صدیوں بعد ظاہر ہوا۔ تو وہ آپ کے دماغ پر کس طرح طلوع کر سکتا تھا اگر آپ نے کسی خارجی مدد کو معلوم نہیں کیا؟ دوسرے یہ کہ ہم بوقت پیدائش کوئی علم نہیں رکھتے۔ وہ ان اشیاء پر مبنی ہے جو خارج میں موجود ہیں۔ ہماری آنکھیں اور کان خاص آلات ہیں۔ جو ہمیں خارجی دنیا کے متعلق معلومات مہیا کرتے ہیں۔ اگر وہ اطلاعات دماغ کو پسند ہوتی ہیں تو وہ حافظہ کے خانہ میں محفوظ ہو جاتی ہیں۔ اور وہ علم کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اور آئندہ بطور ہدایت ہماری امداد کرتی ہیں علم حاصل کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ اگر اسی ہدایت صرف ایک علم ہے۔ تو وہ بھی ایڈر سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ الکتاب مختلف اشیاء کا ذکر کرتی ہے۔ جو ہمیں دی گئی ہیں۔ تاکہ ہماری ضروریات پوری ہو سکیں۔ مثلاً اُون سَمُوْرَ سَايَہ اور پہاڑیوں میں آرام کی جگہ یہ سب خارجی دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ اور وہ دماغ کی مخلوقات نہیں ہیں۔

یہ کہا گیا ہے کہ الہام خدا کی طرف سے جو نعمی پرورش کے لئے آتا ہے۔ قرآن پاک نے بھی بار بار اسی بات کو بیان کیا ہے۔ اگر وہ مجر مجر عنذناؤں کے معاملہ میں انسانی دماغ کا کوئی حیل نہیں تو پھر خود اپنی غذا کے متعلق ہم کب اس سے توقع کر سکتے ہیں؟ اور اگر مشیت الہی اُسے غنا دے تو گوشت اُس کی توہین ہوئی۔ احتیاج اور ہم پہنچانے کا قانون جو ہر جگہ جاری ہے۔ اسی صداقت کا اثبات کرتا ہے ہر شے کو کوئی نہ کوئی ضرورت لاقی ہے۔ لیکن اسکی ضرورت ہمیشہ خارج سے پوری ہوتی ہے۔ پس اگر خدا کا طریق کار غیر مبدل ہے۔ تو وہ اس خاص معاملہ میں کیوں تبدیل کرنے لگا۔

اس معاملہ میں قرآن شریف تو این زندگی کا بھی ذکر کرتا ہے۔ وہ کائنات میں مختلف طریق پر کار فرما ہیں۔ لیکن خارجی اسباب ہمیشہ زندگی کو بناتے ہیں۔ ہماری زندگی مختلف مبنی

پیداواروں پر منحصر ہے۔ اور وہ سب پانی کی مدد کو زمین پر یا ہر آتی ہیں۔ اور پانی آسمان کرنا ہے۔  
 قوموں کی بھی زندگی اور موت ہوتی ہے۔ دنیا میں صرف دو قومیں ہیں جو گویا نیکائیک بن ہوئیں۔  
 یہود و عرب دنیا میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن ان میں دو بڑے آدمی پیدا ہوئے  
 جنہوں نے انھیں زندگی ویدی۔ ان کا نام حضرت موسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ہے۔  
 لیکن اگر ان کے اقوال کو باور کیا جائے تو ان میں یہ تحریک وحی خداوندی کی بناء پر ہوئی۔  
 خدا نے ان سے دو بدو ہو کر کلام کیا ۛ

اگرچہ خدا پرستوں کا یہ قول صریحی طور پر قابل تسلیم نہیں لیکن وہ ایسے مفروضہ کا  
 حامل ہے جو انبیاء کی سیرت کیلئے خطرناک ہے۔ وہ لوگ بہترین اخلاق پر عمل کرتے تھے۔  
 اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کرتے تھے لیکن پیغام دینے کے سلسلہ میں وہ سب کے سب  
 بیزیرین جہم کے مرتکب ہوئے۔ کیونکہ پیغام کے مصنف وہ خود ہوتے تھے اور کہتے یہ تھے کہ یہ  
 خدا کی طرف سے ہے۔ گویا وہ خدا پر افترا کرتے تھے اور یہ سب بڑا گناہ ہے۔ وہ خود کتب  
 تصنیف کرتے تھے۔ اور لوگوں میں اُسے امام ربانی کے نام سے مشہور کر دیتے تھے۔ قرآن پاک  
 اس دعوے کو بڑے زور سے باطل کرتا ہے جبکہ وہ آنحضرت صلعم کی گزشتہ زندگی پیش کر رہے  
 آپ اپنی دیانت کیلئے مشہور تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو صلا میں کالقب دیا تھا۔  
 تو سوال یہ ہے کہ چالیس سال تک اس قدر سچائی کی زندگی بسر کرنے کے بعد آپ نے کیا کیا  
 اس قدر بڑا جھوٹ کیونکر بول دیا۔ میں اس حق پر قرآن شریف پیش کرنا ہوں :-

(۱۰۱-۱۰۶) تو کہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ نہ چڑھتا تمہارے سامنے اور نہ تم کو خبر کرتا  
 اُس کی۔ کیونکہ میں رہچکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے پھر کیا تم نہیں سمجھتے؟ پھر کون یا  
 ظالم ہے اُس سے جو بنا دے اللہ پر جھوٹ یا محض ملائے اس کی آیتیں؟ بیشک بھلا نہیں ہوتا  
 گنہگاروں کا ۛ

(۹۴: ۶) اور کون ہے اس سے زیادہ ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا یہ کہتا ہے  
 کہ یہ بات مجھ پر وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ دراصل اس پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اور یا اس سے جو  
 کہتا ہے کہ جو اللہ تو نے وحی کی ہے میں اس کی مثل خود دلا سکتا ہوں ۛ

خدا پرست فرقہ اس صورت حال کو سمجھنے سے دینے نہیں کرتا۔ لیکن کہتا ہے کہ انبیاء وغیرہ اس حکمت عمل کے اپنی قوم کو نہیں ستھار سکتے تھے۔ کیونکہ وہ اس کے بغیر اپنے کام کو مقدس نہیں بنا سکتے تھے۔ اور جب تک وہ اُسے منجانب اللہ نہ قرار دیتے یہ سہولت تک اس کی اہمیت میں اضافہ نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ عندِ تموہنِ مقدس لوگوں پر ایک دوسرا ناروا الزام ہے۔ اور ہم ایسا کہنے میں اپنے آپ سے صادق نہیں رہ سکتے۔ یہاں لوگوں سے اخلاق حسنی کا سبق حاصل کرتے ہیں اور سچائی تو اخلاق حسنی میں سے ایک بڑا خصلت ہے۔ قرآن شریف نے جھوٹ کی بار بار مذمت کی ہے۔ وہ تو جھوٹے کو ملعون قرار دیتا ہے۔ تاہم نبی صبی مقدس سہی بھی اس بدترین گناہ کی مرتکب نظر آتی ہے اَللّٰہُ پرستوں کا نظریہ صحیح تسلیم کر لیا جائے +

قرآن شریف نے آنحضرت صلیم کے دعوے نبوت کے ثبوت میں جو دلائل دیئے ہیں جیسے اُن میں یہ دلیل سب سے زیادہ مضبوط معلوم ہوتی ہے۔ یہ دلیل نہ تو عامارہ ہے اور نہ منطقیانہ۔ یہ تو انسانی عجز پر مبنی ہے۔ اور جس طرح ایک عامی کو قسلی دے سکتی ہے۔ اسی طرح ایک عالم بھی اس کو مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور آنحضرت صلیم کے زمانہ میں دوست اور دشمن دونوں نے یکساں طور پر اُسے تسلیم کیا تھا۔ اگرچہ وہ اس پر مختلف زوایا سے نگاہ سے نظر کرتے تھے۔ جو لوگ آپ کے دشمن تھے وہ بھی آپ کو مدوح گنہگار گن سکتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ آپ نے زندگی بھر جھوٹ نہیں بولا۔ پس انہوں نے قرآن کو ایک عجیب و غریب الحوہ یا آسیب زدہ انسان کے اختلالِ مافی کا نتیجہ قرار دیا۔ لیکن موجودہ زمانہ کے خدا پرست کی یہ پوزیشن نہیں ہے۔ اہلِ مکہ کی طرح وہ آپ کو صادق القول سمجھتا ہے۔ اور اگر آپ کہیں کہ بعض قرآنی سورتیں مجھ پر بغیر میرے علم یا ارادہ کے آئی ہیں، بلکہ الہامِ مسکومِ غیب میں آئیں، جن کو ماحول کی کوئی تعلق نہ تھا۔ تو وہ آپ کے دعوے کو قبول کر لے گا۔ پھر اگر آنحضرت فرمائیں کہ میں تو خارجی عالم کی آوازیں سنتا ہوں یا اُس کو دے سے جہاں کوئی انسان نہیں ہے تو خدا پرست ان الفاظ کو بھی تسلیم کر لے گا۔ لیکن وہ انہیں نفسی تجارب قرار دے گا۔ جو غالباً اُس زمانہ میں معلوم نہ تھے خدا پرست آنحضرت صلیم کے پہلے تجربہ کو تحتِ شعوری قرار دے گا۔ اور دوسرے کو ترقی یافتہ تخیل کا کام جو دماغ کی پسیدوار کو الفاظ کا لباس پہنا تاہی۔ گویا وہ باہر سے آئے ہیں۔ یہ ایک قبلِ تسلیم تشریح کی جا سکتی ہے اگر آنحضرت صلیم تمہا اپنے تجارب کے گواہ بن گئے۔ لیکن بارہ سے زیادہ مستند آدمی ہیں جو اس عجیب

منظہر کے گواہ ہیں۔ جو نزول وحی کے وقت رُونا مٹنا کرتا تھا۔ قرآن شریف نے تین صورتیں بیان کی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا انسان سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ ”اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے ہمکلام ہو مگر وحی کی مدد سے یا پس پردہ ہو کر یا فرشتہ بھیج کر جو اس کی اجازت سے اس کی مرضی کو آشکارا کرے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ اور حکیم“ (۴۴: ۵۱) اب میں اس جگہ آخری صورت کو لیتا ہوں۔ وہ اس صورت سے واقع ہوئی آنحضرت صلیم ایک مرتبہ اپنے رفقاء سے سرگرم گفتگو تھے۔ یکایک آپ کا رنگ بدلتے لگا۔ اور ایک قسم کی بیہوشی طاری ہو گئی۔ اور وہ اپنے ماحول سے غافل ہو گئے اور اپنے آپ کو ایک بھاری بوجھ کے نیچے محسوس کرنے لگے۔ آپ کا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور بعض اوقات آپ کی پیشانی پر پسینہ کی بڑی بڑی بوندیں نمایاں ہو جاتی تھیں۔ آپ کے ہونٹ ہلنے لگے۔ اور آپ نے چند الفاظ ادا کرنے شروع کئے ایسی تیزی کے ساتھ کہ آپ کے صحابہ ان کو سمجھ نہ سکے اور آپ کبھی کبھی عرصہ تک اس حالت میں رہتے تھے۔ اور جب آپ جوش میں آتے تھے تو کاتبان وحی کو حکم دیتے تھے۔ کہ وہ لکھ لیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کسی انسان کو کسی قسم کا الہام شاعرانہ یا فلسفیانہ نہیں ہوا کرتا، خصوصاً جبکہ الفاظ الہامی ایسی عین عبارت میں ہوں۔ آپ کے الہام میں تو فلسفہ اخلاق سیاست اور انسانی ضروریات کے مجملہ معاملات کے متعلق مفید ترین تعلیمات موجود ہیں۔ اور بعض اوقات آپ نے ان علوم و فنون کے متعلق تذکرہ کیا جن کا نام بھی اس وقت دنیا کو معلوم نہیں تھا۔ اور جو صدیوں بعد دریافت ہوئے۔ عمدہ عبارت کیلئے غور و فکر اور سخت مافی لازمی چیزیں ہیں لیکن بیہوشی کے عالم میں کسی انسان کو اس قسم کا علم حاصل نہیں ہوتا۔ کتاب مقدس کی خوبیاں تمام تاویلات کو باطل کر رہی ہیں۔ قرآن شریف خود فرماتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے کسی مجنون کی گفتگو نہیں ہے۔“ (غور کرو) قلم دان اور قلم اور اس پر وہ لکھتے ہیں گواہ ہیں کہ خدا کے فضل سے تم (اے محمد) پاگل نہیں ہو اور یقیناً تمہیں خدا کی طرف سے ایسا انعام ملیگا جو کائنات جائیگا۔ اور یقیناً تم احساق کے بلند ترین معیار پر فائز ہو۔ اور تم بھی دیکھو گے۔ اور وہ بھی دیکھیں گے کہ تم دونوں میں کون پاگل ہو؟ بیشک تمہارا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے ہٹ جاتا ہو۔ اور وہ صحیح راستہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے پس تم ان منکر دلوں

خدا پرست خزانہ اس صورت حال کو سمجھنے سے دریغ نہیں کرتا۔ لیکن کہتا ہے کہ انبیاء و غیر اس حکمت عمل کے اپنی قوم کو نہیں ستوا سکتے تھے۔ کیونکہ وہ اس کے بغیر اپنے کام کو مقدس نہیں بنا سکتے تھے۔ اور جب تک وہ اُسے منجانب اللہ نہ قرار دیتے بسوقت تک اس کی اہمیت میں اضافہ نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ عذر تو اُن مقدس لوگوں پر ایک دوسرا ناروا الزام ہے۔ اور ہم ایسا کہنے میں اپنے آپ سے صادق نہیں رہ سکتے۔ ہم اُن لوگوں سے اخلاق حسنی کا سبق حاصل کرتے ہیں اور پتلائی تو اخلاق حسنی میں سے ایک بڑا خلق ہے۔ قرآن شریف نے جھوٹ کی بار بار مذمت کی ہے۔ وہ تو جھوٹے کو ملعون قرار دیتا ہے۔ تاہم نبی صبی مقدس سہی بھی اس بدترین گنہ کی مرتکب نظر آتی ہے اگر خدا پرستوں کا نظریہ صحیح تسلیم کر لیا جائے۔

قرآن شریف نے آنحضرت صلیم کے دعوے نبوت کے ثبوت میں جو دلائل دیئے ہیں مجھے اُن میں یہ دلیل سب سے زیادہ مضبوط معلوم ہوتی ہے۔ یہ دلیل نہ تو عالمانہ ہے اور نہ منطقیانہ۔ یہ تو انسانی عجز پر مبنی ہے۔ اور جس طرح ایک عامی کو تسلی دے سکتی ہے۔ اسی طرح ایک عالم بھی اس کو مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور آنحضرت صلیم کے زمانہ میں دوست اور دشمن دونوں نے یکساں طور پر اُسے تسلیم کیا تھا۔ اگرچہ وہ اس پر مختلف ردایا نے نگاہ سے نظر کرتے تھے۔ جو لوگ آپ کے دشمن تھے وہ بھی آپ کو دروغ گو کہہ سکتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ آپ نے زندگی بھر جھوٹ نہیں بولا پس انہوں نے قرآن کو ایک مجبوظ الحواس یا آسیب زدہ انسان کے خستہ لاناغی کا نتیجہ قرار دیا۔ لیکن موجودہ زمانہ کے خدا پرست کی یہ پوزیشن نہیں ہے۔ اہل فکر کی طرح وہ آپ کو صادق العقول سمجھتا ہے۔ اور اگر آپ کہیں کہ بعض قرآنی سورتیں مجھ پر نہیں میرے علم یا ارادہ کے آتی ہیں، بلکہ ایک دم میرا غماز میں آگئیں، جن کو ماحول کو کوئی تعلق نہ تھا۔ تو وہ آپ کے دعوے کو قبول کر لیا۔ پھر اگر آنحضرت فرمائیں کہ میں تو خادرجی عالم ہی آوازیں سنتا ہوں یا اُس کو نہ سے جہاں کوئی انسان نہیں ہے تو خدا پرست ان الفاظ کو بھی تسلیم کر لیا۔ لیکن وہ انہیں نفسی تجارب قرار دینا۔ جو غالباً اُس زمانہ میں معلوم نہ تھے خدا پرست آنحضرت صلیم کے پہلے تجربہ کو تحت شعوری قرار دینا۔ اور دوسرے کو ترقی یافتہ تخیل کا کام جو مانع کی پسند اور کو الفاظ کا لباس پہناتا ہے۔ گویا وہ باہر سے آئے ہیں۔ یہ ایک قابل تسلیم شرح کسی جاگتی ہے اگر آنحضرت صلیم تمہارا اپنے تجارب کے گواہ بنے۔ لیکن بارہ سے زیادہ مستبر آدمی ہیں جو اس عجیب

منظر کے گواہ ہیں۔ جو نزول وحی کے وقت رونما ہوا کرتا تھا۔ قرآن فرشتے نے تین صورتیں بیان کی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا انسان سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ ”اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے ہمکلام ہو، مگر وحی کی مدد سے یا پس پردہ ہو کر یا فرشتہ بھیج کر۔ جو اس کی اجازت سے اس کی مرضی کو آشکارا کرے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ اور حکیم“ (۵۱: ۵۱) ابنیں اس جگہ آخری صورت کو لیتا ہوں۔ وہ اس صورت سے واقع ہوئی آنحضرت صلیم ایک مرتبہ اپنے رفقاء سے سرگرم گفتگو تھے۔ یکایک آپ کا رنگ بدلنے لگا۔ اور ایک قسم کی بیہوشی طاری ہو گئی۔ اور وہ اپنے ماحول سے غافل ہو گئے اور اپنے آپ کو ایک بھاری بوجھ کے نیچے محسوس کرنے لگے۔ آپ کا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور بعض اوقات آپ کی پیشانی پر پسینہ کی بڑی بڑی بوندیں نمایاں ہو جاتی تھیں۔ آپ کے ہونٹ ہلنے لگے۔ اور آپ نے چند الفاظ ادا کرنے شروع کئے ایسی تیزی کے ساتھ کہ آپ کے صحابہ ان کو سمجھ نہ سکے اور آپ کبھی کبھی عرصہ تک اس حالت میں رہتے تھے۔ اور جب آپ وحش میں آتے تھے تو کاتبان وحی کو حکم دیتے تھے۔ کہ وہ لکھ لیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کسی انسان کو کسی قسم کا الہام شاعرانہ یا فلسفیانہ نہیں ہوا کرتا، خصوصاً جبکہ الفاظ الہامی ایسی عمل عبارت میں ہوں آپ کے الہام میں تو فلسفہ اخلاق سیاست اور انسانی ضروریات کے مجمل معاملات کے متعلق مفید ترین تعلیمات موجود ہیں۔ اور بعض اوقات آپ نے ان علوم و فنون کے متعلق تذکرہ کیا جن کا نام بھی اس وقت دنیا کو معلوم نہیں تھا۔ اور جو صدیوں بعد دریافت ہوئے۔ عمدہ عبارت کیلئے غور و فکر اور سخت مافی لازمی چیزیں ہیں۔ لیکن بیہوشی کے عالم میں کسی انسان کو اس قسم کا علم حاصل نہیں ہوا۔ کتاب مقدس کی خوبیاں تمام تاویلات کو باطل کر رہی ہیں۔ قرآن شریعت خود فرماتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے کسی مجنون کی گفتگو نہیں ہے۔ (غور کرو) قلم دان اور قلم اس پر جو دیکھتے ہیں وہ یہ کہ خدا کے فضل سے تم (اے محمد) پاگل نہیں ہو اور یقیناً تمہیں خدا کی طرف سے ایسا انعام ملیگا جو کاٹانہ جائیگا۔ اور یقیناً تم احسناق کے بلند ترین معیار پر فائز ہو۔ اور تم بھی دیکھو گے۔ اور وہ بھی دیکھیں گے کہ تم دونوں میں کون پاگل ہے؟ بیشک تمہارا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے ہٹک جاتا ہے۔ اور وہ صبح راستہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے پس تم ان شکروں



سے مرعوب نہوجاؤ (۵۸: ۸۱)

میشک وہ پیغام جو ایسی علیٰ حسناقی تعلیم کا عامل تھا۔ اور جس نے تمام دنیا میں ایک عجوبہ دکھلادیا۔ وہ کسی پاگل آدمی کا کلام نہیں ہو سکتا۔ پس قرآن مجید ناظرین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ غور کریں کہ کیا دنیا میں کسی پاگل انسان نے کوئی کتاب ایسی لکھی ہے جیسی کہ قرآن شریف ہے؟ میں اس سے آگے بڑھ کر پوچھوں گا۔ کہ خدا پرست برصغور غور کریں کہ قرآن نے کسی طرح غیر مشرود چیزوں کا ذکر کیا ہے؟ اس کی دوسری خوبیوں کے علاوہ وہ کسی انسانی دماغ کا نتیجہ نہیں ہے۔ اور مذکورہ بالا آیات میں اُن تعامد کا ذکر ہے۔ جو پیراں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مقدر نہیں۔ آپ کے وفات کے بعد یہ بات یقیناً واقع ہوئی۔ لیکن اس کے متعلق پیشگوئی تو مسیوں برس پہلے کی گئی تھی +

## اسلام اور اشتراکیت

بقلم ابرہیم ایچ ہیزبی۔ اے

مغرب میں اشتراکیت اس نفرت کا نتیجہ ہے جو مسکین لوگوں کے دلوں میں سرمایہ داروں کے ظلم کے خلاف بہت شدت کے ساتھ پیدا ہوئی۔ سرمایہ دار طاقتور تھے۔ اور کلیسیا نے محمول ان کا ساتھ دیا۔ اور مزدوروں کی تمام درخواستوں کو جو انھوں نے اپنی حالت کی بہتری کے لئے کیں اٹھکھکادیا۔ رفتہ رفتہ اشتراکیوں کی نظر میں سرمایہ داری اور مسیحیت دونوں ہم معنی ہو گئیں اور اسلئے اشتراک کی مذہب کے مخالف ہو گئے۔ اس طرز عمل میں وہ بہت کچھ حق بجانب تھے کیونکہ وہ صرف کلیسیائی مذہب ہی کو واقف تھے جو جناب مسیح کا بھی حقیقی مذہب نہیں تھا۔ اور کسی مذہب جس کا انھیں علم تھا۔ اس مسئلہ کو اُن کے خاطر خواہ حل نہیں کیا تھا۔ چونکہ وہ مغربی ممالک میں پیدا ہوئے تھے اسلئے وہ اسلام سے اپنے لئے کسی بہبود کی توقع نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ اسلام کے متعلق جو کچھ بھی جانتے تھے۔ وہ ارباب مسیحیت کی تحریزوں پر منحصر تھا۔ پس مذہب کی بجائی، اشتراکیت کا اصول قرار پا گیا۔ انھیں اس بات کا مطلق پتہ نہ تھا۔ کہ اسلام حقیقی اشتراکیت رکھتا ہے لیکن

پردہ رفتہ رفتہ اٹھ رہا ہے۔ اور وہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اسلام اور صرف اسلام ہی نے اس حقیقی اشتراکیت کے اصول وضع کئے ہیں (اس اشتراکیت کے نہیں جو آج کل مروج ہیں پھیل ہی ہے) جو دنیا کو بچا سکتی ہے۔ چند مثالوں کو یہ دعوئے ثابت ہو سکتا ہے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے اپنے منصفانہ قوانین وراثت کی وجہ سے دنیاوی مطلق العنانوں اور کروڑ پتی لوگوں کے سلسلہ کو ناممکن بنا دیا۔ ہر متوفی مسلمان کی جائداد اُس کے ورثاء میں تقسیم ہو جاتی ہو کہ کیونکہ اسلام میں یہ حق توں نہیں کہ باپ کی ساری دولت کا مالک سب سے بڑا بیٹا ہو جائے جائداد کسی ایک شخص کو نہیں مل سکتی خواہ وہ عورت ہو یا مرد و ملک سب رشتہ داروں کو بیوی کو بھی معقول حصہ ملتا ہے۔ اور بعض حالات میں اُس کے والدین کو بھی۔ اور کوئی شخص متوفی کی جائداد کے تہائی حصہ سزا دیا کا تھار نہ خود ہو سکتا ہے نہ دوسرے کو دے سکتا ہو لیکن عام لوگوں کے فائدے کے لئے یا اعلیٰ مقاصد کیلئے جائداد کے ایک حصہ کو وقف کرنے کی پوری اجازت ہے۔ اور اس بات کی جو صلاح فرمائی کی جاتی ہو عرب کے بڑے واضح قانون کی حکمت عملی یہ تھی کہ ملک کی دولت کو حقے الوسع براہ تقسیم کر دیا جائے تاکہ تمدنی معاملات میں سب لوگوں میں مساوات ہو جائے اور سب لوگوں کو ترقی کے برابر فرائض مل سکیں۔ اسی مقصد کے زیر نظر اسلام نے دو متمنوں پر اپنی سالانہ دولت کا ڈھائی فی صدی تقبیر آئی حاصل کرنے کیلئے "قومی فنڈ" میں داخل کرنے کا حکم عاید کیا۔ اسلام میں اشتراکیت یا تنجک ہے کہ اگر کسی شخص کا کھیت چند سال تک ٹوٹتی پڑا ہے تو برابر کے کھیت والے کو حق حاصل ہے کہ وہ اُسے سرکاری مال سمجھ کر کاشت کرے۔ اس اصول کے ماتحت کہ تمام انسان بھائی بھائی ہیں اور ضرورت کے وقت ایک پر دوسرے کی مدد کرنی فرض ہے۔ اسلئے ہر نے سود کو ممنوع قرار دیا۔ اس منع کرنے سے تجارت صنعت مزدوری اور کفایت بخاری کی مروج کو تحریک ہوتی ہے۔ اور بنکوں میں دولت کے جمع کرنے اور غریبوں کا خون چوسنے جیسے جس کی بدولت سوسائٹی کی خوشی ہمیشہ تباہ ہوئی ہے کی عادت نہیں ہوتی۔ یہ بات کہ کوئی آدمی سود پر روپیہ دے کر سرمایہ دار بنے اسی طرح ہے کہ سرمایہ داری کا رواج نہ ہو جائے۔ روپیہ اور دوسری چیزیں بغیر سود لئے دی جاسکتی ہیں۔ اور قرآن شریف نے قرض معاف کرنے کی ترغیب ان الفاظ میں دی ہے +

”دوسروں کے ساتھ غیر منصفانہ برتاؤ نہ کرو۔ اور تمہارے ساتھ بھی کوئی زیادتی نہ کی جائیگی۔“

اگر کوئی مقروض تنگ حالت میں ہو تو اسے مہلت دو کر اس کے حالات بہتر ہو جائیں لیکن اگر تم قرض معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے اچھا ہے اگر تم جانو +

قرآن شریف نے دولت جمع کرنے کو ان الفاظ میں منع قرار دیا :-

”اے ایمان والو! بہت سے حکماء اور راہب لوگوں کا مال منیٰ کو کہا جاتے ہیں اور انھیں خدا راستہ سے ہٹا دیتے ہیں لیکن ان لوگوں کو جو مال جمع کئے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے درود کا عذاب سے اطلاع دے دو +“

اسلام نے اپنے متبعین کو مجرّأ کھیلنے یا کسی قسم کی قمار بازی کرنے کی سخت ممانعت کی ہے اور اس ممانعت میں جو خیال ہے۔ وہ یہ کہ کسی شخص کو یہ توقع نہ ملے کہ وہ اپنے کم قیمت والے بھائی کو نقصان پہنچا کر خود دو تہمند ہو جائے۔ آنحضرت صلیم نے اجارہ کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور زیادہ متفرع اس پر مال جمع کرنے والوں کو ان الفاظ میں متنبہ کیا :-

”جو لوگ باہر سے غلہ شہر میں لاتے ہیں۔ کہ اُسے سستے نرخ پر بیچیں اس کو بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور جو لوگ اس کو اپنا مال محفوظ رکھتے ہیں۔ کہ اُسے موقع پر مہنت دہوں فروخت کریں مٹوں ہیں اگر کسی تہذیب اسلام کو بطور رہنما روشنی کے قبول کر لیتی تو وہ اجارہ کی لعنت سے محفوظ رہ سکتی تھی۔ جو کہ مساوات کی ابتدائی شکل کے بھی سرسرخلاف ہے اور حقوق کی مقدس مبنیٰ مساوات انسانی ہی پر ہے اسلام کہتا ہے۔ کہ اجارہ داری بھی سرمایہ داری کی معاون ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے یہی ہوتا ہے کہ سوسائٹی میں صرف چند آدمی دوسروں کو نقصان پہنچا کر خود دو تہمند بن جاتے ہیں۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا ”جو شخص اجارہ داری کرتا ہے گناہ کرتا ہے“ یورپین تہذیب نے جس کی دایہ سجی مذہب ہے یہ موجودہ کرم خوردہ سست مبنیٰ دعارت تعمیر کی ہے۔ جس کی شان دشوکت دنیا کی کمزور اقوام کے خون سے قائم ہے۔ اگر وہ اسلام کو اپنی مبنیٰ د بنا لیتی تو وہ فریضہ زکوٰۃ کی بدولت ان دوباتوں میں توازن قائم کر سکتی کہ انسان کی ہے اور اُسے کیا ہونا چاہئے۔ اس کے متعلق گین لکھتا ہے :-

محمد (صلی) اسی ضمایہ ایک ایسے قانون بنانے والے گزے ہیں جنہوں نے خیرات کی مقدار متعین کر دی ہے۔ اور اس کا میار دولت یا مال کی نوعیت کے لحاظ سے بدل سکتا ہے کیونکہ مال

بہت سی اشیاء پر حاوی ہے مثلاً روپیہ بیسہ، جامد و موشی، مکانات، پھل، انسان، سامان تجارت، لیکن مسلمان اس قانون پر اس وقت تک عمل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ خیرات میں نہ دے! الخ“

حقیقی اشتراکیت کے اصولوں پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم ہر وقت ایثار کیلئے تیار رہیں۔ اس مادی دنیا میں ہم کسی سے توقع نہیں کر سکتے۔ کہ وہ کوئی ایثار کرے گا۔ جب تک کہ اپنے آپ کو کسی کسی شکل میں پہلے فائدہ نہ پہنچائے یہی ہماری ذہنیت ہے۔ لیکن صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو قربانی کی تحریک بخشتا ہے۔ اور انھیں اپنی دولت میں دوسروں کو شریک کرنے کی طرف مائل کرتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور قیامت میں جزائے خیر ملے۔

یہ توقع رکھتا ہوں۔ کہ ناظرین اس مختصر مضمون کو غور و فکر کے ساتھ پڑھیں گے اور غالباً اشتراکیت جس کا خاتمہ یقینی ہے، کسی سچی اور مضبوط مبنیاء پر زور نہ ہو جائے۔ اور اس طرح دنیا دہریت اور بد نظمی کا شکار ہونے سے محفوظ رہے +

گوشوارہ آدرج می وکنگ مسلم شریٹ لٹریچر سٹ لایو بابت مارچ ۱۹۳۲ء

تفصیل آمد				تفصیل خرچ			
نمبر	تاریخ	مبلغ	شرح	نمبر	تاریخ	مبلغ	شرح
۱	۱۳۰۲	۱۰۰	آمدن کتب و کتب	۱	۱۳۰۲	۱۰۰	خرچ کتب و کتب
۲	۱۳۰۳	۲۰۰	آمدن کتب و کتب	۲	۱۳۰۳	۲۰۰	خرچ کتب و کتب
۳	۱۳۰۴	۳۰۰	آمدن کتب و کتب	۳	۱۳۰۴	۳۰۰	خرچ کتب و کتب
۴	۱۳۰۵	۴۰۰	آمدن کتب و کتب	۴	۱۳۰۵	۴۰۰	خرچ کتب و کتب
۵	۱۳۰۶	۵۰۰	آمدن کتب و کتب	۵	۱۳۰۶	۵۰۰	خرچ کتب و کتب
۶	۱۳۰۷	۶۰۰	آمدن کتب و کتب	۶	۱۳۰۷	۶۰۰	خرچ کتب و کتب
۷	۱۳۰۸	۷۰۰	آمدن کتب و کتب	۷	۱۳۰۸	۷۰۰	خرچ کتب و کتب
۸	۱۳۰۹	۸۰۰	آمدن کتب و کتب	۸	۱۳۰۹	۸۰۰	خرچ کتب و کتب
۹	۱۳۱۰	۹۰۰	آمدن کتب و کتب	۹	۱۳۱۰	۹۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۰	۱۳۱۱	۱۰۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۰	۱۳۱۱	۱۰۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۱	۱۳۱۲	۱۱۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۱	۱۳۱۲	۱۱۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۲	۱۳۱۳	۱۲۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۲	۱۳۱۳	۱۲۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۳	۱۳۱۴	۱۳۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۳	۱۳۱۴	۱۳۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۴	۱۳۱۵	۱۴۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۴	۱۳۱۵	۱۴۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۵	۱۳۱۶	۱۵۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۵	۱۳۱۶	۱۵۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۶	۱۳۱۷	۱۶۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۶	۱۳۱۷	۱۶۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۷	۱۳۱۸	۱۷۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۷	۱۳۱۸	۱۷۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۸	۱۳۱۹	۱۸۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۸	۱۳۱۹	۱۸۰۰	خرچ کتب و کتب
۱۹	۱۳۲۰	۱۹۰۰	آمدن کتب و کتب	۱۹	۱۳۲۰	۱۹۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۰	۱۳۲۱	۲۰۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۰	۱۳۲۱	۲۰۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۱	۱۳۲۲	۲۱۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۱	۱۳۲۲	۲۱۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۲	۱۳۲۳	۲۲۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۲	۱۳۲۳	۲۲۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۳	۱۳۲۴	۲۳۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۳	۱۳۲۴	۲۳۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۴	۱۳۲۵	۲۴۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۴	۱۳۲۵	۲۴۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۵	۱۳۲۶	۲۵۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۵	۱۳۲۶	۲۵۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۶	۱۳۲۷	۲۶۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۶	۱۳۲۷	۲۶۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۷	۱۳۲۸	۲۷۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۷	۱۳۲۸	۲۷۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۸	۱۳۲۹	۲۸۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۸	۱۳۲۹	۲۸۰۰	خرچ کتب و کتب
۲۹	۱۳۳۰	۲۹۰۰	آمدن کتب و کتب	۲۹	۱۳۳۰	۲۹۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۰	۱۳۳۱	۳۰۰۰	آمدن کتب و کتب	۳۰	۱۳۳۱	۳۰۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۱	۱۳۳۲	۳۱۰۰	آمدن کتب و کتب	۳۱	۱۳۳۲	۳۱۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۲	۱۳۳۳	۳۲۰۰	آمدن کتب و کتب	۳۲	۱۳۳۳	۳۲۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۳	۱۳۳۴	۳۳۰۰	آمدن کتب و کتب	۳۳	۱۳۳۴	۳۳۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۴	۱۳۳۵	۳۴۰۰	آمدن کتب و کتب	۳۴	۱۳۳۵	۳۴۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۵	۱۳۳۶	۳۵۰۰	آمدن کتب و کتب	۳۵	۱۳۳۶	۳۵۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۶	۱۳۳۷	۳۶۰۰	آمدن کتب و کتب	۳۶	۱۳۳۷	۳۶۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۷	۱۳۳۸	۳۷۰۰	آمدن کتب و کتب	۳۷	۱۳۳۸	۳۷۰۰	خرچ کتب و کتب
۳۸							

دستخط - فنا نسل سرکری دی دو کنگه مسلمانان ایند لکری میزست. عزیز منزل گاهول

نقشہ تفصیل آید مسلم مشن ورکنگ اسلامک اسٹاڈیو عت ربو ونا وانگن ۱۹۳۲

تاریخ	میزبانی	موضوع	تاریخ	میزبانی	موضوع
۱۸۳۴	۷	جناب محمد علی خان در کماله دارش	۱۸۳۴	۷	جناب محمد علی خان در کماله دارش
۱۸۳۴	۵	جناب محمد علی خان در کماله دارش	۱۸۳۴	۵	جناب محمد علی خان در کماله دارش
۱۸۳۴	۱۲	جناب محمد علی خان در کماله دارش	۱۸۳۴	۱۲	جناب محمد علی خان در کماله دارش
۱۸۳۴	۱	جناب محمد علی خان در کماله دارش	۱۸۳۴	۱	جناب محمد علی خان در کماله دارش



تفصیل خراج مسلم مشرق کنگیابریک مایع ہندوستان و انگلستان

[illegible]

## مذہب کے ذریعہ امن قائم کرنے کی مجلس

آج کل جبکہ بین الاقوامی امن کا اس قدر چرچا ہو رہا ہے، مسلم انوں کی مذہبی حیثیت کو اس معاملہ میں متاثر کر دینا نہایت ضروری سمجھتے ہیں ۲۔ سوالات جو مذہب کے ذریعہ امن قائم کرنے کی مجلس نے تمام مذہبی جماعتوں کے پاس روانہ کئے تھے، اس وقت ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ہم مختلف پہلوؤں کو یکے بعد دیگرے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور آپ کے متعلق اپنا زاویہ نگاہ بھی بیان کر دینگے۔

**اسلام اور صلح عمومی:** اسلام کے لفظی معنی ہی صلح کرنے کے ہیں اور مسلمان وہ ہر صلح کرتا ہے اور حضرت صلح کا ایک قول ہے کہ مسلمان وہ ہر جس کے ہاتھ اور زبان کو دوسرے لوگ محفوظ کریں۔

اسلام کی رو سے ایک شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنی فطرت سے صلح کرے۔ تاکہ اپنے ارد گرد ایک باطنی فضا قائم کر سکے۔ اسی لئے اسکا مرنے وہ نصیب میں پیش کر دیا ہے جس کے حصول کی کوشش انسان کے دل میں صلح اور امن قائم کر دیتی۔ خدا کی عبادت کے ذکر میں قرآن شریف فرماتا ہے: **سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّهَا الَّذِیْ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ** (۲۸: ۳۱) یعنی یاد رکھو کہ تسکین قلب سے ذکر خدا ہی کو حاصل ہو سکتی ہے ہر قوم میں۔ کاتصور اس قوم کے بہترین خیالات کا مرقع ہوتا ہے۔ اور زندگی کے متعلق اُن کے نظریہ کی ترویج اور تیسرے کرتا ہے۔ اس روشنی میں مسلمانوں کی نماز کا مطلقا نہ کیجئے۔ وہ ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** ”تسبیح یغیر اس خدا کیلئے ہیں جو تمام جانوں کا پالنے والا ہے۔ اور تمام اقوام کی انکے منزل مقصود تک رہنمائی کرتا ہے۔

پس اسکا مرقع بین الاقوامیت ہی کی پیدائش ہے اور اُسکے متعلق ایک خوش آئند نظر پیش کر سکتے ہیں جیسا کہ لفظ **”حمد“** سے ظاہر ہوتا ہے۔ صلح کرنا دنیا میں اس کا مقصد ہے اور مقصد تصور باری اور جہان بڑے انسانیت سے وابستہ ہے۔ اور اس کو دوسرے سوال پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

### اسلامی نماز اور صلح عمومی

حقیقت یہ کہ مسلمان کچھ نہیں اگر وہ تمام نبیوں آدم کیلئے صلح کا خالق بنو۔ اسلامی جماعت میں سب سے زیادہ مقبول دعا جو قرآن ہی کے الفاظ میں ہے۔

قل ان صلواتی وسکون وحمای وعلاتی **اللہ رب العالمین** (اے محمدؐ تو کہہ دے کہ میری نماز اور قربانی اور زندگی اور موت سب اللہ ہی کیلئے ہے) (۱۶۳: ۶) جو اقوام عالم کی منزل مقصود تک رہنمائی کرتا ہے اور اقوام کی منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔

مکن ہر جگہ دنیا میں صلح قائم ہو +

## تنظیم اسلامی اور صلح عمومی

اسلامی قانون میں یہودی عمار کا کوئی پہلو فرو گذاشت نہیں کیا گیا۔ مسلمان پر صلح عمومی کا قیام فرض ہے۔ محض اس لئے کہ وہ آنحضرت صلح کا غلام ہے۔ قرآن کی وسیع النظر تعلیم سے قطع نظر آنحضرت صلح کے آخری خطبہ کے الفاظ ہمیشہ مسلمانوں کے کاموں میں گونجتے رہینگے۔ آپ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کے فخر و غرور کو میں آج اپنے پاؤں کے تلے کھینچتا ہوں۔ عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ سب آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم مٹی پر پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ قومی تعصب تمام لڑائیوں کی جڑ ہے۔ اور اس طرح آپ نے بین الاقوامی تنازعات کی صحیح تشخیص فرمادی۔ اور کوئی شخص اس حقیقت پر انکار نہیں کر سکتا کہ جس قوم میں اسلامی تعلیم رائج ہو اس میں بین الاقوامی تنازعات کا امکان نہیں رہ سکتا +

## اسلامی اصول اور صلح عمومی

نہ ہی زندگی کے صلح یا اسلام میں کوئی مجلسی زندگی نہیں ہے۔ مسلمان کی ساری زندگی اس کے مذہبی اصولوں کے تحت عمل میں آتی ہے۔ اس کا مذہبی اصولی ہر اور کمال ہے، پس ساری مسلمان قوم یہ صرف صلح عمومی کیلئے بلکہ نئی آدم کی ہونے کیلئے کام کرتی ہے۔ ان کی جماعتی غازیں جو قوم رنگ نسل اور ملک کے امتیازات کو یکسر مٹا دیتی ہیں۔ یہ حقیقی اخوت قائم کرتی ہیں۔ ان کا طرز فکر وہ جو ایک شخص ہے۔ اور اس اجتماعیت کی بنیاد ہر جس میں ہمدردی کے جذبات کام کرتے ہیں۔ ان کا رونا وجود و متمدنوں کے اندر عاجزی پیدا کرنے کے ساتھ ہی بھوکوں کے ساتھ ہمدردی سکھاتا ہے۔ ان کا طریقہ جو قومی امتیازات کو مٹا کر حقیقی وحدت پیدا کرتا ہے اور مساوات اور اخوت اور اتحاد کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تمام باتیں وہی قدم ہیں جو مسلمان جماعت دنیا میں امن و امان قائم کرنے کیلئے پھیلاتی ہے تاکہ دنیا میں ایسی حالت پیدا ہو سکے کہ نہ صرف مختلف اقوام میں بلکہ ہر قوم کے مختلف طبقات میں صلح عمومی کا رنگ پیدا ہو سکے +

## صلح عمومی کیلئے اسلام کی خدمات

اپنے مذہبی اصولوں کی بدولت اسلامی سوسائٹی صلح عمومی کے لئے کوشاں ہے۔ اور یہ اصول قرآن پاک میں منقول ہو کر مذکور ہیں۔ واضح ہو کہ مسلمان یا اسلام اپنے زاویہ نگاہ کیلئے کسی انسان کے محتاج نہیں نہ اپنے معاشرتی فرائض کی صحیح تدفین کیلئے۔ کیونکہ ان سب باتوں کیلئے قرآن کافی ہر مثال کے طور پر ذیل کی سطروں ملاحظہ ہوں +

(۱) حجاب نبوی:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (۱:۱) تعجب نہیں خدایہ کیلئے ہی جو دونوں



جہانوں کا رسیبہ +

ما ارسلناک الا محمد بن علیہ السلام (اے محمد) پہنے تجھے دونوں جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا  
ظاہر ہے کہ کھڑا اور اُس کے رسول کا یہ تصور مسلمانوں کے اندر لازمی طور پر محبت اور ہمدردی عامہ کے جذبہ  
پیدا کر دے گا +

بہر فرمایا۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور جو یو دہی اور عیسائی ہیں۔ اور صابی ہیں جو کوئی اللہ پر رافت  
پر ایمان لانا ہی اور اپنے کام کرتا ہی۔ وہ لوگ خدا سے جو پائین گئے ان کو نہ خوف ہو اور نہ وہ خجیرہ ہو (۶۳: ۲)  
یہ بھر فرمایا۔ اُسے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت کے پیدا کیا ہے۔ اور تمہیں قبیلوں میں منقسم کیا۔ تاکہ تم ایک دوسرے  
کو پہچان سکو بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب زیادہ موزوں ہو جس کے زیادہ متقی ہی یقیناً اللہ جانتے والا اور  
خبردار ہے (۱۳: ۶۹)

یہ پھر دونوں آیات ذوق اور نسل امتیاز اس سے جو غور سپاہ ہو گتا ہے۔ اُس کی پُرے طور پر چٹکنی کرتی ہیں۔  
قرآن شریف نے نعرہ زنگی کا معیار پاکیرگی و ترداری اور نیکو کاری کو قرار دیا ہے خدا تعالیٰ نے اختلاف رنگ  
نسل کو اپنی مشیت یا نشان قرار دیا ہے۔ لہذا اب کوئی مسلمان کسی شخص کو محض اختلاف رنگ زبان کی وجہ سے  
بنظر حقارت نہیں دیکھ سکتا۔ قرآن فرماتا ہے :-

”اور اُس کی نشانیوں میں کو ایک یہ ہے۔ کہ اُس نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور تمہارے رنگوں  
اور زبانوں میں اختلاف قائم کیا۔ بیشک ان میں جانتے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں“ (۲۱: ۳۰)  
یہ مد نظر رکھ کر کہ رنگ زبان اور نسل کے اختلافات کے علاوہ ایک اختلاف مذہبی بھی ہوتا ہے اس لئے  
قرآن شریف نے اس معاملہ میں بھی اتحاد کا ایک بہترین اصول بتا دیا ہے۔ وہ یہ کہ رنگ زبان اور ایمان مذاہب کی  
عزت کرو۔ اور اس معاملہ میں قرآنی تعلیمات بہت کافی وضاحتی ہیں +

”ہر قوم میں ایک ہادی ضرور بھیجا گیا ہے۔ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ڈرائیو لاء آیا ہو“ (۲۴: ۳۵)  
”تم کہ دو کہ ہم اللہ اور ان خوشنوں پر جو اس نے اُن سے ہیں ہم پر یا جو اُن سے گئے“ حضرت ابراہیمؑ و  
اسحاقؑ و یعقوبؑ و اسحاقؑ اور ان کے قبائل پر اور جو کچھ دیا گیا حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو اور اُس پر۔ جو  
اُنہیں آگیا اور دوسرے انبیاء اللہ کے ایمان لاتے ہیں ہم انبیاء میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ اور ہم خدا کے  
مصلح اور فرمانبردار ہیں (۱۳۶: ۲) +

اس کو جرحہ کر دیتا میں امن قائم کرنے کا اور کوئی ذریعہ مجھ میں نہیں تھا بلکہ مسلمان بہ فرس ہو کر وہ دوسرے مذاہب کی عزت میں کوئی کمی نہ کرے۔ اور اُسے محکم دیا گیا ہو۔ کہ اگر کوئی شخص کسی عبادت گاہ کو نقصان پہنچا تو وہ خواہ کسی مذہب کی ہو اُس کی حفاظت کرے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے: ”اگر اللہ تعالیٰ بعض آدمیوں کو بعض آدمیوں کو دفع نہ کرتا تو پھر وہ تمام معابد اور کلیسے اور صومعے اور مساجد جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہو سب مسمو ہو جاتیں۔ اور یقیناً اللہ اُس کی مدد کرے گا۔ جو اس کے مقاصد میں معاونت کرتا ہو“ (۲۲: ۱۷) یہ امر قابلِ محاذ ہے کہ مسجد کا لفظ سب کے آخر میں آیا ہو۔ اور خدا کا نام لیا جاتا ہو۔

(۲) **عدل** یا مہمی :- اس معاملہ میں بھی قرآنی تعلیمات بالکل واضح ہیں :-

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کیلئے ایسا تدابیر اور انصاف سے گواہی دو اور کسی قوم کو نفرت کی وجہ سے خلافت لٹی کی کام نہ کرو۔ انصاف پر عمل کرو اور نہ کرو۔ کیونکہ یہ بات تقویٰ کی قریب تر ہے۔ اور اللہ کے خلائع کا خیال رکھو۔ اللہ تمہارے ارادوں اور افعال کو خبردار ہے“ (۵: ۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں جس کا ذکر تیسرے سوال کے جواب میں ہوا ہے۔ یہ بھی فرمایا تھا۔ ”میں نے کوئی نہیں کہ وہ دوسرے کی چیز پر قبضہ نہ کرے۔ یا وہ تمہاری چیز کا مالک نہ ہو۔ اُس شے کو نذر نہ کرے دیکھو نا انصافی نہ کرنا“

(۳) **بین الاقوامی تعلقات** :- اسلام کی رو سے تمام انسان ایک گھرانہ ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے: ”حمم لوگ ایک ہی ملت یا خاندان ہیں“ (۲: ۱۱۳) تمام انبیاء و رسل آدمی کے ہیں مگر ایک ملت (۱۰: ۲۰) چنانچہ اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اب ضرور لکھے جانے کے قابل ہے آپ نے فرمایا: ”سب لوگ آدمی کے اولاد ہیں۔ اور آدمی کی پیدائش ہوئی تھی“

لیکن قرآن شریف نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر اس ذہنیت ہی کو تبدیل کر دیا جو ایک قوم کو دوسری قوم کے خلاف لاکھڑا کرتی ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے :-

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایک قوم دوسری قوم پر نہ ہنسے۔ تمہیں یہ کہ وہ ان کی ہنسنے والے ہیں اور ان کی قوم کی عورتیں دوسری قوم کی عورتوں پر نہیں لیکن یہ کہ وہ عورتیں ان عورتوں کی بہتر ہوں“ (۴۹: ۱۱)

پھر فرمایا: ”اور ان کی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی معاونت کرو۔ اور گناہ اور نافرمانی میں بلا تشک

ایک دوسرے کی معاونت نہ کرو (۵: ۲۰) پھر فرمایا :-

”تمہیں نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے تمہارے خلاف جنگ نہیں کی اور تمہیں گمراہ سے نہیں نکالا۔ انکی یا مہربانی کا برتاؤ کرو۔ اور ان کے ساتھ انصاف سے کام لو، بیشک اللہ تمہارا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۶۰: ۸۲)“

تعلیمات محض کا غرض لکھی ہوئی نہیں ہیں۔ باسٹھنٹھ سو دسے چند تمام مسلمان بحیثیت ایک مذہبی جماعت کے ان تعلیمات پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ لیکن امن میں لڑائیوں کے متعلق مسلمانوں کا طرز عمل بھی ظاہر کر دینا غیر مناسب ہو گا۔ مسلمان صرف نہ خانہ اور نہ دفاعی جنگوں کو جائز سمجھتے ہیں۔ بعض قومی تعصبات اور مظالم ایسے ہوتے ہیں کہ بغیر ہتھیار اٹھائے ان کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں صرف مسلمانوں کے زمانہ میں لڑائیوں کا خاص سبب مذہبی تعصب تھا۔ قرآن مجید فرماتا ہے :-

”ان لوگوں کو لڑائی کی اجازت دی گئی جو زمین لینین نے ہتھیار اٹھائے، کیونکہ ان پر ظلم ہوا اور یہی اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے۔۔۔ جو لوگ اپنے گھروں کو نکالے گئے ہیں بغیر کسی مقول وجہ کے سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے ان کو لڑائی کی اجازت ہے“ (۲۲: ۳۹-۴۰)

”اور لڑو ان کی جب تک فتنہ باقی رہے اور جب تک نہ ہر صبر نہ کر کے تمہیں شہید نہ کر دے، یعنی جب تک ظلم کی آزادی قائم نہ ہو“

لیکن اگر وہ (کفار) تم کو جاس تو بھی کوئی مخالفت نہ کرے تو چاہئے سوائے ستانے والوں کے“ (۲: ۱۹۳)

اس معاملہ میں اسلام کا طرز عمل ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ فتنہ و فساد قتل و قتل بھی زیادہ ہے (۱۹۳: ۲)

اور دوسری وجہ جس کے تحت مسلمانوں کو لڑائی کی اجازت ہے، یہ کہ جب وہ ظلم ہوں جس کے متعلق قرآنی ارشاد یہ ہے :-

اور تمہارے پاس کیا وجہ کہ تم خدا کی راہ میں جنگ کرو۔ اور ان کمزوروں کیلئے نہ لڑو جن کے مرد و عورت اور بچے یہ کہتے ہیں کہ تمہارے خدا ہمیں اس قصبہ کو نکال جائے گا۔ اور میں اپنی طرف سے

ایک محافظہ عطا فرما اور ایک مرد گار عینایت کرو“ (۴: ۷۵-۷۶)

لیکن ان لڑائیوں کا مقصد امن و امان کا قائم کرنا ہوتا ہے اور اس بقلا بر جنگ کی روح یہ کہ دنیا میں قائم ہو جائے اور مقصد نہ ہی اسلام کے مفہوم کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے کہ اگر وہ لوگ صانع کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صانع کی طرف مائل ہو جاؤ۔ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ یقیناً وہ شہنشاہ والا اور جاننے والا ہے“ (۸: ۶۱)

پس ایک مسلمان ہر وقت اپنی تلوار کو دنیا میں رکھنے کیلئے تیار رہے اور اس بات کا طالب نہ ہو کہ ظلم و فساد مٹ کر عدالت قائم ہو جائے۔ لہذا مسلمان ایک بہادر قوم ہیں۔ جو مخصوص حلقہ کی اقتصادی اور معاشرتی کمزوریوں کے باعث نہ گمراہ ہو سکیں۔

لہذا انہی میں جو باہر امن اور خوشحالی تمام دنیا میں قائم ہو سکی ہے جنگ فساد میں ان کو یہ سب مقصد عالم کیلئے گوشش کرنے سے منع اور ان لوگوں کے مقابلہ میں جنگ کیلئے تیار رہیں جو اپنی غلطی کی بددعا کو دنیا کے امن کو برباد کرنے اور دنیا کے دھوکہ خورد کو خوشحالی میں کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تصنیف احصاء کمال الدین حبیبی مسلم مشون کنک

جلد ۱۱	اموال السنہ معروفہ بزنہ و کمال زبان بلا جلد ۱۲	جلد ۱۱	توحید فی الاسلام بلا جلد
جلد ۱۲	برائین نیرہ بلا جلد ۱۲	جلد ۱۲	سکس واریہ حرکتہ الاوس لکچر کا مجموعہ بلا جلد
جلد ۱۳	پیام اسلام	جلد ۱۳	یناسیح المسیحیت بلا جلد
جلد ۱۴	مقصد مذہب	جلد ۱۴	مذہب الامام بلا جلد ۱۲
جلد ۱۵	خطبات غریبہ بلا جلد ۱۲	جلد ۱۵	راز حیات با انجیل عمل بلا جلد
جلد ۱۶	سیر حکام یارو عافیت فی الاسلام بلا جلد ۱۲	جلد ۱۶	مسکات علیہ بلا جلد ۱۳
جلد ۱۷	مستی باری تعالیٰ بلا جلد	جلد ۱۷	مطالعہ اسلام بلا جلد ۱۲
جلد ۱۸	یسوع کی الوہیت اور اس کی کمال انسانیت پر ایک نظر	جلد ۱۸	اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلا جلد ۱۴
جلد ۱۹	اسلام اور علوم جدیدہ	جلد ۱۹	لمعات انوار محمدیہ بلا جلد ۱۶
جلد ۲۰	صلواتِ نعت بابل بہت	جلد ۲۰	مذہب محبت کا موضوع القرآن
جلد ۲۱	حیات بعد الموت	جلد ۲۱	فرائد عالم کا مذہب
جلد ۲۲	جہنم للقاء	جلد ۲۲	اسوہ حسنہ معروفہ بزنہ و کمال نبی بلا جلد

## دیگر مصنفین

جلد ۱۱	سیرت نبوی قیمت صرف	جلد ۱۱	جمع القرآن
جلد ۱۲	لندن میں جلسہ مولود الوہاب	جلد ۱۲	قرآن شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی جلد
جلد ۱۳	قرآن اور جنگ	جلد ۱۳	وہاب کے مشہور شہدائے ثلاثہ بلا جلد
جلد ۱۴	پادری صاحبان کے لئے حل غلبہ ممہ	جلد ۱۴	اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف
جلد ۱۵	سیرت خیر البشر شہرہ جلد ۱۲ مقام حدیث بلا جلد	جلد ۱۵	تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت
جلد ۱۶	تصاویر نو مسلمانان یورپ فی دین ازمین دین جلد	جلد ۱۶	اسلام نبی محمدی بنی نوع کا مذہب
جلد ۱۷	تصاویر نماز عیدین مسجد و کنک قیمت فی دین	جلد ۱۷	اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض
جلد ۱۸	تہذیب اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	جلد ۱۸	نبوت کا تصور اہم معروف نبی کمال مصنفہ حضرت خواجہ صاحب

تمام درختیں بنام

یہ منجر مسلم بک سوسائٹی غریزہ نزل اندر روڈ لاہور (پنجاب) ہونی چاہیے

# پیش اشاعت اسلام

## مسلم مشن دوکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ دو

یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو سب کے سب ہی مسلم امداد کے تحت ہیں۔

<p>(۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف بریلوں کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے</p>	<p>(۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی اشاعت یورپین نو مسلمین غیر مسلمین انوائس وغیرہ میں کی جاتی ہے</p>
<p>لندن میں جمعہ و انگلین کی نمازیں عیدین کے جمع میں چار پانچ صد کے لگ بھگ مسلمان مسلمان شہر ہوتے ہیں۔ ان کے بعد ان کے عورت بچائی جو حلیہ کے ساتھ ہی عیدین کے</p>	<p>مبلغین مشن کے لئے دارمی لیکچرر ہے ہفتہ میں ایک بار ان کے لئے ایک دفعہ مسجد دوکنگ میں پھر تو جہ میں سامعین کی چاہت سے تو اضع کی جاتی ہے۔</p>
<p>دور دراز ملک کے غیر مسلمین کو مسلمین مشن بذریعہ خط و کتابت بھیج کرتے رہتے ہیں۔ جس پر معمول ڈاک صرف ہوتا ہے۔</p>	<p>(۵) رسالت مآب حضرت نبی کریم ﷺ کے سالانہ یوم ولادت کی تقریب پر عبادت گاہ میں جمع ہوتا ہے جس کی تو اضع دعوت کی جاتی ہے یہ غیر مسلمین نو مسلمین اور غیر مسلمین پر مشتمل ہوتا ہے۔</p>
<p>انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نو مسلمین غیر مسلمین کو مفت نہ رکھا جاتا ہے</p>	<p>بعض غیر مسلمین نو مسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد کی جاتی ہے</p>
<p>(۱۴) علمہ مشن کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مناشیر</p>	<p>(۹) مسجد دوکنگ میں راترین کی آمد و رفت جن میں مسلم نو مسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں۔ ان سب کی تو اضع چاہئے کی جاتی ہے</p>
<p>(۱۲) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی انگریز ادب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اے ایل ایل بی وکیل مبلغ اسلام اس سال میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے علاوہ مشہور عالم حضرت کے معائن میں بھی ہوتے ہیں۔ جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد دوکنگ کی مجلس تبلیغی جدوجہد کے کو اضع دین ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔</p>	<p>(۱۱) اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد دوکنگ انگلستان زیر ادارت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اے ایل ایل بی وکیل۔ مبلغ اسلام خوب میں اسلام کا دعوت و تبلیغ اور ای انگریزی رسالہ جس میں بدعت باطل فطرت کے مذہب۔ اخلاق تمدن و معاشرت اسلام میں تعویف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نو مسلمین کے معائن ہوتے ہیں۔ ہر سال کو قلم کے نوٹ سے زینت دی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر ہائے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۳۷۷ء سے شروع ہو چکا ہے اور جب رسالہ چندہ غیر مفت تقسیم و طلبہ سوسائٹی کے ذریعہ مفت۔</p>

تمام ذرائع کی سکرٹری ڈی دوکنگ مسلم مشن اینڈ ٹریڈی ٹرسٹ غریب منزل۔ برائنڈر تھ روڈ۔ لاسور (پنجاب)

مسلم ریویو میں باہتمام میاں مولاد داخان پرنٹر چھپ کر خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن دوکنگ پور غریب منزل اینڈ تھ روڈ لاسور شہر کیا





وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مِثْلَ مَا بَدَأْنَا ۖ خَلَقْنَا طَائِفَتًا مِّنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ ذُرِّيِّهِ يُؤْمِنُ بِالْعِزِّ وَالْجَلَالِ ۖ

# اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ سالہ اسلامک یونیورسٹی  
مجتبیٰ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

نشر ادارہ

خواجہ کمال الدین

۱۹۳۲ء

بانی مسلم مشن ووکنگ

قیمت پانچ روپے (۵ روپے مالٹ کیلئے)

قیمت تین روپے (۳ روپے سالانہ)

درخواستہ غریبوں کے لئے بنام منبر سالہ اشاعت اسلام۔ غریبوں کے لئے۔ لاہور، لاہور، لاہور



# دی دوکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر ٹرسٹ لیمیٹڈ

الف۔ دوکنگ مسلم مشن کا جو تبلیغی کاروبار ایک باقاعدہ چربی شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے اس ٹرسٹ میں (۱) دوکنگ مسلم مشن (۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی (۳) رسالہ اشاعت اسلام (۴) اسلام لٹریچر ٹرسٹ (۵) اسلام لٹریچر ٹرسٹ (۶) انگریزوں کی سرمایہ جو ملٹن دوکنگ مسلم مشن

## غیر فائدہ دار

جس (۱) دوکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں غیر فائدہ دارانہ اصول پر زندہ قائم رکھنا۔  
(۲) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا۔  
(۳) سسٹم سے متاثرین کو کیم جیسا مفت شکر کرنا اور مفت کرنا۔  
(۴) اس کے تمام وہ امور انگلستان اور دیگر ملک میں سر انجام دینے جن کی اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہو۔

## بورڈ آف مینجمنٹ

- ۱۔ جناب دینی رائٹ، نزل سرووینڈہ عمارت، انٹرنیشنل بینک، لندن
- ۲۔ جناب سید علیہ القادر، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۳۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۴۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۵۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۶۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۷۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۸۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۹۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۰۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۱۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۲۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۳۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۴۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۵۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۶۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۷۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۸۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۹۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۲۰۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی

## ٹرسٹ کی منظم کمیٹی

- ۱۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۲۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۳۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۴۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۵۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۶۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۷۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۸۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۹۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۰۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۱۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۲۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۳۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۴۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۵۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۶۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۷۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۸۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۹۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۲۰۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی

## ضروری ہدایات

- ۱۔ ٹرسٹ کے متعلق جاننے والے تمام سکریٹری دوکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر ٹرسٹ کے نزل برائڈ تھ روڈ لاہور (پنجاب) کو اپنی ہدایت
- ۲۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۳۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۴۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۵۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۶۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۷۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۸۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۹۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۰۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۱۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۲۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۳۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۴۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۵۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۶۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۷۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۸۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۱۹۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی
- ۲۰۔ جناب جی ایس ایچ، کیسے (کریکٹ) ایم، آئی، سی، ٹی، سی





His Highness 'Abbās Hilmi II, 23 years Khedive of Egypt, accompanied by his Private Secretary, Muhammad 'Azmy Effendi, in order to acquaint himself with our organisation and work, paid a visit to the Shah Jehan Mosque, Woking. He stayed for more than two hours, said his prayers in the Mosque and at the request of the Imam honoured the staff of the Woking Muslim Mission by condescending to take tea with them.

His Highness expressed his appreciation of the work of our organisation and showed a keen interest in the literature produced by us. He incidentally remarked that the Woking Muslim Mission deserved the special attention and support of every true Muslim, because while all other kinds of organisations within Islam only supplied its life-blood, this one gave a forward impetus to the cause of that religion.

## فہرست مضامین

رسالہ

## اشاعتِ سلام

جلد ۱۸ (۱۸) باب ۱۲ جولائی ۳۲ ۱۹۷۱ء تا سید الاول ۳۵۱ ۱۹۷۱ء نمبر

۲۴۲	از سیکرٹری صاحب ریسٹ	شذرات	۱
"	"	تشریح تصدیق	
"	"	بسمِ باری تعالیٰ	
۲۴۴	"	برہانِ کلیسیا اور کاتھولک	
۲۴۵	"	خدا ہماری آغوش میں روشنی میں	
۲۴۶	"	نرمی کا فرض ہے کہ ہماری باطنی	
۲۴۷	"	روحانی میں اضافہ کرے	
۲۴۸	"	کائنات میں باطنی عبادت	
"	"	عبداللہ میں جیلوہ ہے لیکن	
"	"	برہانِ خدا نہیں	
۲۴۹	"	خدا کے متعلق اہل سنت کی ذہنیت	
"	"	کا نقشہ	
۲۵۰	"	نہی کا خدا	
"	"	مستحبت اور آزادی	
۲۵۱	"	ہر کام میں طرح میں ہے حل	
۲۵۲	"	اسلام کا پیش کردہ حل	
۲۵۳	"	کی خدا قلبِ انسانی کی ایجاد ہے	
۲۵۴	"	بہت سبب ہیں کے زمانہ کی ایک	
۲۵۵	"	یادگار ہے	
۲۵۶	"	نئی دنیا کی ایک مذہب	
۲۵۷	از سیکرٹری دو ملک مسلم مشن دفتر لاہور	مسلم مشن دو ملک مسلمان کے کتب	۲
۲۵۸	از قلم شایع حمید حسن بی بی بی بی بی	تحریک اسلامی اور تحریک لائبریری	۳
۲۶۱	"	میں کیوں مسلمان ہوا	۴
۲۶۲	از قلم حضرت فاضل الدین صاحب مدظلہ العالی	صفتِ اہلبیت اور سیرتِ انسانی	۵
۲۶۱	از قلم ہمدانی فاضل الدین صاحب مدظلہ العالی	گوشہ ہمدانی فاضل الدین صاحب مدظلہ العالی	۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر مولانا محمد رفیع الدین

# شذرات

ماہ حال کار سال جس ممتاز شخصیت کے فوٹو کا حامل ہے۔ اُس کا تعارف ان مختصر الفاظ میں کر دینا کافی ہے۔ کہ آپ کا اسم گرامی بزرگوار عتباس حلمی ثانی ہے۔ اور آپ ۳۲ سال متواخر خلیو محروہ چکے ہیں۔ حال ہی میں آپ مسلم مشن دو گنگا کے تبلیغی کاروبار کو ملاحظہ فرمائے کیلئے شاہجہاں مسجد دو گنگا انگلستان میں تشریف لائے۔ جہاں فریضہ نماز ادا کرنے کے بعد آپ کوئی دو گھنٹہ سے زیادہ ٹھہرے رہے۔ اور جناب امام صاحب کی درخواست پر آپ نے دعوت چاء کو قبول فرماتے ہوئے علامہ مشن کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

بزرگوار عتباس موصوف نے ہماری دو گنگا مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کو جس پسندیدگی کی نظر کر دیکھا۔ اُس کا آپ نے کھلے لفظوں میں اظہار فرمایا۔ اور ساتھ ہی ہمارے شائع کردہ لٹریچر کو گہری دلچسپی ملاحظہ فرماتے ہوئے آپ نے ان جہتہ الفاظ میں کاروبار مشن کی داد دی کہ مسلم مشن دو گنگا ہر مخلص مسلمان کی خصوصی توجہ اور امداد کا مستحق ہے۔ کیونکہ اسلام کیلئے اگر باقی تمام قوم کی جماعتیں بزرگوار عتباس جیسا ہیں تو مشن ان سب سے کہیں بڑھ کر اس کیلئے قوتِ عمل کا باعث ہے۔

ہستی باری تعالیٰ { اشاعت سابقہ میں مسٹر رینالڈس کا ایک خط درج کیا گیا ہے۔ جس میں بہت معقول درخواست کی گئی ہے کہ انھیں خدا کی ہستی میں شک ہے۔ اسلئے وہ اس پر ایمان لانے کے لئے حقیقی دلیل چاہتے ہیں۔ خوش قسمتی کے واسطے عمر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے مقدمہ تفسیر القہر میں اسی مضمون کو بحث کی ہے۔ اور اس رسالہ میں شائع ہو رہی ہے یہ سچ ہے کہ کتاب قبل اسلام میں ان حقائق پر متفقہ لائل نہیں دے سکے تھے۔ جو ان کتاب الہامی میں منسج ہیں سب اپنی تعلیمات کو ادعائی رنگ میں پیش کیا ہے۔ غالباً ان کتب کے نزول کے وقت لوگ اس قابل نہیں کہ وہ لائل

کی قدر کر سکیں۔ لیکن قرآن اس معاملہ میں مختلف ہے۔ وہ کوئی اصول بھی بغیر منطقی دلیل کی ثابت پیش نہیں کرتا۔ اور اسی لئے وہ مذاہبی مسائل میں جبر و اکراہ کی اجالت نہیں دیتا (۲۵۶:۲) جو شخص دلائل کو تسلیم نہیں پا سکتا اُسے کسی عقیدے پر مجبور کرنے کی قرآن کی مرد سے کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ عز و جل کہ کہتا ہے کہ ماوہ تمام حیات کا منبع ہے۔ تو وہ دماغ کو ہمارا اعمال اور مبدع قرار دیتا ہے۔ انسان صاحب دماغ ہے۔ اس لئے اُسے دوسرے دماغ کی اتنی پراغتھی دکھنے میں کوئی خوشواری نہیں ہے۔ دماغ ممکن ہے ہمیں دکھائی نہ دے لیکن ہم اس کی اتنی قبول کر سکتے ہیں۔ اگر اُس سے لئے کچھ نشانات یقینی ہوں مثلاً فن یا ہنر کا کوئی کام کسی دماغ کی طرف اشارہ کرتا ہے +

پس ہم دماغ کا ارتکار کس طرح کر سکتے ہیں جبکہ پتھر میں ہم کو نہایت اعلیٰ درجہ کی کاریگری نظر آتی ہے (۲۲: ۵: ۲۲) قرآن شریف ہماری طبیعت کی طرف اشارہ کرتا ہے ہمارا جسم ایک خون کی چھٹکی کی طرح ہے۔ جسے سبباً طور پر مادہ کی آخری ترقی یافتہ شکل کہائی ہے۔ اگرچہ وہ صرف نوما کا کام ہوتا ہے۔ اور یہ کام جسم کی تار یک تار کو طعری میں کیا جاتا ہے۔ قرآن میں اُن نسبت منازل کا ذکر بھی ہوتا ہے جو کہ یہ خون کی چھٹکی کی ترقی جو جس اس کے کہ ہمارے جسم میں شور پیدا ہو (۲۳: ۱۳) لہذا یقیناً وہی دماغ ہونا چاہئے جس کی کاریگری انسانی عقل کو اس قدر چھڑا دیتی ہے کہ وہ اس سے کاموں کو سمجھ نہیں سکتی +

جہاں کہیں اودھے کسی کاریگری نظر آتی ہے۔ ہم وہاں بھی ایک کارکن دماغ کی تلاش کرتے ہیں۔ تو ایسی اعلیٰ کاریگری کے باوجود ہمارا کسی دماغ کی تلاش کرنا یا سمجھنا کائنات کا نیا کوئی ہے۔ کیا کوئی نامکن بات ہے؟ بلکہ ایک مستلاشی آدمی سے لئے تو یہ قابل توجہ ہے۔ کہ وہ غور کرے کہ کارخانہ فطرت میں کوئی ڈیزائن بھی پایا جاتا ہے یا نہیں؟ وہ لازمی طور پر دو چیزیں زت کر لیگا۔ جو کہ کائنات میں ظاہر اور مجہود ہیں۔ اولاً انسانی ضروریات اور اُن کو پورا کرنے کے لئے ہمارے اندر ملامت کا ہونا دوسرے فطرت میں اُس سامان کی فراوانی جس کی مدد سے ہماری ضروریات ممتا ہوتی ہیں۔ اور یہ دونوں

چیزیں پہلے سے مرتب ہو چکی ہیں۔ کوئی ایجاد ایسی نہیں ہوئی جس کا مواد پہلے ہی نہ ہو نہ رہا ہو۔ اسی طرح ہمیں کبھی کوئی ایسی بیماری نہیں ہوئی جس کی دو اُفطرت میں پہلے ہی موجود نہ ہو یہ بات نظامِ مقدّر کے وجود پر ناقابل تردید دلیل ہے۔ یہ کوئی امر اتفاقی نہیں بلکہ ایک ایسے دماغ کا حکم ہے جو پہلے سے موجود تھا ۛ

**بیرونِ کلیسیا خُدا کا تخیل** { اس رسالہ اپریل نمبر اسلامک ریویو میں مینے اس سلسلہ منساہین کی طرف اشارہ کیا ہے جو ڈبلیو بریٹل کی فرمائش پر چند اصحاب نے خُدا کے تخیل کے بارے میں سپردِ قلم کب کے اخبارِ رند کو دین شروع کیا تھا۔ مینے رسالہ اسلامک ریویو اپریل ۱۹۲۱ء میں مشرقِ مشرق اور وِلفنگسن کی تحریرات کا ذکر کیا تھا۔ اہم تیسرے صاحبِ مال اُن کا جو امریکہ کے مشہور جوشی موسیقی دان اور مغنی ہیں ذکر کرتے ہیں اُن کی تحریر باغِ گلِ شوق ہے سوئے پسند باتوں سے مثلاً اُسلام ایک افریقی مذہب ہے ہمارا خیال ہے کہ ان کا اشارہ غالباً اس پناہ کی طرف ہے جو ہم جو مش کے بادشاہ نے ابتدائی مسلمانوں کو دی تھی۔ جو عربوں کے ظلم سے تنگ ہو کر اس کے ملک میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ یوسف کی تلے میں یورپ کا سوچہ تمدن انجامِ کار تباہ ہو جائیگا۔ اور زمینِ مہینہ کے لئے اس میں نہ کوئی بات بھی مُستفیدِ مطلب ثابت نہ ہوگی۔ چنانچہ اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں :-

”یہ ایک مسیحی تہذیب خیال کی جاتی ہے۔ اور وہ سر تا پا غیر صحیح اُہلوں پر کاربند ہے۔ اس پروردہ لوگ حکمران ہیں جو حکومت کے طالب ہیں دولت کے جھوٹے ہیں اور طاقت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ دُلِ عظمت کے رُخِ خیال میں جو خیال نظر آتا ہے۔ یا مخفی طور پر موجود ہے وہ مہربان خُدا کے عقیدہ کی رُو سے مسلسل کفر و عصیان ہے“ ۛ

سُراسر البنِ خود بھی مسیحی ہیں۔ اور وہ سبجا طور پر افسوس کرتے ہیں۔ کہ کبھی مالک میں حالات بدتر ہو جاتے ہیں۔ لیکن کیا اُنہوں نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ وہ آسمانی بادشاہت جب کا ذکر شروع نے کیا بدتریں کہنے انہوں نے نہ غائب بھی کیوں یسوع کے شاگردوں کی متبیین نے نیاس قائم نہیں کی۔ بلکہ اُس شخص کے متبیین نے جسے یورپ کے لوگ غلطیِ یسوع اور یسوع کے مذہب۔ نون کا اُن سمجھتے ہیں۔ اس وہ مذہب کہ ابھی مُحمّد ہی کی ہے۔ اور اگر آج محبت کا





”یہ مذہب کی منزل تک پانچ ہی..... جیکب میں ایک نچلی تھی۔ اور اگرچہ میں طبعاً اور روحانی دونوں طرح کو جو اہلی حق صریحاً ایک ہیں انہی میں سے حقائق اس پر عمل کرتی رہی۔“  
 آخر کار رکھ دیا اور اس کے پیش کردہ خدا دوازیں۔ نہ ان اس میں ہرگز نہ سو حروف نے فطرت کو جو علم شروع کر دیا۔ اس روشنی کی مدد کو جو ان کے دینہ میں موجود تھی۔ وہ اپنے خیالات کی روانی کا ان الفاظ میں تذکرہ کرتی ہیں :-

”مجھے یاد ہے کہ سال کے پہلے مجھے کل لالہ کو دیکھ کر سرخ ہو گئی تھی۔ یہ بات اتنا قریب سے طبع ملکر ہو سکتی تھی۔ مجھے اس سنہری چھوٹے کو دیکھ کر اس قدر سرخ ہو گئی تھی کہ وہ اس شکل پر اس طرح جھگڑا اور ازلہ زلی سنا زلی میں مجھے کسی چیز نے اس طرح متاثر نہیں ہو کر دیا۔ پھر اس سہانی کے تعلق کیا کہ جاتے جو ہیں جیسی گوشت کی تھی۔ آگے لنگر کے گنوں کی امداد کیوں مسترت ہو کر؟ اور یہ محبت امداد دیتی کے ہزاروں نشانات جو ہمارے گرد و پیش موجود ہیں کہاں سے گئے؟  
 اپنے میں جیکب نشان ان لوگوں کی طرف سے تھے ہی جو کسی انجام یا شناخت کے متوقع نہیں تھے کیا خدا کو اس کی وہ اس پر جو زندگی کی خواہش صورت شہادت میں ان کے ہمارے کی جھگڑا کر ہو گئی تھی جسکے دے کر ہادی ہیٹ کے پردوں کے زادیہ تک نظر آتی ہیں۔“

”روحانی سرست کے ان تین ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے بعد میں موصوفہ نے یہ خلاصہ پیش کیا ہے۔  
 وہاں میں اس ہر شخص کو ہو سکتی ہوں۔ کہ کائنات میں ایک طرح کی ہم آہنگی موجود ہے۔ اور میں سب کو اس پر مطابقت پیدا کرنی چاہتا ہوں۔“

**مذہب کا فرض ہے کہ ہماری باطنی روشنی میں اضافہ کرے** | یہ سنی طریق جس کی مدد میں لوگوں

ان نتائج تک پہنچیں کسی کو سمجھنے والے آدمی کی ایک مثال ہے۔ مذہب اگر وہ بنی نوع آدم کیلئے مفید ہے کا تاثر ہے۔ تو اس کی پسینہ ضروری ہے۔ کہ وہ اس طریق عمل میں مدد دے کر دے اور اسے منزل مقصود تک پہنچنے کا راستہ دکھائے۔ قرآن کریم نے مذہب کے اس پہلو کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے کہ ”اپنی روح مذہب کی طرف متوجہ کرو۔ جو اللہ تعالیٰ کی فطرت میں ہے۔“ (سورہ ابراہیم ۳۰-۳۱)  
 گویا مذہب انسانی نوع کی ہوتی اور غیبی دی نوروں کا شائع ہے۔ اور ان کا وہ شانہ طویل رہتا

بھی ہر آپ ہمہ جدید (نہج) کے تمام صفحات دیکھ جائیے۔ آپ کو ایک حق پرستی ایسا نہ ملے گا جو ان خیالات سے مطابقت رکھتا ہو۔ یا ان احساسات کی رہنمائی کر سکتا ہو جن کا ذکر اقبالؒ نے بالابینا ہو، لیکن قرآن شریف میں آپ کو ان حوالوں کے دیکھنے کے لئے زیادہ دینی گروائی کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن شریف میں ایک پوری صورت موصوفہ (رحمن) میں اللہ کی کائنات پر انسان کی نظریات کی چھٹی کی گئی ہے جس نے اس کائنات کی شکل اختیار کی ہے جس میں ہم بستے سمجھتے ہیں +

خدا کی بیشتر میرکات کی خاص صورتیں جو ہیں جسمانی ضروریات اور آرام عطا کرتی ہیں، زوراً زوراً ایمان کی لگی ہیں۔ اور ہر ضرورت کے بعد اس آیت کو دہرایا ہے کہ پس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں کو کھٹکھاؤ گے؟ یہ انسانی فطرت اس سے بہتر اپیل تصور نہیں کی جاسکتی +

**کائنات میں باقاعدگی** { اس موضوع نے ایک ایسے امر کا اظہار کیا ہے جو دراصل اسلام کا خلاصہ ہے اس کے معنی میں صلح کرنا یعنی خیال قبول اور فعل تینوں کے ساتھ ہکا اپنے لیے شعور کے ساتھ کائنات کی عالمگیر رسم آہنگی سے موافقت کرنا۔ سورۃ مذکورہ بالا کے ابتدائی ہی میں ہماری توجہ کائنات میں نظم و آہنگ کی طرف مبذول کی گئی ہے۔ اور ہمیں اس ہم آہنگی کو اپنی حرکات میں قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اوشاد ہوتا ہے ”متموج اور چاند اپنے اپنے اندازہ کی پیروی کرتے ہیں۔ پودے اور درخت اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اور آسمان کو اس نے اونچا بنایا اور میزان قائم کی۔ تاکہ تم میزان میں کمی بیشی نہ کرو۔ اور توازن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو۔ اور میزان کو ناقص نہ بناؤ (۵۵: ۵ تا ۹) +

اور حقیقت یہ کہ اللہ رب العزت عطا ہی اس کو کیا ہے کہ انسان اپنی زندگی کی کشمکش میں اعتدال اور توازن کو دیکھو بیٹھے پس وہ نہ بے جوہر زندگی کی مختلف اہمیتوں کا علم نہیں پاتا۔ دراصل نہ نہیں بے خواہ وہ کسی ہی اوزان خیالات خط کرنے کا مدعی کیوں نہ ہو +

**نذر ہر شے میں جلوہ گر ہے لیکن ہر شے خدا نہیں** { اس موضوع نے ان الفاظ میں اپنے

خبروات کو ختم کیلئے یہ سبقتی قیون لطیفہ مسرت حیات کام کرنے کی خوشی کسی مقصد کے حصول  
کے لئے کسی کا احساسِ فرائض جمائی آئی، اُن کی حق و جان بخشش کرنے اور دوسرے کو بخشش لینا اور  
اور دینے کی مسرت ملیں ہاں خدا تو ہر شے ہے ۛ

ہمیں ہر صوفیہ کے ساتھ ایک حد تک اتفاق کرتے ہیں لیکن پورے طور سے نہیں خیر آن شیخ  
بھی زندگی کی ان خوشیوں کا ذکر کرتا ہے: چہ باری روحانی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ بلکہ خدا کی مشورہ  
ہمارے اندر پیدا ہونے کیلئے ان کو ضروری قرار دیتا ہے، لیکن اس طرز خیال میں انسان کیلئے جو خوشواری  
ماتحت ہو جاتی ہے، اس کو بھی آگاہ کر دیا ہے جسب منشد نے قرآن مجید میں اُس قدر اُن کی تسبیح کو ختم نہیں کرتیں  
جو مقصود حیات ہے۔ یہ تمام برکات و نعمتیں اُن کی ہمارا تعلق وغیرہ جو اصل زندگی کا دوسرا  
نام ہے اور جو حق اپنی تگابیت کے اس قدر چھپ ہے نہ اصل خدا کی نشانیاں ہیں اور وہ خدا  
اگرچہ ان سب کو خلق اور مدح پر لیکن ان سب سے بالاتر اور بلند تر ہے۔ اب ایک طرف قرآن کہتا ہے کہ  
نشدہ ذات ہے جس پر سب کا انحصار ہے (۱۱۲: ۱۱۲) اور یہ کہ جس طرف تم کو اس طرف  
خدا کا مقصد ہے (۱۱۵: ۲) اور یہ کہ تم تم سے تمہاری رب جان و بھی زیادہ قریب ہے دوسری طرف  
اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ کوئی شے اس کی مثل نہیں (۱۱: ۴۲) آنکہ اُسے محسوس نہیں کرتی (۱۰: ۴)  
لیکن قرآن کے فوق ان کائنات سمجھنے پر زور دینے کے علاوہ قرآن نے صفات طور پر بتا دیا ہے کہ مخلوق  
ایزدی کا احاطہ نہیں ہو سکتا: ”رحمن کی بناوت میں ہمیں کوئی نقص نظر نہیں آئے گا۔ پھر  
غور کر کے دیکھو کوئی بد نظمی نظر نہ آئیگی۔ پھر نگاہ ڈالو یہ اللہ تمہاری نگاہ فرماندہ ہو کر تم تک واپس  
آجائیگی“ (۴: ۶۷) پھر فرمایا کہ اگر تمہارا روشن بینی بن جائے میرے کبے کلمات اچھے کیلئے  
تو سمندر کا پانی ختم ہو جائیگا مگر میرے رب کے کلمات ختم ہونگے خواہ ہم اس کا کبھی سمندر کا مثل  
ہی نہ کیلئے کیوں سے آئیں (۱۸: ۱۰۹)

پس اگر خدا کی منشر نساء کا احاطہ کرنا ہی گویا خدا کا احاطہ کرنا ہوتا تو ہم اس خبر پر نہیں نہکتے ہو  
ہمیں روزمرہ اشیاء کے مشاہدہ میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس قدر وسیع ہو کر کہیں تک نہیں سکتے لیکن حقیقت یہ  
کہ تیرے کائنات بیش از بیش خدا کی ازلی شکر کا صفت اپنے ترین خاک پرین کر سکتی ہے۔ بلکہ صبر و  
پر ایک نقاب ہے۔ خود اس پروردگار کو دیکھنے کیلئے انسان کو ایک محض جس کو ترقی دینی لازمی ہے چنانچہ

جو اس کے علاوہ ہر جو صرف مادی اشیاء کا مشاہدہ کر سکتی ہیں۔ یہ صورتیں تھوڑے عرصہ کیلئے بہادر اندر تحریک پیدا کرتی ہیں۔ اور پھر غائب ہو جاتی ہیں۔ اور اپنے پیچھے ہمارے دلوں میں دھجکلی طاقیں چھوڑ جاتی ہیں جو زندگی کے رستہ کو جس وقت ہم مشکلات سے دو چار ہوتے ہیں، تو امریکا یا دینی ہیں صرف ان جو اس کے فتنو و نمایاں پر ہی ایک شخص کا ثنات کے ہم آہنگ فتنے سے بظاہر پیدا کر سکتا ہے۔ اور ان کی ازلی برکت سے متع ہو سکتا ہے۔ جو نامیدی کے موقوں پر بھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ سچ کہ قتلِ تخلیق اور وہ کم جو اس کو ظاہر ہوتا ہے، وہ ازلی طبقات سے ہمارے لئے پیغام لاتا ہے۔ لیکن ہمیں ان پیغامات کے آ رہا اور ادھر بھی دیکھنا ہے۔ تاکہ ہم ازلی ذات واحد کو پا سکیں۔ اور ہم اپنی نظر کو اس پیغام کے نشان میں محدود نہیں کر بیٹھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگرچہ مسلمان ہر شے میں خدا کا ہاتھ دیکھتا ہے۔ لیکن وہ کبھی نہیں سمجھتا کہ خدا اور کائنات ایک ہی شے ہے۔ اور یہ وہ غلطی ہے جو انسانی فکر کے رہتاؤں سے اکثر ہوتی ہے +

### مذہب کے متعلق اہل مغرب کی ذہنیت کا نقشہ

**نومبر ۱۹۷۱ء** کے آخر میں ڈیلی ہیرلڈ (لندن) نے چار مضامین شائع کئے جن میں اللہ تعالیٰ کے متعلق مطلقانہ کے چار بڑے آدمیوں کے جو بیگ لائف میں ممتاز مشیت رکھتے ہیں۔ خیالات کا اظہار کیا ہے چونکہ مذہبی معاملات میں اخبار نگاروں کی پالیسی بہت وسیع اور آزاد ہے۔ اسلئے ایسے خیالات و آراء کو جو اس اعتقاد عیسائیوں کے نزدیک اتحاد کی حد تک منجی ہوں وہ رد نہیں کر دیتا۔ ان مضامین میں بھی چار آدمیوں کے صرف دو ایسے میں جنہوں نے مسیحیت کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار کیا ہے۔ ان دونوں کے نام مسٹر جی کے چسٹرن اور مسٹر پال۔ البن ہیں لیکن باقی دو جنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار ایسے رنگ میں کیا ہے۔ کہ ان کا عیسائی ہونا اس کو ظاہر نہیں ہوتا اور تعجب یہ ہے۔ کہ یہ دونوں عورتیں ہیں۔ یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ بڑی لوگ اللہ تعالیٰ کا تصور قائم کرنے میں کلیسیا کو اب اپنا ناگزیر رہنما نہیں سمجھتے۔ کلیسیا کا روحانی امور کے متعلق دنیوی لیڈروں کے خیالات میں دلچسپی لینا اس بات کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ آج کل اس جزیرہ میں گھما بھما حالات پیش آ رہے ہیں لیکن سب بڑی عجیب بات یہ ہے۔ کہ عورتیں جن کے متعلق یہ خیال ہے کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں پڑیوں اور پادروں کی ہمت جگہ مستعد ہو جاتی ہیں، اب کلیسیا کی غلامی کے سبب لالہ کو قطع کر کے بیڑوں کو پیش پیش ہیں ایک منظم مذہب کے ساتھ اس قدر نفرت انگیز برتاؤ غالباً اس کی پیشتر دیکھنے میں نہیں آیا +

نقطہ نگاہ سے تنقید کرنا ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑی کاسلہ اپنے اندر حقیقت لکھتا ہے لیکن خواہ آپ خدا کو نہیں  
یا نہ مانیں۔ وہ مسئلہ بدستور حل طلب رہی تاہم ہے۔ اور اس نفعین پر پہنچ گیا ہوں۔ کہ مسیحیت اس کا ایک ہی  
معقول حل بتایا ہے +

دنیا کو خوب معلوم ہے کہ وہ معقول حل کیا ہے جو یہ کہ انسان اپنی گنہگار فطرت کی وجہ سے اس دنیا میں آیا ہے مگر  
اور یہی انسان کی فطرت میں چپی ہوئی ہے۔ اور کوئی شخص محض اپنی کوشش سے اس پر غلبہ نہیں پاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ انسان  
کے جیسے نکالے جانے کے لکھو کہ سال بعد خداوند نے اپنا اکلوتا بیٹا دنیا میں بھیجا تاکہ وہ فطرت انسانی  
کے اس بنیادی نقص کا کفارہ دے اور اسے لپٹ لے جائے کہ آیا اس کے بعد فطرت انسانی کسی طرح بدل گئی ہے یا نسل  
انسانی کا کوئی حصہ اس کفارہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے قریب آگئی ہے۔ لیکن جو لوگ انسانی بری کے سلسلے میں حل  
نظریہ پر ایمان لاتے ہیں انھیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس عقیدے کے مطابق انسان کا غیر ارادی شرور جو حقیقی  
صدیق تک نشو و نما حاصل نہ کر سکا +

لیکن اس کے خلاف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل مختلف اصولوں کی تلقین کی ہے اور ان پر  
عمل کر کے دکھایا ہے۔ یہ اصول مختلف طریقوں سے آزمائش کی بھی کوئی حوصلہ برکھتے ہیں۔ اور مسیحی عقیدے کے اندر  
نے جگہ حاصل کی ہے۔ اور انسانی زندگی کے بارے میں مسیحیوں کے مطمح نظر کو قطعاً بدل دیا ہے اسلئے تاریخ  
کے ایک طالب علم کیلئے اصلاح اور ترقی یافتہ مسیحی دنیا جو چودھویں صدی شروع ہوئی ایک ایسی دنیا ہے جو مسیحی  
معتقدات پر متفقہ نہ رہے۔ غالباً قومی وقار کے احساس کی وجہ سے ایمان لائے جوئے ہی لیکن عملاً مسیحی  
اصولوں کی متابعت کر رہی ہے۔ جس کے بغیر کوئی ترقی ممکن نہیں بالفاظ دیگر ایک مسیحی کی زندگی کا موجودہ  
دستور العمل اپنے عمیق پہلوؤں کے لحاظ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ماخوذ ہے۔ جن پر پے در پے  
کیلئے وہ ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ اسلئے ہر آدمی کے قوانین موت بیماری اور دکھ و تکلیف کے مقابلہ کی کوشش اور لوگوں کو  
زیادہ بااخلاق اور پابند قانون بنانے کی سعی سب کی سب اس مسیحی عقیدہ کے قطعاً خلاف ہے۔ جس میں اس سرزمین پر ان  
اور اس کی قسمت میں فطری اور ناقابل اصلاح برائی کا خیال مضمر ہے۔ اگر ہم اس سیر کو دیکھیں جو زندگی کو بہتر بنانے والی  
ان تمام کوششوں کے نیچے کام کر رہی ہے تو فوراً ہم ان اسلامی اصولوں کو مبینہ کر لیتے ہیں جو اس کی تہیں پہنچا دیں +

اسلام کا پیش کردہ حل { اسلام نے اس کا جو حل پیش کیا ہے وہ بالکل سادہ اور آسان ہے اسلام کے اصول

فطرتاً نہ تو نیک و نہ بد تھی اور نہ ہی گنہگار تھی اور نہ ہی گنہگار تھی جس کا زور خدا کے حکم سے دونوں طرف مساوی ہو۔ یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ وہ اپنی کوششوں کی کوترتی سے یا بدی کو کوئی کام اور دنیا کی کوئی چیز قطعاً نیک یا بد نہیں کہ اشیا میں برے پہلوؤں کی موجودگی اور قلب انسانی میں ہی کار حجان اس حقیقت پر مبنی ہے کہ انسان کو فاعل مختار پیدا کیا گیا ہے۔ دوسری اشیا کی طرح وہ صراط مستقیم پر چلنے کیلئے مجبور نہیں قرآن کریم نے اس بارہ میں صاف اور کھلے لفظوں میں فرمایا ہے صلا اکملہ فی الدین قد بین اللہ بشد من الغی (دین میں کوئی جبر نہیں تھی اور ہدایت بدی کی علیحدہ اور مختار کردی گئی ہے) +  
موجودہ زمانہ میں انسان کیلئے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ کس طرح سوا خلاق آزادی کے داعی ہیں اور آزادی غلط کاربوں کی طاقت اور گنجائش پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن یہ تعجب انگیز امر ہے کہ یہاں ہول نام گذشتہ صدیوں میں فاضل مسیحی علما کی عقل و فہم کو اختیار کرتے ہوئے ہیں +

**کیا خدا قلب انسانی ایجاد ہے؟** اس سوال کے متعلق سب سے زیادہ ائمہ زائر سے اس میں لکھنؤ نے دی ہے شہر ذیل الفاظ میں انہوں نے ایک عظیم الشان صداقت کا اظہار کیا ہے :-

”ایک جو جس نے لندن پولیس کوٹ میں یا ترائی کے چوری کیلئے گھر سے نکلنے پر پہلے وہ ہمیشہ قیام کر لیا کرتا ہے کہ وہ پکڑا جائے یا پادریوں کو کوئی اختلاف نہیں رکھتا جو مجھ جیٹ کے لئے کھڑے ہو کر اپنے سخی بھائیوں کی ہمت کیلئے ضرر سے ادا طلب کرتے ہیں؟“

ہاں یہ نئے الحقیقت ان خداؤں کا اندازہ ہے جو انسانوں نے اپنی سفلی خواہش کو بنا رکھے ہیں۔ اور اس اندازہ کا یہ اثر ہے کہ نسل انسانی کے عقلمند طبقوں میں مذہب کو بالعموم اور خدا کے خیال کو بالخصوص خراب و ستہرا کا آماجگاہ بنالیا گیا ہے۔ نئی نوع انسان کی یہ بدعتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق موجودہ خیالات کسی بلند تصور کو قائم کرنے کے بجائے جو انسان کی روحانی ترقی اور کمال تک پہنچنے کا موجب ہو۔ ایک ایسا نقطہ نظر اور یک طرفہ سیداکر دیتے ہیں جو فطرت انسانی کو لگاؤٹے اور گندہ کرنے کا موجب ہے۔ اس قسم کا ناپاک اثر مذہب میں آسانی سے نظر آ سکتا ہے۔ اور ہر جگہ (مسیحی یورپ میں بالخصوص) کھلے طور پر دیکھتے ہیں کہ اس لئے یہ تعجب انگیز امر ہے کہ یہاں کا موجودہ مذہب خواہ وہ رائج العقیدہ مسیحیت سے تعلق رکھتا ہو یا انوکھا کلیسیا سے موجودہ دنیا کے سوچ و دیکھ رکھنے والے نوجوانوں کے قلوب سے نکل چکا ہو ایسے مذہب کی انہوئی نسلوں کے قلوب سے مرجاتا نئے الحقیقت نسل انسانی کیلئے ایک بہتر مستقبل کا پیش خیمہ ہے +

**مسیحی مذہب بھی جمود کے زنا کی ایک یادگار ہے** | مس لکھنؤ نے مسیحی مذہب پر تنقید کی ہے

وہ بہت جرات آمیز ہے +

یہ (سجیت) اس ماند کی یادگار ہے جب کلیسا سائنس کو روک دیا۔ جب سائنس کی تحقیقات کے لئے قلب انسانی کے دروازوں کو بند کر دیا گیا، اور اپنے ہی خیالات میں غور ہو گیا، پیچیدگیوں پر سمجھ گچیاں اس نے پیدا کیں جیسا کہ آکسفورڈ کے عقیدہ کا حال کر کہیں تین ناقابل فہم خدا تھیں بلکہ ایک ہی ناقابل فہم خدا ہی تین نامعلوم خدا تھیں بلکہ ایک ہی نامعلوم خدا تھا۔ ان جیسے لوگوں کے خلاف جو اس زمانہ میں مذہبی تنقید کا کام کرتے ہیں، مس و لکٹن کے خیالات کوئی مبالغہ نہیں ذیل کے الفاظ میں انھوں نے اپنے ہم مذہبوں کو ایک قیمتی مشورہ دیا، کہ

”اپنے آپ کو غور پر ایک الہامی مذہب کا دارالہادہ ایک ایسا مرکز بنو کہ وہ سمجھنے کی بجائے جہل کا تمام علم رکھتا ہو اور ایک نہایت خوب صورت عقیدہ کی شکل یعنی اللہ تعالیٰ کے فعل قرار دے سکتا ہے پس پھر سے چھوٹے بچے بن کر نہیں بلکہ نہایت عاجز و متلاشی حق کی حیثیت میں سائنٹیفک ایسٹریج کی ہلیز پر چڑھ جانا چاہئے۔ آگے چل کر پھر لکھا ہے۔ کہ

”مجھے یقین ہے کہ نسل انسانی کے بچاؤ کا مرتبہ ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ انسانی قلب سائنٹیفک حجاب جو صرف علوم طبیعیات کے سے تعلقی رکھتا ہے زمین پر انسانی زندگی کے ہر ایک پہلو کو ایک مخلوق ہے۔

**سائنس کے خدا** { لیکن موجودہ مذہب کی ان تمام برائیوں اور نقائص کو میان کرنے کے باوجود مس و لکٹن کوئی ہر یہ نہیں وہ ہر یہ بننے کیلئے ہرگز تیار نہیں۔ و بھتی ہیں۔ کہ ایک خوش نصیب انسان کیلئے یہ بڑا مشکل ہے کہ وہ دہریہ ہو۔ وہ موجودہ زمانہ نام نہاد دہریوں کی طرح علم طبیعیات اور اسکے انکشافات کی بناء پر کوئی نیا خدا بھی بنانے کیلئے تیار نہیں اس بارہ میں آپ بہت زیادہ عقلمند و واقف ہوئی ہیں۔ اور ذیل کے الفاظ میں مستند کرتی ہیں۔ کہ

”میں نہیں کہتی کہ ہمیں ایڈوانسڈ صفات رکھنے والے خدا کے سچائے سائنس کے کسی ہم تصور کو خدائی کے حق پر بٹھا دینا چاہئے۔ وہ سائنس جو انسانی زندگی کو سچا کرتی اور اسے مذہب بناتی ہے نہایت انسانی کے ساتھ اسے تباہی کر سکتی ہے۔

**نئی دنیا کیلئے ایک مذہب** { اس کے ساتھ لائق مضمون نگار نے یہ بھی یقین دلایا کہ یہ موجودہ نسل لانڈر کا قبہ نہیں ہوئی بلکہ ایک نئی پیدائش اگرچہ زیادہ غیر نمایاں خواہش نوجوانوں کے اندر موجود ہے کہ کوئی ایسا فلسفیانہ مذہب اور علمی ہنما انھیں مل جائے جو ان کی ذہنی ضروریات کے مطابق ہو۔ لیکن جس چیز کو رد کرتے ہیں وہ یہی تعلیمات ہیں جو ہر ایک علمی بات کو جو ان کے پڑھنے میں آتی ہے رد کرتی ہیں۔ یہی ہیں اس مسئلہ کا نہایت ہی ناگزیر پہلو قابل غور ہے ایسا مذہب کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے؟ کیا ایسی تحقیقات انسانی قلب پر جھوڑ دی جائے؟ کیا مضمون نگار کا خیال ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو ذہنی تغیر ہو رہا ہے؟ کوئی اتفاقی حالات کی وجہ سے؟ اگر ایسا یقین کر لیا اس کے بغیر زمانہ نہ آئیگا جب اس طرح اتفاقی طور پر ہمیشہ کیلئے تاریکی پیدا ہو جائے؟ یہ بالکل ناممکن سوالات ہیں اور مس و لکٹن کی طرح ایک پانڈت اور اور ڈیٹیکٹر کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے ہم انھیں یہ بتانا چاہئے ہیں۔ کہ

مخلوق خالق کے مقصد و منشاء کو سمجھ نہیں سکتی جب تک ظان خود اپنے منشاء کو ظاہر نہ کر دے انسان اپنی تمام فطرت و فطرت کے زیادہ سے زیادہ مخلوقات کے عام بیرونی نقشہ کو سمجھ سکتی ہے لیکن انسان کا انجام اس پر وہ فرائض جن کی بجا آوری اسے اس انجام تک پہنچانی ہو۔ ایسی باتیں نہیں کہ انسان انہیں اپنے آپ معلوم کر سکتا ہے۔ اپنی موجودہ وضع کے اعتبار سے تو انسان خود اپنے بھول کی حالت کو سمجھ نہیں سکتا۔ سب سے زیادہ عقلمند لوگ جو دنیا میں ٹھوکتے ہیں۔ وہ خود غیری کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں اس قدر مختلف رستے پائے جاتے ہیں اور انسانی قلب کے اور جہد و لبلاء کا اس قدر زور پڑا ہوا ہے۔ کہ سب سے زیادہ صفائی کی آنکھ رکھنے والے لوگ بھی مختلف اشیاء کو اپنی ظاہری حالت میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمان سائنس اور انسان کے قواسم ذہنی یقین ایمان رکھنے کے ساتھ اس بات کی بھی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کہ ایک الہامی مذہب انسان کے لیے ہونا چاہیے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ کوئی معدنیات کی چیز نہیں۔ اس لیے مژدہ مادہ کے ٹھوس میں جو کئی مخلوق ہو اسے تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ اسے معلوم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی موجودگی اور اپنے مقصد کا پتہ ہمیں دے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ وہ اپنے روحانی خلیفوں (رسولوں) کے ذریعہ سے اپنا الہام نسل انسانی کی طرف بھیجتا رہا ہے۔ حضرت مسیح اسی قسم کے ایک رسول تھے اگرچہ جس مذہب کو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ دھوکا اور قریب سے بڑھ کر کہیں جو الہام ان پر ہوا اس کو کمینہ فطرت اور خود غرض لوگوں نے اپنے ناپاک مقاصد کو پورا کرنے کے لئے بدل دیا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے الہام کو از سر نو بھیجنے سے کبھی اکتا یا نہیں۔ اگرچہ انسان کو اس میں رد و بدل کرنے کی عادت بہت ہے۔ تاہم یہ خدا کا کام ہے۔ کہ وہ تمام غلطیوں کو دور کر کے سب کچھ درست کر دے۔ عالم جسمانیات کا یہی حال ہے۔ اور روحانی امتداد میں بھی کوئی بات اس سے مختلف نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا الہام ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں پھر نسل انسانی کی طرف بھیجا۔ کیونکہ اس وقت جناب مسیح کا پیغام صفحہ ہستی سے بالکل مفقود ہو چکا تھا۔ اور علم و تہذیب کے جس دور سے آج ہم گزر رہے ہیں وہ اسی ربانی الہام کے نزول کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم اس نقطہ نظر سے تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہم یقیناً یہ معلوم ہو جائیگا کہ انسانی دماغ کی موجودہ سرگرمیوں کی اصل بنیاد وہ الہام الہی ہے جو ساتویں صدی عیسوی میں محمد رسول اللہ صلیم پر نازل ہوا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ الہام اب تک کسی طرح بھی محض و تبدیل نہیں ہوا۔ اگر ایک الہامی مذہب کو نہ ماننے کی وجہ سے ہوسکتی ہے کہ وہ سائنس اور علمی اکتشافات کا مخالف ہے۔ تو ایک ہر منیش انسان کو ہم یہ یقین لادینا چاہیے ہیں کہ قرآن کریم کے رستہ میں جو حضرت محمد رسول اللہ صلیم پر نازل ہوا یہ وجہ حائل نہیں ہوسکتی نہ اس کے (خواہ وہ الہامی ہو یا غیر الہامی) فرائض کے متعلق جو رومن یورپ کی موجودہ نسل نے اختیار کیا ہے۔ انہی ہم قدر کرتے ہیں۔ مذہب اگر کوئی چیز ہے تو انہی غرض سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہوسکتی کہ انسان کے انجام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مرضی کا انکشاف کرے۔ اس لحاظ سے مذہب کی کوئی جنگ سائنس میں نہیں



ہوسکتی کیونکہ سائنس بھی عالم جسمانیات میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی کا انکشاف کرتا ہے عیساولہ داریں انسان کی عقل و فکر ہی ایک چیز ہے۔ جو اسے کسی مذہب کا مکلف ٹھہراتی ہے۔ حیزاتوں سے یہ امید نہیں کی جاسکتی۔ کہ وہ کسی مذہب کی متابعت اختیار کریں یا کسی ضابطہ زندگی پر عامل ہوں بلکہ انھیں ایسے متوا بط کی پیروی یا ان کی مخالفت کے بارے میں آزاد خی چاہل ہے۔ اسلئے ایک سچا مذہب انسانی عقل و فکر کا مخالفت نہیں ہونا چاہئے۔ اسے نہ صرف ان امور کے موافق ہونا چاہئے جن کا مطالبہ عقل کرتی ہے۔ بلکہ اپنا دائرہ عمل اسے وسیع کرنا چاہئے۔ جیسے آدوورین انسان کی حدود نظر کو وسیع کر دیتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ سائنس کو اور زیادہ ترقی دے۔ نہ کہ اسے نیچے ڈال دے ضروری ہے۔ کہ وہ خاص نتائج تک پہنچنے کے لئے عملی فلاسفی کی امداد کرے۔ اگر قرآن کریم ایک الہامی کتاب ہونے کا دعوئے کرتی۔ اور بہت زیادہ قابل آدمیوں کی تائید کا مدھر ہوتی ہوئی ان تمام شرائط کو پورا کر دے۔ تو ہم نہیں سمجھتے کہ یورپ کی نوجوان نسل کو جو جن کنی ٹامیند ہونے کا دعوئے مس ونگنگ کو ہے ایسے مذہب کے اختیار کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے +

## مسلم مشن و ونگنگ (انگلینڈ) کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۲۴

بدی پیدا کرنا والا کون ہے؟

محترم شیفت ایڈیٹر صاحب رسالہ اسلامک ریویو  
آپ کی گزشتہ اشاعت میں حضرت نوح اور جمال الدین صاحب نے مسٹر گاندھی کے عالمگیر بیانیہ پر رائے زنی کرتے ہوئے بدی کی تعریف اپنے نقطہ نگاہ سے کی ہے۔ کہ کسی چیز کا غلط استعمال بدی ہے۔ لیکن یہ تعریف جامع نہیں ایک چیز کو کس خاص کام کیلئے پیدا کیا گیا۔ جس کو کسی اور فائدہ کا کام کہا جاسکتا ہے لیکن جب تک اسے دوسرے طریقوں پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جو حقیقتاً جڑ سے ہیں۔ اس وقت تک اس کا پیدا کرنے والا برائی کی ذمہ داری سے عہدہ ہرا کرنا کہ

ہو سکتا ہے جب تک کسی چیز کے استعمال کے تمام ممکن پہلوئیک نشیب کی طرف لیجانے والے  
 انہوں۔ اُس وقت تک ہم مجبور ہیں۔ کہ بدی کو اُس چیز کے پیدا کرنے والے کی طرف  
 منسوب کریں +  
 آپ کا مخلص

اے۔ جی لنکنز

اسٹر لنکنز نے معقول دلائل کی بناؤ پر مختصر اس عظیم بحث کی ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ مقنن  
 کا خالق اور تربیت کنندہ ہے۔ بعض وقت وہ ایک چیز کو پیدا کر کے اُس سے کئی کام نکالتا  
 ہے۔ خود اک وہ سب کچھ دیتا ہے۔ لیکن مختلف ذرائع اور مختلف مقدار میں دیتا ہے۔ اس لئے  
 اس کا ہر قسم کا استعمال نیک ہے، لیکن اگر ایک جنس دوسری جنس کے طریق کی اتباع کرتے  
 تو بغیر فطری کام ہوگا۔ جو موجب حضرت ہے، اللہ تعالیٰ کو سب کی ضروریات پوری کرنا ہے  
 اس فرض سے مختلف اشیاء پیدا کی گئیں، لیکن اگر کوئی شخص کوئی ایسی چیز استعمال کرتے  
 جو کسی دوسری مخلوق کیلئے کار آمد ہے۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہو کہ اُس کو تکلیف پہنچ جائے  
 تو بدی اور برائی کو وہ خود پیدا کرتا ہے نہ کہ اُس چیز کا بنانے والا تمام اشیاء اپنی خاصیت  
 کو اس وقت ظاہر کرتی ہیں۔ جب انہیں استعمال میں لایا جائے۔ آگ کو جب روشن کیا جائے  
 تو ضروری ہے۔ کہ وہ جلائے، لیکن آگ کے اندر اس خاصیت کو رکھنے والا اس نقصان  
 کا ذمہ دار کیونکر ہو سکتا ہے، جو ہماری غلطی اور بد استعمالی سے پیدا ہو۔ پھر اس حکیم خدا نے  
 مختلف اشیاء کی تکمیل کے لئے مختلف طریق پیدا کئے۔ وہ سب نیکی اور فائدہ کی طرف  
 لے جاتے ہیں، لیکن اگر ہم غلط طریق سے انہیں استعمال کریں۔ تو اس فائدہ سے ہمیں محروم  
 کر دیتی، بیشک اللہ تعالیٰ کا یہ کام ہے کہ وہ ہمیں سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرے۔  
 لیکن جب اُس نے اس کا رد یا تو برائی کے ذمہ دار ہم خود ٹھہر گئے، قرآن کریم نے ذیل کی  
 آیت میں اس تمام حقیقت کو بیان فرمایا ہے :-

وَعَلَى اللَّهِ قَدَرُ السَّيْلِ وَمَنَاجِرُ وِلْوَتَنَا لَهْد لَكُمُ أَجْعَدِينَ اَلَيْسَ تَعْلَمُونَ اَنَّهُ كَانَ لَكُمُ رِجْسٌ مِّنْ رِّجْسِهَا  
 اور کچھ طہریں کہیں بھی ہیں۔ اور اگر وہ چاہے تو تم سب کو سیدھے رستہ کی طرف لے جائے (۱۶: ۱۶)

قرآن کریم میں سیدھے رستہ کی طرف ہماری توجہ دینے کے لئے یہ آیت ہے کہ اگر ہم سیدھے رستہ کی طرف لے جائیں تو ہمیں  
 یہ ضرور یاد رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام میں سب سے بہتر ہے + مستحب

# تمدن اسلامی اور تحریک لائبریری

از جناب محمد حسن مصطفیٰ - اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

انسانی افسوس کا مقام ہے۔ کہ وہ ملت اسلامیہ کچھ عجیب علامتہ الناس کیلئے از المطالعہ لائبریریوں کو اپنے ملک میں ترویج دینے اور اُن کی امداد و سرپرستی میں سبکے پیش پیش تھی۔ آج اسکے جمود کا یہ عالم ہے کہ اب مسلم حلقوں میں اس مفید تحریک کی اشاعت میں کوئی خاص عملی حصہ نہیں لیا جاتا۔ یقیناً اس عدم توجہ کا زیادہ تر باعث مسلمانوں میں عام اقتصادی کساد ہے۔  
اس مختصر سے مضمون میں میں نے یہ کوشش کی ہے۔ کہ تاریخ کی روشنی میں ملت اسلامیہ کے سخت ذاتی اور پبلک لائبریریوں کی ابستدائی حالت اور پھر اُن کی تدریجاً ارتقاء فیتہ حیثیت کو منظر عام پر لاؤں۔

یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے۔ کہ مسلمان علیٰ العموم طبع زائد تصنیفات تراجم اور پھر اُن علمی و ادبی ذخائر کی فراہمی و تحفظ میں جو جہاں کہیں کر بھی انہیں ہاتھ لگتے رہے۔ متوجہ نہ رہے ہیں۔ اسلامی عہد میں علوم و معارف نے عظیم نشان ترقی کی۔ اکی و جریہ تھی۔ کہ اسلام اور جہاں باہم ایک دوسرے کے متبائن ہیں۔ اور ان کا آپس میں موانع ہو جا کبھی ممکن نہیں ہو سکتا لیکن یہ کہ عام طور پر لوگ اس بات کو نادراقت ہوں کہ عہد اسلام کے عین شوکت کے زمانہ میں جس قدر اُن گنت علوم کے مرکزوں علمی اداروں اور لائبریریوں نے نشوونما حاصل کی تھی۔ اس کا مقابلہ آج بھی ایک ایسے زمانہ میں نہیں ہو سکا۔ جبکہ مستند نظام کے ماتحت تعلیمی مراکز حیرت انگیز سرعت کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ دنیا تمام کی تمام جہالت اور تاریکی کے پردہ میں محجوب تھی۔ عرب علوم کا گہوارہ تھا۔ شہر شامی اس ریچہزار کے باشندوں کا ایک محجوب مشغلہ تھا۔ اور جو تھی کہ اہل عرب کی تجارت۔ مشرق و مغرب میں بھیلتی تھی۔ عربی سود اگر دیکھ لیں ساتھ ہی ساتھ چینی اور ہندوستانی حکماء کے ساتھ اختلاط و ارتباط کے باعث یہ خواہش پیدا ہوتی گئی۔ کہ وہ عرب کے تمام طول و عرض میں علم کی نشر و اشاعت کریں۔ حضرت نبی کریم کی نبوت کے

معاہدہ ہی مسلم خواتین تک تعلیم یافتہ اور علوم و فنون متداولہ سے بہرہ مند ہوئیں تو ان کلم نے عربی دل و دماغ میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ چنانچہ سینکڑوں غلط اور پاکیزہ مسلمانوں نے مقدس کتاب نور کو نہ صرف حفظ ہی کر لیا۔ بلکہ اسے ضبط تحریر میں بھی لے آئے اور حدیث نبوی کی یادداشت کو بھی عام مسلم طبقوں میں رواج عام حاصل ہو گیا +

خلفائے راشدین کے عہد میں علوم و معارف میں مزید اضافہ ہوا مختلف انواع علوم پر مشتمل کتب تراجم لگیں۔ اور جب عیسائی دیرینہ کرائے حکومت و شوق ہوئے تو ایک عیسائی عالم طبیعت شعیب ابن اصل اپنی ملازمت میں داخل کیا خلیفہ معاویہ کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کے باعث ابن اصل نے متعدد علم الادویہ کی کتابوں کا ترجمہ کر کے ان میں ایک بانٹ لیا اور قابل قدر اضافہ کیا۔ اس کے بعد پھر یونانی، پہلوی اور سنسکرت وغیرہ زبانوں کی کتب علم کو عربی زبان میں لیکھ تراجم مستقل کرنے کا سلسلہ عام صورت اختیار کر گیا +

اگرچہ ابھی تک حقوق و یہ نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ ابتداء کس مسلم نے ان تمام برائے گندہ کتب کو لائبریری کی صورت میں یکجا جمع کیا۔ مگر تاہم یہ تو ایک یقینی امر ہے۔ کہ علماء اور تعلیمی مسلمان مطالعہ کتب کے دھڑ شوق کے باعث دور دراز مقامات سے حیدر حیدر کتابوں کو حاصل کر کے پیش بہا خزانہ کی طرح انھیں اپنے ہاں محفوظ کرتے رہتے تھے۔ اسی ضمن میں محدثی حاصل علامہ جناب شبلی نعمانی نے اپنی کتاب "رسائل" کے صفحہ ۱۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی صیغہ اپنی کتب طبقات الاطباء میں حکیم مسروجیہ کے حالات قلمبند کرتے وقت ساتھ ہی یہ لکھتا ہے کہ عمرو بن عبد العزیز کو خزانہ الکُتُب (لائبریری) میں حکیم مسروجیہ کی کسی کتاب کا عربی زبان کو عربی میں ترجمہ شدہ نسخہ ملا۔ جس کو آگے پھر اس نے متعدد نسخے نقل کرائے۔ لہذا اس اقتباس کے پیش کرنے سے شبلی "یہ رسک قائم کرتے ہیں۔ کہ لائبریری خزانہ کتب کی تدوین کرنے والا سب سے پہلا مسلمان خالد بن یزید تھا +

خالد بن یزید جیسے علامہ ابن ندیم رحمہ اللہ کے خطا سب سے مخاطب کرتے ہیں ایک خوش ذہن و حاصل تھا۔ یہ ثابت خیال کھول کر علم و ادب کی خدمت کرتا رہا۔ اس نے وہاں ایسے یونانی فیلسوف جمع کر رکھے تھے۔ جو ملک مصر کے اطراف میں اقامت گزین اور زبان عربی پر کامل مہر رکھ

کہتے تھے۔ خالد نے انھیں ہدایت کر رکھی تھی۔ کہ یونانی اور کوپٹک زبانوں کی سب ایسی کتابوں کو جو علوم و فنون پر حاوی ہوں۔ عربی زبان میں ترجمہ کر ڈالیں (رسائل صفحہ ۲۴) ایک اور مقام پر پھر علامہ ابن ندیم مذکور رقمطراز ہیں۔ کہ خالد نے علوم مختلفہ مثل علم الادویہ علم نجوم و ہیئت علم کیمیا وغیرہ پر مشتمل تمام کتب کا ترجمہ عربی میں کروا ڈالا۔

پس ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ شبلی مرحوم رسائل کے صفحہ ۲۵ پر پورے زور سے یوں رقمطراز ہیں کہ:-

”عہد اسلام میں خلیفہ عمرو بن عبد العزیز مدتوں پیشتر لائبریریوں کا قیام ظہور میں نہ آچکا تھا۔ خالد بن یزید پہلا اموی بادشاہ تھا۔ جس نے پرائی کتب مطبوعات کے حصول کیلئے تلاش و جستجو کی لہذا اب ہمارے قیاس یقین کی حد تک پہنچ جاتا ہے کہ پہلا انسان جو حقیقی معنوں میں لائبریری کی تشکیل کا باعث بنا۔ وہ خالد بن یزید تھا۔“

بمرازاں پھر خالد منصور ایک ایسا شخص ہوا۔ جس نے تراجم کی تحریک میں پوری امداد و معاونت کی۔ خلیفہ ہارون الرشید نے تو ایک بلند پایہ علمی درسگاہ الموسوم بہ بیت العلوم قائم کر رکھی تھی۔ جس کے دو شعبے تھے۔ ایک حصہ محض لائبریری مشتمل تھا۔ اور دوسرا غیر ملکی زبانوں کی کتب کے تراجم کئے جانے کیلئے وقت تھا۔ خلیفہ موصوف کے جنرل وزیر اور سلطنت کے دستِ راست یحییٰ برمکی نے کئی ہندوؤں اور طبیبات کے ماہر ہندو کو ہندوستان کو منگوا دیا۔ چنانچہ اہل مغرب کو ہندوستانی مروجہ علم و ادب سے شناسا کرنے والے عرب ہی ہوئے۔ اسی زمانہ میں بانی فارسی نے بھی عروج پایا۔ کیونکہ یحییٰ مذکور نے فارسی الاصل ہونے کے باعث اپنی اس مادری زبان کی ترقی و ترویج میں پورا پورا زور دے دیا۔ چنانچہ علامہ شبلی مرحوم رسائل صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں:-

”اس پر مشکوہ لائبریری میں جو بیت الحکم کے نام سے موسوم تھی۔ علاوہ عربی کتابوں کے مشرکت فارسی۔ یونانی۔ کوپٹک اور چالینی وغیرہ زبانوں کی بھی لاتعداد کتب پائی جاتی تھیں۔ یحییٰ برمکی کے طفیل ہارون الرشید عزم و تحمل کے ساتھ مختلف ممالک و مختلف اہل سنت و مذاہب کی کتابیں حاصل کرنے میں سرگرم عمل ہوا۔ لائبریری مذکور کے منبہدار کے سب ایرانی تھے۔ اور پھر اس ضمن میں اس کو ملنے کہ خلیفہ کے فبات و تحمل کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ کہ ان شعبہ ہی متہم حکمہ تراجم اس بات پر ہمیشہ مامور رکھا

جاتا تھا۔ کعبوں کی عیب جوئی کھڑے۔ چنانچہ اس نے متعدد مکات میں مختلف عربی خاندانوں کے نقائص پکھیں۔<sup>۴</sup>  
باقی آئندہ

# میں کیوں مسلمان ہوا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

رسالہ اسلام کی یونیورسٹی اور سائنس ڈویژن ڈکننگ انگلستان کا سپر گروہ اسلامی لٹریچر ٹرھڈر اسلام مجھے اپنے اصل باب میں نظر آگیا۔ اور میں مسلمان ہو گیا

میں پیدا انٹی عیسائی ہوں۔ میرے والدین ایک معزز خاندان کے ارکان تھے۔ میں بھی بچہ ہی تھا۔ جبکہ انھوں نے رنگوں میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ جب میں گیارہ سال کا ہوا۔ تو ہمارے ایک مسلمان ہم ایہ نے میرے پاس مجھے اپنا مثنیٰ بنانے کی درخواست کی۔ لیکن میرے باپ نے منظور نہ کیا۔ شاید اس مسلمان کی دور رس نگاہوں نے میری آئندہ زندگی کا صحیح اندازہ لگایا تھا۔<sup>۵</sup>

مجھے بچپن ہی میں مذہب کے بہت سی باتیں تھیں جو بچوں کا ادب کرنا میں اپنا فرض اولین خیال کرتا تھا۔ اسی وجہ سے میں اپنے خاندان میں ایک ہونہار نوجوان تسلیم کیا جاتا تھا۔ میں اپنی برادری کی ہر شادی اور غمی کی تقریب میں شامل ہوتا تھا۔ ایک روز میرے ایک دوست کا بچہ گزر گیا۔ میں اس کے جنازہ کے ہمراہ گیا۔ قبرستان میں بچے کی تدفین کے وقت بہت بھگڑا ہوا۔ اس لئے کہ بچے کو ابھی تک ہتھم نہیں دیا گیا تھا۔ پادری صاحب نے بچے کو قبرستان کی حدود میں دفن کی جانے کی بات کہی۔ یہ واقعہ بظاہر بہت معمولی ہے لیکن اس کا اثر میرے دل پر بہت گہرا ہوا۔ میں اس مذہبی نظری سے حیران رہ گیا۔ میں نے اپنے بزرگوں سے اس کے متعلق کئی سوالات کئے لیکن مجھے یہ جواب ملتا رہا۔ کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے۔ مجھے اس میں دخل دینا نہیں چاہیے۔ اگرچہ میں نے اپنے میری گفتگو کا سلسلہ ختم کر دیا۔ لیکن میرے خیالات میں ایک تلاطم پیدا ہو گیا۔ اور طبیعت افسردہ ہو کر رہ گئی۔

تھوڑے عرصہ کے بعد مسئلہ تخلیق کے متعلق میرے دل میں شکوک پیدا ہونے لگے۔ اور میں اُن کے ازالہ کیلئے مذہبی مجالس میں شریک ہونے لگا۔ میں نے پادریوں سے مل کر مضمین کی ٹیکہ لگائی بھی مجھے اس مسئلہ کا قائل نہ کر سکا۔ ان کے تفسیلی بحث جواب اسکے دن بدن میرے شکوک بڑھتے گئے۔ یہ مسئلہ کسی طرح بھی میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ میں نے اپنی مذہبی کتابوں کا بغور تفتیش مطالعہ کیا۔ لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اب میں نے اس بات کو بھول جانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش کو اور اڑھائی نٹاؤں پیدا ہوئے۔ اور مجھے ہر وقت ایسی گام خیال رہنے لگا۔ میری عقل میرا مطالعہ اور مذہبی صحبتیں اس مسئلہ کے حل کو بالکل نامکمل ثابت ہوئیں۔ میرے مذہبی مطالعہ نے میری مشکلات میں کئی اور اضافے کر دیئے! اب میرے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ کہ میں اپنی بیقرار یوں کو دوسرے مذاہب کے سامنے پیش کر دوں۔ اور اُن کو مرض کی شفقت طلب کر دوں +

سب سے پہلے میں نے ہندو مذہب کی طرف توجہ کی، اس میں مجھے چھوٹ چھوٹ جھانک بھٹ پرستی اور شادی بیوگان اور طلاق کے متعلق کئی غیر فطری مسائل نظر آئے۔ اور دل برداشتہ ہو گیا۔ یہاں سے ہٹ کر میں مذہب کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اُس کے پیروں سے راہ درم سہاگنی مذہبی علماء سے ملا۔ اُن کی عبادت نگاہوں اور مذہبی مجالس میں شریک ہوا۔ اُن کی کتابیں پڑھیں اس مذہب میں روم اور محبت کا جہز بضرور کسی حد تک پایا جاتا تھا۔ مگر اس کے عام اصول اور احکام ناقابل عمل تھے جس مذہب کے اصولوں پر انسان عمل نہ کر سکے۔ وہ مذہب حقیقتاً سچا مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا +

اس قدر بریشانی اور بیقراری کے باوجود میں اس وقت تک عیسائی تھا۔ اور اپنے مذہب (عیسائیت) کے احکام کا پورے طور پر پابند تھا۔ ہر آواز کو عبادت کیلئے گرجا جاتا تھا لیکن میرے دل کی گہرائیوں میں حقیقت کے بے تابانہ دلو لے اٹھ رہے تھے اب آخری چارہ کا کے طور پر میں نے اٹھ کھڑی طرف رجوع کیا۔ اگرچہ ابتدائی تعلیم اور ماحول کے اثر و سیرا دل اسلام سے سخت متاثر تھا۔ میں متعدد بار اسلامی تعلیمات کے خلاف عام جلسوں میں چمڑہ زور قریں کر چکا تھا۔ اس وقت میرے مخالفانہ خیالات کی عین حالت تھی۔ اگرچہ میں اس پہلے

بھی متعصبانہ نظروں کو ایک دو اسلامی کتب کا مطالعہ کر چکا تھا۔ لیکن اب سچائی کی تلاش نے مجھے  
 پھر اسی راستہ پر لا ڈالا۔ اور میں نے ایک مسلمان دوست کے جسکے ساتھ میں کئی دفعہ پُرچوش سبھا  
 کر چکا تھا۔ امداد کی درخواست کی۔ اس نے میرے کئی سوالوں کا تسلی بخش جواب دیا۔ اور ساتھ ہی  
 یہ واضح کر دیا کہ اس کا مذہب ہی مطالعہ کافی نہیں ہے۔ مسلمان دوست نے میرے لئے کئی کتابیں اور رسائل  
 مہنت کے (رسائل اسلامک، نیو یو اور مسلم شن و کنگ انگلستان کا سپر اڈورہ اسلامی لٹریچر ایمری  
 کامیابی کا پہلا ازبہ ثابت ہوئے۔ ان رسائل اور کتب کے پڑھنے سے مجھے اسلام اپنے  
 اصلی لباس میں نظر آنے لگا۔ میرے دل پر بڑے اور سیودہ خیالات زائل ہو گئے۔ جب میرے دوست  
 نے میرے خیالات کی رفتار پر نظر کی۔ تو اپنی تمام اسلامی کتب کی لائبریری مطالعہ کیلئے میرے محل  
 لڑی۔ یہاں میں نے پوری دھجی سراسم کے متعلق مسلمان اور عیسائی مُتصفین کی کتابیں  
 پڑھیں۔ میں نے دیکھا کہ اسلام اپنے اصولوں کی صداقت کے باعث ترقی پذیر و مہرِ مسائیت  
 مذہب و روشنی چلی جا رہی ہے۔ خاص طور پر اسلئے کہ اس میں حضرت عیسیٰ کی تعلیم کا جنل بہت کم باقی رہ گیا  
 ہے۔ اور اس کی پاکیزگی۔ سہر دئی خوت خدا اور سادگی بڑائی اور دنیاوی جاہ و جلال کی  
 عرص اور طبع کو بدل گئی ہے۔ اور اس تبدیلی کے باعث مسیحی دُنیا روز بروز روحانیت سے بھٹک رہی ہے  
 ورتباہی کے غام میں گڑ رہی ہے۔ اور عیسائیت کے را کہیں دنیاوی خیالات کو روحانی خیالات پر ترجیح  
 دینے لگے ہیں لیکن اس کے برخلاف اسلام ایک نرد اور عالمگیر دین ہے۔ اکی عظمت کا محل چند سادہ  
 اصولوں پر کھڑا ہے۔ مثلاً نماز، نیچکا۔ حج۔ روزے۔ زکوٰۃ۔ امت مسلمہ بڑی باقاعدگی کو ان اصولوں پر  
 عمل پیرا ہے۔ اور یہ اصول فی نفسہ اس قدر آسان ہیں۔ کہ ایک معمولی فہم و فراست کا آدمی انہیں بخوبی سمجھتا  
 ہے۔ اور عمل پر اپنہ سکتا ہے۔ یہ اصول خوت خدا کا سرچشمہ ہیں یہاں عیسائیت کی سی حالت نہیں کہ ہفتہ  
 س اکیدن سے دلی کے ساتھ گرجے گئے۔ اور اُونگھتے شئے پادری کا وعظ سنا۔ اور آخر تک  
 نبوی خیالات کی آؤد میں مستغرق ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ احصاء کے مہول فطر کے مطابق ہیں۔ یہ  
 نظمِ لشان نہ ہا فوٹ مساواتِ الصفت اور آزادی کے ستوں پر قائم ہے عیسائیت دئی تی کے خیالات میں  
 فرق ہے۔ اور روحانیت کے فضائل کو عادی ہے۔ میں نے مطالعہ اسلام اور غور و فکر میں کئی سال صرف کے عجب  
 اسلام کی صداقت اور اکی (عیسائیت پر) فوقیت کا یقین ہو گیا۔ تو میں عیسائیت کے دامن جھاڑ کر  
 ہوا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ اسلام ہی ایک سچا اور عالمگیر مذہب ہے۔ +



# صفت الہیہ اور سیرت انسانی

بقلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحبِ ظلہ العالی

اسلام میں مذہب کا مفہوم محض مقررہ رسوم کے ساتھ خدا کی پرستش کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا خاص مقصد انسانی کیرکچر کی تشکیل میں مضمر ہے۔ اسلام میں پرستش الہی کے معنی یہ ہیں کہ انسان خدا کی ان صفتوں کی پیروی کرے۔ جو نظامِ فطرت میں ہنویہ ہیں۔ نیچل تھیل الوجی درہل الہیت قرآن ہی کی تفسیر ہے۔ اس میں خدا کی صفت کا ذکر ہے۔ جن کو اگر ہم پسند اندر پیدا کر لیں۔ تو پچھے شہری بن سکتے ہیں۔ نئے الحقیقت ہیں خدا کی ذات کے متعلق کچھ بھی علم نہیں ہے وہ ناممکن التعمیم ہستی ہے۔ لیکن اگر کارگاہِ فطرت پر نظر کرنے سے اسکی ہستی مبرہن ہو سکتی ہے۔ تو اسی فطرت سے اس ذات پاک کی چند اہم صفت کو بھی نمایاں کر دیا ہے۔ قرآن پاک نے ان کو جمع کیا۔ اور اسمک حسہ کے لقب سے پیش کیا ہے۔ اور یہ اسماء محض اُن مشن کا نام ہیں جو ان نظام کا امتضا میں شمل ہیں۔ اور کوئی شخص بھی اُن کے تسبیح پر الزام نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو تہذیب انسانی کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اسکا ہر توازن و سادہ نہ مضرت مار دیتا ہے۔ کہم مشن الہیہ سے واقفیت حاصل کریں۔ اور بقول قرآن اگر ہم اتباع الہی کریں تو ہمارا ایمان کامل ہو سکتا ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ مشن شہریت کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے لاادری سے لاادری انسان بھی ان اسماء کی ضروریات سے کس طرح بے نیاز ہو سکتا ہے بحیثیت حاکمانِ کائنات یہیں علم حکمت حلال پاکیزگی فصاحت اور نقائص کو پاک سونے کی انشد ضرورت ہے ہمیں اپنی زندگی کے بقاء و استحکام کیلئے بہت سی چیزوں کے مہیا کرنے کی ضرورت ہے اسلئے ہمیں خود لیاقت اور قابلیت درکار ہے۔ اور یہ بھی کہ کائنات کی قوتوں کو کس طرح زیر نگین کیا جاسکتا ہے ان باتوں کا ہمارے حیطہ لیاقت میں داخل ہونا ضروری ہے \*

قرآن اسی کو نہ مضرت مار دیتا ہے۔ اور اسی نے ان باتوں کو صفات الہی کے ذیل میں بیان کر دیا ہے ہم حسب الہی کو اپنا نمونہ قرار دیتے ہیں۔ اور اسکی تسبیح کو تریضہ نہ ہی یقین کرتے ہیں صیغہ

ہمارے لئے اخلاقیات کا بہترین دستور العمل مہیا کرتی ہیں۔ اور نظم و نسق کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہیں +

سب سے پہلے میں ”علم“ کو لیتا ہوں۔ جو دراصل مجملہ اسماء پر حاوی ہے۔ اگر ہم علم حاصل کر لیں تو مجملہ باتیں ہیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ قرآن نے حصول علم کے مختلف طریقے بیان کئے ہیں۔ اور اس اسمائے ذیل میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

(۱) عالم الغیب وہ جو غیر مشہود اور مخفی اشیاء سے واقف ہے۔ ہمارا علم اسرار کئی قوت بھی مرتبہ ایزدی تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن سائنس کے مختلف شعبوں میں ہمارا علم اور فن و فطرت کی غیر معلوم اشیاء کے سمجھنے میں ہمارا معاون ضرور ہو سکتا ہے۔ ہمارے تخمین و اندازہ کی بدولت بہت سی پوشیدہ چیزیں مسلم ہو سکتی ہیں۔ اور ہماری ذہنی آنکھ ان چیزوں کو معلوم کر سکتی ہے۔ جو جسمانی آنکھوں سے مخفی ہیں۔ نیز وہ بہت سے حقائق ہمیشہ بھی معلوم کر لیتی ہے۔ ہم دوسروں کے خیالات معلوم کر سکتے ہیں۔ اور اپنی پوشیدہ قوتوں کو ترقی دے کر دور بینی کی صفت پیدا کر سکتے ہیں۔ قرآن نے ان مخفی قوتوں کا بھی بیان کیا ہے دراصل جس وقت ہم قرآن کے اس حکم کی پیروی کرتے ہیں۔ تو عالم الغیب کی پرورش کرتے ہیں۔ اور اسی کا نام قرآن نے عبادت الہی رکھا ہے +

(ب) ”علیم“ یعنی ہمہ دان۔ یہ خدا کا دوسرا نام ہے۔ جو شخص مجملہ اشیاء کا علم رکھتا ہے جو صفت علم کا ذاتی طور پر مالک ہے۔ پس یا ہم پاک ہم پر بھی مختلف علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے کو فرض قرار دیتا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو علوم کے مختلف شعبوں میں ماہر بنائیں +

(ج) ”لطیف“ وہ شخص جو اشیاء کی کُنہ سے واقف ہو۔ وہ شخص جو زندگی کی دشواری گھٹیوں کو سلکھ سکتا ہے، شخص یہ ہے۔ کہ لطیف کا پرستار وہ شخص ہے جو ان اشیاء سے واقف ہو جو دوسرے کے محیطہ علم میں موجود نہ ہوں +

(د) ”حکیم“ یہ لفظ حکمت سے ماخوذ ہے جس سے معنی ہے۔ سائنس اور روحانی۔ نیز اس کے معنی ہیں۔ اشیاء کا اس طرح اہمال کرنا جس سے بہتر طریق ممکن نہ ہو۔ صرف وہی شخص اس صفت سے مستصف ہو سکتا ہے جو اشیاء کے خواص کا عالم ہو +

(۴) ”بصیر“ وہ شخص جو اشیاء کو مشاہدہ کن نگاہوں سے دیکھتا ہوں۔ اور جس کا علم اشیاء اور مشاہدہ

اس کو اشیاء کے متعلق صحیح فیصلہ کرنے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ یہ لفظ بصیرت کے مانوفہ جس کے معنی میں مشاہدہ اشیاء تک علم اور تجربہ حاصل ہو +

(و) ”سَمِيعٌ“ سننے والا وہ شخص جو ہر آواز کو سنتا ہو جو کائنات میں پیدا ہوتی ہو۔ اگرچہ ہم سماعت کی وہ قوت پیدا نہیں کر سکتے جو خدا میں پائی جاتی ہے۔ لیکن تاریقی لاسکی بنیات، ٹیلیفون اور سنوائی اور سماعت کے دوسرے طریقے ہماری اس صفت میں کامیابی کی مثالیں قرار دی جاسکتی ہیں۔ جاسوسی اگرچہ ایک ناخوش آئینہ فرض ہے، لیکن عدل و انصاف قائم کرنے کیلئے ایک ایسا محکمہ بھی ضروری ہے جس کا کام مجرموں کا سراغ لگانا ہو +

(ز) ”جَبِيْرٌ“ وہ شخص جو دنیا بھر کی خبروں کی آگاہ ہو اور جو شخص ان تمام باتوں کو باخبر ہو جو کائنات میں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ نئے الجملہ وہ شخص جس کے ذرائع اطلاعات کی کوئی حد نہ ہو

اگرچہ ان سات اقسام کے علوم کا حاصل کرنا خدا تعالیٰ کے ہر پرستار کا فرض ہے، مگر جبلی بنادر پر وہ سچی مسلمان بن سکتا ہے، لیکن ان کا حاصل کرنا ان لوگوں کیلئے بھی ضروری ہے جو ان کو اپنے زیر حکومت لانا چاہتے ہیں۔ جو کچھ دنیا میں ہوتا رہتا ہے اس کی آگاہ ہونا بہر حال ضروری ہے۔ قرآن مجید ”لُكُوْتُ السَّمٰوٰتِ“ کا ذکر کرتے وقت انسانی حکمرانوں کیلئے استنباط کا حاصل کرنا ضروری قرار دیتا ہے۔ کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کا ذکر بلند اوصاف کے ساتھ محض اس لئے نہیں کرتا کہ اس کی پرستش کی جائے۔ بلکہ وہ ان طریقوں کا ذکر بھی کرتا ہے جن کو ہمیں اپنے دنیاوی معاملات کے انتظام میں ملحوظ رکھنا چاہئے +

مغربی اقوام چونکہ اس قوت اور علم سے کچھ حصہ رکھتی ہیں۔ اس لئے انھیں دنیا میں دوسری اقوام پر کچھ تفوق بھی حاصل ہے۔ قرآن مجید نے چند ایسے طریقے بھی بتائے ہیں جن کی بدولت ہم یہ ضروری علم حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کی تفصیل ذیل میں مرقع ہے :-

(۱) نوشت و خواندہ کے فن کی تحصیل یہ فن اسلام سے پہلے تقریباً ناپید تھا۔ اور اصل انسان کی توجہ اس طرف منحصر کی طرف پہلی وحی میں مبذول کی گئی۔ ”پڑھ پاتے رتب کے نام سے... جس نے انسان کو ظلم کرکھنا سکھا یا جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اس سے پیشتر سے معلوم نہ تھیں“ +

(۲) کان کو سننے کیلئے آمادہ رکھنا اور جو کچھ مستحکم ہو سکے متعلق صحیح فیصلہ کرنا +

(۳) آئینہ رہنمائی کیلئے ماضی کی باتوں کو یاد رکھنا +

(۴) مطالعہ کا سنت کرنا +

(۵) تاریخ اور سیر کا مطالعہ کرنا۔ تاکہ ان سے عبرت حاصل ہو +

(۶) مختلف ممالک کا سفر کرنا اور ان اقوام کے مآثر کا مطالعہ کرنا جو ہر سرعروج آ کر فنا ہو گئیں۔

(۷) سختی اور مصیبت سے سبق حاصل کرنا۔

(۸) الہاماتِ ربانی کا مطالعہ کرنا۔

(۹) مراقبہ اور تفکر و تامل۔

قرآن مجید نے تدبر و تامل کرنے کے چار مختلف طریقے بیان کئے ہیں۔ اور مراقبہ کی ہر قسم کو ظاہر کرنے کیلئے ایک نئے چار مختلف الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان الفاظ میں باضابطہ معانی امتیازات موجود ہیں۔ لیکن عربی کے علاوہ دوسری زبانیں اس امتیاز کو نمایاں کرنے کے قاصر ہیں۔ اور اسی کو صحیح مرادف الفاظ نہیں ملتے۔ یہ ان کی تشریح کی کوشش کرتا ہوں۔ مراقبہ کی چار صورتیں یہ ہیں۔ تفقہ۔ تدبر۔ تفکر اور تامل +

(۱) تفقہ کے معنی ہیں آلات حصول علم کو بخوبی استعمال کرنا۔ تاکہ حقائقِ ہشیار کا علم حاصل ہو سکے اور انسان بات کی تہ کو پہنچ سکے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے۔ قرآن مجید ان کو صمّ، بُکْم اور غَمْیٰ کے ناموں سے پکارتا ہے۔ اور انھیں بہائم سے بدتر قرار دیتا ہے۔ اُن لوگوں کا مذکور بھی ہے جو اپنے جوہں کو بطور احسن استعمال کرتے ہیں۔ اور صحیح نتائج پر پہنچتے ہیں۔ اور اپنے ذخیرہ علم میں تجاربِ عبریہ کا اضافہ کرتے رہتے ہیں +

(۲) تدبر کے معنی ہیں مشاہدہ ہشیار کرنا۔ اور ان سے متعلق علم حاصل کرنا۔ تاکہ ہم اُن کی عاقبت تخلیق کو سمجھ سکیں۔ دوسرے لفظوں میں ہشیار کے مالد و مالیک سے واقفیت حاصل کرنا۔ جو ہر جگہ اختیار میں روزِ مرہ آتی رہتی ہے +

(۳) تفکر کے معنی ہیں کسی اثر پر مسلسل غور کرنا۔ تاکہ ہم اُن کی گت تک پہنچ جائیں۔ اور مشاہدہ نقطہ کرتا ہوں ہم سن آئیس واقعت ہو سکیں جن کے ماتحت ہشیار پیدا ہوتی اور اپنے لئے بخیرانِ مہمت میل میابی شخص علمی تحقیقات میں منہمک ہو اُس کیلئے تفکر شرط اولین ہے۔ اور کسی شخص کی بلند ترین کامیابی کی

کرنا تاکہ ہمیں تو زین فطرت سے آگاہی ہو۔ اور یہ خاصہ چوتھی قسم کی طرف اشارہ کرتا ہے +  
 (۴) عقل کے معنی ہیں اشیاء کے متعلق ایسا علم حاصل کرنا جس کی بدولت ہم ان کا صحیح استعمال  
 کر سکیں۔ ان کیلئے ہمیں نہ صرف حقائق اشیاء کو واقف ہونا ضروری ہے۔ بلکہ اس اندازہ اور تناسب سے  
 بھی واقفیت لازم ہے جس کے مطابق وہ استعمال ہونگی۔ اور اس صنف کے تحت ہم ان کو اُسکی  
 بچ پرستمال کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ جس کے لئے وہ خلق کی گئی ہیں۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی  
 شخص ایسے مذہب کے کس طرح روگردان ہو سکتا ہے۔ جو تحصیل علم کو جیسا کہ سابق میں مراقبہ کی متعلقہ بحث  
 بیان کیا گیا۔ فرضِ نبوی قرار دیتا ہے +

میں نے بہت سی مذہبی کتابیں اور مختلف مُصنِّفین کی تصانیف پڑھی ہیں لیکن مذکورہ بالا  
 طریقے مجھے سیک وقت کسی ایک کتاب میں نہیں ملے۔ علاوہ بری قرآن نے اس معاملہ میں محض اوعظ  
 اور پندرہ پرکتفا نہیں کی۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ وہ مناظر فطرت کی طرف مشاہدہ کئے  
 اپنے حقائق کو مبرہن کرتی ہے۔ اور اس کے بعد ناظر کیلئے سبق مُہیا کرتی ہے۔ تاکہ وہ اُن اصولوں پر کاربند  
 ہو سکے جو بیان ہوئے۔ اور اُس سے کاربند ہونے کی تائید بھی کرتی ہے فطرت ان مختلف صنف  
 علم کو جیسا کہ وہ خالق میں موجود ہیں ظاہر نہیں کرتی لیکن انسان کیلئے ان کا حاصل کرنا لازمی ہے۔ اگر وہ  
 اس کا شرت کو تہدیب کے نقطہ خیال کو مرتبہ کمال پہنچانا چاہتا ہے +

علم کے بعد عظمت کا مرتبہ آتا ہے۔ مع اپنے مختلف اقسام کے جو ہمارے محیط اقتدار میں طاقت  
 قوت توانائی تفوق شہرت پر عظمت کے مفادات ہیں لیکن اگرچہ یہ سب انسان کیلئے ضروری ہیں تاہم  
 ان کا غلط استعمال بھی ہو سکتا ہے۔ اور قبضہ کریم ان کا استعمال دوسروں کی ضرور سانی کیلئے کرتے ہیں۔  
 پس اس صفت میں ہمیں پہنچائی کی اشد ضرورت تھی۔ اور یہ چیز مندرجہ ذیل ہم کے باہر تالی میں مضمر ہے +

العالی العلی المتعال العظیم العزیز الملک المبر المتکبر المحجبار  
 القاهر القوى القدير المقتدر القادر الجلیل الماحد +

لی توجہ! ان لفظوں کو مشال کر کے دوسری باتیں عدادہ عربی کے اس درجہ کثیر الالفاظ نہیں! او قلت  
 انسان کو فہم کر لکھنا اس کا کھانا پینچوت مراتب کو ظاہر نہیں کر سکتیں۔ جرات الفاظ مندرجہ بالا میں سے کچھ جانتے ہیں  
 (۲) کان کو سننے کیلئے آمادہ رکھنا اور ہونے۔ یعنی علم جس کے معنی ہیں عظمت لفظ عالی یا اعلیٰ

اس بلند ترین عظمت کو ظاہر کرتے ہیں جو کسی انسان کے حیطہ اقتدار میں آسکے اور اس کے بعد عظمت کا کوئی مرتبہ باقی نہ رہے۔ عظیم اور کبیر کی طرح جو چوتھے اور پانچویں نام ہیں پہلے پانچ نام بلحاظ معانی عموم پر دلا کرتے ہیں عظیم اور کبیر عظمت کے جملہ مراتب پر حاوی ہیں لیکن بلحاظ شدت معانی ان کا مرتبہ اعلیٰ کے بعد ہے نیز ان کے بعد بھی جو اسی مادہ پر ہوں۔ یہ اس عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو کسی کی ذاتی صفت ہو۔ اور ان میں تقابل کا مفہوم بھی موجود ہے عظیم وہ ہے جو دوسروں کی نظر میں ممتاز ہو کبیر اس عظمت کے اظہار کیلئے آہاں جو متقابلہ ظاہر ہو۔ **العلیٰ** نیز ایک کثیر المعانی لفظ ہے جس میں شوکتِ قوتِ طاقت اور توانائی کا مفہوم شامل ہے۔ اور **سراسر** چیز کی ضد ہے جس میں دنارت اور کسینگی باقی جائے۔ اس کے سنی تفسیر مؤثر شائد اراؤ مشہور کے بھی ہیں نیز اس شخص پر بھی بولا جاتا ہے جو ناقابلِ فتح اور دشمنوں کے حق میں سخت گیر ہو لیکن اس میں حکمت اور علم کا مفہوم بھی ہے یعنی غلبہ جو شخص پر جو اپنی قوت کو حکمت اور دانائی کے ساتھ استعمال کرے۔ **المتکبر** جو ساتواں لفظ ہے نیکی حسن اور افتخار میں ہماری بڑی کے اندازہ کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن غرور اور گھمنہ کا مفہوم اس پر خارج ہے۔ یہ میرٹ انگریز ہے۔ کہ جب یہی لفظ اردو زبان میں متعلیٰ ہوتا ہے۔ تو اس کے معنی مغرور گستاخ اور گھمنہ ڈی کے آتے ہیں۔ لیکن عربی میں متکبر کے معنی نہ مغرور کے ہیں نہ شیخی باز کے اور گستاخ کے اور نہ اس شخص کے جو اپنی طاقت کے اظہار کا خواہاں ہو۔ **الجبار** اور **القهار** آٹھویں اور نویں نام ہیں۔ اور اس طاقت اور اثر کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو کسی شخص کی طرف سے دوسروں کو زیر نگین کرنے میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور ضروری ہے کہ اس فوقیت کے ساتھ انصاف اور استواری بھی ہو۔ اور ماتحتوں کے برودے کا راتے میں معاذن ہو۔ ماتحت کو مثلاً اندھی طاقت یا قوت سے تشبیہ کیلئے ہیں۔ اور حاکم یا اس قوت کے مالک کو لازم ہے کہ اس اندھی طاقت کو صحیح رہتہ پر چلائے **القوی** وہ شخص ہے جو جہانی اور روحانی دونوں طاقتوں کا مالک ہو۔ اور ان کو دوسروں کے فائدہ کیلئے استعمال کرے۔ **القادر** اور **المقتدر** اور **القدير** گویا زمینوں بارہویں اور تیرہویں الفاظ ہیں جن کا مادہ وحدہ ہے اور ان کے معنی میں طاقتور اور قدرت والا لیکن **المقتدر** اس قوت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کی بدولت انسان میں تختیوں کا مقابلہ کرتے کی صلاحیت حاصل ہو سکے۔ اور ان مہمت میں کامیابی حاصل ہو سکے جن میں لیاقت برداشت وارد ہوں۔ **القدير** کسی شخص کی بلند ترین کامیابی کی

طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو حکمت اور انائی کی بدولت حاصل ہو جس کی بدد سے وہ شخص تمام غمی لغتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ المجلیل وہ شخص ہے جو ایسے کارہائے نمایاں انجام دے جن کی بناء پر دوسرے لوگ دنگ رہ جائیں۔ المجلیل وہ شخص جو فیاض اور سخی ہو مجید وہ شخص ہے جس کے اعمال دوسروں کیلئے مفید ہوں +

واضح ہو کہ یہ الفاظ بعض اوقات عظمت کا خراب پہلو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ تاہم جب یہ الفاظ صفات باری کیلئے مستعمل ہوتے ہیں۔ تو حسنات کا پہلو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی لئے الف لام ان کے پہلے دخل ہوتا ہے اس کی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ خدا کی صفات کیلئے استعمال کئے گئے ہیں جیسا کہ میں پہلے کر چکا ہوں عظمت ہمارے کیر کی طرح کا ایک لازمی جزو ہے لیکن اگر اُسے صفتِ ایزدی کے مضمحل پرستعمال نہ کیا جائے۔ تو وہ حیوانی قوتوں کو ہیجان میں لاتا ہے۔ اور دنیا میں ظلم و ستم کا باعث ہوتا ہے عظمت ایک نعمت ہے لیکن اگر حدود سے تجاوز کر جائے تو پھر انسانیت کے حق میں لعنت ہو جاتی ہے خدائی صفات باری ان حدود کی تعین کرتی ہیں۔ جن کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو عالمگیریت کا موجب ہوتی ہیں۔ اور ہماری تہذیب کا ایک لازمی جزو بن جاتی ہیں +

علم اور قدرت کے بعد ہمیں اُن محاسن کی ضرورت ہے جن کی بدولت ہم دنیا میں اپنے پیچھے رہنا چھوڑ سکیں جن کی یاد لوگوں کے قلوب میں ہمیشہ تازہ رہے ہیں جسے اوس اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ جس قوم سے ہمارا تعلق ہو اُسے خود محنت اسی حاصل ہو جائے۔ اور ہم میں سے وہ لوگ جن کو عظمت حاصل ہے یعنی جو حکمران ہیں مثلاً بادشاہ اور وہ لوگ جنہیں سیاسی سطوت حاصل ہے انہیں اس صفت کے حصول کی خاص ضرورت ہے۔ قرآن مجید نے ہر سال اس معاملہ میں بھی ہماری تقلید کے لئے ایک نمونہ ہم پہنچایا ہے۔ الہی اور القیوم خدا کے دونوں نام ہیں۔ اور آیتہ الکرسی میں جو ایک مشہور حصہ قرآن ہے۔ اس میں خدا کی صفات بیان ہیں (دیکھو سورہ بقرہ)

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ

حِفْظُهُمْ سَاءَ وَهُوَ الْعِلِيُّ الْعَظِيمُ ترجمہ۔ اللہ وہ پاک ذات ہے اس کے  
 سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ (کارخانہ عالم کا) سمجھنے والا۔ نہ اس کو اوندھائی اور نہ نیند۔ اسی کا  
 جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کسی کی انتہا میں  
 کے) جو کچھ لوگوں کو پیش (آ رہا) ہے (وہ) اور جو کچھ اُن کے پیچھے (ہو گا) اور (وہ) اس کو مبرا  
 معلوم ہے۔ اور لوگ اس کی معلومات میں کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے۔ اسی کی مملکت  
 آسمانوں و زمین (سب) پر حاوی ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کی حفاظت اس پر مطلق اگر ان میں اور  
 وہ (بڑا) عالیشان (اور) عظمت والا ہے + (۲: ۲۵۵)

اس آیت میں سات صفات کا بیان ہوا ہے۔ اور جو لوگ اپنا نام جنک اس دنیا میں چھوڑنا چاہتے  
 ہیں انھیں ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے ایسی ہوشیاری کی ضرورت ہے کہ نہ نیند آئے  
 اگرچہ ہمارے اس کے ذہن تو نہیں ہو سکتے۔ کہ ہم سونا چھوڑ دیں۔ کیونکہ یہ تو زندگی کیلئے ضروری ہے لیکن جو شخص  
 بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے اسے اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں چوکٹ رہنا چاہئے۔ خواہ وہ جائداد  
 ہو یا تجارت صنعت ہو یا حرفت۔ ثنائی و معتمد کردگار کیا گیا ہے۔ انفرادی طور پر اس کے معنی ایک  
 بڑی ریاست کے ہو سکتے ہیں یا قیامتاً پانچ صفت حکمرانوں اور ذمہ دار صحابہ و فوج پر کیا جائے گی کہ  
 (۱) عرض مرض کیلئے حکمران یا کسی ذمہ دار کا ماتحتوں کیلئے سہل الوصول ہو جائے اور معاملات کے انتظام  
 میں کسی پر خاص نظر عنایت کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ دوسروں کو اس امر کی حیرت دلائی جائے  
 کہ وہ غیر متعلق شخص کے حق میں سفارتن کر سکیں +

(۲) جملہ اشیاء کے متعلق عام معلومات اور اسمیں دست کا ہونا۔

(۳) غیر متعلق صحابہ اپنے معاملات کو صیغہ راز میں رکھنا۔

(۴) ضروریات زندگی کو تیار کرنے میں نہ تھکنا۔ اور جو لوگ اس پوزیشن میں آئیں انھیں اپنے فرائض  
 کی ادائیگی میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہئے +

(۵) ہر طرح عظمت کو حاصل کرنا اور ہر قسم کی عظمت کا مالک بننا۔

یہ آیت مشرق کی فوجیں اقوام کیلئے آئیہ رحمت ہے۔ مگر ان اقوام میں صفت کم و بیش پائی  
 جاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ کامیابی سے ہم آغوش ہیں +



اگر قادر مطلق خدا کا کائنات کے اختلالات میں ہمیشہ مستعد ہے، زندہ ہے، اور کبھی نہیں ٹھکتا تو ہمارا کیا حال ہے۔ جبکہ ہم اس قدر کمزور اور ناتوان ہیں؟ پس اگر قرآن مجید نے خدا کا ذکر اس رنگ میں کیا ہے۔ تو اسی لئے کہ ہم اپنے اندر اسی قسم کی باتوں کی اور صفات کے پیدا کرنے کی کوشش کریں +

ابنیں ایک آیت اور نقل کرتا ہوں جس میں خدا کی یہی صفت بیان کی گئی ہے جو بادشاہوں میں بھی جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو جہان بینی کی خدمت سپرد کی گئی ہے۔ وہ عاجزی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہوں پر گامزن ہوں۔ اور اس کے صفت کی تقلید کریں +

وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں بادشاہ کی پاک ہو، تمام عیسوی سروری ہے امن قائم کرنے والا، حفظ و امان عطا کرنے والا ہے، طاقتور ہے دوسروں کو اپنی مرضی کے ماتحت لائو الاء کی غفلت کا مالک ہے اللہ پاک اور اس نے اس سے جس کو وہ اس کا مد مقابل بتاتے ہیں (سورہ ۴۹ آیت ۲۳) +

یہ اقتباس اس قدر واضح ہے کہ اس کے متعلق کسی تفسیر کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں دو صفات کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ اولاً۔ السلام یعنی امن قائم رکھنے والا بادشاہ کیلئے صرف یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے ملک میں امن قائم رکھے۔ بلکہ اسے دوسری اقوام سے بھی صلح اور امنی کے طریق پر رہنا چاہیے خواہ وہ اس کی محکوم ہوں یا انہوں۔ گویا اسے صلح عمومی اور امن عالمی کے قیام میں کوشاں ہونا چاہیے۔

دوسری صفت ہے ”الجبّار“ یعنی وہ ذات اعلیٰ دوسروں کو اپنی مرضی کے ماتحت لاسکتی ہے اور ان کے افعال کو اپنی قوت ارادی کے ماتحت سزاد کر سکتی ہے۔ کہ وہ محکوموں کو رعایا کے حق میں مفید اور فائدہ رساں ہو۔ نہ کہ صرف حکمران کے جذباتِ نخوت کو تسکین دینے کا ذریعہ۔ افسوس یہ ہے کہ غیر اقوام کی حکومت میں محکوم اقوام کو ہمیشہ سختہ و سخت بنا یا جاتا ہے۔ تاکہ وہ محض حکمرانوں کے عیش و عشرت کا موجب ہو سکیں۔ جو دوسروں کو کمزور کر کے اپنے آپ کو طاقتور بنا نا چاہتے ہیں۔

”الجبّار“ اس نوعیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو لوگوں کو ان باتوں کی روک تھام ہے جو خود ان کے مفاد کے منافی ہیں۔ اور شرائطِ مستقیم پر قائم رہنے کیلئے مجبور کرتی ہے۔ رعایا کی جانب بادشاہوں کے فرائض کے متعلق میں پھر لکھوں گا۔ جبکہ ”رحمن“ اور ”رحیم“ کی تفسیر بیان کی جا چکی +

# بقیہ مضمون صفحہ ۲۵۷

## مسلم مشرق و کنگ (انگلستان) کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۲۵  
اتصا بعید سے سوڈین کا ایک مسلمان

جناب معزز! ابھی آپ کا گری نامہ ملا۔ میں استبا کا ممنون ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اپنی سوسائٹی کا ممبر قرار دیا ہے۔ انگریزی ترجمہ القرآن کے دیکھنے پر مجھے مسرت حاصل ہوئی۔ اور مجھے یہ کامل اُمید ہے۔ کہ بہت جلد ہم اس ترجمہ کو سوڈین کی زبان میں بھی دیکھیں گے۔ کیونکہ مسلمان سکندریہ یا کوساسم جیسے ارباب اور خوبصورت مذہب کے روشناس کرنے کیلئے اس ترجمہ کا سوڈینی زبان میں کیا جانا از بس ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نصرت عطا فرمائے۔ اور وہ دن بھی ہمیں دیکھنا نصیب ہے۔ جیکہ شاگ ہال (دار الخلافہ سوڈین) میں مسجد تعمیر ہو جائے۔

عرفیتہ ذرا کے ساتھ ہیں رسالہ اسلام کی یو انگریزی کا سالانہ چند مبلغ دس ایس ڈیو کروٹن (مادی دس شلنگ) بھیجتا ہوں۔ اور ذیل میں اپنے قبولیت نام کا حال اجمالاً عرض کئے دیتا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے انیس ایک سیاح کی حیثیت کے مقام ٹیونس گیا۔ جہاں میں اپنے پیسے تمام کے دوران میں عربوں کے دلکش احسااق و اطوار سے سجد منٹا تر ہوا۔ جن میں سے اکثر کے ساتھ میں نے لطیف اتحاد پیدا کیا۔ اور ان سے عربی سیکھنے کا متمنی ہوا۔ چنانچہ ایک دوست نے مجھے تان عربی کا درس دینا شروع کیا۔ لیکن ابھی شکل و سبک ہی لینے پایا تھا۔ کہ اپنے اس دوست سے میں نے مطالبہ کے متعلق چند ایک تقصیرات کئے جن کے جوابات نے مجھے مسخو کر دیا۔ پس مذہب اسلام کو مجھے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اور اس دن زبان عربی کی تعلیم و تدریس اسلامی مباحث کے متبدل ہو گئی۔ اور مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ دنیا بھر میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جو صحیح مضمون میں لائق اللہ ہے۔ میں جو اب اسلام قبول کر رہا ہوں۔ اسکی بیشتر وجہ رسالہ اسلام کی یو اور کتب اسلامی کا مسلسل مطالعہ ہے میرے قبولیت اسلام پر میرے عیسائی دوست بہت ہی جوش پاموس گئے ہیں۔ مگر اسلام جیسے مذہب حقہ کی خاطر میں ہرگز ہرگز عذر و عذر چیز زبان کو نہ کہتے کو تیار ہوں۔

آپ کا مخلص۔ محمد نصیب عبداللہ۔ بنو۔ کلرا سوڈین

## ملکوت نمبر ۲۶ مسٹر جولین ناوار و جومالون کا قبولِ اسلام

از منیلا جزائر فلپائن

محکم و محترم خواجہ محال الدین صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
میری روح نے بلندی کی طرف پرواز کی۔ یکدم میں نے پہلی بار اسلام (غریب حق و قسم)  
کا مطالعہ کیا۔ اور اب جبکہ میں اپنی قبولیتِ اسلام کے متعلق آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں میں پہلے  
سے بھی کئی گھنٹہ زیادہ رُوحانی رفعت محسوس کر رہا ہوں۔ بلاشبہ یہ ایک مسئلہ جہیز ہے۔ کہ  
اسلام قبول کرنے سے مجھے بچہ مسرت حاصل ہوئی۔ اور اب بھی صرف اسی کی تفصیل  
میں اپنے تئیں رُوحانیت کے بلند مقام پر پاتا ہوں۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں  
آتا۔ کہ کس سماوی تحریک نے مجھے اس سیدھے سادے مذہب صداقت و امن کے مطالعہ  
کی طرف رہنمائی کی۔ مگر نہ میں عمر بھر غفلت و جہالت کے استہارہ گڑھے میں ٹانک ٹوٹے اتنا  
رہتا مروجہ مذاہب میں چونکہ بالعموم حکمانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ لہذا اسلام کا ان سب پر تفوق  
ایک ناقابل تردید حقیقت ہے +

میں اپنے معزز ماموں مارجالین صبا کا مرہون احسان ہوں جو مسلمان ہیں۔ اور جن کے پاس  
نوامہ منیلا میں ٹھیکہ کریں نے اسلام کے متعلق کافی معلومات حاصل کیں +

میرے ماموں لاہور (ہندوستان) کے باشندے ہیں۔ اور تقریباً بیس سال سے منیلا میں اقامت  
گزین ہیں۔ انھوں نے شادی بھی وہیں کی۔ اور اب بھی ہیں اپنے تین بچوں کے ساتھ  
امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میرے ماموں صاحبِ سلامی معاملات میں گہری دلچسپی لیتے  
ہیں۔ انکی پیہم مساعی کی وجہ سے منیلا اور سولو کے بہت سے طلباء نے اسلام سے واقفیت  
حاصل کر لی ہے۔ وہ منیلا کی مسلم ایسوسی ایشن کے سرگرم ممبر ہیں۔ اور اب وہاں تعمیر مسجد کے لئے  
فزائی فنڈ میں سرگرم عمل ہیں۔ میں شہر کیسہ کا ایک طالب علم ہوں۔ اور جب میں منیلا کی  
سٹیٹ یونیورسٹی میں ادبیت کی تعلیم کیلئے آیا تو خوش قسمتی سے میری رہائش کا انتظام ماموں صاحب  
کے گھر ہی ہوا۔ وہیں مجھے اسلام سے واقفیت حاصل ہوئی۔ اُن کے اہل اسلامی کتب کا

کچھ ذمہ داریاں تھیں۔ جس قرآن کریم انگریزی اور رسالہ اسلامک ریویو کی کاپیاں بھی تھیں جنہیں وہ یونیورسٹی کے طلباء میں مفت تقسیم کیا کرتے تھے۔ میں نے اُن جملہ کتب و رسائل کا شوق سے مطالعہ کیا۔ اس سے پیشتر مجھے کبھی بھی ایسے علم اور دلچسپ اور دلنشین مطالعہ سے محظوظ ہونے کا اتفاق حاصل نہیں ہوا تھا۔ جب میں ”کیتھولک“ تھا تو مذہبی مسائل کے متعلق میں اکثر شکاں رہا کرتا تھا۔ اور اسی وجہ سے میرا حقیقت میں کوئی مذہب نہ تھا۔ چنانچہ عرصہ تک بالکل دہریہانہ زندگی بسر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ چاکلہ اسلام آسمان سے ایک ایسا نور بن کر آیا۔ جس نے میری روحانی ظلمت و جہالت کو دور کر دیا۔ اور اب تو میں اپنی زندگی میں اس نور کے تاثرات کو مشہود اور مرئی رنگ میں محسوس کر رہا ہوں +

گو ابھی تک مجھے اسلام سے مکمل واقفیت نہیں لیکن پھر بھی اپنی بساط کے مطابق میں گھر اور باہر برابر اپنے حلقہ احباب میں اس کی تبلیغ کر رہا ہوں۔ گو یہ صحیح ہے۔ کہ جب میں نے یہاں کے سچی احباب کو کلمہ حق کی طرف بلایا۔ تو میری شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ تاہم میں جانتا ہوں۔ کہ وہ ابھی خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہیں۔ اور بہت جلد بیدار ہو جائیں گے۔ اُن کیلئے صرف ایک مبلغ کی ضرورت ہے۔ اور تمام جزیرہ میں کوآپ چیرمنڈانوی نو مسلم بھائیوں کے اور کوئی بھی اسلام سے آشنا نہیں۔ ہائی سکول کی دوسری جماعت میں جو تالیخ پڑھائی جاتی ہے۔ اُس کا مصنف نہایت ہی گمراہ کن اور متعصب واقع ہوا ہے۔ اسلئے طلباء کے نزدیک اسلام تو پرمشیر کے مذہب کے نام سے مشہور ہے لیکن بفضل اس کذب و افتراء کی حقیقت کو بے نقاب کرنے میں علم المؤمن مجھے صرف چند ہی لمحے صرف کرتے پڑتے ہیں +

جب میں نے اسلامک ریویو کی کاپیاں اپنے دوستوں کو مطالعہ کیلئے دیں۔ تو وہ انھیں پڑھ کر دیکھ کر تعجب ہو گئے۔ ان میں تعصب و نفیض کی جگہ رواداری پیدا ہو گئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اہل فلپائن کے اندر فقط ایک ایسے مبلغ کی ضرورت ہے جو انھیں جمالت کے اُن بندھنوں کو مخلصی دلائے جو سپانیہ کے سچی اس ملک میں اپنے ساتھ لائے +

اہل فلپائن عموماً ”کیتھولک“ مذہب کے پیرو ہیں۔ اور ابھی تک صرف اسی ایک مذہب کے دناؤ

چلے آتے ہیں۔ جسے ان پر پورا پورا تسلط حاصل ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ دور حاضر کی تعلیمی یلگی نگہ دتا رہت جلد مروجہ عیسائیت کا بودا پان اُن پر منکشف کر دیگی۔ اور عنقریب وہ اپنی اُس حیثیت سے آگاہ ہو جائیں گے جو عیسائیت حاضر کے زیر تربیت نہیں حاصل ہے۔ پروٹسٹنٹ مذہب جو یہاں امریکہ کی قاج قوم لائی۔ اور جس نے ہزاروں باشندگان جزیرہ کو مفتون کیا ہوا ہے۔ گو کہ یہ مذہب کی نسبت ذرا اصلاح شدہ ہے۔ مگر حکماء عقائد آخر کار اس کا بھی طغرائے احتیاز میں میرے لئے جان اسلام کی نذر ہیں۔ اور میں نے اس کا مزید مطالعہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ تاکہ اور وقت کی کروں کو میں دیگر دوستوں تک پھیلا سکوں +

میرا اس پر کامل ایمان ہے کہ یہی ایک مذہبِ مختلف اقوام کو ایک مستحکم اخوت و برادری میں منسلک کر سکتا ہے۔ آج کے پیشتر کبھی بھی میں نے امن و سکون و خوشنہ والی راحت و طمانیت کو محسوس نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کو پیشتر مجھے کبھی حقوق اللہ و حقوق العباد کے تحفظ کا احساس ہوا۔ اسلام اور صرف اسلام نے ہی مجھ میں یہ موجود انقلاب عظیم پیدا کیا ہے۔ میں یہاں مکر اپنے ماموں صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے اپنی وہ اسلامی کتابیں دیں۔ جو میری رشد و ہدایت کا موجب بنیں +

جناب ماموں صاحب کے تشفقانہ مشورہ کے ماتحت میں اپنی تصویروں و حقوق کرتا ہوں۔ مجھے میرے کرمِ اخوت و تمہیرے اُن مسلم بھائیوں اور بہنوں کی مسرت کا موجب ہو گا۔ جو دور و دراز ممالک میں رہتے ہیں میں انھیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اسلام کا پیغام دراصل محبت۔ اشتیاق۔ امن اور صلے الہی کے سامنے تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ اور اگر اسلام صحیح طور پر لوگوں تک پہنچا یا جائے تو طول و عرض دُنیا کے غیر مسلم ممالک بھی اس کے لداوہ ہو سکتے ہیں۔ میں اُس وقت کے انتظار میں مضطرب و مضطرب چشم بہاؤ ہوں گا۔ جبکہ اسلامی فور سے موزرہ عالم متور ہو جائے۔ اور تمام نسل انسانی میں محبت اشتیاق اور امن کا دور دورہ ہو جائے۔ میرا عیسائی نام جولین ناوارو و جواوٹ تھا۔ میرے تمام خویش و اقارب اب بھی کٹر قسم کے کیتھولک عیسائی ہیں۔ اور اہ کرم اسلام کو نوٹو کے تمام سابقہ نمبر یا کم از کم وہی نمبر مجھے بھیج دیں۔ جو آپ کے نزدیک میری اسلامی معلومات میں از یاد کا موجب ہو سکتے ہوں +

تمام مسلم بھائیوں اور بہنوں تک میرا یہ سلام پہنچا دیں +

آپ کا شکر گزار بھائی

جیبٹ الرحمان جواوٹ

## مکتوب نمبر ۲۷ مسٹر ڈیوڈ مورلین کا مکتوب

کولمبو ۱۲ مارچ ۱۹۳۷ء

جناب مخترم! رسالہ اسلامک ریویو دنیا کے افسردہ دل طبقہ کیلئے ایک حقیقی نور ہے۔ ہم تو مطمئن نہ رہے کہ وہی بھول گئے ہوئے تھے۔ جبکہ اچانک ”ریویو“ نے ہمارے سامنے مذہب کا ایک جدید تختیل پیش کیا۔ مذہب کو ہم نے محض بے لطافت اور غیر مفید سمجھ کر رکھ لیا تھا۔ مگر ”ریویو“ نے تو ہمیں از سر نو جان ڈال دی ہے۔ قطع نظر روحانی فوائد کے اب تو دنیوی نقطہ خیال کو بھی مذہب کی منہج سے معلوم دیتا ہے۔ گویا الفاظ دیگر خلوص دل سے مذہب کی اتباع اور اس کے احکام پر عمل کرنا ہر لحاظ سے موجب احسان و برکت ہو سکتا ہے +

اگر کسی مذہب میں صحیحہ قدرت کے ان ربانی راہوں پر چل کر دنیوی نعمت کو سر کرنے کی تعلیم موجود ہے۔ جو ہر جگہ دائر و سائر ہیں۔ تو پھر ایسے مذہب کیسے مقرر ہو سکتا ہے۔ بلا کوئی تو یہ ہے۔ کہ ہر مفسد انسان کو اس کی متابعت کی آرزو کرتی چاہئے عیسوی مذہب میں تو جیسا کہ ہمیں بتلایا جاتا تھا۔ مغربی و ناداری موجب تفاخر و شہرہ کی جاتی ہے۔ مگر قرآن کی روش سے کسرت و فسادانی بخلہ صفت آئی جس میں نے خدا کے ان تمام صفاتی اسماء کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ جو مسٹر ڈیوڈ والی نے ”رسالہ اسلامک ریویو“ کے صفحات میں اپنے ایک مضمون کے سلسلہ میں جمع کئے ہیں۔ اگر ان اسماء اکہیت کی اتباع ہی نبی نفع انسان کا مذہب ہو جائے۔ تو اس کا نتیجہ لازماً اعلیٰ تہذیب اور ارفع تمدن کی صورت میں نظر پذیر ہو جائے گا۔ یہ نام ان مجملہ امور کے حامل ہیں جن کی ضرورت میدان عمل میں لاحق ہوتی رہتی ہے۔ ان مختصر ترس مذہب کا تذکرہ ”ریویو“ کے صفحات میں پایا جاتا ہے۔ وہ تو کامیاب زندگی کے لئے ایک کیسے بالخصوص اس صورت میں جبکہ ہماری عبادت الہی کی علت غائی یہی ہو۔ کہ ہم اپنے آپ کو صفا ربانی سے منتصف کریں +

ہاں یہاں ایک مسئلہ تشریح طلب ہے۔ ہمیں بتلایا گیا ہے۔ کہ قرآن کریم انسان میں خدا کی توحید کا شدید جذبہ پیدا کرتا ہے۔ لیکن کیا اس صورت میں جبکہ ہم اس کی مثل اپنے اندر پیدا کرنے کی سعی کریں۔ ہماری توحید پرستی میں کچھ خلل واقع نہ ہوگا +

آپ کا وفادار

ڈیوڈ مورلین

ہم مسٹر مورلین کی مشفقانہ تنقید کے سہم نہ ہوں۔ اپنے خط کو مجھے جسے جناب محمد امین صاحب کچھ تین بھیج دیا ہے + یہ ایک عام مشاہدہ ہے۔ کہ اگر ہم بطور مثال قرین نقطہ کشی میں کمال حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو نہ کیلئے ہم مناظر قدرت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا نقشہ خواہ کتنا ہی مکمل کیوں نہ ہو۔ وہ بہر حال اصل نہیں کھلا یا جا

بلکہ وہ مجاز ہوتا ہے۔ یہی حالت ہماری ہے کہ تکمیلِ احساق میں اخلاقِ خداوندی کو ہم نمونہ بنائے ہم خدا کے مشرک نہیں بن جاتے +

علامہ ازیں مگر کہ خدا خود ایک غیر محدود و استی ہے۔ لہذا اس کی صفت بھی غیر محدود ہیں۔ جن میں صرف وہی یکصد اسماء حسنہ قرآن میں مذکور ہیں۔ جن تک ہمارا ذہن پہنچ سکتا ہے اور جنہیں ہم اپنے اندر پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مثلاً خدا السميع (سننے والا) ہے۔ اور انسان بھی سمیع (سننے والا) ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ انسان خدا کا شریک بن گیا۔ بلکہ خدا کی صفت حقیقی ہے۔ اور انسانی صفت مجازی +

من ترجمہ

## مکتوب نمبر ۲۸ کیمبرج یونیورسٹی کے ایک طالب علم کا مکتوب

ہیم سینڈ  
جناب معزز! میں کیمبرج یونیورسٹی کا ایک مستعلم ہوں۔ اور نہ اب سلام اور قرآن کریم کے مطالعہ کا بے پایاں شوق دل میں رکھتا ہوں۔ آج تک سلام کے متعلق جن جن انگریزی مصنفات کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ وہ سرسبز عیسوی تنصیب سے لبر چرائی گئیں۔ میں آپ کا یہجد ممتون ہوں گا۔ اگر آپ مجھے ایسے اسلامی ادبیات سے مطلع فرمائیں جو مسائلِ حاضرہ مثلاً عورت کی حیثیت، نکاح، تعلیم، احساق، سیاست اور بالخصوص شترکیت قرآن میں صلیح اور عصیانِ مدنی پر روشنی ڈال کر میری رہنمائی کا موجب ہوں +

بغضِ خود آپ کی مسجد میں جانے سے مجھے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ آپ اس قسم کے استفسارات کا خندہ دل سے جواب دیتے کو تیار ہیں۔ اسی کو یہ تصور لکھنے کی جسارت کی گئی ہے۔ مگر میں آپ کو کبھی تکلیف نہ دیتا +

آپ کا تخلص

جیس وڈ

مندرجہ بالا خط کے وصول ہونے پر ہم نے صاحبِ خط کو کوپیر فیلٹ ارسال کر دیئے تھے۔ جو موصوعات پر مشتمل تھو۔ انہیں مطالعہ کر چکنے کے بعد آپ نے پھر اور کتب کا آڈر بھیجا جس کی تعمیل حسبِ بق کر دی گئی۔ چنانچہ اس دفعہ آپ نے مسئلہ تعدیر پر زیادہ زور دیا تھا +

آفتاب الدین احمد قاسم مقام امام مسجد دو کنگ (انگلستان)

گوشوارہ آمدن مرجئی و کنگرہ مشن لٹریچر ٹرسٹ لاہور باب ۱۲ مئی ۱۹۳۲ء

رقم شرح		رقم آمد		رقم خرج	
بهندوستان انگلستان	مالی آمد	بهندوستان انگلستان	مالی آمد	بهندوستان انگلستان	مالی آمد
۶۰۲۹	۱۰	۱۰۵۹	۸	۲۲۲	۸
۶۰۲۹	۱۰	۱۰۵۹	۸	۲۲۲	۸

مستط - فاضل سکرٹی دی وڈنگ مسلم مشن ایسٹنڈ لٹریچر ٹرسٹ عین منزل لاہور۔

نقشه تفصیل آدم مشن و کنک اسلامک یو یو و قحان و راس الش اسلام و سیدان و سلطان و امی ۱۹۳۲

[illegible]

نقشه ۲ تفصیل از تقسیم ساله اسلامیات یو ایف سی ۱۹۳۲

تاریخ	تاریخ	امست گرامی علی صاحب	پای	آن	روپیہ
۲۳	۸	۱۰	-	-	-
۲۵	۵	۲۵	-	-	-
۵	۵	۵	-	-	-
۲۵	۵	۲۵	-	-	-
۵	۵	۵	-	-	-
۲۳	۸	۲۳	-	-	-



## نقشہ ۲ تفصیل آمد ریزرو فنڈ بابت ماہی ۱۹۳۲ء

تاریخ	لوٹ نمبر	اساتے بمطابق صاحبان	لوٹ نمبر	تاریخ	لوٹ نمبر	اساتے بمطابق صاحبان
۳۰	۱	جناب محمد سلطان محمد خان صاحب	۳۰	۲	۱۰	جناب عبدالرحمن صاحب
۳۱	۲	جناب عبدالرحمن صاحب	۳۱	۳	۱۱	جناب عبدالرحمن صاحب

## نقشہ ۳ تفصیل خرچ مسلم مشن و کتاب بابت ماہی ۱۹۳۲ء اور سہ ماہی ۱۹۳۳ء

تاریخ	لوٹ نمبر	تفصیل خرچ	تاریخ	لوٹ نمبر	تفصیل خرچ
۱۹۳۲	۱	مختار علی لاہوری، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد و بیگ	۱۹۳۲	۱۰	۹۹۲
۱۹۳۲	۲	پیشگی رقم برائے سفر خرچ جناب مولوی عبدالحق صاحب، علیہ فاضلہ امام کھڑا دکن	۱۹۳۲	۱۱	۲۰۰۰
۱۹۳۲	۳	حکومتی بابت اسلام آباد و رسالہ اشاعت اسلام علی مسلمان	۱۹۳۲	۱۲	۳۵۰
۱۹۳۲	۴	کتابت رسالہ اشاعت اسلام اپریل ۱۹۳۲ء	۱۹۳۲	۱۳	۲۵۰
۱۹۳۲	۵	میسر جسٹس، بی۔ ایف۔ ایف۔ کاغذ کے لئے مسروق رسالہ اشاعت اسلام اپریل ۱۹۳۲ء تا اپریل ۱۹۳۳ء	۱۹۳۲	۱۴	۲۵۰
۱۹۳۲	۶	طاعت رسالہ اسلام کوپو اپریل ۱۹۳۳ء بکوال ایل نمبر ۶۶۵	۱۹۳۲	۱۵	۲۵۰
۱۹۳۲	۷	سفر خرچ امام مسجد دکن و کتب خانہ مسیحی کے سفر بھوپال	۱۹۳۲	۱۶	۱۸۹
۱۹۳۲	۸	ایسٹرن پستی برائے اخراجات جہاز مختلف کتب و کاغذ آمہ اولیٰ	۱۹۳۲	۱۷	۱۳۵
۱۹۳۲	۹	پیشگی امریت برائے دفتر لاہور	۱۹۳۲	۱۸	۲۵۰
۱۹۳۲	۱۰	پیشگی رقم بجناب نائب امام مسجد دکن کتب و وضع	۱۹۳۲	۱۹	۶۸۳
۱۹۳۲	۱۱	بل سائرہ دفتر لاہور تفصیل ذیل:-			
۱۹۳۲	۱۲	محصل ڈاک از نمبر ۱۹۹۹ تا ۲۲۲۳ = ۱۱۲ - ۱۱ = ۹ - ۱۱۲ - کتب خرید کردہ و دیگر اشاعتیں وغیرہ			
۱۹۳۲	۱۳	۲ - مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۱۴	خرچ سفر - چار سفر کردہ و دو سفر کردہ مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۱۵	بزرگ خطوط و بیگے حاصل کاغذ پرچہ و کتب سے حاصل ہوا			
۱۹۳۲	۱۶	بل سائرہ دفتر لاہور تفصیل ذیل:-			
۱۹۳۲	۱۷	محصل ڈاک از نمبر ۱۹۹۹ تا ۲۲۲۳ = ۱۱۲ - ۱۱ = ۹ - ۱۱۲ - کتب خرید کردہ و دیگر اشاعتیں وغیرہ			
۱۹۳۲	۱۸	۲ - مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۱۹	خرچ سفر - چار سفر کردہ و دو سفر کردہ مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۲۰	بزرگ خطوط و بیگے حاصل کاغذ پرچہ و کتب سے حاصل ہوا			
۱۹۳۲	۲۱	بل سائرہ دفتر لاہور تفصیل ذیل:-			
۱۹۳۲	۲۲	محصل ڈاک از نمبر ۱۹۹۹ تا ۲۲۲۳ = ۱۱۲ - ۱۱ = ۹ - ۱۱۲ - کتب خرید کردہ و دیگر اشاعتیں وغیرہ			
۱۹۳۲	۲۳	۲ - مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۲۴	خرچ سفر - چار سفر کردہ و دو سفر کردہ مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۲۵	بزرگ خطوط و بیگے حاصل کاغذ پرچہ و کتب سے حاصل ہوا			
۱۹۳۲	۲۶	بل سائرہ دفتر لاہور تفصیل ذیل:-			
۱۹۳۲	۲۷	محصل ڈاک از نمبر ۱۹۹۹ تا ۲۲۲۳ = ۱۱۲ - ۱۱ = ۹ - ۱۱۲ - کتب خرید کردہ و دیگر اشاعتیں وغیرہ			
۱۹۳۲	۲۸	۲ - مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۲۹	خرچ سفر - چار سفر کردہ و دو سفر کردہ مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۳۰	بزرگ خطوط و بیگے حاصل کاغذ پرچہ و کتب سے حاصل ہوا			
۱۹۳۲	۳۱	بل سائرہ دفتر لاہور تفصیل ذیل:-			
۱۹۳۲	۳۲	محصل ڈاک از نمبر ۱۹۹۹ تا ۲۲۲۳ = ۱۱۲ - ۱۱ = ۹ - ۱۱۲ - کتب خرید کردہ و دیگر اشاعتیں وغیرہ			
۱۹۳۲	۳۳	۲ - مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۳۴	خرچ سفر - چار سفر کردہ و دو سفر کردہ مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۳۵	بزرگ خطوط و بیگے حاصل کاغذ پرچہ و کتب سے حاصل ہوا			
۱۹۳۲	۳۶	بل سائرہ دفتر لاہور تفصیل ذیل:-			
۱۹۳۲	۳۷	محصل ڈاک از نمبر ۱۹۹۹ تا ۲۲۲۳ = ۱۱۲ - ۱۱ = ۹ - ۱۱۲ - کتب خرید کردہ و دیگر اشاعتیں وغیرہ			
۱۹۳۲	۳۸	۲ - مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۳۹	خرچ سفر - چار سفر کردہ و دو سفر کردہ مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۴۰	بزرگ خطوط و بیگے حاصل کاغذ پرچہ و کتب سے حاصل ہوا			
۱۹۳۲	۴۱	بل سائرہ دفتر لاہور تفصیل ذیل:-			
۱۹۳۲	۴۲	محصل ڈاک از نمبر ۱۹۹۹ تا ۲۲۲۳ = ۱۱۲ - ۱۱ = ۹ - ۱۱۲ - کتب خرید کردہ و دیگر اشاعتیں وغیرہ			
۱۹۳۲	۴۳	۲ - مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۴۴	خرچ سفر - چار سفر کردہ و دو سفر کردہ مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۴۵	بزرگ خطوط و بیگے حاصل کاغذ پرچہ و کتب سے حاصل ہوا			
۱۹۳۲	۴۶	بل سائرہ دفتر لاہور تفصیل ذیل:-			
۱۹۳۲	۴۷	محصل ڈاک از نمبر ۱۹۹۹ تا ۲۲۲۳ = ۱۱۲ - ۱۱ = ۹ - ۱۱۲ - کتب خرید کردہ و دیگر اشاعتیں وغیرہ			
۱۹۳۲	۴۸	۲ - مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۴۹	خرچ سفر - چار سفر کردہ و دو سفر کردہ مسلمانانہ طور پر - تارین لاہور، جی۔ بی۔ جی۔ و جی۔ جی۔ مختار علی لاہوری، نائب امام مسجد دکن			
۱۹۳۲	۵۰	بزرگ خطوط و بیگے حاصل کاغذ پرچہ و کتب سے حاصل ہوا			

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# تصنیف حضرت کمال الدین حبیبی مسلم شریف کنک

جلد ۱	ام الاسلامہ معروف ہزنہ وکالی زبان بلا جلد ۱۲	جلد ۱	توحید فی الاسلام بلا جلد
جلد ۲	برائین نیو بلا جلد ۱۲	جلد ۲	سلک روایہ حرکتہ اقدس لکچر وکالی جلد بلا جلد
جلد ۳	سیام اسلام	جلد ۳	ینایح المسیحیت بلا جلد
جلد ۴	مقصود مذہب	جلد ۴	مردودت امام بلا جلد ۱۲
جلد ۵	خطبات غریبہ بلا جلد ۱۲	جلد ۵	راذ حیات یا انجیل عمل بلا جلد
جلد ۶	سیر حکایارو عزایت فی الاسلام بلا جلد ۱۲	جلد ۶	مکالمات علیہ بلا جلد ۱۲
جلد ۷	ہستی باری تعالیٰ بلا جلد	جلد ۷	مطالعہ اسلام بلا جلد ۱۲
جلد ۸	یسوع کی الوہیت اور اس کی کامل انسانیت پر ایک نظر	جلد ۸	اسلام میں کوئی فرقہ نہیں بلا جلد ۱۲
جلد ۹	اسلام اور علوم جدیدہ	جلد ۹	لغات انوار مجربہ بلا جلد ۱۲
جلد ۱۰	مسائل نفرت برابلیت	جلد ۱۰	مذہب محبت
جلد ۱۱	حیات بعد الموت	جلد ۱۱	فترات عالم کا مذہب
جلد ۱۲	جہد للبقاء	جلد ۱۲	اسوہ حسنہ معروف ہزنہ وکالی نبی بلا جلد

## دیگر مصنفین

جلد ۱	سیرت نبوی قیمت صرف	جلد ۱	جمع القرآن
جلد ۲	لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم	جلد ۲	قرآن شریف ترجمہ شاہ فریح الدین صاحب محدث دہلوی جلد
جلد ۳	قرآن اور جنگ	جلد ۳	قرآن کے مشہور شہدائے ثلاثہ بلا جلد
جلد ۴	پادری صاحبان کے لئے عمل طلب معہ	جلد ۴	اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف
جلد ۵	سیرت خیر البشر ترجمہ جلد بہ مقام حدیث بلا جلد	جلد ۵	تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت
جلد ۶	تساویہ نو مسلمانان یورپ کی دین اور امن دین جلد	جلد ۶	اسلام نبی محمد صلی بنوع کا مذہب
جلد ۷	تساویہ نماز عیدین مسجد و جنگ قیمت فی دین	جلد ۷	اسلامی خاندان و اس پر مغربی اعتراض
جلد ۸	تدن اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	جلد ۸	نبوت کا تصور اتم اوصاف نبی کامل مصنفہ حضرت خواجہ صاحب

تمام دسویں استیں بنام

یہ منبر مسلم سوسٹی غریبہ نزل اندر رود ہو پناہ ہونی چاہیے

# یورپ میں اشاعت اسلام

مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ و دو

یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو رب کے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں۔

<p>(۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف برائیاں کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے</p>	<p>(۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی اشاعت یورپ میں نو مسلمین غیر مسلمین اخوانِ خواتین میں کی جاتی ہے</p>
<p>لندن میں جمعہ و عیدین کی نمازیں عیدین کے مجمع میں چارپانچ صد کے لگ بھگ مسلمین و غیر مسلم برسٹول میں نیوکیک ہونڈ اینس عورت بناتی ہے جس کی مدد سے مفت عیدین فرم ہوتا ہے</p>	<p>مسلمین مشن کے مکتبہ واری ایک پچھرا برختم میں ایک بار لندن میں ایک دفعہ مسجد و کنگ میں پھر ہوتا جن میں مسلمانین کی چلتے سے تواضع کی جاتی ہے۔</p>
<p>(۱۰) دور دراز علاقہ کے غیر مسلمین کو مسلمین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جس پر محصول ڈاک صرف ہوتا ہے۔</p>	<p>رسالت مآب حضرت نبی کریم ﷺ کے سالانہ یوم ولادت کی تقریب پر چارپانچ صدت نامہ بھیجتا ہے جس کی تواضع دعوت کی جاتی ہے یہ بھی مسلمین نو مسلمین اور غیر مسلمین پر بھی کرتا ہے۔</p>
<p>(۸) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نو مسلمین غیر مسلمین کو مفت دے کر کی جاتی ہیں</p>	<p>بعض غیر مسلمین کو مسلمان بننے کی سبب دوستی ملی امداد بھی کی جاتی ہے</p>
<p>(۱۱) علمہ مشن کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری شہر</p>	<p>(۹) مسجد و وکنگ میں رازن کی آمد و رفت جن میں مسلم نو مسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں ان کے تواضع چاہتے کی جاتی ہے</p>
<p>(۱۲) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی انیرا ادست حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ایل ایل بی وکیل تبلیغ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کو اردو تراجم کے علاوہ مشہور ایل قلم حضرت کے معنائین بھی ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے مسجد و وکنگ کی تبلیغی جدوجہد کے کو آف دے ہوتے ہیں اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شیعہ قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔</p>	<p>(۱۱) اسلامک ریویو انگریزی ترجمہ مسجد و وکنگ انگلستان ذریعہ ولادت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ایل ایل بی وکیل۔ تبلیغ اسلام مغرب میں اسلام کو ادا مذہب علویا ہوا انگریزی رسالہ جس میں زبردست ایل قلم حضرت کے مذہب اخلاق تمدن و معاشرت اسلام میں تعارف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نو مسلمین کے معنائین ہوتے ہیں ہر سال کو قلم کے نو قلم زبنت دی جاتی ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر ہر سہ شہر قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۳۷۱ھ سے شروع ہوا جو ہر چھ برس ہر سالہ چندہ نیم مفت تقسیم و طلبہ کو ہر چھ سال نیم مفت</p>

تمام خط و کتابت سکریٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ انٹرنیڈی ٹرسٹ عزیز منزل۔ برائنڈر تھ روڈ۔ لاہور (پنجاب)

مسلم ٹریڈنگ برنس لاہور میں باہتمام میلان مولانا دھان پرنٹر چھپ کر خواجہ عبدالغنی سکریٹری مسلم مشن ووکنگ ہر عزیز منزل لاہور تھ روڈ لاہور شائع کیا

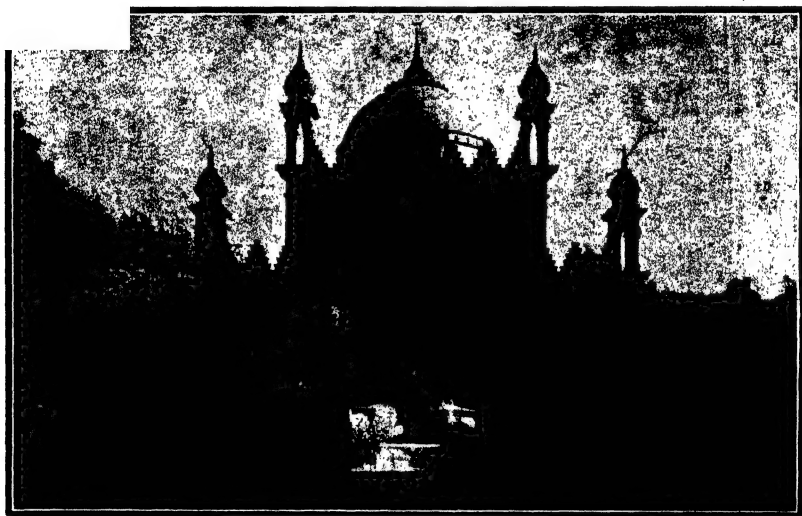




وَلَقَدْ مَنَعْنَا آلَ فِرْعَوْنَ أَنْ هَاجُوا آلَ مَرْيَمَ عَلَىٰ آلِهَا وَمَا فِيهَا مِنْ خَلْقٍ  
وَلَقَدْ مَنَعْنَا آلَ فِرْعَوْنَ أَنْ هَاجُوا آلَ مَرْيَمَ عَلَىٰ آلِهَا وَمَا فِيهَا مِنْ خَلْقٍ

# اشاعت اسلام

اردو ترجمہ سالہ اسلامک یونیورسٹی  
مجربہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

نیز ادا ہے

خواجہ کمال الدین

بانی مسلم مشن ووکنگ

قیمت پانچ روپے (۵ روپے مالٹا کیلئے)

قیمت تین روپے آٹھ آنے (۳ روپے ۸ آنے سالانہ)

درخواستہ کے فروماری تمام منبر سالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برائڈرڈ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

۱۰۹۲۳۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فراغت و مقاصد

ج۔ ۱) دو گنڈ مسلم شہنشاہ اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں

(۴) سنا سے سنا قرآن کریم جیسا کہ مفت تقسیم کرنا اور فروخت کرنا۔

(۶) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی و دیگر اسلامی ادبیات کو

شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا۔

...

اسجناٹ خانہ بھادونہ (معدنی تعمیر یونوا بسٹنٹ پشاور (مصرعہ)

خان جہاد کو ملی فلم حسن صاحب آنری می مجسٹریٹ اینڈ وائس

پرنس ملٹ میونسپلٹی (نرسد) پشاور۔

۱۔ جناب ملک یحییٰ محمد عالم دہلوی نے اپنے پستیل سسٹم کو برطانوی ریاست جوئی میں

۱۱۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب پیر شریف لارائیہ وکیت مانی کوہی لاہور

۱۲۔ جناب لوی عبد المجید حکیم نے بنی قریظہ مقام امام مسجد و ٹولہ کسان

۱۲۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی و میں با ۵

۱۳۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب اکبر آبادی، ایس۔ ایس۔ ایس۔ سی۔

(آنریری فنانشل سکرٹری)

۱۵۔ جناب شیخ محمد رفیع علی صاحب دہلوی نے اہل اہل ہند کو دیکھ کر

۱۶۔ جناب مولوی مصطفیٰ اعجاز صاحب نے اسے لاہور، مسلم مشنری

۱۶۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب (سکرٹری)

کشمیری

۸۔ جناب میجر شمس الدین صاحب بی اے فائنل سکریٹری ریاست

۵۔ خان صاحب خاں محمد مسلمان خان صاحب برہم خان، خاں نوری محسن آباد

دینس اعظم مردان (سکرید)

۱۰۔ جناب احمد علی اور صاحب مدنی سو و اگرہ رنگون - بہہما۔

۱۱۔ جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب مالک کمالونی فلمور ملیر۔ لائل پور۔

۱۳۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب میرٹھ لارڈ لاہور۔

۱۳۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی کے اہل اہل بی وکیل با سے

۱۴۔ جناب ڈاکٹر فیضیہ محمد صاحبہ ایم بی اے ایس۔ سابق سول سروسز سرحدی

[illegible]

۴۔ دفتر انگلستان دی ماسک ووکنگ سرے انگلینڈ

The Mosque Working  
Society, England

۵۔ ہنگرس۔ لائیڈ بینک لمیٹڈ لاہور (خواب)

۶۔ "نار کا پتہ" اسلام آباد لاہور (پنجاب)

نه چند و بیهوده محسوس نکند -

و مفت تقسیم سے لئے یہ۔ یہ وہ محصول واک

بازرسی و غرض از منتهای برائت و قیود و لا یسور (منجانب)

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران







**Mr. Abdullah Unö Küller.**

# اشاعت اسلام

بابت ماہ - اکتوبر ۳۲ ۹ھ

## مقالات

### دعوتِ عمل

اشاعتِ سابقہ میں مقالات کے تحت ہم نے من کے وجود کی اہمیت سیاسی نقطہ نگاہ پر بیان کی تھی اور واقعاتِ حاضرہ پر اجمالی تبصرہ کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا تھا کہ موجودہ دو تہشت و تفریق میں اگر کوئی ایسی تدبیر ہو سکتی ہو جو امتِ مروجہ کے کھوٹے ہوئے اقتدار کو واپس لائے تو وہ صرف تبلیغِ اسلام ہی ہے لیکن بد قسمتی ہی جس مرض کے ازالہ کیلئے یہ دوا جوڑی گئی تھی اس نے مسلمانوں کے جماعی نظام کو اس قدر پریشان کر رکھا ہے کہ مرض کو پہچان لینے کے باوجود اس کے علاج کی کوئی فکر نہیں کرتے بلکہ جن افراد ملت کے سینوں میں محبتِ اسلام کی کچھ تھوڑی بہت بڑی ابھی تک باقی ہے ان کا جوشِ عمل ضرور اب بھی شوکتِ اسلامی کا نقشہ پیش کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ وولنگ فیلڈ مشن کا احیاء و بقا ابھی ایسی ہی ہستیوں کی عزم کو نشانہ سامی کا شرمندہ احسان ہے جو ان کی مجموعی حیثیت ہرگز اس کی تحمل نہیں ہو سکتی کیونکہ تمام ملت کی فلاح کا بڑا بڑا کٹیلہ سر پر رکھ دیا جائے عزیز بلایتِ اسی بھی ہی ہو کہ اگر تم سب اہل کراخہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ ورنہ بنی اسرائیل کی طرح قومی امور کو غفلت اور افسوس کے سپرد کر دینا اور اپنے بڑاؤ کو اذہبِ نت و زریں انا لھما القاعدون کہتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر ہی چرنے والی قوم بن کر الٹی سے محروم ہو جاتی ہے +

جس ہر مسلمان کو چاہئے کہ جس طرح وہ ہر ایسی مخلصانہ صدا پر توجہ دے کہ ان کی کیلئے تیار ہے جو موجودہ نکالات سے ملتِ اسلامیہ کو مخلصی دلانے کیلئے کسی دردِ دل رکھنے والے مسلمان کے منہ پر نکلتی ہو۔ اس طرح اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرے جس تک ملت کا ہر ایک فرد اپنے نفس کا جائزہ لیکر ایک ایسی آواز پر اسے کس حد تک لیکر لیتا ہے اور تفریق میں

اُس کشفِ جانی مالی آزائی پر حصہ لیا ہے تب تک کئی تجویز کارگر نہیں ہو سکتی۔ اور قومی نفع کی کوئی صورت نہیں بن سکتی +  
تبلیغِ اسلام کا رخ وہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ خواہ خود مُستقیم بن کر حصہ لیا جائے یا کسی تبلیغی ادارہ کی مدد سے ہو یا غیر تبلیغی  
محل پر چلے جائے انسان کیلئے دو گونہ فوائد کا پیغام لانا ہے۔ خدا کی راہ میں جانی و مالی ایثار کو ایک تو خود انسان کے اندر  
محبتِ الہی کی تڑپ پیدا ہوئی ہے۔ اور ہی ایک مُسلم کا منشاءئے خیالات ہے۔ اور دوسرا تمام ملتِ قریشی سے  
نکل کر سطوتِ شکست کی بلند سطح پر پہنچ جاتی ہے جس کی انسان کی دنیوی مُشکلات کا حل ہو جاتا ہے  
اور پھر طرہٴ کثیم زور و اتنا زعمات کا سکے کی خاتمہ ہو کر قوم میں حقیقی تنظیم کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ان فوائد  
کے پیشِ نظر اس دورِ انحطاط میں ہم ہر مسلمان کو دعوتِ عمل دیتے ہیں کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر  
تبلیغِ اسلام کیلئے مردِ میدان بنے۔ یا تو خود مُستقیم بنے اور یا پھر کسی تبلیغی جماعت کی امداد کرے +  
خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ موجودہ دور میں جبکہ ملتِ اسلامیہ ہزار ہا نرقوں میں بٹ چلی ہے ایک ایسی تبلیغی جماعت  
بھی موجود ہے۔ جو قریشی کی خدمت کے پاک ہے۔ ووکنگِ مُسلمیشن ایک ایسا جرمِ بشری مُشرعِ تبلیغی ادارہ ہے۔ جو تمام  
مسلمانوں کی امانت ہے۔ تمام اسلامی نرقوں کو ایک ایک نمایندہ منتخب کر کے ملکی انتظامیہ کیٹیج جانی دینی و دنیوی مسائل  
سرمالک غریب میں شریعتی کوششیں جاری ہیں۔ اس نے جو فوٹو ارتعاج پیدا کئے ہیں وہ ماسوا را ان نو مسلمین کے جو  
کئے دن علمِ اسلام کے نیچے آنے کا فخر حاصل کرتے رہتے ہیں نصفِ یورپ کے تہہ سے علانیہ ہزاری کی صورت میں دیکھے  
سناٹے میں۔ نفسیات کے جاننے والے اس بات کا بخوبی اندازہ رکھ سکتے ہیں کہ کوششِ آفِ بُرنگھم جیسے  
انسانوں کیلئے یہ سال کے عرصہ کے اندر راندہ و ہزار سال کے مُستقر عقائد کو توڑ کر دینا کس قدر صعب و جہیز ہے پس  
مشن کی کامیابی اہل بصیرت کے ساتھ کم کامیابی نہیں +

مشن کو اس وقت یہ فوری ضرورت پیش آئی ہے کہ مارٹن و جماعتِ بابا لفاؤ دیگر نصفِ یورپ کے اس قدر کثیر  
تعداد میں اسلامی سٹریٹجی مفت مہیا کیا جائے۔ جو انکی اس فطری خواہش کی تسکین کر کے انھیں علمِ اسلام کے نیچے آئے آئے  
جوان کیلئے فطری عقائد عیسائیت کو توڑ کرنے کا باعث بنی ہے۔ اس غرض کیلئے اور پھر بعض دوسری ضروریات کا  
مقابلہ کرنے کیلئے مشن مسلمانوں کو فوری امداد کا محتاج ہو چکی ہے چنانچہ اسی دیکھی فوٹم نے ایک لاکھ روپیہ کی  
پہل کی تھی۔ یہ پہل کسی زور و حد سے تھی۔ بلکہ چالیس کروڑ مسلمانوں کو بھی پس کیا چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے  
صرف ایک لاکھ بھی ایسے صاحبِ علم و مردِ دل رکھنے والے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ جو ہماری دعوتِ عمل پر لبیک  
کہیں + لہذا جو صاحبِ جماعت ہیں حصہ لینے اور انکی کامیابی کیلئے ہمیں اپنے مشورہ و ہر ہا نذر کر دینے ان کے  
نام برقمِ عطیہ اور مشورہ درج رسالہ کیا جائیگا +

اس پہل کا محض طب صرف طبقہٴ ذکور ہی نہیں بلکہ مستورات کو بھی اس میں عملی دعوت دی جاتی ہے پس جن

بھائی تک ہماری آواز پہنچے اس کے ذمہ دوسرا اسلامی فرض عائد ہو گا کہ وہ مستورات کو اس کی طرف متوجہ کرے +

**تعارف** رسالہ ہذا جس صاحب کی تصویر کا حامل ہے انہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ گذشتہ جرائد کے رسالہ اشاعت اسلام میں ان کے خط کی نقل درج کی جا چکی ہے۔ جو ان کے غلوں ایمان کی نمایاں شہادت بنا ہے آپ کا اسلامی نام عبداللہ اور نوکلر رکھا گیا ہے۔ آپ سوڈان کے باشندے اور رسالہ اسلامک ورلڈ یونیورسٹی دوکنگ کے خریدار ہیں +

## ایک منفیہ المکتشف

مکرمی خواجہ صاحب !  
السلام علیکم۔ یہ چرچہ سطور ایک آپ کے مذاق کے مطابق ہونگی دوسرے یہ باتیں اہل ایم کے لئے خضر راہ ہونگی۔ اس لڑکی چاہتا ہوں کہ آپ اسے اپنے صحیفہ میں درج فرمائیں +  
میں دُعا کا از حد قائل ہوں۔ اکثر دست بردار رہتا ہوں۔ اور اپنے متعلقین کیلئے تو بہت ہی عاٹیں کرتا ہوں۔ آج کو تین ماہ پہلے ایک عزیز مہمان کے کہنے پر میں نے پھر گل خاندان کیلئے سموار دُعا کرنی شروع کی۔ چنانچہ تیسری چوتھی رات چانک میری آنکھ کھل گئی تھی۔ میں نے ایک طرح اپنے میں دُعا کی منتظر کو پایا۔ اور مجھے محسوس ہوا کہ وقت مقبولیت کا ہے۔ میں نو فل کے فکریں تھا۔ کہ مجھ پر پھر غلوں کی طاری ہوئی۔ کچھ منٹوں کے بعد منفیہ حالت پیدا ہو گئی۔ اور اسی صورت میں دل کی دُعا میری زبان پر تکرار جاری ہوئی +  
”اے خدا میرے خاندان کو مقتدر کر۔ اے خدا میرے خاندان کے ممبروں کو لوگوں کی نگاہ میں مقتدر کر۔ کچھ وقت تک ہی دُعا اسی حالت میں جاری ہی رہی پھر مجھے ہوش آگئی +

الہامی دُعاؤں کے متعلق میرا تجربہ کہ یہ ایک اشارہ ہوتا ہے کہ مانگی ہوئی بات تو مقتدر ہو چکی ہے۔ لیکن اُس کا ظہور کسی فعل پر منحصر ہے۔ جو اس شخص نے کرنا ہے۔ اس خیال نے مجھے متاثر کر دیا۔ صبح ہو گئی۔ تو اچانک مجھے خیال پیدا ہوا۔ کہ اس لفظ کو لغت میں دیکھوں۔ چنانچہ لغت دیکھنے پر مجھ پر ایک کشف ہوا کہ مقتدر وہ لوگ کہ دیتے تھے ہیں۔ جن کی راہ میں ایسے امور عالیہ پیدا ہوں جو انتہا تک کو چاہتے ہوں۔ اور وہ انتہا تک کے ساتھ ان امور کو سر انجام دیں۔ اس مکاشفے کی مراد یہ تھی کہ جن کے متعلق یہ دُعا کی گئی۔ ان کی زندگی میں امور عالیہ تو ضرور پیدا ہونگے۔ اگر اُس وقت انہوں نے صبر و استقامت کے کام لیا۔ تو صاحبِ عزت اقتدار ہو جائیں گے۔ خدا تعالیٰ بیسیوں کو صاحبِ اقتدار کر دیتا ہے لیکن سب سے اس کا یہی ہے۔ ہاں

مجھے یقین دلایا گیا کہ اس خاندان کی اوشن اتنی بالیقین امور عالیہ سپرد کر دیگا۔ اگر انہوں نے بہت حوصلہ سے کام لیا۔ تو یقیناً یہ لوگ دنیا میں مقدر رہو جائیں گے! اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ امور نصیب کرے بلکہ جس ایک آدمی سے جس طرح پر ڈلگنا جانا ہو۔ وہ بھی اس طوط خیال ہی نہ کرے۔ والسلام  
شعبہ ۹، ۱۲

## مسلم مشن و کننگ انگلستان کی خصوصیت اور اس کی تبلیغی جدوجہد

- ۱۔ مشن دنیا کے اسلام کا وجہ میں ملی ادارہ تبلیغ ہے +
- ۲۔ کسی خاص فرقہ یا اس کا تعلق نہیں +
- ۳۔ اس کا انتظام ایک طرست (جمعیت آئندہ) کے ہاتھ میں ہر جمہ اسلامی فرقوں کے پیچیدہ خاص پیش ہے +
- ۴۔ طرست باقاعدہ طور پر گورنمنٹ سے رجسٹرڈ ہے +
- ۵۔ مشن کے تحت ہر وہ سالہ اسلامک یو (انگریزی) زیر صدارت حضرت کمال الدین حسینی ہے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ مبلغ اسلام انگلستان کی جو ذیل کی فریوں کا حامل ہے :-  
(ا) مشرقی مغرب کے مسلم قلم رسالہ کی قلمی معاونت انجمن دیتے ہیں +  
(ب) غیر مسلم مصنفین نے جو اسلام کی غلط تصویروں دنیا کے سامنے پیش کر رکھی ہیں ان کا انزال کیا جاتا ہے +  
(ج) اسلام کا صحیح نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے +  
(د) مزارعہ قرآن جہاں قیاسی مشرقی تمدنی اور اقتصادی نقطہ نگاہ کو بیان کئے جاتے ہیں +  
(س) رسالہ انگلستان میں تہذیب و تمدن کی غلطیوں کو بالکل پاک ہوتا ہے +  
(م) دیرہ زریب کاغذ اور طباعت کے علاوہ ہر ماہ نو مسلمین کے فوٹو رسالہ کی ضرورت کو بیک وقت دیا کرتے ہیں +
- ۶۔ ماہوار انشااعت اسلام (اردو) انگلستان کو جس کا بیشتر حصہ اسلامک یو (انگریزی) کا ترجمہ ہوتا ہے جس کا ترجمہ انشااعت کے مضامین خصوصیت سے اس کی معنوی زینت کا باعث بنتے ہیں۔ نو مسلمین کے فوٹو بھی دیتے جاتے ہیں +
- ۷۔ دونوں رسالے بلا غریب اور مہذب غیر مسلم اہل حق و عین کو کثرت سے مفت بھیجے جاتے ہیں +
- ۸۔ سالانہ اسلامک یو کو دنیا کی تمام مشہور لائبریریوں کو مفت بھیجا جاتا ہے +
- ۹۔ مشن کے تحت ایک اسلامی ایکادیمی قائم ہے جس کا تصنیف کردہ اسلامی لٹریچر مشرق و مغرب کے غیر مسلم حلقوں میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے +
- ۱۰۔ وکنگ انگلستان میں مبلغ بھیجے جاتے ہیں جن کا کام خیر ہے :-  
(ا) اپنا جو وقت مسجد و وکنگ میں نو مسلمین کو تہذیب پر چھانا اور وہیں قرآن دینا +  
(ب) مختلف برطانوی موسسات میں نو مسلمین کے حلقوں میں تبلیغ کرنا +  
(ج) ہر مہذب میں تہذیب و تہذیب کے بعد جیسے کہ غیر مسلم ہر عین کو تبلیغ کرنا +  
(د) دیر سلاؤنٹی اور دوسری عیدوں کے موقع پر عظیم الشان جلسے منعقد کر کے اسلام پر بکھر دینا +  
(س) اس کے علاوہ دیگر غرضی ممالک کو غیر مسلموں کو حفظ و کتابت ترسیل کتب اسلامی کے ذریعہ تبلیغ کرنا +  
”تکث عشر کا کام“

# انعام یافتگی و غضوبیت

از قلم حضرت خواجہ کمال لہری صاحب مہتمم

قرآن کریم نے سب سے اول انسانی زندگی کے وہ بھاری سبب سے بھاری مسائل کو حل کر دیا۔ اولاً ربانی انعام یافتگی کیا ہوتی ہے۔ اس کے حصول کا کیا طریقہ ہے۔ ثانیاً غضب الہی کی کیا مراد ہے۔ اور ہم کس طرح اس سے بچ سکتے ہیں۔ سب سے اول تو ہمیں قرآن نے اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ خدا کا فضل یا اس کا غضب کسی قومیت اور کسی خاص ملک یا خاندان کو وابستہ نہیں۔ بلکہ اس نے سب کو اعلیٰ تک ہر ایک انسان خدا کے فضل اور اس کے غضب کا ایک ہی طور پر مورد ہو سکتا ہے۔ فضل و غضب کے مراد یہ نہیں کہ کسی کو کچھ روپیہ مل جائے۔ یا بزرگ غضب خدا تعالیٰ اسے طرح طرح کی تکالیف میں ڈالے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک کو صحیح راستے کی ہدایت و توفیق اولاً دی جاتی ہے۔ یہی وہ نعمت ہے۔ کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں۔ اس ہدایت کا قائم رہنا۔ اور ہر وقت اسی کی طرف سے اس کا آنا ہی فضل و انعام ہے۔ بالمقابل اس فضل کے یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہدایت اول کے بعد انسان کو کوئی مزید ہدایت نہ دے۔ اور اسے اپنے حال پر چھوڑ دے۔ ایسا انسان دین بن لٹی رہا۔ اس اختیار کرتا ہوگا ایک گونگے۔ بھڑے یا نابینے کی حالت تک پہنچ جائیگا اور اسے صحیح راستے کی توفیق نہیں ملتی۔ اور اس طرح وہ اپنے اعمال کے نتائج سے تباہی تک پہنچتا ہے۔ اس کا نام غضب الہی ہے۔ ان حقائق کو سامنے رکھ کر ایک تیسری حقیقت ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ کہ غضب و فضل کی یہ دو حالتیں انسان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہیں۔ اس امر کو قرآن کریم نے نہایت واضح طور سے کئی مواضع پر بیان کیا۔ ان کے بعد ایک چوتھی حقیقت بھی قرآن کریم نے بیان کی۔ وہ یہ ہے۔ کہ خدا کا فضل اس کے غضب پر ہمیشہ نایدی ہے۔ خدا کا غضب تو اسی قدر نازل ہوتا ہے جس قدر کہ ہمارے اعمال ہیں مستحقِ تحذیر تھے ہیں۔ اس پر بھی عذاب سے پہلے معافی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ لیکن جب اصلاح کی بجائے معافی کا نتیجہ ترمز ہوتا ہے۔ تو عذاب کے سوا چار نہیں رہتا یعنی فضل یا تحذیر کا جاتا ہو لیکن ہی کرتے کرتے انسان جس وقت بھی نیکی کی طرف مائل ہو جائے۔

تو خدا کا فضل نے الفرائض کے شامل حال ہو جاتا ہے۔ یعنی عذاب الہی کے آنے میں جس قدر ڈھیل سہولت رکھ کر کام لیا جاتا ہے۔ بالعموم فی فضل الہی کے ظہور میں وسعت اور جلدی کو کام لیا جاتا ہے۔ یہ وہی حقائق ہیں۔ جو خالق کائنات میں نظر آتے ہیں۔ البتہ ہمیں مستنبط کرنے کیلئے قرآن کریم ہی ایک اہم کتاب ہے جس نے ان کو واضح طور پر بیان کر دیا۔ میرے نزدیک تو الہام کا یہ ایک بھاری فرض ہے۔ کہ ہمیں کائنات کے خالق اور اس کے حکمران کی راہوں سے اطلاع دے۔ فرمانروا کی حکومت تسلیم کرنے رہنا ہے۔ اگر ہم انکی سنن کو واقعہ نہوں۔ تو اس کو بڑھ کر ہماری کیا بدبختی ہے۔ چونکہ اللہ انعام و غضب الہی کے طریق مبرہن کرنے کی ایک بہترین مثال تھے۔ اسلئے قرآن کریم نے شروع میں اور جا بجا اسی قوم کا ذکر کیا ہے +

اب میں سورۃ البقرہ کو شروع کرتا ہوں جس میں خصوصاً یہ امور بالمشترک بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن کے پڑھنے والے پر فرض ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ان حقائق کو اپنے سامنے رکھے۔ وہ یہ سمجھ لے کہ خدائے قرآن اور خدائے کائنات کے ہی راستے ہیں۔ وہ اچھی طرح جان لے۔ کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی کا اصول حاکم فطرت کے سامنے ہے۔ اس نے انسان کو فطرتاً ہی پیدا کیا۔ مگر ان استعدادیں بدی کا ارتکاب کر سکتی ہیں۔ اگر وہ تو ان فطرت پر کاربند نہ ہو۔ تو اس کی مشیت نے پہلے سے ہی ثواب و غضب کو تجویز کر رکھا ہے۔ تو انہیں علی السناج پر ہی دنیا چل رہی ہے۔ چونکہ فیہ انہیں اٹل ہیں۔ اور خدا کے بنائے ٹھٹھے ہیں۔ اس لئے ان کا نام عربی زبان میں تقدیر آیا ہے۔ والا تقدیر وہ نہیں۔ جو ہم نے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ بلکہ بڑے نتائج کے پیدا ہونے پر ہمارا نفس ہمیں ملامت کرتا ہے۔ مگر ہم نفس کو امر کی اس آواز کو یہ سمجھ کر دبا دیتے ہیں کہ ہماری قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر ہم ان حقائق صادقہ کو اٹھو تو اپنے سامنے رکھیں۔ تو نہ صرف قرآن کریم کا بہت سا حصہ ہمیں سمجھ آ جاتا ہے۔ بلکہ زندگی کے بہت سے لاشعری مراحل بھی طے ہو جاتے ہیں۔ اور ہم بہت سے بر امور سے بچ جاتے ہیں۔ نتائج کے اٹل (تقدیر) ہونے پر یقین رکھنا ہی کامیابی اور راحت کی کنجی ہے۔ اسلئے سورۃ البقرہ کے شروع میں ہی قرآن کریم نے جہاں کامیابی کے چھ اصول بتائے ہیں۔

وہاں آخری اصول ”وہاں آخری ہمدون“ بتایا ہے +

## ربانی الہام بہترین الہام الہی ہے

مذکورہ بالا امور کی یہ توضیح ہو گیا کہ ہمیں اگر کسی چیز کی ضرورت ہے۔ تو صحیح راستہ پر چلنے کیلئے ہدایت کی ضرورت ہے۔ اگر میسر آ جائے۔ تو کوئی دینی دُنویٰ راحت ایسی نہ ہوگی۔ جو ایسی ہدایت پر چلنے والے کے شامل حال نہ ہو۔ چونکہ یہ ہدایت الہام ربانی کے ذریعے آتی ہے اسلئے اس کا ہمارے لئے ایک بہترین نعمت الہی ہونا ظاہر ہے لیکن بد قسمتی سے الہام الہی عام حالات میں نہ صرف مفقود ہی ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کے وجود تک سے بھی انکار ہو چکا ہے۔ لیکن اس کی ضرورت اور اہمیت سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس وقت علمی طبقے نے نہ صرف خالق کائنات کو ہی تسلیم کر لیا۔ بلکہ یہ بھی مان لیا۔ کہ اُس کی راہوں کے صحیح طور پر دریافت ہونے اور اُن پر چلنے سے ہی ہر قسم کی فلاح انسانی وابستہ ہے۔ چنانچہ علمی اکتشافات اور اس میدان میں موجودہ جدوجہد کی وجہ بھی یہی ہے۔ لیکن اگر علمی طبقے نے اس کے وجود سے انکار کیا۔ تو صرف اس لئے کہ اس کا وجود کہیں نظر نہ آیا۔ اور جالہامی کتب میں تسلیم ہو چکی ہیں۔ اُن میں بھی اکثر اہل علم کے نزدیک اس قابل بھی نہیں کہ انہیں خالق کائنات کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اب دوسری طرف کل قدیمی نوشتہ جات الہام کے وجود پر شہادت دیتے ہیں۔ تو ریت اور قرآن کریم (سورہ بقرہ) سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ رات دن جیسی ہی قوم سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ اب چونکہ جدید علمی طبقے نے یہ ربانی رنگ نہیں دیکھا۔ اس لئے ہاسیل کو اور اُس کے ساتھ قرآن کو بھی قصۂ کہانیوں سمجھتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا ان لوگوں نے اُن امور کو بھی اپنے اندر پیدا کیا جو الہام پانے کے مناسب حال تھے۔ وہ کوئی امر کائنات میں ہے۔ جس کی دریافت کسی کوشش کو نہیں چاہتی۔ ان علمی اکتشافات کیلئے جس اہتمام کی ضرورت ہے۔ کیا اس کا عشر عشر بھی الہام کی جستجو میں خرچ ہوتا ہے دیکھ لیا جائے۔ کہ موجودہ علمی اہتمام نے کس قدر راء و اور بنی نتائج پیدا کئے۔ علمی صداقتوں نے تو نہ صرف کلیسیا کی ہی کایا پلٹ دی۔ بلکہ بھول بھل پرن کلیسیا متمتع ہے۔ کہ سائنس کی ہرگز کموششیں دس سال کیلئے بند ہو جائیں۔



سائنس اور اہام دونوں بہن بھائی ہیں۔ دونوں باتیں امورِ تحقیق پر روشنی ڈالتی ہیں۔ تم ایک منٹ کیلئے قدیمی نوشتہ جات کو ایک تاریخ کے رنگ میں دیکھو۔ موسمی زمانے کے اسرٹلی گوشہ ورت پر خدا کی طرف توجہ ہوتے تھے لیکن وہ عموماً بنیاب ٹوسی نے ربانی ہدایت کیلئے درخشاں کرتے تھے۔ کیا اُس قسم کی طلب آج علمی طبقے میں ہے یا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اگر دیکھا جائے۔ تو الہامی بارش نے ایک برسات کا رنگ اختیار کر لیا۔ یوں تو ہر ایک نبی کا زمانہ ہی ایک طرح ربانی الہام کا موسم ہوتا ہے۔ لیکن اُس ترپ اور تلامش کو دیکھا جائے جو حضرت حق علیہ السلام کے صیغہ کرام میں اہام اتنی کے متعلق تھی۔ وہ تو الہام کیلئے ہی جیتے تھے۔ کس بیچینی کے ساتھ اس بات کے منتظر رہتے تھے۔ کہ خدا کی طرف سے تازہ پیغام کیا آیا ہے۔ وہ اس امر کیلئے دیوانہ وار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے تھے آخر کار برکاتِ سماوی اُن کے بھی شامل حال ہو گئیں۔ اور آئندہ صدیوں تک بھی نظر آئیں۔ جسے کہ مصلحتِ خداوندی نے یہ ضروری سمجھا۔ کہ ہر صدی کے شروع میں کوئی مجدد مبعوث ہو۔ وہ کوئی نیا مذہب نہیں لاتا۔ بلکہ اس کا ایک بڑا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ مکمل آئینہ کی روایات اس کے وجود سے قائم رہیں۔ اور اس کی صحبت کی طفیل یہ رنگ اور مسلمانوں میں بھی آجائے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ خدا کسی کا سا جی نہیں۔ اُسکی جناب میں ہر مذہب سب برابر ہیں۔ اس نے خود فرمایا ہے :- وَالَّذِينَ جَاهَدُوا بَيْنَهُمُ سُبُلًا (جو ہمارے معاملے میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم انھیں اپنا راستہ بتاتے ہیں) ایہ راستہ رب کیلئے کھلا ہے۔ لیکن مسلمان گو محدث دوسے چنہ ہی ہیں۔ ایمان پاکر الہام پانے کی کوشش کرتے ہیں باقی غیر مسلم دنیا میں کہاں ایسی کوشش کرنے والے ہیں۔ جب ہر ایک امر میں سنتِ اللہ ہی ہے۔ کہ کھٹکھٹانے کے بعد ہی کسی پر کوئی دروازہ کھولتا ہے۔ تو کیوں امورِ الہام میں استغناء ہو علمی طبقہ انکارِ الہام میں اُس وقت حق بجانب ہوتا ہے جب وہ اس کوشش میں ناکام رہتے ہیں۔

ہی نہیں میں ایک اور امر بھی قابلِ غور ہے۔ ہر ایک بات کے حصول کے لئے ایک نہ ایک راستہ مقرر ہو۔ اب خود اہل علم غور کر لیں۔ کہ جب الہام کیلئے ہی کوئی راستہ مقرر ہے

تو وہ کب اُس پر چلے ہیں۔ وہ راستہ قرآن کریم میں ہے۔ اور وہ ایسا ہے۔ کہ جس پر کسی اہل غلم کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اُس کے متینہ خط و حامل تین ہیں۔ اول۔ اعمال حسنہ۔ دوم۔ دوسروں کی ایذا رسانی سے بچنا۔ اور اس کے لئے خدا کی راہوں کو جن کا بہترین منظر صحیفہ قدرت ہے۔ دریافت کرنا۔ اور اُن پر چلنا۔ سوم۔ پھر اُن امور کے لئے غرض و نحو کرنا۔ جسے اصطلاح مذہب میں فکر و فکر کہتے ہیں۔ اب کئی مسلمان ہر ماہ کو اس پر عمل کر کے دیکھ لے۔ خدا تعالیٰ نے الہام کے ثبوت میں ایک فاسق اور قاجر کو بھی ایک آدمی الہام سے محروم نہیں رکھا۔ کیونکہ سچی خواہیں الہام کی پہلی منزل ہیں۔ اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے۔ کہ آیا صاحب الہام ہونے کی بھی ضرورت ہے یا نہیں ہم آئے دن ایک نہ ایک مصیبت میں جوتے ہیں۔ مشکلات کے وقت ہمیں صبح راستہ نظر نہیں آتا۔ یہ وہی وقت ہے۔ جب ہمیں خدا کی طرف سے کسی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر اُن آئینہ نہ صرف ان مشکلات کے حل کیلئے ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے طفیل انسان ہر ایک مشکل کا معائنہ کر سکتا ہے۔ وہ ہر قسم کی انسانی کمزوریوں پر غالب آکر حجت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مٹھی بھر آدمی ہزاروں کا مقابلہ کر لیتے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام اور اُن کے تابعین ایک تھوڑی سی تعداد میں دشمن کے جم غفیر پر غالب آ جاتے تھے۔ ایک تو انھیں اپنی کامیابی اور نصرت کی بسا اوقات پہلے ہی بشارت مل جاتی تھی۔ جسے قرآنی اصطلاح میں سکینت کہا گیا ہے۔ دوسرا وہ لاکھ زندگی پر ایک شہادت کو ترجیح دیتے تھے۔ پھر جب اس دل گردہ کے آدمی میدان جنگ میں آتے ہیں۔ اور اُن کے مقابل دس لاکھ بھی ایسی جماعت ہو۔ جو نتائج کے متعلق خوف و خطر میں نہ ہو۔ تو کیوں اول الذکر اپنے دشمنوں پر غالب نہ آجائیں۔ یہ تو ایک جنگ کا نمونہ ہے لیکن انسانی زندگی کے ہزاروں حائل جوتے ہیں۔ جو اس قسم کی مشکلات سے خالی نہیں ہوتے لیکن ایک منظم رہائی ہر ایک کام میں کامل اطمینان کے ساتھ ہاتھ ڈالتا ہے (ولا خوف علیہم ولا هم یحزنون) +

# پرستش کا اسلامی تحلل

بقلم مسٹر کے کیو ڈ اس

پرستش کے اسلامی تحلل کو ان خطیات سے مخلوط نہیں کرنا چاہئے۔ جو پرستش کے متعلق دیمونڈا سب میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ جو قرآن کا خدا ہے وہ نہ تو عبادت کا خواہاں ہے اور نہ تعزیت یا شکر گزاری کا طلبگار (قرآن کریم سورت ۱۷: ۱۵) اگر ہم اسکی عبادت کرتے ہیں تو ہمیں ہمارا اپنا ہی بھلا کر (۱۷: ۱۶) یہ قول ممکن ہے کہ ایک منکر خدا کے نزدیک قرآن کی طرف سے محض دعویٰ ہی معلوم ہو، لیکن اگر وہ اس شخص کی دماغی کیفیت کا مطالعہ کرے جو کسی کو محبوب کہتا ہے۔ تو اسے اس محبت کا نتیجہ یہ نظر آتا ہے۔ کہ محبت کرنا والا اپنے محبوب میں جس بات کو اچھی یا پسندیدہ سمجھتا ہے۔ اسے اختیار کر لیتا ہے۔ اگر ہم اپنا حسیاتی ضابطہ عمل اور وہ علم جو رکھتے ہیں۔ ان دونوں کا مطالعہ کریں۔ تو ہمیں معلوم ہو گا۔ کہ ہم ان کو لے کر سپرد انہیں نہیں ہوتے (۱۶: ۷۸) بلکہ ہم نے دوسروں سے بطور تقلید حاصل کیا ہے وہ ہمیں اچھے معلوم ہوتے۔ اور اس ٹیم نے انھیں اختیار کر لیا۔ تب ہمتے انھیں پیار کرنا شروع کیا۔ بعد ازاں پرستش شروع کی۔ اور پھر محبت بھی جبکہ ہم محبوب کی پرستش کرنے لگیں۔ اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی ہے +

اگر اچھے شہری کیلئے کیریکٹر کا ہونا پہلی شرط ہے تو ہمیں کیریکٹر بنانے کے لئے دو چیزوں کی شد ضرورت ہے پہلے تو ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ حقیقی پرستش یہ ہے کہ ہم اپنے معبود کے طریقوں کی نقل کریں۔ اور دوسرے یہ کہ ہمارے معبود میں وہ صفات ہوں جن کی بدولت عباد کیریکٹر بن سکے +

واضح ہو کہ جو شے محض ہمارے دوس کو خوش کرتی ہے، وہ حقیقی حسیات کی تحریک نہیں کر سکتی۔ جمالیاتی ذوق ایسی اشیاء کو پسند کر سکتا ہے۔ لیکن یہ چیزیں کیریکٹر نہیں بنا سکتیں۔ وہ شے مضعف ہے نہ کہ ہم جسے اس بلندی کی ضرورت ہے۔ جو غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جو شے ہمتیاتی

غور و فکر سے روکتی ہے! اُسے ہماری عبادت سے خارج ہو جانا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اسلامی مساجد زینت سے پاک ہوتی ہیں۔ وہ تو خدا کے گھر یعنی مکہ معظمہ کے طرز پر بنی ہوئی ہیں چار سادہ دیواریں (خریج ۲۰: ۲۴) اور ایک بغیر تراشا پتھر بطور سنگ بنیاد کے (خریج ۲۰: ۲۶) اور اسی لئے اسلامی عبادت میں موسیقی اور گانا یا خوشبو وغیرہ یہ باتیں نہیں ہوتیں۔ بیشک ان باتوں سے دماغ کو ایک قسم کی مسرت ضرور حاصل ہوتی ہے لیکن وہ رُوح کو نشہ میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ عبادہ بریں جب کبھی ہم ایسی جگہ جاتے ہیں جہاں موسیقی ہو یا کوئی عین منظر ہو تو ہمیں اسی قسم کی لذت محسوس ہوتی ہے۔ ممکن ہر ان چیزوں پر غور و فکر میں کچھ امداد مل سکے لیکن یہ چیزیں ہمیں گمراہ بھی کر دیتی ہیں۔ لطف تو اس میں کہ ہم اپنی رُوح کی موسیقی سنیں۔ اور اپنے اندر وہ مسرت پسند کریں جو ابتداءً اس مسرت سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو موسیقی کے آلات سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں اس مسرت سے بلند تر پرواز کرنی چاہئے۔ تاکہ ہم کسی مغالطہ میں نہ پڑیں ہمیں لازم ہے کہ ہماری عبادت ان تمام لوازمات سے پاک ہو جو دوسرے مذاہب میں مجبوت بھی جاتی ہیں۔ ہماری عبادت میں خالص مراقبہ ہونا چاہئے۔

ہمیں تلاوت اور جسمانی حرکات کی بھی ایک حد تک ضرورت ہے۔ پہلی بات مراقبہ کو مدد پہنچانے کیلئے اور دوسری بات یکسانیت کو دور کرنے کے لئے۔ عبادہ بریں مراقبہ کیلئے مختلف جسمانی اوضاع مختلف آدمیوں کو مفید ہوتے ہیں۔ لیکن عبادت میں حرکات کا منشاء یہ ہونا چاہئے کہ خدا کی عزت اور بڑائی کا اظہار ہو۔ اور تلاوت میں خدا کی ان نعمت کا ذکر ہونا چاہئے جن کو ہم اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کو اپنے پیوند کی خوبیوں کا تصور کرنا چاہئے۔ تاکہ افعال کیلئے تحریک حاصل ہو سکے۔

لیکن خدا وراء الکائنات ہے۔ اور ہمارے جو اس کی دسترس کی بلاتر ہے (۶: ۱۰۴) یہ کتنا مُہمل ہے کہ وہ معلوم ہو سکتا ہے لیکن اس کا بھی انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ ہم انکی مستی کا بندوبست انکی بعض تجلیات کے احساں کرتے ہیں۔ اگرچہ بہت سے بُدبھٹہ مُلحدانہ میلان ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن واضح ہو کہ مہاتما بُدھ صوفیہ فطرت میں اور اکرم اور

فیاضی پر اعتقاد رکھتے تھے۔ پس اگر ذہنیت کی حالت یہ ہو تو پھر ہم ذاتِ مُدرک کے وجود سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ خدا کا کوئی نہ کوئی تصور ہمارے مراقبہ کیلئے ضروری ہے۔ اور عالی الہیات سے تو ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ کیونکہ فطرت بذاتِ خود اپنے صانع پر بہترین دلیل ہے۔ اگر کائنات بہترین تہذیب کی حامل ہے۔ اور اس ذات کی کارگیری جو بہترین صفات رکھتی ہے۔ تو ہمیں اپنے معبود کا پتہ فطری الہیات کی مدد سے لگانا چاہئے۔ یہ بہت مشکل کام ہے۔ اور غلط اھموں پر چل کر ممکن ہے کہ ہم غلط نتائج پر پہنچ جائیں لیکن ان کا تارل کرنے والا کس قدر مہربان ہے۔ جس نے ہمیں اس تکلیف سے بچالیا۔ کہ ہم فطرت کے صفات کا جانسوزی سے مطالعہ کریں۔ اگر کائنات اپنے صانع کی بعض صفات کی طرف اشارہ کرتی ہے تو وہ وہی ہیں جو قرآن نے اللہ کے متعلق بیان کئے ہیں بحسبِ مُقدس نے تمام صفات کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ صرف اُن اسمائے حسنہ کا جو ہماری سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اور جن کی ہم تقلید کر سکتے ہیں۔ اگر نبی کریمؐ نے ہمارے مذہب کو صرف اس فقرہ میں بند کر دیا۔ کہ پسے اندر انہی حقائق پیدا کرو۔ تو یہ بات قرآن ہی نے بتائی ہے۔ اس کتاب نے ہمیں خدا کی سہ صفات کا علم عطا کیا ہے۔ اور قرآنی اصطلاح میں عبادت کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہم اپنے اندر ان اسماء کے تصور کی بدولت انہی کا رنگ پیدا کر لیں۔ پس اگر ہم خدا کی تجبیہ کرتے ہیں (۷: ۱۸۰) جبکہ قرآن کا خدا اکتا ہے۔ کہ مجھے کسی کی عبادت کی احتیاج نہیں (۱۳: ۱۶) تو ہم دراصل اس آئینہ نفس کی تجبیہ کرتے ہیں جو ہم سے اندر سے ظاہر ہو گا۔ اور مذکورہ بالا صفات سے موصوف ہو گا۔ نمازوں میں بعض اسمائے مقدسہ کا ورد کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم اپنے سامنے وہ سانچہ رکھیں جس میں اپنے کیریلو کو دھنا چاہئے۔ جب کہ سناس ہمارے اندر ہی موجود ہے۔ تو پھر کسی آئینہ کے مسخ کا کیوں انتظار کریں؟ ہم سب بالحق صبیحہ اور کرشن اور اچھنڈ لیں۔ ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ ہم اُن تختوں کو بروئے کار لائیں۔ یہ عبادیں یا تو ہماری حیاتِ ارضی میں ظاہر ہو سکتی ہیں یا بعد وفات۔ ہمارے مقدس نبی صلعم نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ جب ہم خدا کی غیر مشروط اطاعت کریں گے۔ تو وہ ہمارا ہاتھ اور غصہ نبھ جائیگا +

مجھے تعجب ہے۔ کہ لوگ جن کے دماغ دنیاوی ہیں۔ وہ ایسے مذہب کو تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ ہم انہیں کسی جامعہ مجبود کی پرستش کی تلقین نہیں کرتے۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ عبادت کر کے اپنے اندر صفتِ آئینہ پیدا کر لیں۔ اس سے میری مراد ہے اپنے اندر بہترین اخلاق پیدا کر لینا۔ اور یہ بات ان اسمائے حسنہ کے مطالعہ سے واضح ہو سکتی ہے۔ قرآنی الفاظ میں میں ان سے پوچھوں گا۔ کہ انہیں کیا نقصان پہنچتا۔ اگر وہ اللہ یا یومِ آخرت پر ایمان لاتے۔ اور خدا نے جو انہیں دیا ہے اس میں سے توبہ کرتے؟ اگر قرآن میں عبادت کا مفہوم یہ ہو۔ کہ ان ناموں کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ یہی بحیثیت اپنے شہری کے عمدہ طریق پر برتاؤ کرنا چاہئے۔ اور زندگی میں بعض عمدہ اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے اور مذکورہ بالا اسماء کی راہوں پر جو اخلاق بنائے گئے ہیں۔ ان سے بہتر کا تصور ممکن نہیں ہے تمام اہل مذاہب ایک ہی خدا میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے تصور کے لحاظ سے ہمارے اندر اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور دنیا نے مذہب میں جو کچھ اختلاف ہے۔ وہ اسی کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے مختلف مذاہب پیدا ہوئے۔ اور قبولِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو بہت سی مشکلات پیدا ہو گئیں۔ ہم اپنے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں اس خصوصِ تخیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے پہنچا ہے۔ وہ پیغامِ ہمیں قرآن کی صورت میں عطا ہوا ہے۔ اور یہ کتاب دراصل ان اسماء کی تفسیر ہے۔ پس اس کتاب مقدس کو ہم سات حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :-

۱) اللہ تعالیٰ تو قرآن میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے +

۲) اللہ کے ایک سو صفاتِ حسنہ -

۳) نیکیاں اور گناہ - اول الذکر تو ان اسماء کا سایہ ہیں جو ہمارے افعال سے سرزد ہوتے ہیں۔ اور آخر الذکر وہ ہیں جو اسماءِ آئینہ کی تقدیس کو باطل کرنے کا نتیجہ ہیں +

۴) قوانینِ قرآنی - جو مذکورہ بالا نیکیوں کو نشوونما دیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ ہیں اسمائے آئینہ کو افعال کی شکل دینے میں مدد کرتے ہیں +

(۵) جنت اور دوزخ۔ جنت ان لوگوں کا ٹھکانا ہے۔ جو اپنے آپ کو صفاتِ اُتبیہ سے مُتصف کر لیتے ہیں۔ اور دوزخ اُن کی جگہ ہے۔ جو ان اسمائے برعکس صفات سے مُتصف ہوتے ہیں +

(۶) بعض مظاہرِ قطرت کی طرف اشارہ۔ تاکہ بعض اسماء کا مطلب سمجھ میں آسکے جیسا کہ رحمن اور رحیم کے مُتعلق ہم قرآن شریف میں پڑھتے ہیں (۲: ۱۶۳ و ۱۶۴)

(۷) اس کتاب میں بعض اشخاص کا ذکر ہے جن میں بڑے بعض نیک اور بعض بدگزرے ہیں۔ اور یہ تقسیم بھی ان اسماء کی وجہ سے ہے +

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ”اللہ“ معبود کا اصلی نام ہے۔ لیکن اسمائے معرفہ جیسا کہ صریح اور مخفی لوگ جانتے ہیں بے معنی ہوتے ہیں۔ ہاں وہ کسی شخص موصومہ کے لئے بعض خصائص کو ضرور ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ سو صفاتی نام ہمیں اللہ کی مختلف صفات سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور اسی کُرْخَرآن میں اُن کو ”اسماءِ اُحمدہ“ یعنی مُعَد نام کہا گیا ہے (۷: ۱۸ و ۱۷: ۱۱ - ۲۰: ۸) +

## جنگِ اُحد

(جنابِ ذاب وحید احمد خان صاحب کے قلم سے)

اُحد کی جنگ سن ہجری کے تیسرے سال ہوئی۔ یہ ایک نہایت مشہور جنگ ہے۔ نہ صرف فوجی نقطہ نگاہ سے اور نہ ہی نتیجہ کے لحاظ سے بلکہ اُس کی شہرت اس لحاظ سے کہ وہ ہے۔ کہ اس جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حشلاقِ فاضلہ کے بعض وہ وہ خصائص نمایاں ہو گئے جن پر آپ کے معاند ناقدین نے خواہ مخواہ پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے یعنی آپ کا طبعی حلم اور تسلی انسانی کے ساتھ گہری محبت کا نمونہ اس جنگ میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ہجرت سے پہلے مکی زندگی میں تہا ریت تاریک اور مہیب نقشہ نظر آتا تھا دس سال پہلے تمام کائنات پر ظلمت اور تاریکی کا دور دورہ تھا۔ فسق و فجور اور ظلم و ستم

کے بادل ہر طرف چھائے ہوئے تھے۔ اور ظلمت کا تہایت موٹا پردہ دنیا پر پڑا ہوا تھا۔ اُس شخص کیلئے جو روحانیت کا سفر طے کر کے منزل سلوک پر پہنچنے کا متمنی ہو یہ ناممکن امر تھا۔ کہ وہ اپنا راستہ صفائی کے ساتھ پاسکے تمام سابقہ ہدایات یا مصلحتیں بالکل مفقود ہو چکی تھیں۔ اور یا اس قدر تبدیل اُن میں پیدا ہوئی تھی۔ کہ اُن کی اصل غریب بالکل زائل ہو چکی تھیں۔ نسل انسانی کو اُس کے حقیقی نصب العین کی طرف لے جانے اور رہبری کرنے والی کوئی چیز نہ تھی۔ جمالت اس درجہ غالب تھی۔ کہ انسان کے بہترین احساسات کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ ہر قسم کا تنزیل انسانی زندگی کے ہر پہلو میں جاری ساری تھا۔ روحانی تعلیمات مٹ چکی تھیں، اخلاقی قوانین فراموش ہو چکے تھے، اور مجلسی و نجوم و دروجات صرف انسان کی ہیمنانہ خواہشات کو پورا کرنے کیلئے باقی رہ گئے تھے۔ یہ حالت تھی جب دنیا کو اُس کی طویل غراب و غمگینی سے بیدار کرنے کیلئے صحراے عرب سے ایک آواز اُٹھی لیکن اُس حیات افزہ آواز کا خیر مقدم کرنے کے بجائے ہر قسم کی رکاوٹیں اُس کے رستہ میں پیدا کی گئیں۔ اور اُسے دبانے کی پوری کوشش کی گئی۔ اول اول اُسے ایک مجنون کی آواز قرار دیکر تمسخر و استہزاء سے کام لیا گیا۔ اور ایسی لاپرواہی کا سلوک اس کے ساتھ روا رکھا گیا۔ کہ جیسے ایک ق و دق صحرا میں ایک کمزور سی آواز پیدا ہو کر رہ جائے۔ لیکن جب ان حدود کے جاس لوگوں کے تمسخر و استہزاء طعن تشنیع اور بدگوئی نے کوئی اثر پیدا نہ کیا۔ اور پوری ہمت کے ساتھ اُسے برداشت کر لیا گیا۔ تو عرب کے ان بُت پرستوں نے اس نظام ہی کو تباہ و برباد کر دینے کا عزم بالجزم کر لیا۔ جو حقیقت افزہ اور خوش گوار تاثیرات کو پیدا کرنے کا ذمہ دار تھا۔ مصلحین کی اس نئے حقیقت اور چھوٹی سی جمیعت کو ایسے دل دوز اور ہولناکی مظالم کا تختہ مشق بنایا گیا جن کی مہورت مادرِ میتی نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی تھی، داعیانِ صلح و امن کو اپنے گھروں سے مفلس و تلاش بنا کر جبرائیل دیا گیا۔ اُن کے مال و متاع کو ضبط کر لیا گیا۔ اُن کی بیویوں اور بچوں کو ذبح کر دیا گیا اور فاقوں مرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ حامیانِ صداقت کو عرب جیسے خطہ حارہ کی جلتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا۔ بھاری اور جلتے ہوئے پتھر اُن کی پشت پر



رکھ دیئے گئے۔ لیکن ان تمام وحشیانہ مظالم کیوں اور سیما بد مظالم کو انہوں نے نہایت دیرپا اور قہر کے ساتھ برداشت کیا۔ اُن کے صبر و تحمل نے مظالم پر پا کر نبیوں کی آتش غضب کو بھڑکایا وہ بھڑکایا۔ اُن کی تنگی اور برہنہ بیٹھوں پر جو پہلے ہی گرم پتھروں سے جل چکا تھیں۔ بید پر بید لگائے گئے۔ جتنے کو غن ایک اُبلتے ہوئے جینہ کی طرح بھرنے لگا۔ اور اُن کے کپڑوں کو تر بتر کر دیا۔ کس قدر غریب اور مسکینوں میں ان ناشنیدہ مظالم کی نذر ہو گئیں۔ اس کا حال صرف اسی پاک ذات کو معلوم ہے۔ جہاں کے ریکارڈ کو اس دن کیلئے محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ جب زمین اپنے مردوں کو نکال باہر بھینگی۔

لیکن یہ تمام وحشیانہ مظالم دعوتِ حق کے اُن مخلص موبین کی چھوٹی سی جمعیت کو کھینچنے میں ناکام ثابت ہوئے۔ انہیں بلکہ اُن کی تعداد بڑھتے بڑھتی چلی گئی۔ اگرچہ انہیں گھروں کی نکال دیا گیا تھا۔ لیکن اپنی جائے پناہ (یعنی مہمان نواز مدینہ میں) انہوں نے نئے لوگوں کو مدخلِ اسلام کر لیا۔

ایسی حالت میں یہ دشمنانِ صداقت کس طرح خاموش بیٹھ سکتے۔ اور اس مقصد کو کامیاب بنانے دیکھ سکتے تھے جس کو انہوں نے ابتدا ہی میں دبا دینے کی کوشش کی تھی۔ اُن کا جویش غضب دھنسا ہو گیا۔ اور اُس فوراً جو مدینہ کے مقدس شہر میں ٹھہرا رہا تھا ہمیشہ کیلئے گل گردنے کی انھوں نے ٹھکان لی۔ ڈیڑھ دو سال قبل وہ ان ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سے شکست کھانے لگے تھے۔ جن کو ٹھٹھا اور غول کرتے گالیوں سے مارے اور دھکے اور اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اسلئے انہوں نے لبِ اپنی بہت بڑی جمعیت اکٹھی کی۔ اور اُن لوگوں کو جن کا جرم محض یہ تھا کہ وہ اُن پر مختلف عقیدہ رکھتے تھے نیست و نابود کرنے کیلئے اُن پر چڑھائی کی امن پسند مصلحین کے گروہ نے گھروں کے اندر بھیڑوں اور بکریوں کی طرح فوج بھیجے کے بجائے مدینہ جنگ میں با عزت موت کو ترجیح دی اور دشمن کی غیر معمولی قوت اور تعداد کے مقابلہ میں مخالفت خود اختیاری کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔

یہ ایک نہایت ہونک دن تھا۔ جہاں لڑنے کی ذہن اور طاقت کی سیاہی نے اس روشنی کو گل کر دینے کا ایک کر لیا۔ جو اس وقت تک گھٹا ٹوپ بادلوں کے اندر صرف ایک شعاع کا کام دے

رہی تھی۔ شہر و حجر کے پجاریوں نے توحید الہی کو ماننے والی جھوٹی سی جمعیت کا نام و نشان تک مٹا دینے کا حلف اٹھایا۔ وہ جوشی انسان جو مکہ کے غریب اور ہتے مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے میں مسرت حاصل کر چکے تھے۔ اب اپنی فوجوں کی اعداد و قوت کی وجہ سے اور زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور اس صلح و امن اور محبت و رحم کے نئے مذہب پر آخری اور فیصلہ کن وار کرنے کیلئے مضطرب ہو رہے تھے۔ جنگ شروع ہوئی جس میں متبعین نملالت کا جوش غضب ایک اور صرٹ ایک ہی مقصد کو اپنے سامنے رکھے ہوئے تھا۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک تھی۔ جن کی جان لینا اگر ان کا واحد مقصد نہیں تو کم از کم اولین مدعا تھا۔ تیروں کی بوچھاڑ آپ پر کی گئی ہزار ہا نیزے آپ کی طرف لپکتی سینکڑوں تلواریں آپ کے جسم منظر کے گرد چمکیں اور بیشمار پتھر آپ پر پھینکے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ زخمی ہو گئے۔ ایک دانت خسرید ہو گیا اور آپ بہوش ہو کر گر پڑے۔ لیکن جب بہوش آیا تو آپ نے دیکھا کہ جنگ کی آگ پور سے زور سے مشتعل ہے۔ اور آپ کے مخلص متبعین ارد گرد دکھڑے ہیں۔ تاکہ اُس پاک انسان کی جان کو بچالیں جسے وہ اپنی زندگی سے بڑھ کر عزیز اور محبوب سمجھتے تھے۔

اُن خون سے بھرے ہوئے زخموں کے ساتھ جو آپ کے جسم اطہر پر لگائے گئے اُس بہتے ہوئے خون کے ساتھ جو دانت کے نکل جانے کی وجہ سے آپ کے منہ سے ٹپک رہا تھا، ہاں دشمن کے اُن مظالم کے ہوتے چھوٹے جو ابھی تک آپ کے دماغ میں تازہ تھے۔ اور اس غم و الم کو لے کر آپ کے پاک متبعین کے اتلاف کی وجہ سے آپ کے محبت بھرے دل میں موج زن تھا۔ اور اپنے بہت سے قریبی رشتہ داروں کی ہاں لاشوں کو دیکھتے ہوئے جو آپ کے سامنے خون میں اتھوڑی ہوئی پڑی تھیں آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کانپتے ہوئے ہونٹوں سے جناب باری میں زیادتی ایسے موقر کیا کچھ آپ کے منہ سے نکل سکتا تھا۔ ہر شخص اس کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کیا آپ اپنے بے رحم دشمنوں پر غضب الہی کے نزول کی دعا کر سکتے تھے؟ وہ دشمن جنہوں نے آپ کو مارنا۔ قتل کرنے یا گولی بربلاک کرنے کی پوری کوشش کی۔ اور اب تک اسی کوشش میں مصروف ہیں۔ وہ

دشمن جنہوں نے آپ کے رشتہ داروں اور دینی ساتھیوں کو قتل و غارت کیا۔ اور آپ تک جو لوگ میدان جنگ میں باقی ہیں۔ اُن کے قتل کے درپے ہیں۔ ہاں وہی دشمن جنہوں نے آپ کی اُس چھوٹی سی جمیعت کو جو حامیان صداقت سے تعلق رکھتی ہو نیست و نابود کرنے کی تمام ممکن تدابیر کرتے ہیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان کے متعلق بددعا کے سوا اور کیا آپ کے مُنہ سے نکل سکتے تھے؟ لیکن اس طبعی جوشِ غصہ اور غم و الم کے موقعہ پر جو الفاظ آپ کے مُنہ سے نکلے وہ ہمیشہ ایسے موتی بن کر چمکنے لگے جو خوبصورتی اور چمک دمک کے لحاظ سے بینظیر ہیں اور ہل انسانی کی تاریخ میں ہمیشہ ہدایت اور رہبری کا کام دینے لگے۔ آپ نے فرمایا:-  
 اللہم اغفر لہم اے اللہ! انھیں گناہوں سے معاف فرما۔ اے میرے رب میری قوم کی حفاظت فرما کیونکہ وہ نہیں جانتے +

یہ دُعا بجائے خود اس قدر معنی خیز ہے۔ کہ اس کہی اُسے زنی کی حاجت نہیں۔ یہیں خود دشمن کی حمایت کی گئی ہو کیا اس کو درد انسانی جسم کے اندر اس کو بڑھ کر محبت درج سے بھرا ہوا دل پیدا ہو سکتا ہے؟ آپ نے خیال کیا۔ کہ جو مظالم آپ کے دشمنوں نے برپا کئے ہیں وہ اب انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ اور انتقام کا اتنی قانون اب اُن کے خلاف کام کر رہا ہے۔ آپ ڈر گئے کہ مبادا آپ کے مُنہ سے کوئی ایسے الفاظ نکل جائیں جو غضب الہی کو اور زیادہ بھڑکانے کا موجب بنوں اور اُن کی فوری تباہی میں مل جائے۔ آپ کے حلیم مہربان او ہمدرد دل نے ایسے الفاظ مُنہ سے نکالنے کی اجازت نہ دی۔ اور اس دُعا کے ذریعہ سے کہ آپ کے دشمنوں کو مہلت دی جائے۔ اور مُعاف کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ رسولِ خدا کو نہیں پہچانتے آپ نے اُسی سزا کو روکنے کی کوشش کی +

اُس وقت کے حالات پر غور کرو۔ جنگ کا میدان ہے۔ دشمن کا غلبہ ہے۔ آپ کے مخلص دوستوں اور رشتہ داروں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں خود آپ کے جسم پر زخم موجود ہیں لپٹ کے مُنہ سے خون بہہ رہا ہے۔ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھو۔ اور پھر مندرجہ بالا دُعا پر غور کرو کیا یہ ایک مُلم کے سوا کسی دوسرے کے مُنہ سے نکل سکتی ہے؟ کیا دُنیا اُس کو بڑھ کر کوئی عظیم و کریم سے بڑھ کر شریف اور اس کو زلیہ عظیم اور بزدل بار انسان پیش کر سکتی ہے؟

علاوہ ازیں آپؐ کے صلہ اور ہمدردی کی صرف ایک ہی مثال نہیں سینکڑوں اندر عزادوں  
مثالیں اس کی پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن میں صرف ایک اور ایسی مثال پیش کرتے پر اکتفا  
کر دینگا جو فتح مکہ سے تعلق رکھتی ہو، شخص جانتا ہے کہ آنحضرتؐ صلہ اور آپؐ کے نہ ہر سے  
گفار کو کس قدر دشمنی اور عناد تھا، ہمیشہ وہ آپؐ کے خون کے پیاسے رہے، اس نئے مذہب کے  
کال ستیصال کیلئے تمام ذرائع جو ان کی طاقت میں تھے وہ استعمال کیے بغیر آپؐ کو اور آپؐ کے متبعین کو ہٹوں  
نے بری طرح سے ظلم و ستم کا تجربہ مشق بنائے رکھا، خطرناک سے خطرناک تدابیر انہوں نے اختیار  
کیں، پر فتن معاہدات انہوں نے باہم کئے، زبردست فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہونے اور ہٹا  
غوغا جنٹیلیں انہوں نے کیں، آپؐ کو قتل کرنے کے لئے کراہ پر لوگوں کی خدمات حاصل کیں،  
اور عملاً آپؐ کو زہر پینے کا بندوبست کیا، لیکن جب وہی دشمن فتح مکہ کے موقع پر آپؐ کے  
سامنے لائے گئے، اور وہ اس سزا کے منتظر کھڑے تھے، جس کے وہ مستحق تھے، اس وقت  
جو سلوک ان سے کیا گیا، وہ تمام اقوام تمام ممالک کی تاریخ میں سینظر ہے۔ بجائے اسکے  
کہ کوئی انتقام ان کو لیا جاتا، آنحضرتؐ صلہ نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ اور ان دشمنوں کو  
بھی معاف کر دیا، جنہوں نے آپؐ کے چچا حمزہؓ کو شہید کیا تھا +

کیا ہی سچے الفاظ ہیں، جو پروفیسر ابراہیم خان نے لکھے ہیں (جنہیں میں خفیہ سے  
تقریر کے ساتھ نقل کرتا ہوں) اور نہایت صحیح طور پر یہ بیمارک کیا ہے۔ کہ تیرہ صدیاں  
گزر گئیں، لیکن اسلام کے اٹھنی نبیؐ نے جو مثال قائم کی، ابھی تک ایک ایسا اعلیٰ  
نمونہ ہے، جس کو ابھی دنیا نے اپنے اندر پسیدہ نہیں کیا +

## ضرورت

د فتر مشن (عریز منزل)۔ برائڈر ریڈو ڈ۔ لاہور کو ایسے احباب کے پتوں کی ضرورت ہے جنہیں اسلام  
اشاعت اسلام (اردو) اور رسالہ اسلامک ویو (انگریزی) کی حتمہ دیداری کیلئے تحریک کی جائے +  
ہیں اپنے مخلص معاہدین سے قوی امید ہے۔ کہ وہ اپنے قیمتی وقت کی قربانی گوارا فرما کر اس  
ضرورت کو رفع کر کے تبلیغ اسلام میں بالواسطہ شرکت فرمائیں گے +  
(لنویٹ) امن احباب سے پتے ایسے جائیں۔ وہ قابل اعتبار ہوں۔ علاوہ ہر ہتہ کے ہمراہ اردو یا  
(انگریزی) رسالہ کی تقسیم کردی جائے +

سکرٹری

# خاتم النبیین ﷺ

زعم حضرت خصال لدین صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف نبی بلکہ خاتم النبیین بھی کہا۔ اس امر کی تصدیق حدیث نے بھی کی ہے۔ لیکن یہ دونوں امور کسی غیر مسلم کیلئے باعث اطمینان نہیں ہو سکتے۔ پھر دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو نبوت کو تو تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور آنحضرت مسلم کا نبی ہونا بھی مانتے ہیں۔ لیکن آپ کے بعد نبوت کے اجرا کے بھی قائل ہیں۔ ان امور کے تصفیہ کا آسان راستہ یہ ہے کہ سب سے اول ہم لوازمات نبوت کی تعیین کریں پھر دیکھیں کہ وہ باتیں کہاں تک آنحضرت مسلم میں متحقق ہیں یا کسی اور بزرگ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جس کا ظہور آپ کے بعد ہوا +

اصطلاح قرآن میں جس کا نام بتوحی ہے۔ وہ تو کچھ ایسی افع و اعلیٰ ہے۔ کہ اگر قرآن کریم بعض بزرگان سلف کی نبوت کی تصدیق نہ کرے۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تین کسی شخص کو بھی خواہ وہ آپ سے پہلے ہو یا آپ کے بعد یا کسی طرح سے نبی قرار دوں۔ ہاں اگر کسی بزرگ کا وجود اس میں مجھے مستثنیٰ نظر آتا ہے۔ تو وہ جناب موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبوت کیلئے مکالمہ الہیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور حدیث کی رو سے یہ نعمت امت متعمرہ میں جاری رہی لیکن ایسے بزرگوں کے کلام میں کچھ اہمات میں ایک بات بھی ایسی نظر نہیں آتی جو نبوت کے درجہ تک پہنچے +

نبوت جو تکہ صرف ترمیت انسان کیلئے آئی ہے۔ اور اسے کسی اور مخلوق کی نبوت سے تعلق نہیں۔ اسلئے اس کے لوازمات تعیین کرنے کیلئے ہمیں ان باتوں کو دیکھنا ہوگا جو نسل انسانی پر مختص ہیں۔ اور کسی اور مخلوق میں پائی نہیں جاتیں +

شروع سے لے کر آج تک انسان میں دو باتیں پائی گئیں۔ ایک اس کا جذبہ عبودیت اور دوسرا اس کا مدنی بالطبع ہونا۔ آج علمی دنیا نے تین امور کو تسلیم کر لیا۔ اول یہ کہ دنیا میں

کوئی ذی عقل آدمی ارادہ غلطِ العمل ہے۔ دو میں ہر ایک چیز کسی خاص فائدے اور غرض کیلئے پیدا ہوئی ہے۔ جو غرض غلط ہو غرض و غایت ہدایت ربانی کے ماتحت نشو و نما پاتا جاتی ہے۔ اب اگر عجب و دسیت اور مدعیت برنگ جذبات مختلف انسان میں موجود ہیں۔ تو ان کی آبیاری اور نشو و نما کیلئے خدا کی طرف سے کوئی علم آنا چاہئے۔ اسی علم کا نام نبوت ہے۔ اور نبی وہی کہلاتا ہے جس کو سب کے اول خدا کی طرف سے علم دیا گیا۔

### عجب و دسیت

پیدائش کے دن کو آن تک انسان نے کسی بالاتر طاقت کی پرستش کی ہے۔ اس جذبہ کے اظہار کے سوا وہ رہ نہیں سکتا۔ جسے کہ وہ لوگ جو دہریہ کہلاتے ہیں انہوں نے بھی اسی قسم کی طاقت کے آگے سر جھکا دیا ہے جس کا نام قوائے قہریہ یا قاتلون کائنات رکھتے ہیں۔ ان کی نگاہ قانون تک جاتی ہے۔ لیکن ایک خدا پرست کسی متقن حقیقی کے آگے سر جھکا تا ہے۔ اسی جذبہ نے انسان کو ہر قسم کے شہد و ثبوت پرستیاں کرائیں۔ اس جذبہ کی تسکین میں انسان نے اپنے معبود ڈرائے۔ ان کو بعض اوصاف سے مختص کیا۔ پھر ان اوصاف مفروضہ نے اس کے احلاق و آداب پر گہرا اثر کیا۔ جسے کہ یہ کہ زمانہ قبلِ کل کا کل بہستون انسانی جذبات کی پرستش کر رہا تھا۔ یہی انسانی جذبات مختلف صورتوں میں اس کے خدا بن گئے۔ اور انہی کی پرستش میں انسان نے طبع طبع کی سیاہ کاریاں کیں۔ یہی حالت ہمارے یونان روم مصر وغیرہم میں دیکھتے ہیں۔ الغرض ہم اس بات کے محتاج ہیں کہ خدا کا صحیح نقشہ ہمارے سامنے ہو۔ اور اس کے ایسے احلاق کا ہمیں علم دیا جائے جن کے اتباع میں ہمارے اندر اعلیٰ قسم کے احلاق پیدا ہو جائیں۔

نبوت کی اجراء ابتدا سے نظر آتی ہے۔ اگر حسبِ مژدہ قرآن جنابِ آدم کے بعد سلسلہ نبوت شروع ہوا تو بالضرور خدا کا کوئی صحیح نقشہ انسان کے سامنے کبھی نہ کبھی آیا۔ مگر جن اور کو تالیخ دنیا نے محفوظ رکھا ہے۔ اس کو تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان نے خدا کو غیر مٹی یا غیر مشہود طریق پر دیکھنا پسند نہ کیا۔ اس کے تخیل میں خدا نے کوئی نہ کوئی شکل اختیار کی کبھی تو وہ انسانی لباس میں نظر آیا۔ کبھی مختلف مخلوقات کے اعضاء مختلفہ نے ایک ترکیب میں بعض خداؤں کی شکل

انصیار کر لی۔ بندوؤں نے خُدا کو انسانی شکل میں ہی دیکھا۔ جسے کہ وہ بدانت نے ہر ایک چیز میں خُدا ہی دیکھا۔ مشاہیر عالم میں جس شخص نے ایک غیر مرئی یا غیر مشہود اعلیٰ طاقت کے آگے سر جھکایا وہ جنابِ موسیٰ علیہ السلام تھے۔ چونکہ وہ ایسے وقت میں پیدا ہوئے جو خُدا کے کسی مجسمہ کو ضروری قرار دیتا تھا۔ اسلئے جب پہلے دن انھیں خُدا نظر آیا تو اُن کی شکل میں نظر آیا۔ گو بعد میں ہی اُن کو خُدا نے لین ترائی کہا ۛ

بتیانِ طنت کا ظہور جنابِ موسیٰ میں اس کمال کا نظر آتا ہے۔ کہ سلا بعد سلا عُلماؤں کی قوم جن کے متبوع وہ مصری تھے جنہوں نے اپنے خُداؤں کو بتی گا ئے یا دوسرے جانوروں کی شکل میں دیکھا اور جن کے توہمات کی یہ حالت تھی۔ کہ مرنے کے وقت اُن کے مُردوں کے ساتھ کھانا پارچہ جات دفن کئے جاتے تھے۔ تاکہ مرنے کے بعد اُن کے کام آئے۔ اُنہی کے دو غلام جن میں انسانیت کا نام تک نہ تھا۔ وہ ایک ایسے خُدا کو پوجتے ہیں جس کی شکل و صورت سے وہ ناواقف ہیں۔ گو پہلی نسل تھے مُشرک نہ رنگ دکھایا۔ اور جنابِ موسیٰ سے جنوں کے خواستگار بن گئے لیکن عموماً جنابِ موسیٰ یہاں پر سو اُپس آکر یہ کہتے ہیں۔ کہ کہ عہدار خُدا تمہیں یہ کہتا ہے۔ کہ اس پر عمل کرو۔ یہ تو ہمت نہ تھی۔ کیونکہ انہی احکام نے اسرائیلی جیسی اسیر قوم کو تھوڑے ہی عرصہ میں فرمانروایانِ مُلک اعلیٰ تمدن و تہذیب کئے مُلک۔ بنا دیا۔ اُنہوں نے ہی ارضِ مُقدس کو ناپاک لوگوں سے پاک کیا یہی ایک وقت تک اعلیٰ حُسنِ اُلقا کا نمونہ بن گئے۔ یوں تو دُنیا نے اچھی سی اچھی قوم دیکھی ہوگی۔ لیکن نہ کسی ایسی اُلٹے سے اُدنے قوم کا پتہ دیتی ہے۔ اور نہ کسی ایسی ترقی کا نشان بتاتی ہے۔ جو یہودی قوم نے ایک تھوڑے سے عرصہ میں دیکھی۔ خُدا کی زمین پر غیر مشہود خُدا کی آواز پر چلنے والے اور اسی آواز کے ماتحت اپنے آپ کو ہر عیب سے پاک کرنے والے۔ جنابِ موسیٰ کی کُفیل کل دُنیا میں ایک وقت یہی اسرائیلی نظر آتے ہیں۔ اسی لئے خُدا سے قرآن نے انی فضلکم علی العلمین انھیں کہا۔ ہاں اُن کے بعد ایک اور قوم صُغیرہ تالیخ پر نظر آئی۔ جو مصری زمانہ کے اسرائیلی کی طرح ایک گمنامِ حقیقت اور جہالت کی سر تاج قوم تھی۔ ان میں بھی ایک نبی پیدا ہوتا ہے۔ جو اسرائیلیوں کے

مقابل تھوڑے ہی عرصہ میں انھیں کنگرہ تہذیب و تمدن پر لیجاتا ہے۔ وہ گل دُنیا کی ہدایت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ بُت پرستی میں ایک وقت وہ قوم بھی اپنا نظیر دُنیا میں نہ رکھتی تھی۔ لیکن جب محمد عربی (صلعم) اُن میں پیدا ہوئے تو اُن لوگوں نے بھی غیر مشہود خدا کو اپنا حاکم قرار دیا۔ وہ خدا کے عشق میں دیوانہ وار پھرتے اور رات دن کسی ایسے حکم اور اس پر عمل کرنے کی تلاش میں رہتے جو خدا کی طرف سے نازل ہوا ہو۔ وہ پیغمبر کے سامنے قالبِ بجان کی طرح بیٹھتے۔ وہ وحیِ الہی کے اشاروں پر جان دیتے اور غیر مرئی خدا کی اطاعت میں وہ اسرائیلیوں سے بڑھ گئے لیکن کوئی آج نہیں کہنگتا کہ سیرنگ جو دوبارہ دُنیا میں کبھی نظر نہ آیا، کس وہم کے ماتحت تھا۔ انہوں نے اپنی گنہامی میں جو کچھ خدا سے سنا وہی لفظاً لفظاً پورا ہوا۔ یہ رنگ جو عرب میں پیدا ہوا یہ بھی نبیائے طاقت کا ظہور تھا۔ پھر اگر جنابِ موسیٰ نے خدا کو جہنم سے پاک کیا۔ تو محمد عربی (صلعم) نے نہ صرف شرک سے بچانے کیلئے انسان کو ایک رب و احد دکھلایا۔ بلکہ انسانی غوہش کے پور کرنے کے لئے خدا کے چند اخلاق کی تعبیر بھی کر دی انہی اخلاقِ حسنہ کو انسان کا زیورِ زینت بتلایا۔ اور اُسی سے متعلق ہو کر مروجہ دُنیا کی مسلمان دُنیا کے سر تاج ہو گئے +

القرض بئوت کی جو غرضِ اول تھی یعنی جذبہ عبودیت کی تربیت یا حسن کرنا یعنی انسان کے سامنے خدا کا صحیح نقشہ پیش کرنا۔ اس کے قابل اتباع اخلاق کا پتہ چلانا۔ پھر ساتھ ہی اُن راہوں کی تعلیم کرنا۔ کہ جن سے انسان کے جذباتِ ردیہ اخلاقِ ربانی میں متشکل ہو جائیں۔ یہ تین امور اگر سب سے اول جنابِ موسیٰ نے تعلیم کئے تو انہی تین امور کو تاجِ کمال محمد عربی (صلعم) نے پہنچایا۔ اس وجہ سے بھی آپ پر نبوتِ ختم ہو گئی + آج خدا کی ہستی اور نہ اُس کے ایسے اخلاق سے کسی کو انکار ہے جس کی مظہرِ کائنات ہے۔ اور اس بات سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ انسان کیلئے بھی وہی بہترین اخلاق ہوسکتے ہیں۔ اب اگر یہ تین باتیں آنحضرتِ صلعم یا جنابِ موسیٰ کے علاوہ کسی بزرگ کی تعلیم یا تخصیص خواہ وہ آنحضرتِ صلعم سے پہلے ہوا ہو یا بعد۔ نظر نہیں آتیں۔ تو ہم اسے کیسے نبی کہیں۔



ایسے شک کہ ان باتوں کا رنگ ایک حد تک جناب داؤدؑ۔ جناب موسیٰؑ یا بعض ایسی ہی نبیوں میں نظر آتا ہے۔ لیکن وہ سب کے سب خادمانِ شریعتِ موسوی ہیں۔ دوسرا یہ وہ بزرگ ہیں جن کی نبوت کی تصدیق قرآنِ کریم نے کر دی۔ اسلئے ہمیں کھینٹ سہل تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ بزرگ بھی عبودیت کی آبیاری کی تعلیم لائے جو آج زمانہ نے محو کر دی +

دوسرا جذبہ جس کی آبیاری کیلئے نبوت آئی وہ مدنییت ہے۔ جناب موسیٰؑ سے پہلے بھی تمدن کا رنگ دنیا میں پایا جاتا ہے۔ اور بالضرور مدنییت کی تعلیم آئی البتہ مشخص رنگ میں نہیں سب سے اول تاریخِ عالم میں جناب موسیٰؑ کے دس احکام نظر آتے ہیں۔ جن کے اندر عبودیت اور مدنییت کیلئے ابتدائی تعلیم موجود ہے۔ کسی قوم کے تمدن کے قوانین کو دیکھا جائے انہی تہ میں یہی دس احکام کام کرتے نظر آتے ہیں۔ ان میں کے پہلے چار احکام تو توحید سکھاتے ہیں باقی کے قوانین ہی مدنییت کی موٹی موٹی باتیں۔ مثلاً دوسروں کے مال اور جائیداد پر دست درازی نہ کرنا۔ کسی غیر عورت کی طرف نگاہ بد سے نہ دیکھنا۔ جھوٹ نہ بولنا۔ خانگی آداب کا لحاظ رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں کے سوا انسان مل کر نہیں رہ سکتا ہاں یہ ضروری ہے کہ یہ باتیں تمدن کی ابتدائی صورت کا پتہ بتاتی ہیں۔ اسرائیلی تہذیب کی دوسری قوموں میں بھی تہذیب نظر آتی ہے لیکن ایک نقص ہر تہذیب میں نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ہر ایک قوم نے دوسری قوم کو نفرت اور حقارت سے دیکھا۔ اور اگر وہ محکوم ہوئیں۔ تو اُن کو ذلیل سے ذلیل زندگی میں رکھا۔ یہ پستی تمدنِ ہندو قوم میں تا بحال کمال نظر آتا ہے جنہوں نے غیر قوموں کو لپیٹھ اور ولت قرار دیکر محکوموں کو اچھوت قرار دیا۔ اور یہ جذبہ نفرت یہاں تک پہنچا کہ کئی کروڑ انسانوں کو آج تک بھی معمولی انسانیت کے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے +

حیرت کا مقام ہے۔ کہ کوئی قوم اپنی قدیم تہذیب پر کیسے فخر کر سکتی ہے جنہوں نے غیروں کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ہاں عالمگیر اخوت کی تعلیم سب سے اول محمد عربیؐ (صلعم) نے دی اور یہی تعلیم مدنییت کی جان ہے +

موسوی احکام عشرہ ایک بڑھی ہوئی تہذیب کے مطابق حال نہ ہو سکتے تھے۔ اسلئے جہاں

نبوت محمدؐ نے قرآن کریم میں صلیحیت کی ہر ایک شاخ کی آبیاری کی۔ وہاں ان دس احکام کی جگہ سات احکام اور نو نمونوں میں تجویز فرمائی۔ جن پہلے کر دنیا نہ صرف ہر قسم کے گناہوں سے ہی پاک ہو سکتی ہے۔ بلکہ اعلیٰ سے اعلیٰ تمدن کو بھی حاصل کر سکتی ہے جس کے نبوت میں ہم اسلامی تہذیب کو پیش کر سکتے ہیں۔ وہ سات احکام حسب ذیل ہیں :-

(۱) بعض صدقہوں پر عمل ایمان (۲) خشیت کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہونا اور اُن صدقہوں پر چلنے کی توفیق مانگنا (۳) لغو اور بیہودہ امور کو بچنا (۴) تطہیر اعمال کو ناجس کی ایک شاخ نکوۃ دینا (۵) حصانیت یعنی بد نظری کو بچنا اور ناجائز تعلقات کو تار و اسبھکھنا (۶) مسابہات امامان کا احترام کرنا (۷) مطابقت نماز کو حمایت احتیاط سے پورا کرنا +

یہ سات اصول کچھ اس قسم کے جامع مانے ہیں۔ کہ ایک طرف ہر قسم کی بدکرداری و خلیقی کا علاج ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف انسان ہر قسم کی نیکی کا مالک ہو جاتا ہے۔ باقی کل کمال قرآن ان ہی امور کی تکمیل کرتا ہے +

الغرض نبوت کی دوسری شاخ جذبہ مدنیت کی پرواز تھی۔ جس طرح اُس کو محمدؐ عربی (صلیہ وسلم) نے پورا کیا۔ اس کی مثال تو تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔ اور آپ کے بعد تو کسی ملہم کی تعلیم میں یہ بات پائی نہیں جاتی +

ان نیکوہ بالا و جذبات کو اگر ایک رنگ میں دیکھا جائے۔ تو وہ تعلیم اخلاق کے ماتحت آجاتے ہیں جس قدر جذبات جلیو نیم میں موجود ہیں۔ اگر وہ صحیح تربیت کے ماتحت آکر اخلاق فاضلہ کی شکل اختیار کریں تو نفس انسان کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اب اگر تعلیم اخلاق کے مسئلہ کو نبوت کا تمیز نشان ٹھہرایا جائے۔ تو یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ محمدؐ عربی (صلیہ اللہ علیہ وسلم) کے سوا مجھے ایک نبی بھی نظر نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی ہمتی ہے تو جناب رسولؐ کو۔ وہ لوگ جو کسی نبوت کے قائل ہوتے ہیں۔ وہ صرف اس امر کو دیکھیں۔ کہ آیا ان کے مروج کی تعلیم میں کئی ایسی بات ایسی ہیں جس نے کسی جذبہ طبعی کو اخلاق فاضلہ کی حد تک گھسیٹا یا ہو میں مانتا ہوں کہ میری تحقیق ناقص ہو لیکن مجھے تعلیم کم از کم آنحضرتؐ کے بعد کہیں نظر نہیں آتی۔ اسلئے میں آپ کو خاتم النبیین تسلیم کرتا ہوں۔ نہ اسلئے کہ قرآن کریم میں ایسا لکھا ہے۔ بلکہ عقل و دانش دیکھ کر مجھے یہ بات سنائی ہے۔ کہ آپؐ پر دروازہ نبوت کا بند ہو چکا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئیگا +

(مغفل از سلاطین بادشاہ)

# ایک نتیجہ خیز خط و کتابت

{ رنگون سے کسی صاحب نے حضرت خواجہ صاحب کو ایک خط لکھا ہے جس کا جواب انہوں نے بلائے }  
{ دیدیا ہے چونکہ اس خط و کتابت کا تعلق عالم مسلمانوں کو ہے۔ لہذا ذیل میں ہم اُسے منج کرتے ہیں + }

از رنگون موز قہ ۲۶ - اگست ۱۹۲۲ء

محترم جناب حضرت خواجہ صاحب!

بعد السلام علیکم عرض یہ ہے کہ اس سے پہلے میں اس تحریر کا مقصد آپ پر ظاہر کر رہا تھا۔ میں یہ اپنا منصبی اور انسانی فرض سمجھتا ہوں۔ کہ میں آپ کی اُن تصنیفوں۔ تحریروں اور تقریروں کا شکریہ ادا کروں جو وقت فوقتاً آپ کی طرف سے شائع ہوتی رہی ہیں۔ اور جن سے میں نے اور میری طرح ہزاروں بندہ گانِ خدا نے روحانی فیض پایا ہے۔ اور میں آپ کا تذکرہ دل سے ممنون و مشکور ہوں۔ مختصراً یہ کہ آپ ہمارے دشمن ہیں۔ اور ہر وقت آپ ہمارے دل اور آنکھوں میں بستے ہیں۔ چاہے آپ کہیں ہوں۔ لیکن آپ کی تصویر ہمارے دل پر نقش ہے۔ اور کبھی جبہ اتھیں ہوتی۔ ایک تیس ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک تعلیم یافتہ اور سمجھدار مسلمان کو آپ کی تعریف میں رطب اللسان پایا۔ اور کچھ تو یہ کہ جو اسلامی خدمت آپ نے کی ہے وہ موجودہ زمانے میں اور کسی کو نہیں ہو سکتی۔ اور یہ اُسی خدمت کا صلہ ہے۔ کہ آج آپ دُنیا میں لاکھوں انسانوں کے نور نظر ہیں۔ اور جو لٹریچر آپ نے پیدا کیا ہے۔ وہ موجودہ زمانہ کے تعلیمی فتنوں کیلئے شمعِ ہدایت ہے۔ کہ اُسکو ہاتھ میں لے کر کوئی شخص بھٹک نہیں سکتا۔ ورنہ موجودہ تعلیم اور اسلام کا اتحاد ناممکن ہے +

میں نے آپ کی تمام تصانیف منگوا کر پڑھی ہیں۔ اور لغتوں کو بھی منگوا کر دی ہیں۔ اور یہی ترغیب پائی ہیں۔ لیکن آپ نے فلسفہ نما زیر آج تک کوئی کتاب اُردو میں شائع نہیں کی۔ انگریزی میں آپ نے ایک کتاب شائع کی ہے لیکن وہ صرف انگریزی دانوں کیلئے ہے اُردو دانوں کے کام کی نہیں۔ یا تو اُنھی کا اُردو میں ترجمہ کر دیا جائے۔ اور یا کوئی اور ایسی کتاب لکھ جائے جس میں فلسفہ نما نہ بیان کیا جائے۔ اور بتایا جائے کہ نماز کا دنیاوی زندگی پر کیا

اخر پڑتا ہے۔ اور دنیا میں اس کو کیا فائدہ ملتا ہے۔ اور آخرت میں نماز کا کیا فائدہ ملے گا۔ دلائل مبینہ سے نماز کے دینی اور دنیوی فوائد کو ثابت کیا جائے۔ جو ایک اعلیٰ قابلیت کو چاہتا ہے اور ہر ایک سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ تمام اسلامی اصولوں کا فلسفہ میں نے سمجھا۔ لیکن نماز کا فلسفہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اور اسی لیے میں نماز کا پابند نہیں۔ بلکہ پڑھتا ہی نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی دینی اور دنیوی غوریاں ہم پر نہیں ٹھکیں۔ اور اس کے فائدے ہم کو معلوم نہیں۔ میں نے بہت سی کتابیں فلسفہ نماز پر دیکھی ہیں۔ لیکن ان کو میری تسلی نہیں ہوئی۔ اور جب تک آپ کوئی زبردست کتاب نہیں لکھیں گے تب تک میری طرح بہت سے لوگ نماز کو سمجھنے اور اس کے پابند ہونے سے قاصر رہیں گے۔ اور جیسی آپ کی اور تصنیفیں اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہیں ایسا ہی مجھے قوی امید ہے کہ آپ کی یہ تصنیف بھی ضرور اپنا اثر جاکر دے گی۔ اور ہزاروں بندگان خدا کو راہ راست پر لانے کا موجب ہوگی، ع

مگر قبولِ اُفت نہ ہے عز و شرف

خدا سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صحتیاب کرے۔ اور آپ کی عمر کو دراز کرے۔ تاکہ بندگان خدا کو آپ کی ذات سے دیر تک فیض پہنچتا رہے۔ آمین

آپ کا تابعدار  
(مٹ - ع)

## الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ازمانہ صنیع ہزارہ ۶

مکرمی جناب شاہ صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نوازش نامہ متعلق کتاب نماز ملا۔ مجھے آپ کا خط پڑھ کر قصاصاً سائے خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے آزادی کی اپنی وقت کا اظہار کیا۔ میرے نزدیک ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اس مصیبت کے گرفتار ہیں لیکن اظہار نہیں کرتے دوسری طرف علماء دین نوجوانوں کو نماز کی طرف توجہ نہ کرنے سے تو ملامت کرتے ہیں لیکن اس مرض کا کوئی علاج نہیں کرتے۔ ہم کوئی امر کیوں کریں۔ جب وہ مغیہ نظر آئے۔ رہا یہ کہ کل کوئی فائدہ ہو گا کہ یہ توکل کیم تو کوئی بات کل پر نہیں چھوڑی۔ اس نے وہی بات منوائی ہے۔ جسے عقل سلیم آج قبول کرے۔

الاکلاہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ یہ حکم تو ہر ایک امر کے متعلق ہے  
 اکلاہ سے پہلے روکا۔ کہ ہر امر بدلائل روشن ہو چکا ہو۔ اب اگر نماز بدلائل روشن نہیں تو  
 اسے پڑھنا یا پڑھنا صریحاً جبر و اکراہ ہے۔ سو آپ کا سوال بالکل صحیح ہے +  
 اب آپ بالماضی میں مصلحت رہتی تھی۔ مجھے چند سال سے چار پائی پر لٹا کر  
 قرآن کریم میں غور کرنے کا موقعہ دیا۔ گو اس امر نے مجھے اور بھی کمزور کر دیا۔ لیکن مجھے تو اس قدر  
 خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کہ میرے جسم کو جو بھی تکلیف ہو مجھے اس کے عوض میں قبول ہے  
 میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے اس وقت اسلام پر ایک نیا ایمان حاصل ہوا ہے۔ اس وقت  
 مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کہ کس طرح کوئی ذی ہوش انسان خواہ اس کا کوئی عقیدہ ہو۔ اسلام کے  
 کسی عقیدے سے انکار کر سکے۔ اس کا معیار کوئی عقل منطقی یا فلسفہ نہیں۔ بلکہ مفاد  
 زندگی ہو۔ اگر کسی تعلیم کو انسان کے تمدن و تہذیب میں فائدہ نہ ہو۔ یا وہ تعلیم اس پر اعتقاداً اچھا  
 نہ کرے۔ تو اس کے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے ان ایام میں اسلام کو اسی رنگ میں  
 دیکھا۔ مجھے رنج ہو کر۔ کہ میں میں جلد ان امور کو دنیا پر ظاہر نہیں کر سکا۔ اس کا حکم کی تو غرض و نیت  
 ہی اس وقت مجھے انسانی ترقی و صلاح اور اس کی کامل بہبودی نظر آتی ہے۔ تو پھر کیوں ممانع  
 ان امور کو خالی ہو۔ تو بنیاد خود اسلام کی ایک رکن عظیم ہے۔ آج کل دنیا بحیثیت مجموعی مذہب سے  
 متنفر ہو چکی ہے۔ یہ لوگ اس امر میں پتے ہیں۔ کیونکہ انھیں مذہب میں کوئی عملی فائدہ نظر نہیں آتا اب  
 اگر کوئی مذہب انسان کیلئے یہاں مفید ہے۔ تو اس کے عالمگیر ہونے کا یہی وقت ہے۔ لیکن  
 اسے اس شکل میں پیش کیا جائے۔ اگر دنیا اپنے اپنے مذہب سے متنفر ہو چکی ہے۔ تو پھر بالیقین اسلام  
 کی ترویج کا یہی وقت ہے۔ اگر اس میں ایسے جوہر ہیں۔ میں تو چاہتا ہوں۔ اور اس کوشش میں  
 ہوں۔ کہ جس شکل میں مجھے اسلام نظر آیا۔ میں دنیا کو اس کی آشنا کراؤں۔ میں دوسروں  
 کی شرافت عقل کا ایسا ہی قائل ہوں جس طرح میں اپنے فہم عقل کی عزت کرتا ہوں میں اس زمانہ کو  
 نہایت احترام سے دیکھتا ہوں۔ کہ کس آزادی سے اس نے اس لئے مذہب سے  
 انکار کیا۔ کہ مذہب میں کچھ نہیں۔ پھر میں ایسے آزاد منش لوگوں پر کیوں اعتبار نہ کروں۔ کہ وہ اسلام  
 کو فوراً قبول کر سکتے ہیں۔ اگر شعار اسلامی انھیں اپنی زندگی پر براہ راست مفید اثر و اتقان نظر آئے

یہ بد بختی تو ہماری ہے۔ کہ ہم کیوں اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ ایک طرف میری صحت خراب ہو رہی تھی جانی ہے دوسری طرف یہ مسلمان نفع ہو رہا ہے۔ کچھ سال سے بستر پر ہوں۔ دماغ کو دن بدن ہوتا نظر آتا ہے۔ لیکن جسم دن بدن رو بہ انحطاط ہے گھبراتا ہوں کہ کہیں یہی حسرت کو لیکر یہاں پر نہ رہنے کا وقت اب میں آپ کے نصیب العین کے متعلق کچھ لکھتا ہوں۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ یہ اس موضوع پر جو میری انگریزی کتاب تھی۔ اس کے پانچویں ایڈیشن کا بوقت آیا ہے۔ اس کی ترتیب کے وقت میں نے دیکھا۔ کہ جو کچھ میں لکھ چکا ہوں۔ وہ تو بالکل ناکافی ہے۔ اگر حقیقت نما کو کھول کر لکھا جائے۔ اور اس کے متعلق وہ باتیں بیان ہوں جن کی سمجھ اب مجھے آئی ہے تو جیسے میں نے کہا۔ کسی کا کوئی مذہب ہو یا نہ ہو تو پچاس نمازیں پڑھنے کو قیام ہو گا۔ ممکن ہے میں اپنے اظہار مقاصد میں ناکام رہوں۔ لیکن میں خدائے حاضر و ناظر کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ امر واقعہ یہی ہے۔ بہر حال اسی سال کے شروع میں میں نے اس کتاب کو بصورت نو لکھا۔ اور اس کا نام اسلام اور اسلام کا صحیح نہاد تجویز کیا۔ اسلام زندگی کو کامیاب اور بافلاح بنانے کیلئے آیا ہے۔ اور اسلامی نماز ان مہموں کا ایک بین حصار ہے۔ یہ تو اسلئے تجویز ہوئی ہے کہ انسان کو ہر وقت ان مہموں کی یاد دلائے۔ بہر حال اپنی طرف سے کوشش کر کے میں نے ہی خیال یہ کیا کہ اب انگریزی میں لکھی ہے۔ اور شاید دو ہفتے کے اندر شائع بھی ہو جائے۔ آپ جو لکھتے ہیں۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ اگر تو یہ امر میرے لکھنے پر آمرا ہے۔ تو آپ اطمینان رکھیں۔ یہ چند دنوں کا کام ہے۔ لیکن میرے لکھنے سے کیا فائدہ ہو گا۔ اگر یہ کتاب پہلک میں نہ جائے۔ مجھے تو کسی حق الخدمت کا بھی خیال نہیں۔ کتاب کی اشاعت ہی میرا حق الخدمت ہے۔ اس موقع پر میں ایک عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ چند اور رنگینی احباب کے ساتھ مل کر یہ کوشش کریں۔ کہ صرف اس کتاب کی چھپائی کا انتظام کر لیں۔ تو باقی انتظام میں کر دوں گا۔ میرے نزدیک یہ کتاب جو سوائس سو صفحے سے اوپر ہوگی چارٹے فی نسخہ لاگت پر چھپ جائیگی۔ میں نے آپ کا نام دیتے بغیر آپ کے اس خط اور اسکے اس جواب کو رسالہ اشاعت اسلام میں چھاپنے کیلئے بھیج دیا ہے۔ غرض صرف یہی قدر ہے کہ چند اور مسلمان بھائی اس کتاب کی مفت تقسیم کیلئے آپ کے شریک ہو سکیں۔ میں کیا کہوں

میں مسلمانوں کو کس طرح یقین دلاؤں۔ کہ اگر وہ تھوڑی سی کوشش کریں۔ اور صرف دین میں اس طریق پر عامل ہوں۔ تو پھر خود مغرب میں "بید خلون فی دین اللہ افواجاً" کا رنگ دیکھ لیں گے۔ میں آؤروں کو تو نہیں۔ ہاں مسلمانوں کو کہتا ہوں۔

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا اب آسمان کے نیچے دین ہمارے یہی ہے میرا گذشتہ کام اگر کسی کو میری صداقت پر یقین دلا سکتا ہے۔ تو پھر میں حلقاً کہتا ہوں کہ آؤ صرف چند سال کے لئے میرے ساتھ مل کر ان نئے دلائل کی اشاعت کرو جن پر چل کر انسان کو کل نہیں بلکہ آج ہی فائدہ ہوگا۔ یہ اصول جو قرآن کریم سے مجھے آج سمجھ سائے ہیں۔ انسانی ترقی کے ذمہ دار ہیں۔ وہ علمی اصول ہیں۔ اور علمی طور سے اسی پیش ہو سکتے ہیں۔ خدا کا لاکھ احسان ہے۔ کہ آج علم کا زمانہ پیدا ہو گیا ہے۔ اسی کو اسلام چاہتا تھا یہی دن اسلامی قدر دانی کے ہیں۔ پھر جب خدا تعالیٰ وہ دن کل دُنیا میں لایا تو ہم کیا کر رہے ہیں جس علم کی خاطر دُنیا نے مذہب کو چھوڑا۔ اسی علم کی طرف اسلام لاتا ہے۔ اسلام خواجہ کمال الدین

## مسلم مشن دوزخ کے مکتوبات

ملفوظ نمبر ۳۱

محترمی الحاج خواجہ کمال الدین صاحب

میں آپ کی حیران کن توثیق عمل بے حد دل شغف علم اور اسلام کے متعلق آپ کے ذخیرہ معلومات کی بجز ثنا خواں ہوں۔ آپ کی ناسازی طبع کی اطلاع سن کر مجھے بہت رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شاندار کارہائے نمایاں اور بادیہ پیمایان صلاحیت کی رہنمائی کے لئے تادیر زندہ و سلامت رکھے۔

مجھے کالج کی زندگی میں ہمیشہ یہ خیال دامگیر رہتا تھا۔ کہ فی زمانہ ناظرانِ مُتصَبین عقائد سے اس اسلام کا دہن مٹوٹ ہو رہا ہے جو سراسر صداقت۔ دُر اور جمال ہے۔ اور جو صرف اسی

صورت میں نسل انسانی کیلئے سامان راحت بن سکتا ہے۔ جبکہ صحیح معنوں میں اُسے سمجھا جائے چنانچہ اسی عالم افکار میں میں ہمیشہ کسی ایسے انسان کے دیکھنے کی آرزو رکھتی تھی جو ہندو مغرب سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ فہم قرآن کریم بھی رکھتا ہو۔ جو میدان عمل میں آئے اور نہ صرف مغرب کی رہنمائی ہی کرے۔ بلکہ مشرق کی بھی اُن کے تاراجی سے نکلنے میں دستگیری کرے۔ سو ایسا انسان جو بظاہر میرے تحقیق میں ہی تھا۔ وہ حقیقت کہیں زندہ بھی تھا۔ اور وہ انسان آپ تھے +

آپ کی مخلص مُسلمہ بن (شہزادی) اسماء

### ملفوظ نمبر ۳۲

لاس اینجلس (کیلے فونیا) سے خدمتِ ام صاحبِ مبارک  
 پیارے بھائی! السلام علیکم: پچھلے خط کے بعد مجھے خوش قسمتی و خواجہ کمال الدین صاحب کی جانب  
 ”دی انشیریل پرافٹ“ مل گئی۔ میں نے کبھی کوئی ایسی دلچسپ اور ایسی مفید کتاب نہیں دیھی  
 جس سے میرے دل کو ایسی راحت اور طمانیت حاصل ہوئی۔ جو ساہا سال سے مجھے مُستسر  
 نہ تھی۔ میں اب اُسے دوسری مرتبہ پڑھ رہا ہوں قرآن کریم کی دو یا تین سورتیں بھی روزانہ  
 تلاوت کرتا ہوں۔ کاش میرے لئے مسجد دوکنگ میں حاضر ہونا اور اسلام کے متعلق  
 زیادہ معلومات حاصل کرنا ممکن ہوتا یا خواجہ کمال الدین جیسے انسان سے تعلق پیدا کرنا کس قدر  
 راحت افزا اور سرور انگیز امر ہوگا۔ میری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انھیں لمبی اور راحت افزا  
 زندگی عطا کرے۔ تاکہ وہ اس نیک کام کو جس میں وہ مُسہمک ہیں۔ تیار یہ جاری رکھ سکیں۔  
 میرے پیارے دوست! آپ نے جو میری امداد کی ہے۔ وہ نہایت قابلِ قدر اور موجبِ امتنان ہے  
 اگر دُنیا کو کبھی اسلام کی ضرورت پہنچتی ہے۔ تو وہ زمانہ آج آیا ہوا ہے۔ میں خوش ہوں  
 اور بہت مسرور ہوں۔ کہ مجھے اس ٹور کی پیردی کی توفیق نصیب ہوئی۔ جو سب سے بڑے  
 مشعلبردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو دیا۔ اسلام میرے نزدیک بہت بڑی  
 چیز ہے۔ یہ ایک نہایت معقول مذہب ہے + آپ کا بھائی میری ای سینیگل (نومسلم)  
 لے اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت کاظمِ رام نامی کتاب کی صورت میں چھپ چکا ہے +



## نکات و حقائق قرآنیہ

بعض حقائق قرآنیہ کی تصریح میں علامہ نے اپنے زمانے میں اپنے اپنے خیالات پر لکھے ہیں جو ان میں سے بعض میں اختلاف بھی ہو تا ہے مگر یہ سب ضیاء القابل پر ہے۔ یہ سب کلمات اعلیٰ ہدایت تو ہوتے ہیں لیکن ان میں کچھ کچھ قرآنی یا کسی تفسیر حدیث کے خلاف نہیں ہوتے چاہیں۔ ہمارا زمانہ بھی یہ تکلف و تکیف کے باعث ہے تفسیرات کا محتاج ہو گیا ہے۔ میں نے پسند کیا کہ تفسیر جدید کے قاعدہ پر پہلے یہی تصریحات کو وقتاً فوقتاً درج رسالہ ہذا کر دیا کروں تاکہ علم کی خدمت میں یہ حق کرنا کر۔ کہ وہ ان تصریحات کو نہ لگا بہ تنہا بلکہ ملاحظہ کریں۔ اور جہاں جہاں اختلاف پائیں۔ مجھے اس پر اطلاع نہیں میں حسب ضرورت تکمیل تفسیر پر ملاحظہ فرمائیں کہ استفادہ کروں گا۔ مجھے دعوئے اہم نہیں۔ اور یہ ایک کلمہ کی شان ہے۔ کہ حدیث ارشاد خداوندی کی تصریحات کو قرآنی قرار دے۔ والسلام

خوابہ کمال الدین ۱۰ ستمبر ۱۹۳۲ء

## ارواح لطیفہ و خبیثہ اور ان کی سیرایش

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

علمی جہنیا نے یہ اترسیم کر لیا ہے۔ کہ مادے کی ابتدائی سے اجدادی شکل بھی کسی تنہا اور قانون کے ماتحت کام کرتی ہے۔ یہ قانون مادے کا کوئی ذاتی جوہر نہیں۔ بلکہ یہ ایک بیرونی چیز ہے۔ جو مادے کو اپنے تصرف و حکومت میں لے آتی ہے۔ مثلاً نزع حیات اگر جسم کو نکل جائے۔ تو جسم ایک بیجان چیز ہے۔ جب کسی خارجی تدبیر کے ماتحت جسم میں حیات نمودار ہو گئی۔ تو خود وہیں عقل۔ ارادہ۔ وہمہ۔ تدبیر وغیرہ پیدا ہو گئیں۔ آج سائنس نے عناصر سے چل کر کئی ارتقائی منازل اگلے طے کر لی ہیں۔ اور اس وقت ایک سیاہ نور کا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے۔ جسے سائنس نے ابھی نہایت ہی سنجیدگی (قدرت) کی مخلوق بیان کیا ہے جو مولد مادہ تو ہے۔ مگر خود کو کسی شکل میں مادہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اینرجی بھی کسی ایسی تدبیر کے ماتحت کام کرتی نظر آتی ہے۔ جس کے لازمی اجزاء علم حکومت۔ طاقت نظر آتے ہیں۔ انہی وجوہ پر غور کرنے سے علمی دنیا نے خلق کا مسیت اس پہلے ایک وجود باری کو تسلیم کیا۔ اُسے یہ دیکھ کر اعظم کہو دیا جائے۔ یا روح اولین جس کے لازمی صفات علم قدرت تعقل اور حکومت ہونے چاہئیں۔ صحیفہ قدرت سے یہ بھی نظر آتا ہے کہ مصائب و برکات اعظم نے اپنے ارادے کو وسائل سے پورا کرنا چاہا ہے۔ مثلاً اے طاقت مہی۔ کہ وہ ہیں قوت سماعت و بصارت بخشنے۔ لیکن ان قوتوں کے ظہور کے ذرائع کے طور پر اس نے ہوا اور روشنی پیدا کر دی۔ اسی طرح جس گوشہ کائنات کو دیکھا جائے۔ وہاں ارادہ باری کے ظہور کے لئے ہر طرف ذی ارادہ وسائل نظر آتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ مادے

کی ابتدائی سے ابتدائی شکل میں بھی کوئی نہ کوئی نوع کام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ اس کو ظاہر ہوتا ہے کہ مواد سے پہلے ارواح کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی باری تعالیٰ نے کائنات کی پیدائش سے پہلے یا بالفاظ دیگر وہ خان سے پہلے کسی قسم کے ارواح پیدا کئے۔ یہ بھی کائنات میں نظر آتا ہے کہ ہر پستانہ چیز کسی خاص انداز میں استعمال ہونے پر اپنے جوہر مخفیہ کو ظاہر کرتی ہے۔ لیکن اس مقررہ انداز میں اگر فرق آجائے۔ تو جس فرض کیلئے وہ چیز بنائی گئی تھی۔ وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ چنانچہ قرآن کریم نے سورہ (حسین) میں وضع المیزان بیان فرما کر اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہی فرق چیزوں کی ہناوٹ میں باعث فساد ہو جاتا ہے۔ یہ انداز سے پہلے ہی کو مقرر ہوتا ہے اسلئے اسلامی ایمانیات والہ (القدر الخیر) من اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا قرار دیا گیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کا نیک و بد اس انداز پر منحصر ہے جو باری تعالیٰ نے اس کے لئے تجویز کیا ہے۔ ہم ان اندازوں پر ایمان رکھنے کیلئے اس لئے مکلف ہیں۔ کہ ان کے اہل نتائج پر یقین رکھیں۔ یعنی یہ سمجھ لیں۔ کہ جو انداز نیک اور بد (ہم نے استعمال کیا۔ وہ اپنا نتیجہ پیدا کر کے ہی رہے گا۔ اسی ایمان کو ہی دنیا ضرر اور بدی سے بچھٹکتی ہے۔ یہی فلسفہ خیر و شر کا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے تو ہر ایک چیز بزرگ خیر ہی آئی ہے۔ ہم اس بات پر مکلف ہیں۔ کہ ہم اس انداز سے واقف ہوں۔ جس کو وہ چیز بدی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ تاکہ ہم انداز شر سے بچیں۔

یہ اور لکھا جا چکا ہے۔ کہ خدا کے ہر قانون کے لئے کوئی نہ کوئی کارندہ یا مجبسی موجود ہے۔ اسی طرح خیر و شر کے انداز سے ہر نتائج مرتب کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی مجبسی ابتدا میں مقرر ہو جانی چاہئے۔ بلکہ خلق اسباب سے پہلے یہ ایجنسیاں وجود میں آجانی چاہئیں۔ بعض متکلمین اسلام نے چیزوں کی خلق کے ساتھ ساتھ ان ایجنسیوں کا پیدا ہونا سمجھا ہے۔ باتیں دونوں ایک ہی ہیں۔ انہی ایجنسیوں کا نام ارواح لطیفہ یا خبیثہ ہیں۔ جنہیں مذہبی اصطلاح میں ملائکہ یا شیاطین کہا گیا ہے۔ جو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ عاقبت شیاطین ہونے کے باعث خدا تعالیٰ عاقبت شر ہے۔ اسی کائنات میں ایک اور قانون ابتدا ہی ہی کام کو ناظر آتا ہے جس کا نام قانون ہنداد ہے۔ چیزیں بالطبع خواہ میں ایک دوسرے کے

مخالفت ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی مقدرہ ترکیب سے بہتر سے بہتر نتائج پیدا ہو چکے ہیں قرآنی اصطلاح میں انہی اشیاء کا نام ارواح رکھا گیا ہے۔ جیسے کہ قرآن کریم میں سورۃ الزیارات کے یہ الفاظ اشارہ کرتے ہیں۔ "وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا رُوحًا وَلَوْلَا نَفَاثَتُهُمْ لَخَلَّكُمُ النَّاسُ دُخَانًا" جو چیز شریعتی ہے۔ وہ دراصل چیز کی خدمت کے لئے ہی پیدا ہوئی ہے۔ وہ ایک وقت غیر سے تفریق پا کر دنیا میں بہترین چیزوں کی تولد ہو جاتی ہے۔ اس امر کو کسی قدر وضاحت کے ساتھ میں نے ایک اور مقالہ یہ عنوان شیطان ایک اخلاقی ضرورت ہے میں لکھا ہے۔ شیطان نوعیہ اسحاق کا ایک مردور ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ وہ صحیح قانون پر چلایا جائے۔ ہاں اگر صحیح قانون کی عزت نہ کی جائے۔ تو شیطان موجب فساد ہو جاتا ہے۔ الغرض ہر خیر و شر کے محرک بھی دونوں قسم کے ارواح ہیں۔ اب دیکھتے رہے۔ کہ یہ کس چیز سے پیدا ہوئے یہ لکھا جا چکا ہے۔ کہ ان کی پیدائش جمادات سے پہلے ہوئی چاہئے۔ چونکہ انہوں نے جسم میں نفوذ کر کے اپنے افعال کو پیدا کرنا ہے۔ اس کو ضروری ہے۔ کہ ان کی پیداوار سب سے اول اسی مواد سے ہو۔ پر عمل کر کے ان ارواحوں نے دوسرے امور حلقی میں لانے ہیں۔ کائنات کی پہلی شکل ایٹھریاؤخان ہے جس میں دھواں اور روشنی دونوں شامل ہوتے ہیں یعنی کانام اگر مذہبی اصطلاح میں نور ہے۔ تو دھوئیں کا نام ظلمت رکھا گیا ہے۔ نور کی جو اللطف سے اللطف شکل ہو سکتی ہے۔ اس سے بعض مسلم محققین کے نزدیک ارواح لطیفہ یعنی فرشتے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ظلمتی مواد میں شیاطین پیدا ہوتے ہیں۔ یہی نور جو ایٹھریاؤخان میں مختصر ہوتا ہے دوسری منزل پر عالم الوان (رنگ) میں آکر تیسری منزل پر ایک شہد شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جسے قرآن کریم نے نجم اور صلی اصطلاح میں ایسٹریزم کہا گیا ہے۔ یعنی پردہ نوری ذرات ہیں جو کہ ذروں کی تعداد میں آسمان کی کسی تاریکات میں کمکاش کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ان میں سے پہلے اول نور و تاریک پیدا ہوئے۔ نور کی اللطف شکل نے فرشتے اور نار لطیفہ سے شیاطین کی صورت اختیار کی دھواں اگرچہ خام مادہ ہے۔ اور آخر یہی نور میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ شعاع آتش پہلی صورت میں دھواں ہوتا ہے جو بالطبع محض ضروری ہو بہ حال وہ نور کا زوج ہے۔ چنانچہ قرآن نے یہی فرمایا ہے۔ کہ شیطان کا کوئی غلبہ مسلم پر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس کا آغوا کا رغام ہو جاتا ہے۔

# شیطان

## ایک اخلاقی ضرورت

(از جناب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب)

دُنیا اصفیاء سے بھری پڑی ہے۔ کیونکہ پیدائش اور نشو و نما کا اصول ایسے جزئیات پر قائم ہے۔ جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ گویا دُنیا کا نظم مختلف اشیاء کے باہم ملنے پر موقوف ہے۔ اگرچہ خواہے کے لحاظ سے ہر شے اچھی اور بہتر ہے۔ مگر اس کی اصلیت اُس وقت تک مخفی رہتی ہے۔ جب تک کہ وہ اپنی کسی ضد سے ٹکرائے۔ تصادم کے بعد ہی اُس کی مختلف اصلیت نمایاں ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اشیاء کے باہمی تصادم سے اگلے شے اگلے کے نقصان دور کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اور اگلے شے اپنی خاصیت واضح کر دیتی ہے۔ اگلے اور اگلے شے میں ہمیشہ اسی طریق پر مقابلہ رہتا ہے۔ اس مقابلہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے شے کے اندر ایک ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اسے آئندہ کے خطرات سے محفوظ کر دیتی ہے۔ مثلاً کے طور پر میں اس مقابلہ کو لیستائوں۔ جو انسان کو زہن رکھنے کیلئے اُس کے جسمانی نظام میں پایا جاتا ہے۔ قدرت نے انسان کے جسم کے اندر سفید ذرات خون (کریتہ البیضاء) کی ایک فوج رکھی ہوئی ہے۔ جن کی رفتار سے ہمارے اندر وہ قوت مدبرہ پیدا ہوتی ہے۔ جو بیرونی صدمات اور امراض کے حملوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ اب سفید ذرات طبعی طور پر نسبت اور جلد ہوتے ہیں۔ لہذا انھیں برا بیچتہ کرنے کیلئے کسی بیرونی چیز کی طرف سے پہل ہونی ضروری ہے۔ اس غرض کیلئے بعض زہریلی ادویات باہر سے ہمارے جسمانی نظام کے اندر داخل کی جاتی ہیں۔ جن کا فوراً ہی سفید ذرات ہفت بلکہ شروع کر دیتے ہیں۔ یہ جنگ انسان کے اندر قوت مدبرہ پیدا کرتی ہے۔ جن سے ہماری صحت خود کمر آتی ہے۔ اس کے بعد پھر سمیات جسم پر کوئی بُرا اثر نہیں ڈال سکتیں۔ وہ گویا ایک طح سے سفید ذرات کی خوراک بن جاتی ہیں۔ اور بالواسطہ جسم کی محافظت کا باعث بنتی ہیں۔ پس

جس طرح جسم کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی خارجی زہر اس میں داخل کیا جائے۔ اسی طرح گناہوں سے محفوظ رہنے کیلئے ہمیں کسی اخلاقی زہر کی ضرورت ہے۔  
 میں یہ بات محض تشبیہاً بیان نہیں کرتا۔ کیونکہ مشابہت منطقی میں ہمیشہ کام نہیں لے سکتی۔ بلکہ اس مماثلت کے ذریعے میں قاذونِ قدرت کی اس یکساں نیت کو بیان کرتا چاہتا ہوں۔ جو فطرت میں ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ دنیا میں ہر جگہ پسیدائش اور نشو و نما کے موجد تو ہمیں ایک ہی طرز پر کام کر رہے ہیں۔ اُن کا زادِ نیک خواہ مادہ کی کوئی شکل مثل جمادات۔ نباتات حیوانات یا انسان وغیرہ کیوں نہ ہو۔ اُن کی نوعیت بہر حال یکساں ہے۔ مثلاً تمام اشیاء کی پسیدائش ایسی چیزوں کو ہوتی ہے۔ جن کا وجود بہت حقیر بلکہ عدم کے برابر ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر تمام چیزیں پسیدائش کے وقت بہت چھوٹی ہوتی ہیں لیکن پھر وہ آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں تاہم تکمیل پا جاتی ہیں۔ یکے بعد اُن میں نوال اور انحطاط آنا شروع ہو جاتا ہے۔ جسے کہہ پھر فنا ہو جاتی ہیں۔  
 انرض عالمِ مادیات کی طرح عالمِ اخلاق مروجانیاں میں کبھی کبھی ہرزئی خشنے کا وجود ضروری ہے۔ تاکہ وہ سچائی کے اصولوں کا مقابلہ کر سکے انھیں جو کس اور متحرک کر دے۔ لیکن چونکہ انسانی عالمِ مروجانیاں میں اور اک اور تمیز پائی جاتی ہے۔ لہذا اس میں تحریک پسیدہ کرنے والی چیزوں میں بھی ایسی سمجھ اور ادراک کا پایا جانا ضروری ہے۔ جو انھیں نئے جذبات سے متعین کر سکے۔ ظاہر ہے۔ کہ محض نئے جذبات ہمارے لئے مروجانیاں نہیں پیدا کر سکتے۔ کیونکہ یہی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ان بڑے ارادوں کو بھی پہچان سکتے ہوں۔ جن کا ازالہ کرنا ہمیں مقصود ہے پس اگر جسم ایسے نفس (روح) کو پیدا کرتا ہے جس کی صحت صرف اس بات پر منحصر ہے۔ کہ لپٹھے اخلاق پر مدامت اور مزا اولت کی جائے۔ تو پھر اُسکے ساتھ ایسی ہی بدروح کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ اس سے تمام کمزورت اور ہستی دور کر دے۔ یہی بدروح نہ ہی علمِ الکلام میں شیطان کہلاتی ہے۔ ہمیں اس کے وجود کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہر وقت غلط راستہ اختیار کر کے ہمارے صفاتِ نفس کو ابھارتا ہے۔ پس جس طرح عالمِ مادیات میں اشیاء اپنی ضد سے ٹکرا کر حقیقت اور قوی ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح عالمِ مروجانیاں میں بھی ہمیں کسی ضدِ مقابل کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہماری اخلاقی طاقتوں کو ابھارتا رہے۔

روزِ بھڑات و دیگر وقتِ نعمت ہی وہ جاتیں۔ الغرض شیطان عالم روحانیت میں ہی تثبیت رکھتا ہے جو زہریلا و دوا  
عالمِ نباتات میں کھتی ہے۔ قرآن کریم کی روش سے بھی اس کے غراض و مقاصد وہی ہیں جو عالمِ نباتات میں کسی  
زہریلا دوا کے بچتے ہیں شیطان بھی ان ادویات کی طرح ہم میں باہر سے ہی داخل ہوتا ہے۔ بظاہر اس کا کام  
ایک موشن کا سا ہوتا ہے۔ وہ ہمارے حقائق کو کمزور کرنے اور لگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر ہماری عقلی قدرت  
جراثیم کا کام لے لے اور ہم قوانین قدرت کی پیروی کریں۔ تو ہم ہر قسم کے گناہوں سے مامون و محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور  
شیطان بھی پھر نہ کچھ کمال انسانی میں خود مدین جاتا ہے۔ ہر دو قسم کی زہر میں یعنی سمیت اور شیطان ہماری صحت اور  
ہمارے نفس میں علی الترتیب بالکل مشابہ طور پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی روش سے ہر کسی کی روش بھی یہی جو شیطان  
کی ہے۔ بالفاظِ دیگر دونوں ایک ہی خشتے ہیں +

یہاں صرف ایک بالِ تصدیق طلبہ جاتا ہے۔ کہ آیا شیطان خود ہماری ہی ضمیر کی ملامت اور بھڑکاوے کا دھڑکا  
ہو یا وہ کوئی الگ ہستی ہے؟ ہمارے جسم کو باہر و درہاں سے مل گئے ہیں۔ کی ترغیب دیتی ہے یا بغاوت و بیوگیا شیطان محض قوت کا  
نام ہے یا وہ کوئی ایسی ہستی ہے جو ہماری قوتوں کو کھٹکے کی تلقین کرتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ ہماری جسمانی قدرت کا کوئی حصہ نہیں  
ہو سکتا کیونکہ اگر کچھ اخلاق نفس (یا مروج) کی کوشش پر منحصر ہوتے ہیں۔ تو اس نفس (یا مروج) کو حرکت دینے کے  
مئے کوئی دوسرا نفس (یا مروج) اچھا ہے۔ پس وہ بد مروج شیطان ہے +

شیطان کے مقام کے متعلق بھی ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا وہ کوئی بیرونی ہستی ہے یا کوئی ایسی ہستی ہے جو انسان  
کے اندر ہی رہ کر اسے غماہ پر مائل کرتی ہے۔ یہ سوال نے الواقعہً اسی طرح مشکل پیدا کرتا ہے جس طرح اہلِ ہیکے سامنے اس بات کے  
ماننے میں مشکل پڑتی ہے کہ خدا کا الہام باہر سے آیا کرتا ہے۔ القاء خواہ اچھا ہو یا بُرا اپنی ماہیت کے اعتبار سے کوئی جسمانی پہلو اپنے اندر  
نہیں رکھتا۔ یہ ایک قسم کا علم ہوتا ہے اور علم ہمیشہ بیرونی دنیائے کیا کرتا ہے۔ لہذا تمام قسم کا القاء ہم بیرونی اشیاء سے ہی قبول کرتے ہیں  
پس یہ نتیجہ نکلا۔ کہ تمام مومن کا القاء کونیوالی کوئی بیرونی ہستی ہے + (باقی آئندہ)

## حادثہ فاجعہ

ہانگ کانگ کی ایک افسوسناک اطلاع جو سلطنتِ مشرقی کے امیر صاحبِ مظهر ہے۔ کہ  
دو کنگ مسلح مشن کے دیرینہ کرمفرما باؤنٹور خان صاحب ۲۹۔ اگست کو انتقال فرما گئے ہیں۔  
اتل اللہ و اتالہم لہم لاجعون موجودہ دورِ قحط الزوال میں آپ جیسی فیاض ہستیوں کا ملتِ اسلامیہ میں سے  
چلا جانا ازبیک الم انگیز ہے۔ عاوی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کے اعزہ کو کھجیل کی توفیق عطا  
عطا فرمائے +

سکرٹری

تفصیل آمد		تفصیل خرچ	
رقم آمد	تاریخ آمد	رقم خرچ	تاریخ خرچ
آدمش - ریویز - کتب خانہ - اخراجات اسلام	۱۱۷۱ ۱۱ ۳	خرچی دو لنگ مشن - ریویز - کتب خانہ	۹۰۵ ۲ ۵
آدمش - ریویز - کتب خانہ - اسلام	۱۲۰ ۰ ۵	میزان	۹۰۵ ۲ ۵
آدمش - ریویز - کتب خانہ - اسلام	۲۴۲ ۸ ۵		
میزان	۱۱۷۱ ۳ ۳		

نقشہ تفصیل آمد مسلم مشرق و گنگ و اسلامک لولو و اشاعت اسلام ہندوستان و انجان ۶۹۳۲

[illegible]

نقشه تفصیل آدم مفت تقسیم لایو بابت ماه اگست ۱۹۳۶ء

[illegible]

نقشہ تفصیل آمدن و خرچہ باب ۱۱

[illegible]

نقشه ۲ تفصیل خرجی و دنگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر میسٹریٹ اگست ۱۹۳۲ء

ردیف	تاریخ	لبر	نقصان شرح	ردیف	تاریخ	لبر	نقصان شرح
۲۷	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۲۸	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۲۹	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۳۰	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۳۱	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۳۲	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۳۳	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۳۴	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۳۵	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۳۶	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۳۷	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۳۸	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۳۹	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۴۰	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۴۱	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۴۲	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۴۳	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۴۴	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۴۵	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۴۶	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۴۷	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۴۸	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۴۹	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۵۰	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۵۱	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۵۲	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۵۳	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۵۴	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۵۵	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۵۶	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۵۷	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۵۸	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۵۹	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۶۰	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۶۱	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۶۲	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۶۳	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۶۴	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۶۵	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۶۶	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۶۷	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۶۸	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۶۹	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۷۰	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۷۱	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۷۲	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۷۳	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۷۴	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۷۵	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۷۶	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۷۷	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۷۸	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۷۹	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۸۰	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۸۱	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۸۲	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۸۳	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۸۴	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۸۵	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۸۶	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۸۷	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۸۸	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۸۹	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۹۰	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۹۱	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۹۲	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۹۳	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۹۴	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۹۵	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۹۶	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۹۷	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۹۸	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵
۹۹	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵	۱۰۰	۱۰۰۵	۸	۱۰۰۵



بقیہ نقشہ یہ تفصیل خرچہ کی گنگ مسلم من اینڈ لٹریٹری ٹرسٹ بابت ماہ اگست ۱۹۳۲ء

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تصنیف حضرت کمال الدین حبیب فی مسلم مشون گنگا

جلد ۱	ام الحسنہ معروف بہ زندہ و کالی زبان جلد ۱۲	جلد ۱	توحید فی الاسلام جلد ۱
جلد ۲	برائین نیرہ جلد ۱۲	جلد ۲	سلک و ولید سکرنا آداس لکھنؤ کا مجموعہ جلد ۱
جلد ۳	سام اسلام	جلد ۳	ینابیح المسیحیت جلد ۱
جلد ۴	مقصود مذہب	جلد ۴	عزیزت الہام جلد ۱۲
جلد ۵	خطبات غریبہ جلد ۱۲	جلد ۵	راز حیات یا بچل عمل جلد ۱
جلد ۶	سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام جلد ۱۲	جلد ۶	مسکات طیبہ جلد ۱۲
جلد ۷	مستی باری تعالیٰ جلد ۱	جلد ۷	مطالعہ اسلام جلد ۱۲
جلد ۸	یوسف کی الوہیت اور اس کی کالی انسانیت پر ایک نظر	جلد ۸	اسلام میں کوئی فرقہ نہیں جلد ۱۲
جلد ۹	اسلام اور علوم جدیدہ	جلد ۹	لغات انوار محمدیہ جلد ۱۶
جلد ۱۰	صلائے نفرت بد اہل ہمت	جلد ۱۰	مذہب محبت
جلد ۱۱	حیات بعد الموت	جلد ۱۱	فرائد عالم کا مذہب
جلد ۱۲	جہد للبقا	جلد ۱۲	اموہ حسنہ معروف بہ زندہ و کالی نبی جلد ۱

## دیگر مصنفین

جلد ۱	سیرت نبوی قیمت صرف	جلد ۱	جمع القرآن
جلد ۲	لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم	جلد ۲	قرآن شریف ترجمہ شاد رفیع الدین صاحب حدیث دہلوی جلد ۱
جلد ۳	قرآن اور جنگ	جلد ۳	قرآن کے مشہور شہدائے ثلاثہ جلد ۱
جلد ۴	پادری صاحبان کے لئے حل طلب معہ	جلد ۴	اسلامی نماز کا فلسفہ قیمت صرف
جلد ۵	سیرۃ خیر البشر جلد ۱	جلد ۵	تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت
جلد ۶	تصاویر نو مسلمانان یورپ فی درجن دارمین درجن جلد ۱	جلد ۶	اسلام نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب
جلد ۷	تصاویر نماز عیدین مسجد و گنگا قیمت فی درجن	جلد ۷	اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض
جلد ۸	تہذیب اسلام حصہ اول مصنفہ حضرت خواجہ صاحب	جلد ۸	نبوت کا تصور اسماء و معروف نبی کالی مصنفہ حضرت خواجہ صاحب

تمام درختیں بنام

بینجر مسلم بک ساسی غزنی نزل اندر رود ہوا پنجاہی ہونی چھپیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# میں اشاعت اسلام

## مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی تبلیغی تگ دو

یورپ میں دعوت اسلام کے لئے ذیل کے درجہ اختیار کئے جاتے ہیں جو سب سے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں۔

<p>(۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف برائیں کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے</p>	<p>(۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی مفت اشاعت یورپ میں نو مسلمین غیر مسلمین انوائس خواتین میں کی جاتی ہے</p>
<p>(۳) لندن میں جمعہ و جمعہ کی نمازیں عیدین کے جمع میں چارپانچ صد کے لگ بھگ مسلمان مسلمان شامل ہوتے ہیں۔ تاکہ بعد انہیں دعوت بخدا کی جس کی مدد سے وہ مذہبی غیر مذہبی بن جائیں</p>	<p>(۴) مسلمانین مشن کے علاوہ داری کے پھر پھر ہے ہفتہ میں ایک بار لندن میں ایک دفعہ مسجد ووکنگ میں پھر پھر ہے جن میں مسلمانین کی چلنے سے تواضع کی جاتی ہے۔</p>
<p>(۵) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو مسلمانین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنے لگتے ہیں۔ جس پر محصول ڈاک صرف چڑھتا ہے۔</p>	<p>(۶) رسالت آج حضرت نبی کریم ﷺ کے سالانہ یوم ولادت کی تقریب پر چارپانچ مدت راہ جمع ہوتا ہے جن کی تواضع دعوت کی جاتی ہے یہ تبلیغ مسلمانین اور غیر مسلمین پر پھیل جاتا ہے۔</p>
<p>(۷) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نو مسلمین غیر مسلمین کو مفت مذکر کی جاتی ہیں</p>	<p>(۸) بعض غیر مسلمین کو مسلمانین کی حسب ضرورت مالی امداد بھی کی جاتی ہے</p>
<p>(۹) علمہ مشن کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری مشاہیر</p>	<p>(۱۰) مسجد ووکنگ میں ڈرائیون کی آمد و رفت جس میں مسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں ان سب تواضع چاہئے کی جاتی ہے</p>
<p>(۱۱) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی نیز ادارت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی بی ایلی ایلی بی وکیل مبلغ اسلام اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو ترجمہ کے علاوہ شہور الی قلم حضرت کے مضامین بھی ہوتے ہیں۔ جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کی تبلیغی جدوجہد کے کو آئف درج ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔</p>	<p>(۱۲) اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان نیز ادارت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی بی ایلی ایلی بی وکیل مبلغ اسلام صاحب میں اسلام کا دائرہ شہور الی قلم انگریزی رسالہ جس میں مذہب و الہی حقائق کے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن و معاشرت اسلام میں معروف اور حالات حاضرہ پر مسلمان اور نو مسلمین کے مضامین ہوتے ہیں۔ ہر سال کو قلم کے نوٹس سے زینت دی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر ہر ماہ سے شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۳۹۷ء سے شروع ہو گا جو مذہب و رسالہ چندہ غیر مفت تقسیم و طلبہ کو مدد دے گا نیز مفت۔</p>

تمام خط و کتابت کے سکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر ٹرسٹ عزیز منزل۔ برائنڈر تھ روڈ۔ (لاہور پنجاب)





SEPTEMBER, 1932.

Registered L. No. 908.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اَشَاعَتِ اِسْلَام  
 اُردو ترجمہ سالہ اسلامک یونیورسٹی  
 مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

خواجہ کمال الدین  
 بانی مسلم مشن ووکنگ

قیمت پانچ روپے (۵ روپے)

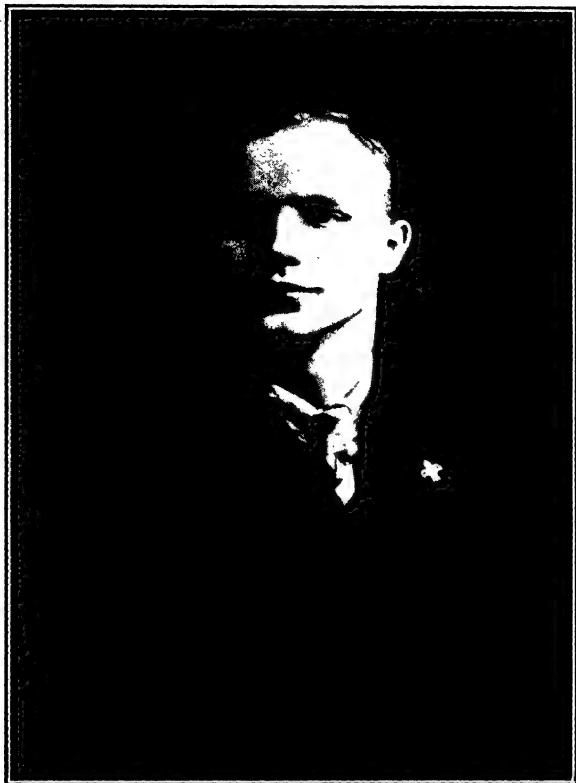
قیمت تین روپے (۳ روپے)

درخواستہ کے غرضیاری بنام مسٹر سالہ اشاعت اسلام - غرضی منزل - برائڈ ٹھہروڈ - لاہور - پنجاب - ہندیا









**Mr. Mahmoud Mubarak Dalton, Derby.**

Born May 1910—brought up a Protestant Christian—heard of Theosophical Movement at the age of 18—studied it for 2 years, in the course of which he came to know of the teachings of Islam—got a copy of the book, "*from Drury Lane to Mecca*"—inspired by its reading, wrote to Lord Headley for further information about Islam—got literature from the Woking Muslim Mission—embraced the faith of Islam in November 1931.

# اشاعت اسلام

نمبر (۱۹)

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء

جلد ۱۸

## مقالات سیاسی مشکلات کا حل

سرمزین ہند میں علی الخصوص مسلمانوں کا سیاسی اقتدار کچھ اس قدر مرمزین صورت اختیار کر چکا ہے کہ ہر وہ کوشش جو آج تک اس کے علاج اور مداوا کی غرض سے کی جاتی رہی ہے وہ سبجا فائدہ کسے اٹھا مضر اثر پیدا کر کے سابقہ قومی مشکلات پر ایک اور مشکل کا اضافہ کر دیتی ہے، تحریک عدم تعاون، ہجرت، کانگریس میں شمولیت اور رسول نافرمانی کے جو تلخ نتائج مسلمانوں کے حق میں برآمد ہوئے ہیں۔ وہ کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔ مگر پھر بھی یہ حالات اس قدر مایوس کن نہوتے۔ اگر بعض علمائے اسلام یا بالفاظ دیگر ناخدا یان قوم خود ان تحریکوں کے بانی مبنائی بن کر شیرازہ قوم کو منتشر کرنے کا باعث نہ بنتے +

اسلام نے تو سیاسیات کی بنیاد آہستہ پر رکھ کر مسلمانوں کے سامنے ہمیشہ کیلئے رفعت بلندی کا پروگرام رکھ دیا تھا۔ مگر بدقسمتی سے بعض علماء نے اس بلند نصب العین کو نظر انداز کر کے دوسری قوموں کی طرح قومیت کی محدود اور تنگ ادوی کو اپنی سیاست کا جولا لگا دیا۔ بنا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے علمبر اصول سیاست کی غیر مستوار بنیادوں پر مرتکز ہو گئے۔ پس جب وقت پر پسنے قول اقرار سے بدل جانا موجودہ سیاسیات کا اصل الاصول ہو۔ تو لامحالہ ان ناخدا یان ملت کے سیاسی اعمال افعال کو دیکھ کر نہ صرف

غیر قوی ہی اسلام جیسے عالمگیر مذہب سے متفق ہو گئیں۔ بلکہ خود مسلم قوم کا غیر اذہ اتحاد بھی درہم برہم ہو گیا۔ آسمانِ رفعت پر پرواز کرتے ہوئے مسلم دل و دماغ جب قوی نا خداؤں کی محدود تعلیم کے دباؤ سے نکلتا ہے تو مذکورہ شہروں اور کوچوں کی تنگ سیاسی فضا میں آگئے۔ تو انصاف کے بعد غوری انقباض سرجس طرح ایک بلبرین تین کا پھٹ کر اس کے اجزاء کا منتشر ہونا یقینی امر ہے۔ بعینہ مسلم قوم کے آراء و افکار کا حشر ہوا۔ اسی طرح تو ایک قدر عالم یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ سیاست میں پڑنے سے علماء کی مثال اس مٹی کے برتن کی سی ہو گئی ہے جسے تھما کر کئے بعد جب چاہا اور جہاں چاہا ٹپک دیا۔“

ہر تھوڑے بڑے سے ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور ان کے ہتھکڑی کر لیا۔ مگر من کا تفتیش کر لیا ہی صرف کافی نہیں۔ جب تک اس کا علاج نہ کیا جائے پس آئندہ سطر میں ہم ان مشکلات کے خلع کا ایک حل اور ایک علاج پیش کر کے ایسے فرض سے ٹھیکہ دینے ہوتے ہیں +

سب سے پہلے اس حقیقت کو سمجھ کر سامون نہ کرنا چاہئے کہ دنیا میں جب بھی بھی مطلع اسلامی پر مصائب مشکلات کی گھٹائیں چھائی ہیں تو اس وقت مسلمانوں نے اسلام کو نہیں بچایا۔ بلکہ خود اسلام نے ہی آخر مسلمانوں کو بچایا۔ جو حلال بھی ایک ملک کو اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں مسلمان اپنی تمام دشمنیوں صحت کر چکے ہیں۔ اور اپنا قوت بازو آزمائ چکے ہیں۔ مگر اتنا کہ ان کا کوئی خاص نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اور نہ تو وہی مشکلات میں کوئی آسانی کی صورت پائی۔ لہذا آج بھی یہ اسلام کا روشن مروج مصائب مشکلات کی گھٹائی کوئی گھٹائی میں تقریباً تقریباً مستور ہو گیا ہے۔ جو بھرپور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج اسلام مسلمانوں کو کیسے بچائیگا؟ پس ذیل کی سطور میں ہم اس سوال کا جواب تاریخ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں مگر غلطی میں قریش کے چاروں طرف ہو گئے ان کو ان مظالم نے مسلمانوں پر جب عرصہ حد تک تنگ کرنا شروع کر دیا تو ان کو نہ کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ سچی بھرتا ہے۔ اس کے نتیجے سے بچ نکلیں گی۔ جماعت کثیر کے مقابلہ میں قلیل اور بے نصبت جماعت کا تباہ ہو جانا تاریخی مشاہدات میں ہے مگر جب ترک کارن مسلمانوں کے قلیل گروہ کے حق میں ہی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ کلیائی خود اپنی عذری یا مالی طاقت کی ضرورت نہ احسان نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کا باعث اسلام کا رچا کے موافق پر قرب (میں) سے آئے ہوئے پانچ چھ اشخاص کو جب اسلام کی تبلیغ کی گئی۔ تو اس کی پاک تبلیغ کرتے ہوئے انہوں نے نہ صرف خود ہی اسلام قبول کر لیا۔ بلکہ وہاں کے اندر مزید سیاسی شیروں کو حلقہ اسلام میں لے آئے۔ ان لوگوں کے سلام قبول کرتے ہی ان کے قتل کیا گئی مسلمانوں نے جب شرب کی طوط جہت کی۔ تو وہاں کے نو مسلم انصار نے ان کے خیر مقدم کیلئے اپنی آنکھیں نہیں کھلیں۔ اور انھیں اپنے ہول میں برابر کا حصار بنا دیا۔ غرض کہ اس کے بعد مسلمانوں کی تمام کھفیں استوں و مہل ہو گئیں اور ایک لگیا۔ جب وہ پھر اسی شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ جہاں انھیں مجبور دلا چار ہزار نکلت پڑا تھا +

اسی طرح پھر مہاجرین و انصار کو کہئے۔ ہلا کو تھاں کی تباہی حیرت و رن نے نہ صرف اسلامی حکومت کی بنیاد پر مساکر دیا تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ مسلمانوں کے خون کی بھی اپنی ارزائی کر دی تھی کہ بغداد کی چکیاں اور دیکھا جلا کا منج پانی کئی دنوں تک اس کے پناہ گاہ کی استان بڑا حال سو بیان کر رہا تھا حضرت شیخ محمد علی رحمہ اللہ بھی قریش کو دیکھ کر ان کو لکھا پڑھے۔

آسمان راقی بود گر خوں بار د بر زمین بر زوال ملک مستقیم میسر المومنین غنیم کی شہوت و بہیت مسلمانوں کے دلوں پر حیرت و خوف و ہراس طاری ہو گئی تھا۔ انکی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ ایک ترک میں عربوں کو سلاسل سے پابند کئے بغیر قتل کی طوط ہنکاٹے لے گیا۔ لیکن ان میں کسی ایک کو بھی اتنی جرأت نہ ہوئی۔ کہ انکی غیبت میں جبکہ وہ اپنی بھلائی ہوئی تلوار کو لانے کی غرض سے گھر کا کیم اٹھ بھاگ کر جان بچا سکنے کی جرات کر لے پس ان حالات میں کن جان بخت تھا۔ کہ مسلمان بھی کبھی پتہ نہ کیسکے لیکن تبلیغ اسلام کے کاری حربہ نے چند سالوں کے اندر ہی مغلوں کو گھائل کر کے نئی حکومت کو مسلمانوں کے قدموں پر لا ڈالا +

تبلیغ اسلام کے یہ ناقابل تردید اثرات تاریخی صفحات پر عیشہ کیلئے مسلمانوں کے واسطے درس عبرت چھوڑ گئے ہیں۔ پس آج بھی اگر مسلمان تبلیغ اسلام کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ سیاسی الجھنوں سے آدا ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کی فلاح اور کامیابی کیلئے تبلیغ اسلام کو ہی حقیقی حل قرار دیا ہے۔ اور پھر حضورؐ تو یہ آیت ۱۲۲ میں تبلیغ اسلام کا حکم سیاق و سباق کے لحاظ سے سنی احکامات کے عین درمیان رکھ کر اس بات کی بھی وضاحت کر دی۔ کہ مصائب و مشکلات کے موقع پر یہ ایک کاری اور کامیاب حربہ ہے +

علاوہ جماعتی فلاح اور کامیابی کے تبلیغ اسلام کا ایک اور عظیم الشان فائدہ یہ ہے کہ انفرادی طور پر انسان کے اپنے اندر بھی اس سے وہ خلوص ایمان پیدا ہو جاتا ہے۔ جو کسی دوسری صورت میں بہت کم میسر آ سکتا ہے۔ کسی انسان کا کام آنریری طور پر کرنے سے جہت کم کر نیوالے کے دل میں اس انسان کی طرٹ جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے۔ تو پھر نہ رائے جہم کا کام کر نیسے خلوص ایمان کا کیا ٹھکانہ ہو سکتا ہے۔ جہاں تک وجود ملکی فضاء کا سوال ہے۔ ہندوستان تبلیغ اسلام کے زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسلام کو برادران وطن کی نفرت کے آثار نہ کسی طرح کم نہیں۔ لہذا ہندوستانی سیاست کی سچیدہ مشکلات کے ملبہ کے لئے اگر کوئی کامیاب صورت ہے۔ تو وہ حکمران قوم میں تبلیغ اسلام ہے واقعات بتلاتے ہیں۔ کہ اگر برطانیہ کے چند سوسہ برآوردہ ہنسیاں مسلمان ہو جائیں۔ تو ہندوستانی مسلمانوں کی تمام مشکلات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ لارڈ سپڈ لے بالقابہ کا وہ مکتوب جو چند ماہ پیشتر انہوں نے برطانوی اخبارات کو دیا تھا۔ اس حقیقت کی تائید میں علی ثبوت مٹیا کرتا ہے۔ لارڈ موصوف نے اپنے مکتوب میں برطانوی حکومت کو یہ تنبیہ کی تھی۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں کے حقوق کا پاس نہ رکھنے کی صورت میں وہ نہ صرف ہندوستانی بلکہ ہم تمام غیر ہندوستانی مسلمانوں کے قلوب کو بھی مجروح کرنے کا باعث بنیگی +

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اُمَّةٌ دِیْعُونَ اِلَیْہِمْ بِالْمَعْرُوفِ دِیْعُونَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اَلِیْہِمْ الْمَقَالِحُونَ (سورہ آل عمران)

یوں تو ہر مسلمان اسکا ہر کام تبلیغ ہی بلکہ غیر مالک میں تبلیغ اسکا ہر کام صرف جماعتی رنگ میں ہی مفید ہو سکتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے بھی سورہ توبہ کی آیت ۱۲۷ کے اندر یہی حکم دیا ہے۔ مگر تبلیغی جماعت اُس وقت تک کچھ نہیں کر سکتی جب تک کہ باقی مسلمان زکوٰۃ کی مقررہ مقدار کے علاوہ صدقات سے اُس کی امداد کر کے تبلیغ اسلام میں اُس کے ساتھ بالواسطہ شریک نہ ہوں۔

**اس ضمن میں دو کنگ مسلم مشن** کا بھی ذکر کر دیا جائیگا۔ اُسے قائم ہوئے میسول سال ہی اس صحر میں غلطے رحیم نے جو کامیابی اُسے بخشی ہے۔ وہ محتاج قنارت نہیں۔ علاوہ اس بات کے کہ اس کا نظم و نسق ایک ایسی غیر فرقہ دار جماعت کے ہاتھ میں ہے۔ جو مسلمانان ہندوستان کے تمام فرقوں کا خلاصہ ہے۔ مشن یا قاعد طور پر رجسٹر شدہ ہی نہیں۔ جب مشن کی تبلیغی سرگرمیوں نے تھوڑے سے عرصہ میں ایسے عظیم الشان رنگ میں نہ بھبھکیا سیٹھ کی تخریب کر کے اُس کا تار و پود بکھر کر رکھ دیا ہے کہ پادریوں اور اسقفوں پر مشتمل جماعت جدت پسندان (ماڈرنسٹ) نے تمام عیسوی عقائد کا انکار کر دیا ہے تو یہی مسلم کا یہ فرض نہیں۔ کہ دل و جان سے اس کی قدر کرتے ہوئے اس کی خدمت پینے ذمہ لے۔ اس وقت مشن کے مالیت کی حالت خوری امداد کی محتاج ہے۔ ہندوستان کی دس کروڑ مسلم آبادی میں سوا اڑھائی لاکھ مسلمان ایک روپیہ فی کس کے حساب سے مشن کی امداد کریں۔ تو وہ اقبال ہو سکتا ہے۔ کہ نہ صرف چند سالوں تک اپنی زندگی کو بھی قائم رکھے بلکہ اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو بھی وسعت دے مسلمانوں میں جیسی فیاض قوم کے سامنے کیا مشکل نہیں ملے گی۔ خود صرف یہ کہ انھیں مشن کی ضروریات آگاہ کی جائیں اس مشکل کو حل کرنے کی صورت ہے کہ ہر وہ مسلم بھائی جسے ان تحریک کا علم ہو جائے۔ اپنے ذمہ دو سو روپے خرچ کرے لے ایک تو خود اپنی رقم مشن کو بھیجے دوسرا دس آدھائی سو کو انکی ترغیب و پھران میں دے ہر ایک اپنے ذمہ کی رقم ادا کرنے کے علاوہ دس سو روپوں کو اس طرف توجہ کرے جب خدا تعالیٰ کسی دوسرے انسان کی کوئی محنت ضائع نہیں کرتا تو مشن کا کام تو خود اس کا اپنا کام ہے اگر ایک ہزار مخلص خدا بھی اس تحریک کا مایاب بن جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا کے جہم اسے کامیاب نہ فرمائے +

**تشریح تصویب** اشاعت حصرہ کی تین اینڈ مسلم مسٹر محمد مبارک ڈیلٹن حیدر آباد کے فوٹو گریفر نے آیت اللہ اہم پیدائش کے بعد کے لحاظ کو عیسائیت کے پرنسٹن فرقہ و فتنن رکھتے تھے اٹھارہ سال کی عمر میں تھوڑی سی تعلیم کا شوق ہوا۔ اور بھی سوال پڑا کہ کا مطالعہ کرنے پائے تھے۔ کہ انھیں اسلام کا علم ہوا ایک کتاب <sup>from Mecca</sup> وسیعہ کا مطالعہ کیا جن کو مترجم ہوا ہے مزید اسلامی معلومات کیلئے لاڈ ہٹلے کو لکھا دو کنگ مسلم مشن سے انھیں ضروری کتب بھیجی گئیں۔ چنانچہ نومبر ۱۹۶۱ء میں بالآخر اسلام قبول فرمایا +

## ملاحظات

**ایک بَشپ کا اسلام کی طرف رجحان** | گزشتہ بیس سال کے عرصہ میں اسلام کے مطلق علم اور لٹریچر کی جو اشاعت مغرب میں ہوئی ہے۔ اس نے مغربی اقوام کے لوگوں بہت بڑی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اس صورتِ حالات پر ان صفحات میں ہم اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں حال ہی میں اس تبدیلی کا ایک اور ثبوت لندن کے مؤقر جریدہ "یوننگ سٹینڈرڈ" کے ایک مضمون میں دیا گیا ہے جس میں ایک عبادت کا جو نام "بَشپ" کے ایک گرجا میں ہوئی، تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق وہ پادری جس نے نماز پڑھائی رائیٹ ریورنڈ بَشپ فریڈرک جیمس، خطبہ میں انھوں نے مختلف مذاہب پر بحث کی۔ اور کہا کہ یہ امر زیادہ اہمیت کے قابل نہیں کہ کونسا عقیدہ کسی شخص نے پسند کیا ہے۔ کیونکہ زیادہ تر انسان کی پسندائش سے تعلق رکھتا ہے۔ بہت سے عیسائی اس وجہ سے عیسائی ہیں۔ کہ وہ اتفاقِ کراں روٹے سویز پیدا ہوئے ہیں اور بس۔ اگر وہ سویز کی دوسری طرف پیدا ہوتے تو وہ غالباً مسلمان ہو جتے۔ حضرت مسیح کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ میں یہ مان نہیں سکتا کہ کوئی انسان کامل اللہ جیسا کہ حضرت مسیح کے متعلق کہا جاتا ہے کبھی صفحہ ہستی پر موجود بھی تھا۔ بہت سی باتیں جو جناب مسیح نے فرمائیں غلط تھیں تاہم وہ ایک بہت بڑے معلم تھے۔ بَشپ نے اپنے خطبہ کو اسلام کے ذکر ختم کیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ مذہب (اسلام) بہت سی باتوں میں عیسائیت سے بہتر، بَشپ صاحب نے ایک ایسی صداقت کا اظہار کیا ہے۔ جس کا انکار بہت کم لوگ کر سکتے ہیں۔ عیسائیوں کیلئے یقیناً اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو آئینہ کام دے سکتا ہے۔

**منشی شراب کا استعمال** | منشیات کے استعمال کے متعلق ہماری روش بالکل صاف ہے۔ قرآن کریم نے انھیں من عمل الشیطان (شیطانی افعال) قرار دیا ہے۔ مزہبی

اقوام بتدریج مجبور ہو رہی ہیں۔ کہ اس صداقت کا جو اس اصول کے ماتحت کام کر رہی ہے اعتراف کرتی چلی جائیں لیکن پھر بھی ایسے لوگوں کا ایک گروہ موجود ہے۔ جو شراب کے فوٹو بموقعہ استعمال کو جائز مانتے ہیں۔ اور تمام امتناعی قوانین کو غیر منصفانہ اور غیر سچی قرار دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہمارا خطاب ہے۔ کیا یہی وہ غیر سچی قوانین نہیں جو ان ممالک میں جہاں امتناع مسکرات کا قانون سختی کے ساتھ نافذ کیا جاتا ہے چاروں طرف خوشگوار اثرات پیدا کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف ان ممالک میں جہاں منشیات کا استعمال آزادانہ طور پر ہوتا ہے نہایت خراب حالات پائے جاتے ہیں۔ فرانس کو مثال کے طور پر لیجئے اگلی آبادی روز افزوں تیز رفتاری پر ہے۔ ایک نیم سرکاری تحقیقاتی کمیٹی اس غرض سے تجویز کی گئی کہ یہ معلوم کیا جائے کہ کیوں ہر سال فرانس میں مرتیوالوں کی تعداد پیدا ہونیوالوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کمیٹی نے یہ معلوم کیا کہ اس زیادتی اموات کے بہت سے اسباب ہیں۔ لیکن ان میں سب سے بڑا سبب شراب نوشی ہے۔ رپورٹ میں لکھا ہے :-

”شراب نوشی سے انسان اپنے فطری علائق کو کھو بیٹھتا ہے اور ان ذمہ داریوں کو بھول جاتا ہے جو بحیثیت ایک بیٹے یا خاوند یا باپ کے اس پر عاید ہوتی ہیں شراب نوشی کی وجہ سے دھندلی کے ساتھ کام نہیں کر سکتا اور چور اور ڈاکو اور عادی قانون شکن اسے بنا دیتی ہے صرف یہی نہیں بلکہ شراب نوشی بہت سی بیماریوں کی اصل وجہ ہے مثلاً فائف پیٹ جگر اور گردوں کی بیماریاں سل ووق نیومیا دیوانگی وغیرہ اس کے علاوہ خون کی نالیوں کی حالت بھی بیماری کی خراب ہوتی ہے۔ شراب نوشی نہ صرف ان بیماریوں کی جڑ ہے۔ بلکہ حکماء نے یہ دریافت کی ہے کہ جب وہ لوگ جو شراب نہیں پیتے ان بیماریوں میں مبتلا ہتے ہیں تو ان کے بچاؤ کی امید ہوتی ہے۔ لیکن ایک شراب پینے والے کے صحتیاب ہونے کی بہت کم امید ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا رپورٹ سے یہ ظاہر ہے کہ شراب نوشی جسم کو صفر نقصان پہنچاتی ہے۔ کوئی فائدہ اس سے حاصل نہیں ہو سکتا +

گلیڈسٹون انگلستان کے ایک سابق وزیر اعظم نے کہا ہے۔ جنگ قحط اور وبا کی تین بڑی بیماریاں

اس قدر خطرناک نہیں جس قدر شراب نوشی +

**شراب زہر ہے نہ کہ خوراک** | شراب ایسی چیز نہیں جو قدرت کی پیدا کردہ چیزوں

میں پائی جاتی ہو۔ یہ ایک مرکب چیز کے تجربہ کا نتیجہ ہے۔ اور بڑی طاقتور زہر ہے، کسی شخص کو فوراً موت کے گھاٹ اُتارنے کیلئے کوئی بہت زیادہ خالص شراب کی ضرورت نہیں اس کا ثبوت دینا کوئی مشکل نہیں۔ اگر کسی زمینی کپڑے یا مچھلی کو ایسے برتن میں ڈال دیا جائے جہیں ایک اور نلکے کے متناسب سے شراب ملا ہوا پانی ہو تو وہ فوراً مرجائیگی۔ اگر ایک انڈے کی سفیدی شراب میں ڈال دی جائے وہ فوراً جم جائیگی اور سخت اور سفید بن جائیگی، بعینہ اسی طرح جیسے اُبلتے ہوئے پانی میں یا گرم لوہے پر سے ڈالا جائے پس اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ پیٹ، دل، جگر، گردے اور اعصاب زیادہ تر اسی قسم کے مادہ سے بنے ہوئے ہیں جس سے یہ انڈے کی سفیدی توجہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔

کہ شراب زیادہ تر اسی طرح ان پر اثر انداز ہوتی ہے علاوہ ازیں شراب نوشی کوئی خوراک نہیں کیونکہ غذائی نالیوں میں داخل ہو کر نہ تو وہ ہضم ہوتی ہے اور نہ ہی کسی اور شکل میں تبدیل ہوتی ہے جب وہ خون میں داخل ہوتی ہے۔ تو اس وقت بھی وہ شراب ہی ہوتی ہے شراب جسم کے جس حصہ سے چھو جائے اُس کو مڑھادیتی ہے۔ اور جسم کو کوئی طاقت نہیں پہنچاتی، علاوہ ازیں جب معدہ تندرست ہو اور معمولی غذا کھائی جائے تو معدہ اُسے قبول کر لیتا ہے، لیکن جب قدر شراب پی لیں تو معدہ حسب معمول اُسے قبول نہیں کرتا اور اُلٹی ہو جاتی ہے، معدہ شراب کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور اسلئے جس قدر حد ممکن ہو اس کو خلاصی حاصل کرنا چاہتا ہے، غذا جسم کی نشوونما کیلئے ہے۔ لیکن شراب نشوونما کو روکتی ہے۔ جن بچوں کو پیتے کیلئے شراب دیا جاتا ہے وہ اس جسمانی طاقت کو حاصل نہیں کر سکتے جو اس صورت میں کہ وہ شراب کو وہ استعمال نہ کرتے انھیں حاصل ہوتی + کھلاڑی اور وہ لوگ جو طاقت اور مشقت کے کاموں میں مقابلہ کرتے ہیں شراب کے استعمال سے قطعی پرہیز کرتے ہیں۔ کیونکہ شراب اعصاب کو کمزور کر دیتی ہے اس بات کی وجہ کہ بہت سے

۱۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر سیلمن کی کتاب ہیلتھ اینڈ لائفلوئی (صحت اور درازی عمر) +



لوگوں کا خیال ہے۔ کہ شراب طاقت کو بڑھاتی ہے یہ ہے کہ شراب دماغ اس طرح اکڑ جاتا ہے کہ انسان اس دھوکہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ گویا شراب پینے کے بعد اسے طاقت حاصل ہوئی ہے۔

**شراب نوشی کا اثر دل پر** | ایک شراب پینے والا غلطی کی خیال کر لیتا ہے کہ شراب نوشی

تحقیقات کو بڑھانے میں امداد کا موجب ہے یہ سچ ہے۔ کہ تھوڑی سی شراب پی لینے کے بعد ابتدائی دس یا زیادہ منٹ تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذل زیادہ کام کرنے لگا ہے اور خیالات زیادہ آزادی کے ساتھ آنے لگتے ہیں لیکن وہ زیادہ پریشان اور منتشر ہوتے ہیں کیونکہ ایک شخص جس کا چاکلن درست ہو اور قول و فعل کے لحاظ سے فرزانہ اور عقلمند ہو شراب کو آزادانہ استعمال کرنے کے بعد بالکل مختلف اور عجیب و غریب حرکات کرنے لگتا ہے کم گو انسان زیادہ بکنے لگتا اور موزوں الفاظ استعمال کرنے کی ہوش و حواس کھودیتا ہے اور اکثر اوقات گندی زبان استعمال کرتا اور ایسے کام کرتا ہے جو عقولیت اور موزونیت کی حدود سے متجاوز ہوتے ہیں وہ شخص جو شراب کو آزادانہ استعمال کرتا ہے شراب پینے کے چند منٹ بعد سر میں بڑا بھاری پن محسوس کرتے لگتا ہے۔ وہ چپ ہو جاتا اور لیٹ کر سو جانا چاہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ شراب اس کے دماغ کو مختل کر دیتی ہے انسان کو ایسا خمیر دیا گیا ہے جو اسے صحیح اور غلط بات میں امتیاز کرنے سے قابل بناتا ہے۔ شراب کا اثر اس طاقت کو زائل کرنے کیلئے ہے۔ تریباً تمام جرائم جن کا انسان مرتکب ہوتا ہے۔ اور جو اسے جلیبغا نہ لے جاتے ہیں جیسے لڑائی و لگنا قتل و غارت یا زنا یا جبر و غبر اس وقت سرزد ہوتے ہیں جب انسان شراب کے اثر سے مفلوج ہو۔

**شراب نوشی بیماری پیدا کرتی ہے** | وہ شخص جو روزانہ تھوڑی سی شارب پی لیتا ہے

ممكن ہر وہ اس بات کو نہ سمجھتا ہو کہ اسے کوئی بہت زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے، لیکن اگر وہ پانچ گروں پیچھے پڑوں میں اور جن کی مالیوں کو دیکھ سکتا ہو تو اسے نظر آجائے کہ یہ تمام اعضا بتدریج بگڑتے جا رہے ہیں۔ معمولاً جسم کے اندر بیماری یعنی ان جرائم کو جو

اس میں دخل سوتے ہیں تر ائل کرنے کی طاقت موجود ہے شراب نوشی بیماری کے مقابلہ کی اس طاقت کو تباہ کر دیتی ہے۔ اور اعصاب کے جسمانی کو ایسا نقصان پہنچاتی ہے کہ شارب پیتے والا آسانی سے نمونیا، دق، برائٹ کی بیماری، کلرا، پلیگ، یا ہیچمن کی بیماریوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ ایک مرتبہ بیمار ہوتا ہے تو اس شخص کی نسبت جو شارب استعمال نہیں کرتا۔ اس کے صحتیاب سوتے کا بہت کم موقع ہوتا ہے +

شراب کا بڑا اثر یا نقصان صرف اسی شخص کو نہیں پہنچتا جو شراب کا عادی ہے۔ بلکہ اس کی اولاد پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ کمزور دل بچوں کی حفاظت گاہوں میں یہ سمجھا گیا ہے کہ ایسے ہر فی صدی بچوں میں سے قریب ساٹھ فی صدی بچے ان والدین کی اولاد ہیں۔ جو شراب پینے کے عادی ہیں +

کیا شارب کوئی مفید دوا ہے { کچھ زیادہ زمانہ نہیں ہوا کہ طبیب بیماریوں کے باقاعدہ طور پر اس خیال سے شراب استعمال کرتے رہے ہیں کہ بیماری سے صحتیاب سوتے میں وہ امداد کا موجب ہوگی۔ لیکن آج طبیب دوسری دوائیوں میں بہت سی تحسوری سی شراب ملاتے ہیں۔ یہ اب معلوم ہو چکا ہے کہ شراب بیماری کو اچھا نہیں کرتی، عملاً ایک ہی جگہ اور ایک ہی صورت جو شراب کو مفید بنا سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض خاص جلدی بیماریوں کو دور کرنے کیلئے اسے جسم پر ملا جائے۔ اخبارات میں عموماً کسی نہ کسی خاص قسم کی شراب کے شاندار اشتہار سوتے ہیں جو کہا جاتا ہے کہ ہاضمہ کی درستی اور اعصاب کی چستی میں امداد کا موجب ہوتی ہے۔ ایسے اشتہارات بہت ہی غلط فہمی پیدا کرنے کا موجب ہیں ایک بیمار کیلئے جس اصول حفاظت کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ وہ یہی ہے کہ ہر قسم کی مٹھی شراب سے پرہیز کرے +

غیر مسیحی قانون { قرآن کا حکم جس کو غیر مسیحی قانون کے نام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور جس نے دُنیا کے اسلام میں بہترین اثر پیدا کیا ہے۔ شراب کے بارہ میں حسب ذیل ہے :-

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا 'وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ۔ ترجمہ مجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہ ان دونوں میں بڑی بُرائی ہے۔ اور لوگوں کیلئے فائیدے بھی ہیں۔ اور اُن کی بُرائی ان کے فائیدے سے بڑھ کر ہے۔ اور مجھ سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا خرچ کریں۔ کہو جو کچھ (حاجت کے) بڑھ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کھول کر باتیں بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم فکر کرو (البقرہ آیت ۲۱۹)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ؕ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيُصْدِرَكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ؟ ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو شراب اور جوئے اور بُرائی اور پاسبے تا پاک کام سے شیطان کے عمل سے ہیں جو ان سے بچو۔ تاکہ تم کامیاب نہ ہو شیطان صرف یہ چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کی وجہ سے عداوت اور بغض ڈال دے۔ اور تم کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے سو کیا تم (ان باتوں سے) رُک جاؤ گے؟ (المائدہ ۵: ۹۰-۹۱)

## اعلان

حضرت خواجہ صاحب کی تازہ تصنیف اسلام اور عیسائیت (زبان انگریزی) چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ یہ کتاب گر جاسینٹ پال (ہنگ کانگ) کے مسقف اعظم کے جواب میں بالکل اچھوتے اصولوں پر لکھی گئی ہے + قیمت فی جلد ایک روپیہ دو آنے

سکرٹری

# تفسیر القرآن

تیسری صفحہ ۳۰۱۔ اشاعت اسلام ماہ اگست ۱۹۳۲ء

از کلمہ حق رحمہ اللہ حضرت خیر کمال الدین صاحب مدینہ اسلام

**جنت** { بہت سے لوگ جنت اور دوزخ کے تصور ہی کو مضحکہ قرار دیتے ہیں جبائیں  
ہیں مسلسل حیات پر ایمان رکھتے کا فتویٰ دیتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہمیں آئندہ زندگی  
کے مسرت افزہ اور تکلیف دہ پہلوؤں کے امکان کو بھی تسلیم کرنا چاہئے۔ قرآن شریف  
نے انھیں دونوں پہلوؤں کا نام جنت اور دوزخ رکھا ہے۔ ورنہ اگر اصول علت و معلول  
ایک حقیقت ثابت ہے۔ اور ہمیں اپنے کئے کی جزا سزا ضرور ملتی ہے تو ہمارے بہت سے  
اعمال جو اس زندگی میں سرزد ہوئے ہیں بغیر جزا و سزا کے رہ جائینگے۔ ایسے اعمال کے  
محاسبہ کیلئے اکیڈن معین ہونا عقلی طور پر لازمی معلوم ہوتا ہے۔<sup>(۱)</sup> یہ ممکن ہے۔ کہ ان  
آئندہ حالات کی نوعیت ہماری سمجھ میں نہ آئے۔ لیکن ہماری ناقابلیت ان حالات کے  
وجود سے انکار کرنے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ زبردست قوت متخیلہ کے ہوتے ہوئے ہم بعض  
اوقات ارضی اشیاء کا صحیح ذہنی نقشہ کھینچنے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ لہذا اگر ہم حیات  
بعد الموت کے احوال کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکیں، خصوصاً اس حالت میں جبکہ ان کی نوعیت ہمارے  
کے معاملات سے جہدالگ نہ ہے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ایک طور پر ہم کہہ سکتے  
ہیں۔ کہ ہمارا نفس و ادراک جنت اور دوزخ کی بنیادیں ہیں۔ آنحضرت صلعم نے  
ایک حدیث قدسی بیان کرتے ہوئے ایک صداقت کا اعلان کیا ہے۔ ”خدا فرماتا ہے میں  
اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں طیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے  
نہ کسی کان نے سنا ہے۔ اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے“ بکریع قرآن

۲۔ ان حقائق کو عمومیت کے رنگ میں بیان کر دیا۔ یہ سچ ہے کہ ہمیں جنت کی لذتوں کا تذکرہ ہے۔ اور انھیں دنیاوی اشیاء کے ناموں سے پکارا گیا ہے مثلاً دودھ، شہد، مشک پھل وغیرہ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں مُتَذَكِّرہ کر دیا گیا ہے کہ ہم ان چیزوں کو ارضی رنگ میں قیاس نہ کریں۔ بقول قرآن ان کا تذکرہ تمثیل اور استعارہ کے رنگ میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ خُدا نے ہمارے لئے دو جنتیں بنائی ہیں ایک یہاں اور دوسری عقیقہ میں۔ اور یہی حال دوزخ کا ہے۔ اور یہ بات اس لئے ہے کہ ہم آمیندہ حالات کا کچھ علم اسی زندگی میں حاصل کر سکیں ہاں مگر یہ فرق ضرور ہوگا۔ کہ ارضی جنت و دوزخ آمیندہ حقائق کا محض ایک عکس ہیں۔ اس کے علاوہ ایک فرق یہ ہے۔ کہ یہاں ہیں ہر شے دنیاوی رنگ میں حاصل ہوگی۔ اور وہاں یعنی آمیندہ عالم میں جملہ اشیاء مادی عناصر سے پاک ہونگی +

اگر نفسِ نوا مرہ حشر و نشر کی صورت میں پوری شدت کے ساتھ ظاہر ہو جائے تو ہمارے نفس کی ترقی کی دیگر چار منازل بھی جن کا تذکرہ ہو چکا ہے ظاہر ہونی چاہئیں اور اپنی بہترین شکل میں جنت کی صورت اختیار کر لیں گی۔ لہذا کسی متشکک کا قیامت یا جنت اور دوزخ کے تصور پر ہنسنا بالکل غیر واجب ہے۔ جبکہ وہ اسی دنیا میں ضمیر کی ملامت کا ذائقہ چکھ چکا ہو۔ اور اسی راحت کا مشتاق ہے جو ان مبارک لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو نفس کی کشمکش سے آزاد ہو گئے ہیں۔ اور انھیں طمانیت قلب حاصل ہو گئی ہے کوئی شخص زندہ کی مشقتوں کو دور نہیں کر سکتا، لیکن متذکرہ بالا اصحاب ہر حال میں مطمئن رہتے ہیں۔ اور رنج و راحت سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اگر طمانیت قلب اور اطمینانِ روحانی قابلِ رشک باتیں ہیں۔ تو یہ نعمتِ جنت میں ہیں پوری خوبی کے ساتھ حاصل ہوئی۔ اس حالت کے خصائص جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے یہ ہیں :- جنت میں ہم تمام تکالیف اور بلاؤں سے آزاد ہونگے (۳۵ : ۳۵) اور ہر قسم کے فکر، خوف اور رنج سے پاک ہونگے (۴۳ : ۶۸) ہمیں کوئی لغو یا مہمل بات نہ سننی پڑیگی (۱۹ : ۶۲)

اور نہ ہماری فطرت میں کوئی ہلکا پن یا سنجی نظر آئیگی۔ بیشک ہمیں اپنی پرورش کیسے لکھی گئی قسم کی غذا ضرور ملے گی، لیکن اُن غذاؤں کے کھانے سے کوئی تکلیف یا بیماری لاحق نہ ہوگی (۵۶ : ۱۹) قرآن کریم نے ہمارے یہاں کے اعمال کو جنستی ثمرات کے رنگ میں ظاہر کیا ہے۔ یہاں بھی ہم اپنی محنت کے ثمرات سے متنع ہوتے ہیں۔ اگر اس دُنیا میں صداقت پر ایمان رکھنا نیک اعمالی کا ذریعہ ہو جاتا ہے۔ تو وہی دُعاؤں کے ثمرات کا خم ہو جائیں گے۔ اور اُنھیں ایک خوشنما باغ کی شکل میں تبدیل کر دینگے یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں قرآن عقاید اور اعمال کا ذکر کرتا ہے۔ تو اُنھیں باغوں سے تشبیہ دیتا ہے جن کی آبپاری اُن درمی نوروں سے ہوتی ہے۔ جو اُن کے نیچے بہتی ہیں (۲۵ : ۴ و ۲۶ : ۹ و ۲۳ : ۷ و ۲۲ : ۷) دُعاؤں ہمارے اعمال ان نوروں کو پیدا کر دینگے لیکن یہ کہ نہیں اُس پانی کی ہوں جس کے عناصر ترکیبی کا ہمیں علم نہیں۔ لیکن وہ ہمارے دُنیاوی اعمال کی تبدیل شدہ صورت ہیں۔ عربی لفظ جنت بہت معنی خیز ہے۔ اس کے ایک لغوی معنی تو ہوشیدہ شے کے ہیں۔ دوسرا ایسا باغ جس میں کثرت سے درخت ہوں۔ زمین کا ہر خطہ جس میں مختلف بیج بونے جائیں۔ ایک بالقوہ باغ ہے۔ جب اس میں تخم پلوشیدہ ہوں تو پہلے معنوں میں وہ جنت ہے لیکن جب اس میں سے درخت پیدا ہو جائیں۔ تو لفظ کے دوسرے معنی صادق آجاتے ہیں۔ یہاں بھی جو لوگ خراب زندگی بسر نہیں کرتے اور محلہ بدکاریوں سے بچے رہتے ہیں۔ تو وہ ایک قسم کی بہشتی زندگی بسر کرنے ہیں۔ اور اُس کا سبب اُن کے صحیح عقاید اور حسن اعمال ہیں۔ آئندہ جنت الہی عقاید اور اعمال کی تجسم صورت کا نام ہے۔ جنت ہماری اپنی ہی طبیعت ہے جہاں ہماری اعلیٰ استعدادیں ترقی کرئگی۔ اور سو گنا پھل لائینگے (۹۱ : ۹) +

واضح ہو کہ اسلامی بہشت عیاضوں کی تفریح و گنگاہ نہیں ہے جہاں وہ عورتوں کی صحبت میں بیٹھ کر درختوں کے سایہ میں شام اور صبح شراب کے جام پینگیے۔ اور عیاضی میں مشغول ہونگے۔ بیشک قرآن میں جو کُرا لفظ آیا ہے (۴۲ : ۵۴ و ۵۵ : ۷۲ وغیرہ) اور ہیں بتایا گیا ہے۔ کہ ہماری مستورات بھی ہاں ہونگی۔ اور وہ ہماری ہی طرح پاکیزہ ہونگی (۵۶ : ۳۶ و ۲۳ : ۱۳)

قرآن کے بعض مفسرین نے اپنی ہماری عورتوں کو حُر قرار دیا ہے بعض ان کو ہشتی جس سمجھتے ہیں۔ جہاں خوبصورت عورتوں اور لڑکوں کو حُر اور علمان قرار دیا گیا ہے۔ مجھے اس تاویل میں عیب نظر نہیں آتا۔ عورت یہاں کی زندگی میں قابلِ نفرت رفیق تو نہیں ہے۔ اگرچہ بعض ناقص خیالات کے عیسائی مُصنّفین نے عورت کو دوزخ کا دروازہ بتایا ہے (سینٹ جیروم، سینٹ اہرل اور سینٹ کرٹولین وغیرہ نے اس صنف کو ایسے ہی طعنے آمیز الفاظ میں یاد کیا ہے جسے انھیں اپنا صنف لطیف کہنا چاہتے) عورتیں تو ہماری جس کا ایک بہترین حصّہ ہیں۔ وہ ہمارے لئے بہترین خوشی کا سامان اور خدا کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ لیکن جب بد قسمتی کر ان کا خیال اور ان کی دلچسپی کسی غیر سے دلبد ہو جائے تو وہ مرد کی زندگی کو دوزخ بنا دیتی ہیں۔ لیکن ہمیں یقین دلایا گیا ہے۔ کہ حُر ان جنت ان باتوں سے پاک ہونگی۔ اور حُر کے لفظی معنی بھی یہی ہیں (۲۲: ۵۶) ان کی آنکھیں اگرچہ دکھ ہونگی۔ لیکن ان میں عشقِ امیزی کا بھی خراب اثر ہوگا اور نہ وہ کسی ناجائز خواہش کا آلہ کار ہوں گی۔ لیکن نہ انھیں نظامِ دنیا سے تعلق ہے۔ اور نہ ان کے ساتھ معاشرت کے تعلقات ہونگے۔ کیونکہ وہاں ہم سب جismanی خواہشات سے آزاد ہونگے اور نہ وہاں توالد و تناسل کا کوئی سلسلہ ہوگا۔ اور یہی غرض یہاں زنا شوقی سے ہے۔ یہ عراض ہو سکتا ہے۔ کہ جب حُوریں یہاں کی عورتوں کے موافق نہ ہوں گی تو پھر ان کی ضرورت ہی کیا ہے؟ لیکن اس سے مترشح کے دماغ کی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ موجودہ زندگی میں بھی بہتر ہماری راحت کا جزو نہیں ہے۔ اور ایک خاص عمر میں ہر انسان دنیاوی لذتوں سے نفور ہو جاتا ہے۔ صرف روحانی اور عقلی مسرت ہی ہیں ہمیشہ کیلئے مسخو کر سکتی ہے۔ ہماری حقیقی خوشی جismanی نہیں بلکہ علمی ہے +

آئندہ زندگی کی ہشیا۔ کیلئے قرآن نے مختلف نام استعمال کئے ہیں اگر ہم ان کے لفظی معنی لیں۔ تو وہ سب کسی نہ کسی قسم کے علم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ جنت اور دوزخ کے درمیانی مقام کا نام بھی اعراف (۲۶: ۷) ہے جس کے معنی علم ہیں +

الفصلہ ہشت ایک اعلیٰ درجہ کے روحانی حالت کا نام ہے۔ جہاں ہماری خواہشات کا پورا پورا سامان ملتا ہوگا (۱۶: ۳۳ تا ۳۵ و ۱۷: ۳۱ تا ۳۳ و ۳۴: ۳۸ تا ۴۰) ہر شے





میں یجائیں گی مثلاً جرم (۵۵: ۴۳ و ۱۹: ۸۹ و ۴۳: ۷۴) ظلم اور نا انصافی (۷: ۴۱ و ۴۳: ۷۴) غرور (۱۶: ۲۹ و ۳۹: ۶۰ و ۳۹: ۷۱) تجمل (۷۱: ۳۹) ناشکر گزاری (۵۰: ۲۲) بناوٹ (۵۰: ۲۲) اقرا و تغریط (۷۸: ۲۲) شلوک فی الحقایق (۵۰: ۲۲) غلو ۵۰ اعمال صالحہ سے روکنا (۵۰: ۲۵) فقدان اعمال حسنہ و انکار (۳۵: ۳۶) مخالفت خلونہی (۹۳: ۶۳) شرک (۵۰: ۲۶ و ۱۹: ۲۷) ان مذکورہ بالائی نیکیوں اور بدیوں سے جنت اور دوزخ کی حقیقت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ ان میں کوئی تصور دنیاوی اشیاء کا شامل نہیں ہے۔ اور یہ ذہنی یا روحانی اشیاء سے متعلق ہیں۔ اوپر جو کچھ مذکور ہوا اس بات پر شاہد ہے کہ قرآن شریف نے نہایت صاف و مگر صحیح تصدیق آئندہ واقعات کی کھینچی ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ افسانہ دنیا میں اعلیٰ ترین استعدادیں لے کر آتا ہے، لیکن شروع میں وہ زینت کی پہلی میزھی سے ترقی کرتا ہے۔ انسان کو ترقی پانے آپ ہی کرنی پڑتی ہے اور خود ہی ترقی کی ترقی منزل تک پہنچنا ہوتا ہے۔ ہم ارتقائی سفر کر رہے ہیں۔ اور ہمیں ہر قسم کی ہدایت دی گئی ہے۔ تاکہ ہم منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ ہم دنیا میں اس لئے آئے ہیں کہ اپنے آپ کو آئندہ ترقی کیلئے تیار کر سکیں۔ اگر ہم اپنی استعدادوں کو اس حد تک ترقی دے لیں کہ ہم آئندہ ترقی کی زندگی میں داخل ہو جائیں تو گو یا ہم اس دنیا سے کامیاب جاتے ہیں۔ (۹۱: ۹) لیکن اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو پہلے ہمیں اپنی آلائشوں سے پاک ہونا ہوگا جو ہمارے دنیاوی قیام میں ہم سے وابستہ ہو گئی تھیں۔ اور جب ہم پاک ہو جائیں گے تو پھر ترقی کا دور شروع ہوگا۔ اور آخر کار اس مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں سے آئے تھے ہم دُور سے آئے تھے۔ اور آخر کار نور میں ترقی کر کے داخل ہو جائیں گے +

ہشت کہاں ہے؟

قرآن شریف نے جنت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ وہ اپنی وسعت میں زمین و آسمان کے برابر ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا ذکر اپنے صحابہ سے کیا تو اتفاقاً رومی حکومت کا ایک سفیر بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا۔ اگر آپ کی بیان کردہ جنت اس قدر وسیع ہے تو پھر دوزخ کس جگہ ہے؟ یہ سوال بظاہر معقول بھی تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ سبحان اللہ! جب

دن ہوتا ہے عورات کہاں چلی جاتی ہے؟ ممکن ہے یہ جواب جو سوال سے زیادہ معقول ہے اُن لوگوں کو پسند نہ آئے جو کائنات کو سہ منزل مکان سمجھتے ہیں۔ بہشت بالائی زمین درمیانی اور دوزخ زیرین منزل لیکن قرآنی آیت اور آنحضرت صلیم کی تفسیر نے تمام مسائل کو سائنٹیفک طور پر حل کر دیا ہے۔ ہمارے اندر جو مسمیٰ مادہ ہے۔ یہی زمین کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور یہ مادہ ہمارے نظام جسمانی میں جس قدر کم ہوگا۔ اسی قدر جلد ہم دُنیا سے رخصت ہو سکتے ہیں چنانچہ پرندوں کے معاملہ میں یہ بات ظاہر ہے۔ اگر موت نام ہے رُوح اور جسم کی جدائی کا تو رُوح اگر ایسی مادی رُوحان ہو تو وہ مادہ سے وابستہ نہیں رہ سکتی۔ اور جس رُوح میں جسمانی آلائش ہے وہ مخصوص طبقات سے بلند تر نہیں جا سکتی جس طرح کہ غبار ہوتا ہے۔ چونکہ اس میں بائڈروجن بھرا ہوتا ہے وہ نہ زمین پر رہ سکتا ہے اور نہ ایک خاص بلندی سے زیادہ اُپر جا سکتا ہے۔ جب تک دُنیاوی خواہشات ہمارے اندر موجود ہیں اس وقت تک ہم اُس مقام میں ملحق رہیں گے جسے دوزخ کہتے ہیں۔ اور جنت کے دروازے ہمارے لئے اسی وقت کھلیں گے جبکہ ہم تمام آلائشوں سے پاک ہو جائیں گے۔ خواہ ہمارا جسم کسی مادہ کا کیوں نہ ہو۔ وہ مٹی سے ضرور پاکیزہ تر ہوگا۔ وہ جسم ممکن ہے برق پاروں کا یا روشنی کا ہو۔ جیسا کہ ہم قرآن میں پڑھتے ہیں۔ اگر ہم برق پاروں سے مرکب کسی غبار کا تصور کر سکیں اور اس کے اندر ایک آدمی بیٹھا ہو اہو اور کھانے پینے کی مختلف ترکیبیں ہوں لیکن وہ سب اُسی مادہ کے ہوں تو پھر اس شخص کیلئے قصے کا نزول میں کبھی کسی سرعت کے ساتھ سیر کرنا ممکن ہوگا۔ بلکہ بہت آسان ہوگا۔ اور آنحضرت صلیم نے جنت میں ہماری حرکات و سکنات کا تقریباً ایسا ہی بیان فرما دیا ہے۔

### نعمائے جنت

جنت کی نعمتوں کے بارہ میں یہ ہے کہ ہم انہیں سرمایہ طعفت بنا سکتے ہیں جس طرح کہ ہم دُنیاوی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ جنت میں ہمارے اعضاء مثلاً ذوق لمس باضمہ وغیرہ زمینی مادہ سے مرکب نہ ہوں گے۔ اس لئے نعمائے جنت بھی دُنیاوی نعمتوں کی طرح نہ ہوں گی۔ میں نہ شب اندہ کر رہا ہوں۔ نہ کوئی بات اپنی طرف سے کہ رہا ہوں کہ میں ایسے

پاک سیرت مسلمانوں سے واقف ہوں جو بغیر کھائے مختلف پھلوں کے ذائقہ سے لذت اندوز ہو سکتے تھے۔ اس قسم کے لوگ بعض اوقات دلکش نغمے سننے میں۔ حالانکہ کوئی مادی شے انہیں پیدا نہیں کر سکتی۔ مجھے ایک دوست کا واقو یا د ہے۔ جو بڑا عجیب تھا۔ وہ نہ خواب دیکھ رہا تھا اور نہ بیہوش تھا۔ بلکہ جاگ رہا تھا۔ اور آدھی رات کے وقت مراقب میں مصروف تھا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک عورت کی معیت میں محسوس کیا۔ اور وہی لذت حاصل کی جو ہم حاصل کرتے ہیں جبکہ کسی عورت سے ہمارے تعلقات زناشوی قائم ہو جاتے ہیں۔ ہاں پہلے معاملہ میں ایک فرق تھا۔ وہ یہ کہ یہ لذت ایک یا دو مدت میں ہی بلکہ نصف گھنٹہ تک۔ قرآن شریف نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جبکہ کہا کہ جنت کے بہتے والوں کو ”اس غمر کا کچھ حصہ ملیگا۔ اور اس کو چکھنے کے بعد وہ کہیں گے کہ یہ وہی ہے جو اس سے پہلے ہمیں دیا گیا تھا۔“ ان کو اس کے مانند ہی ملیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نئے جنت ایسی ہی تھیں جیسی کہ دنیا میں ہمیں نصیب ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی نوعیت جہدِ لگاتار نہ ہوگی۔ ضرورت دھڑ میں بھی ایسا ہی بیان کیا گیا ہے۔ اور جنت کی مختلف نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو ہمیں وہاں نصیب ہوئی۔ کافور ایک بہترین کیڑے مارنے والی دوا ہے۔ چنانچہ قرآن میں گندگا روں کا جو دوزخ میں ہونگے حال بیان کرنے کے بعد نکو کاروں کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ اس پیالہ میں سے پینے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی (۵۶: ۷۱) مریض کی ہمتیں صاف ہو جانے کے بعد اسے جراثیم کش دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ نظامِ جسمانی میں جراثیم تو موجود ہوتے ہیں۔ اور جب وہ پورے طور سے صحتیاب ہو جاتا ہے تو اسے ٹانک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ”ادرک“ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں دنیا کی بہترین مقوی دواؤں میں سے ہے۔ اسی لہذا ہم آگے چل کر پڑھتے ہیں کہ جنت کے بہتے والوں کو اس پیالہ میں سے پینے کو ملیگا۔ جیسے ادرک کی آمیزش ہوگی (۷۱: ۱۷) ہم جہاں کہیں بھی ہوں ہمیں غذا کی بہر حال ضرورت ہے۔ اور اگر ہم ان پھلوں کی غذائی قیمت کا اندازہ کر سکیں جن کے بہنام ہم جنت میں پیسنے کو معلوم ہوگا۔ کہ وہ سب مقوی اور محرک ہیں۔ خصوصاً کمزوری قلب کے لئے نافع ہیں۔ اگر دل رُوح کا مسکن ہے۔ تو اسے آسانی

عالم میں وہی عندالمی چاہئے جو اس دنیا میں اس کے لئے مفید تھی +

### جنت اور دوزخ کا کھانا

مذکورہ بالا امور سے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے جن کا قرآن میں مذکور ہے اور ان میں سے ایک مسئلہ کھانے کا ہے۔ ہر شے کو عند کی ضرورت ہے لیکن انکی غذا اسی مادہ سے حاصل ہوتی ہے جس سے اس کا جسم بنا ہوتا ہے۔ اگر مرنے کے بعد ہم اپنے اجسام کو اس دنیا میں چھوڑ جائیں گے تو خدا ہر شے کہ ہم آئندہ عالم میں دنیا کی کوئی شے ہضم نہیں کر سکتے لیکن چونکہ نگہار کا دل دنیا کی چیزوں کیلئے طبعی کار ہوگا۔ تو چونکہ یہ چیزیں اُسے دماغ میں نہ ہوں گی۔ اس لئے اُن کے نہ ملنے کی وجہ سے وہ سخت پیچیدہ ہوگا۔ اور اُسے معلوم ہوگا کہ کسی نے اُسے ان چیزوں سے روک دیا ہے جن سے اُسے لذت حاصل ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ آسمانی غذا کی طرف بھی مائل ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنے بعض احباب کو اُسے کھاتے ہوئے دیکھ بیگا۔ اگر وہ اُن کی درخواست کرے گا کہ وہ اُسے بھی ان نعمتوں میں شریک کریں۔ اور وہ اُنکا کہہ دینے کو یہ بالکل قدرتی بات ہوگی۔ (۱۳: ۵۷) آیت زیر بحث یہ بھی بتاتی ہے۔ کہ وہ کھانا کن اشیاء سے مرکب ہوگا؟ وہ شے تو ہے ہمارے اجسام تووری ہونگے۔ کیونکہ اگر وہ تووری ہوں تو تووری غذا ہضم نہیں کر سکیں گے۔ اب ہم ایک قدم اور آگے جاتے ہیں۔ کہ کونسا میں بھی توور کے اجزا ہوتے ہیں اور ایک وقت ہر کونسا کیلئے آسان ہے جبکہ وہ تمام توور ہو جاتا ہے۔ مگر تووری ہونے سے پہلے تووری ہے۔ کہ ہمیں سیاہی اور دھوئیں کے جھلا جزاؤں میں ہو جائیں۔ اور ضروری ہے۔ کہ اُسے آگ میں ڈالا جائے۔ تاکہ وہ اپنی ذاتی چمک حاصل کر سکے۔ یہ حال ہمارا ہوگا ہم تووری خطہ سے لگتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا وہ توور کشیف تر ہوتا گیا۔ جسے کہ اُس نے مٹی کی شکل اختیار کر لی۔ اور مٹی سے انسان پیدا ہوا۔ جو اس کی بہترین پیداوار ہے۔ اب گویا ہم پیچھے کو سفر کرتے ہیں۔ اور ہمیں تووری حالت پر واپس آنا ہے۔ پس کوئی تعجب نہیں۔ اگر ایک روح کو جس میں دنیاوی آلائش اور مادی دھواں موجود ہے۔ آگ میں ڈالا جائے تاکہ وہ پاک ہو جائے لیکن ہمیں کچھ نہ کچھ غذا بھی درکار ہوگی۔ اور وہ غذا خیر خیر قوم کا پھل ہوگی۔

جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے۔ اور یہ درخت دوزخ کی تلی میں پیدا ہوتا ہے (۳۷ : ۶۴) اس درخت کا پھل دوزخیوں کی غنہ ہوگا۔ اور وہ ان کے پیٹوں میں کھولے گا۔ وہ پیسے ہو گئے اور پانی کیلئے دڑینگے اور انھیں کھولت ہو پانی ملیگا (۲۶ : ۴۳ تا ۴۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیدست اور غذا ہوگی۔ ایک مسلمان عالم نے جو طبیب بھی تھا۔ آتشک کے مریض کا علاج تھوڑے (۲۰) قوم کے درخت کے پھل سے کیا تھا۔ مریض کو بہت پیاس معلوم ہوئی۔ اور طبیب نے اس کو گرم پانی پینے کو دیا جس کی وجہ سے اسے خوب سست ہر دست کے ساتھ سیاہ مواد بکثرت خارج ہوا اور مریض صحتیاب ہو گیا۔ یہ خیال اس کو قرآن کے مطالعہ ہی سے پیدا ہوا۔ اور وہ بعض سخت امراض میں اس طریق علاج کا تجربہ کیا کرتا تھا۔ دوزخ اور ہسپتال میں ایک مماثلت یہ ہے کہ جب کوئی مریض شفا کا نام میں چل ہوتا ہے۔ تو اس کے احباب اس کے ساتھ آتے ہیں۔ لیکن اگر وہ کسی سخت مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو کسی ملاقاتی یا عزیز کو اس کو ملاقات کی اجازت نہیں ہوتی۔ گویا تندرستوں کے اور اس کے درمیان ایک دیوار کھڑی ہو جاتی ہے اور تا وقتیکہ وہ پورے طور سے صحتیاب نہ ہو جائے ان سے ملاقات نہیں کر سکتا۔ اس کے دوست خیریت معلوم کرنے کیلئے آسکتے ہیں مگر ملاقات نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ہم قرآن میں پڑھتے ہیں کہ مومنوں اور منافقوں کے درمیان ایک دیوار قائم ہوگی (۵۷ : ۱۳) اور ایک جماعت کو دوسری سے الگ کر دیگی +

### دوزخ اور جنت کی مدت

دوسرے موقع پر دوزخ اور جنت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن شریف نے ان کی مدت کا تذکرہ بھی کیا ہے (دیکھو ۱۱ : ۲۷) جنت کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک ابدی نعمت ہے جو ختم نہ ہوگی (۱۱ : ۱۰۸) اس آیت سے جنت کی ہمیشگی ثابت ہو گئی۔ لیکن یہ واضح ہو کہ دوزخ صرف ایک تصفیہ کی جگہ ہے۔ اور اگر لوگوں میں آلائش باقی نہ ہے جس کو صاف کرنے کی ضرورت ہو تو دوزخ بھی بیکار ہوگی۔ اس کی ضرورت اسی وقت تک ہے جب تک آلائش اور برائی کا وجود باقی ہے۔ کیونکہ کوئی شخص دوزخ سے نکل کر جنت میں چل نہیں ہو سکتا جب تک اس کی رُوح پاکیزہ نہ ہو۔ اور آلائشیں وہی دنیاوی خواہشات ہیں۔ جن کو قابو میں نہ رکھنے کی وجہ سے دنیا

ہم غلطیوں کے مرتکب ہوئے تھے مرنے کے بعد ممکن ہے ہم گناہ نہ کر سکیں۔ کیونکہ گناہ کرنے کے آلات ہمارے پاس نہ ہونگے لیکن جب تک کہ نفسانی خواہشات موجود ہیں۔ اس وقت تک گناہ کرنے کی خواہش بھی موجود رہے گی۔ گویا نفسانی خواہشات گناہگار اور جنت کے درمیان ایک دیوار ہیں اور اسی فصل کی وجہ سے دوزخ کا وجود ہے۔ اگر ہم گناہ کرتے ہیں۔ تو اس میلان کے سبب سے جو ان خواہشات سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر یہ میلان بددعات بھی باقی رہے تو اس کا سبب یہی ہے۔ یہ جذبات اپنی غیر صنفی حالت میں ضرور زمین کی طرف مائل ہونگے۔ تاکہ بددعات ان کی تسلی کا سامان ٹھہرتے ہو سکے۔ اور جب تک زمین قائم ہے وہ بھی باقی رہینگے۔ وہ ہمارے اندر دوبارہ دنیا میں واپس آنے کی خواہش پیدا کرتے رہینگے لیکن جسم ان خواہشات کو تسکین نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ ہمارے پاس مادی جسم نہ ہوگا۔ اور مادی جسم دنیاوی زندگی کیلئے اندر ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ موت کے بعد جسم خالی تو ہمیں رہ جاتا ہے اور عرصہ میں تبدیلی ہو جاتی ہے (۵۴: ۳۴) یہ ناقابلیت گویا دوسری دیوار قائم کر دی۔ جو ہمارے میلانات اور ان کی تسلی کے ذرائع کے درمیان حائل ہوگی۔ گویا گناہگار کو دو دیواروں میں ہونگے (۹: ۳۶) ایک ان کے پیچھے ہوگی۔ دوسری ان کے آگے ہوگی۔ خواہش اور اس کو تسکین نہ دینے کی وجہ سے گناہگار کیلئے اک نئی روح پیدا ہو جائیگی جو کہ جیسا میں نے کہا زمین کے ساتھ ساتھ قائم ہوگی۔ اور قدرتی طور پر اس کا خاتمہ ہو جائیگا اگر ہمارے ارضی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ قرآن میں ایک زبردست مصیبت کا ذکر ہے جو اس دنیا کا خاتمہ کر دیگی۔ اور خوفناک زلزلوں اور جھٹکوں کی وجہ سے یہ کڑواہٹ بارہ بارہ ہو جائیگا جن کی وجہ سے پہاڑ جو کہ مین کو ساکن کرنے کیلئے بنائے گئے تھے دھنکی ہوئی اونٹ کی طرح ہو جائیں گے (۵: ۱۰۱) اور انسان منتشر پیردائوں کی طرح۔ یہ فتنہ لپی ہوگی کہ زمین کسی بڑے جرم قلابی کو ٹکرائیگی۔ اور مائیں بھی جیکہ زمین کی آخری قسمت کے متعلق رائے زنی کرتا ہی رہتا ہے پس اگر دوزخ کا وجود زمین کے ساتھ ہی ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ تاپید ہو جائیگی۔ لیکن ہم دوزخ کے ساتھ ایک تیسری چیز کا بھی ساتھ ساتھ ہونا پڑھتے ہیں قرآن شریف جیکہ دوزخیوں کا ذکر کرتا ہے تو کہتا ہے کہ وہ وہاں اس وقت تک رہینگے جب تک کہ میں وہاں قائم

ہیں۔ اس بیان سے میری بات کی تردید نہیں ہوتی۔ عربی الفاظ الارض اور سموات کے لفظی معنی زمین اور آسمان کے نہیں ہیں۔ اُن کے اصلی معنی اس مقام کے ہیں جو انھیں فضاء میں حاصل ہے۔ نہ اُس مادہ کے جس سے وہ بنے ہیں۔ الارض ہر اُس چیز کو کہہ سکتے ہیں جو کشتی کے نیچے ہو۔ اور سموات جو سموات کا دوسرا حصہ ہے۔ اس کے معنی بلندی کے بھی آتے ہیں۔ پس یہ دونوں الفاظ اضافی ہیں۔ جسے کہ آپ پہلے آسمان کو بھی ساتویں کی نسبت سے ارض کہہ سکتے ہیں (ملاحظہ ہو مفردات نامہ راغب صفحہ ۱۱) اور اسی طرح تیسرے یا چوتھے کی نسبت سے دوسرے کو ارض کہہ سکتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خطے جن کو سموات کہا گیا اگرچہ زمین کے قریب ہو جانے کے بعد باقی رہ سکتے ہیں۔ لیکن اُن کو موجودہ ناموں سے موسوم نہیں کیا جائیگا۔ اگر زمین کے قریب ہو جانے سے دوزخ کا حاتمہ ہو جائیگا تو یہ مھر سموات کا لفظ آسمان کیلئے استعمال نہ ہوگا +

بہر کیف آیت زیر بحث میں ایک لفظ اور بھی ہے جس کی بناء پر دوزخ کی ہمیشگی کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ لفظ ابد ہے جس کا ترجمہ غلطی سے ہمیشہ کر لیا گیا ہے۔ لیکن ابد کی جمع آباد آتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہمیشگی ایسا مفہوم ہے جس میں جمع کو دخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمیشگی تو ایک غیر قابل تقسیم چیز ہے لہذا آباد کے معنی صرف ایک طویل مدت کے ہونے +

دوزخ کا وجود خدا کے انتقامی جذبہ یا ناراضگی پر مبنی نہیں ہے قرآن ان باتوں کا مطلق انکار کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کو ہمارے سزا دینے میں کسی قسم کی دلچسپی نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ہم نے اُسکے لُغاً کو صحیح طور پر استعمال نہیں

کیا ہے۔ اور اس وجہ سے ہم میں ترقی کی صلاحیت پیدا

نہیں ہوئی پس ہمیں بلے چند سے دوزخ

میں بھیجا جائیگا۔ تاکہ وہاں وہ موانع

دور ہو جائیں جو ہماری ترقی

کی راہ میں حائل ہیں +

# یورپ کیلئے اسلام مشعل ہدایت بنا

پروفیسر گرانوس کے خیالات

دنیا کی تمدنی تاریخ کا حال بیان کرتے ہوئے پروفیسر صاحب نے کہا۔ کہ یورپ نو صد عیسوی تک اندھیرے میں بڑا ہوا تھا۔ اسلام مشعل ہدایت اور آزادی کی روشنی لے کر یورپ میں پہنچا۔ اور اُس نے قوموں کو اخوت اسلامی کا پیغام دیا۔ اس نے اپنی خلافت کثرت سے دنیا کی سلطنتوں کو فتح کر لیا۔ اسلام نے قومیت کا قلع قمع کیا۔ اور مختلف نسل افراد کو سر جوڑ کر ایک رشتہ میں منسلک کر دیا۔ اسلامی تمدن مشرق و مغرب میں پھیل گیا اور اس نے چار داہم عالم کو متور کر دیا۔ مگر یورپ نے اس مشعل ہدایت کی روشنی سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھایا۔ اور علم اسی کی بجائے جسے یہ سائنس کی تحقیقاتوں اور مادی تہذیب نے جگہ لے لی۔ یورپ نے مادیات اختیار کر لی۔ اور رُوحانیت جو اسلام نے پھیلائی تھی اس سے مُٹہ موڑ لیا۔ اور اُسے اٹھارھویں صدی سے برابر زوال شروع ہو گیا۔

یورپ میں مسلمانوں کے لئے والی سلسلہ

یورپ میں اسلام کی ترقی ٹک گئی۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی۔ کہ اسلام کی رُوحانیت اور اس کی تعلیم میں نقص واقع ہو گیا یا اُس کے حاملین نے اسلام کی شرافت کا ثبوت دینا بند کر دیا تھا۔ انہیں بلکہ اس کے شہداء اور خُدا رسید بزرگوں نے اعلیٰ منازل طے کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ لیکن خوش اعتقادوں نے اسلام کے مقاصد غلطی کو نقصان پہنچانا شروع کیا۔ اور مادہ پرستی کی جانب یورپ کے رُوحان کو روکنے کیلئے مجتہدین اسلام نے ایسے جدید آلات نہ کئے جو اس کے لئے ضروری تھے۔ اور اقتصادی معاشرتی و روحانی معلومات کے متعلق اٹھارھویں صدی عیسوی کے یہ بزرگ جدید تحقیقاتوں کو پیش کرنے سے معذور ہوئے۔

اسلام نہیں بلکہ مسلمان سکے و مزار ہیں



اسلئے اٹھارھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی قوت اور ان کی حالت روز بروز کمزور ہوتی گئی۔ عظیم الشان اسلامی سلطنتیں تباہ ہونے لگیں۔ مسلمانوں کی طاقت کا زور توڑ دیا گیا۔ اور یورپ میں یہ عقیدہ عام ہو گیا کہ اسلام آخری سانس لے رہا ہے۔ اور اسلام کی قوت گھٹ رہی ہے۔ لیکن ان کے ساتھ ہی ساتھ اب جبکہ عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام موجود نہ تھا۔ یورپ کے عالموں نے اسلام اور اُس کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا۔ اور اسلام کے اسبابِ دلی دریافت کرنے شروع کئے +

### مسلمانوں کا تنزل اسلام کا تنزل نہیں

اب مطالعہ سے اسلام پر جو الزامات عاید کئے جاتے تھے۔ وہ غلط ثابت ہونے لگے اور یہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا تنزل اسلام کا تنزل نہیں ہے۔ اس تنزل کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ ان مسلمانوں پر ان کی ذمہ داری عاید ہوتی تھی جنہوں نے اپنی رخصتیاں اسلامی کے وسائل کو ترک کر دیا تھا۔ اور جو تھیل میں پڑ کر اس کو معرفت سے چھوٹے اسلام نے پیش کیا تھا مستفید نہ ہوتے تھے۔ ان مسلمانوں نے اسلام کے اصولوں کو ترک کر دیا تھا۔ اور وہ اسلامی روایات اور اُس کو حسنہ کے ساتھ نہ رہے تھے +

## ضرورت

دفترشن اعزیز منزل۔ برائڈر تھ روڈ۔ لکھنؤ کو ایسے احباب کے بتوں کی ضرورت ہے جنہیں ہر دور اور دنیاوی رسالوں کی خریداری کیلئے تحریک کی جائے +  
کیا ہمارے غلغلے احباب علی طور پر اس ضرورت میں ہمارا ہاتھ بٹا کر تبلیغ اسلام کیلئے بااثر اپنے وقت کی قربانی کرنا گوارا فرما سکیں گے ؟

(نوٹ) جو پتے بھی بھیجے جائیں وہ قابلِ توثیق ہوں۔ اور ہر پتے کے ہمراہ اردو یا انگریزی سال کی تحصیل کر دی جائے۔ برصغیر کے احباب خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں +  
سکرٹری

# عبادت اور قربانی

بقلم مشرق کے کیو ڈاس

خدا نے عبادت کا جذبہ ہمارے اندر اعلیٰ مقاصد کے حصول کیلئے رکھا ہے لیکن اگر عبادت صرف رگوں اور سجدوں میں منحصر ہو جائے۔ تو پھر اصلی مقصد فوت ہو جائیگا۔ ہمارے اندر تین فطری میلان ہیں جو باہم مدگر کام کرتے ہیں۔ اور اگر ہم دیا تدراری کے ساتھ ان پر عمل کریں تو نہایت عمدہ نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہم فطرتی طور پر ان چیزوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ جن سے ہمیں مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اور ایسی اشیاء کو حاصل کرنے کے بعد ہمیں اُن سے اُلفت ہو جاتی ہے۔ اور وہ اُلفت عبادت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ کچھ جہانی حرکات اور لفظی الفاظ بھی شامل ہو جائیں۔ تب ہم اُن کی فہل کرنے لگتے ہیں۔ یہ تین میلانات اُلفت عبادت اور نقل یا تقلید ہمارے محض خودتوں کو کامل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اُن کی ترقی کے لئے بہترین حشرات اختیار کر لیں۔ لیکن بد قسمتی سے ہماری ادنیٰ خواہشات ہمارے فیصلہ کو تاریک کر دیتی ہیں۔ اور رفتہ رفتہ اُن کی ضروریات ہماری عبادت کا مرکز بن جاتی ہیں۔ خوف اور اُمید اس طرز عمل میں بہت حصہ لیتی ہیں۔ اور دراصل یہی جذبات ہماری خواہشات کو ربانی لباس پہناتی ہیں۔ بعض اوقات ہم فطرت کے عنصر کو اپنے نفع یا نقصان کا ماحذ قرار دیتے ہیں۔ اور خوف اور اُمید ہمیں مجبور کرتی ہیں۔ کہ ہم انھیں اُوہیت کے مرتبہ پر پہنچائیں۔ مختلف نقلی معبودوں کو ہم یہ بلند مرتبہ دیتے ہیں۔ لیکن یہ ہماری ادنیٰ خواہشات ہی ہیں جو انتخاب معبود میں ہم پر حکمرانی کرتی ہیں۔ ہم اُن کو قدیم یونان اور ہندوستان کی دیوتاؤں میں پاتے ہیں۔ یہ دیوتا ہمارے پاتے دماغ کی پسیدہ اور ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ انہی چیزوں میں لذت پاتے ہیں جو عموماً ہماری حواس جہانی کو خوش کرتی ہیں۔ عبادت گاہیں۔ نہایت عمدہ طور پر سجائی جاتی ہیں۔ اور ان میں موسیقی، نغمہ اور خوشبودار ہوتے ہیں۔ جن میں مسالے جلائے جاتے ہیں۔ اور اُن کی وجہ سے

خوشیوں اور دھول نکلتا ہے۔ اور یہ سب کچھ ہم اپنے معبود کو خوش کرنے کیلئے کرتے ہیں جس کے متعلق ہمارا اتنا ہی یہ ہے کہ وہ قربانی کے خون کو پسند کرتا ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ قربانی آگ میں جلائی جائے۔ اس طرح عبادت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اور ہم اپنے ایک اعلیٰ جذبہ کا جتنا بڑا استعمال کرتے ہیں۔

دنیا میں نیک اور عقل مند لوگ وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے ہیں جنہوں نے لوگوں کو غلطی سے آگاہ کیا۔ اور اس شیعہ جذبہ کا صحیح استعمال بنایا۔ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کے رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ان کے دعوے کی کچھ ہی قیمت کیوں ہو۔ تاریخ نے مفصل ذیل باتیں ان کے متعلق پورے طور پر ثابت کر دی ہیں :-

- (۱) یہ لوگ اس وقت ظاہر ہوئے جبکہ مخلوق آبی تباہی کے کتارہ پر تھی +
- (۲) انھوں نے ایک ایسی ہستی کا ذکر کیا جو دنیا کی خالق، پالتے اور پرورین کرنے والی ہے
- (۳) انھوں نے اُس ہستی کی اطاعت کا وعظ کیا۔ اور اس اطاعت کو لوگوں کا مذہب قرار دیا
- (۴) ان کی سند پر پختہ ہوئی +

(۵) جن لوگوں نے ان کی بات مانی وہ پھلے پھولے اور ان کے مخالفین تباہ ہو گئے۔ یہ وہ حقائق ہیں جو تاریخی طور پر ہر زمانہ میں ثابت ہوئے ہیں۔ اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ اگر یہ کائنات کس خالق کی سپرد کردہ ہے۔ اور اس کا قیام اُس خالق کے وضع کردہ قوانین پر منحصر ہے۔ تو قوانین کی اطاعت کرنا والے یقیناً مرزا محال ہو گئے۔ خیانت ہماری اُلفت کا مرکز ہونا چاہئے۔ اور اس لئے ہمیں اُس کی عبادت اور اتباع کرنی چاہئے۔ انسان فطری طور پر فلسفہ اور واقع ہوئے ہے۔ اس کیلئے کسی بھی سوسائٹی میں رہنا ضروری ہے۔ اور اُن بنیادی اصولوں کا محتاج ہے۔ جن کی بناء پر افراد باہم اس طرح ملجائیں۔ کہ ایک جماعت قائم ہو جائے۔ ان لوگوں نے ایسے قوانین بنا دیے جن کی بدولت خدا کی عبادت اُن کے مذہب کا مرکزی ستون بن گئی۔ لیکن انسان کی ادنیٰ خواہشات اس سادی چیز یعنی عبادت میں بھی ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ مندر اور معاہدہ آراستہ کئے گئے۔ اور ان میں کبھی نغمہ اور خوشبو جلاتے کاروانج از سر نو قائم ہو گیا +

اس کی بہترین مثال موسیٰ شریعت میں ملتی ہے۔ کوئی شخص حضرت موسیٰ کی عظمت کا  
 نلکا نہیں کر سکتا۔ وہ بہت بڑے قوم پرورد اور اپنی قوم کو مصریوں کی غلامی کو آزاد کرانے  
 تھے۔ وہ شائع اور قوم بنانیوالے تھے۔ انھوں نے اپنی قوم کو غلامی میں پایا لیکن انھیں  
 سپاہی بنادیا۔ جو آگے چل کر بادشاہت کے مالک ہو گئے۔ وہ خدا کے رسول کی حیثیت  
 سے ظاہر ہوئے۔ اور قوم کو آزاد کر کے انھوں نے دس سادہ احکام دیئے جو قانونِ مابعد  
 کی بنیاد ہیں۔ انھوں نے لوگوں کو خدا کی عبادت کا حکم دیا۔ اور اس مقصد کیلئے ایک ایسا  
 عبادت خانہ بنایا +

”تو میرے لئے ایک مٹی کی قربان گاہ بنائے گا۔ اور اگر تو پتھر کی قربان گاہ بنائے گا۔ تو اسکو  
 تراشے ہوئے پتھر سے نہ بنانا۔ کیونکہ اگر توتے اس پر اوزار رکھا تو وہ ناپاک ہو جائیگا۔“  
 (خروج باب ۲۱ درس ۲۴ و ۲۵) +

خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے۔ اور وہاں چالیس شبانہ روز بسر کئے  
 روزہ رکھے۔ اور خدا آپ سے ہمکلام ہوا۔ خدا نے عکھدیا کہ آپ بنی اسرائیل سے سونے  
 چاندی اور پیتل نیلے سرخ ارغوانی کپڑے اور بکری کے بالوں اور بکج اور بھیر کی کھال  
 اور شعل کی لکڑی اور سیل اور مسالے جمع کرنے میں متعل ہوں۔ اور خوشبوئیاں کا ہدیہ  
 قبول کریں۔ ان چیزوں سے ایک محراب بنائی جائے جس پر چاروں طرف سونے  
 کا تاج ہو اور حلقوں کو تول اور تختوں پر سونا منڈھا ہو اسو۔ خالص سونے کی ایک  
 ”نشستِ رحم“ بھی بنائی گئی جس کے دونوں کوٹوں پر سونے کے دو فرشتے بنائے گئے  
 اور نشست اس محراب میں نصب کی گئی۔ اور اس محراب میں خدا کی ملاقات کے ثبوت میں  
 عطا کردہ سند رکھی گئی۔ گویا یہ جگہ خدا سے ملاقات کرنے کیلئے مخصوص کی گئی +

محراب کے علاوہ ہم ایک سونے کی میز کا حال بھی پڑھتے ہیں جس کے چاروں  
 طرف سونے کا تاج نصب کیا گیا تھا۔ اور اس میز پر رکابیاں تھیں پیالے وغیرہ رکھے  
 گئے اور روٹی بھی گویا خدا کے سامنے رکھی گئی ہے۔ علاوہ ازیں سونے کے شعلہ  
 بھی نصب کئے گئے جن میں شاخیں پیالے چھول پتی وغیرہ بنی ہوئی تھی۔ اور جاع چمپے

نہروا کی پیالیاں پر دے، نقاب اُچانہی کی چول کے تختے، سلاخیں توڑے کچھ، طشت اور مشق  
لٹکانے کے ہلکے وغیرہ وغیرہ۔ دراصل خیال کرنا حیرت کا موجب ہے۔ کہ کس قدر دولت  
خانہ خدا کی تعمیر میں صرف کی گئی تھی اور ہمتِ سلیقہ کے ساتھ پادریوں کیلئے سونے کے او  
اور عوانی، سُرخ، اور نیلے رنگ کئے اور بار بار مکمل کے بجائے بھی معین کر دیئے گئے ہیں اور  
خروج جیسی الہامی کتاب کے دس ابواب انتہائی تفصیل کیلئے وقف کر دیئے گئے ہیں۔  
کتاب اجتہاد میں مختلف قربانیوں مثلاً سوختہ قربانی، گوشت کی قربانی، گناہ  
کی قربانی، نافرمانی کی قربانی، تقدیس اور صلہ کی قربانی وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ قربانی میں ساڈ  
سے لے کر فاقہ تک فوج کرتے تھے۔ قربانی کا کچھ حصہ جلایا جاتا تھا۔ اُن کا خون  
چھڑکا جاتا تھا۔ اور کچھ حصہ پادریوں کے کھانے میں صرف ہوتا تھا۔ اور یہ سب کچھ  
خدا کے حکم سے ہوتا تھا۔ یہ اس کا کیسا غلط خیال ہے! کیا ان مقدس لغویات کے بغیر  
خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی؟ کیا ہم اُسے معبود کیلئے اس سے بہتر مکان دے سکتے ہیں۔  
جس کا گنبد آسمان ہو جیسے چراغوں کی جگہ ستارے لگے ہوئے ہیں؟ کیا تیل اور گرمیوں  
کی خوشبو (یہ چیزیں ہمدردی عبادت میں ضروری ہیں) قدرت کے پھولوں کو زیادہ  
زحمت بخش ہو سکتی ہے؟ جب میں نے مونسے کی تیسری یا چوتھی کتاب میں ان باتوں کے متعلق  
بڑھا تو سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ اور اگر قرآن مجید میری رہنمائی نہ کرتا تو میرے دل  
سے مونسے کی عظمت بالکل دور ہو جاتی۔ اگر قرآن پاک ایک طرف، مونسے کا ذکر  
نبی کی حیثیت سے شاندار طریق پر کرتا ہے تو وہ ان خرابیوں کا بھی بار بار تذکرہ کرتا ہے  
جو مونسے کے متبعین نے صوف مقدس میں پیدا کر دیں (۲: ۹۰، ۱۰۶، ۱۱۶: ۵، ۱۱۷: ۲)۔  
ہمدردیوں کی تحریک تو ریت کے متعلق جو کچھ قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے۔  
اُس تسلیم کرنے کیلئے عقل سلیم ہیں مجبور کرتی ہے۔ اگر خروج میں یہ بیان کیا گیا ہے  
(خروج ۲۰: ۲۴، ۲۵) کہ خدا کا گھر بنانے میں مطلق کوئی اوزار استعمال نہ کیا جائے۔  
اور جملہ اشیاء اُن کی قدرتی حالت میں استعمال کی جائیں۔ تو پھر وہی خدا اس کتاب  
کا مصنف کیسے ہو سکتا ہے۔ جو معابد کی اس قدر شاندار تفصیل دیتی ہے (خروج ۲۵: ۲ تا ۲۶)

بیشک عبادت کی روح مُردہ ہوگئی۔ اور رُوم نے اس کی جگہ لے لی۔ خروج اور اتجار کی کتابیں نہ صرف رُومات کی ذمہ دار ہیں۔ بلکہ قربانی کی بھی گناہ کی معافی کے لئے ہم مختلف قسم کی قربانیوں کا ذکر پڑھتے ہیں۔ یہ مختلف جات و روں اور پرندوں کے ذبح کرنے پر مشتمل ہیں۔ اور گناہ کی نوعیت اور گناہگار کی دنیاوی حیثیت کے لحاظ سے ان میں اختلاف ہوتا تھا خصوصاً احبار میں بار بار کہا گیا ہے۔ کہ ان قربانیوں سے گناہ موات ہو جاتا تھا، قدیم قربانیوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ کہ انسانی قربانی کا رواج ہو گیا۔ اور تاریخ میں قربانی کے ایک طویل سلسلہ کا ذکر پڑھنے میں آتا ہے +

لوگ یقین کرنے لگے تھے۔ کہ عظیم الشان قربانی سے مصائب عظمیٰ بھی دور ہو سکتی ہیں اس سلسلہ میں مذہبی منوعات رائج ہو گئیں۔ قدیم تمدن میں نوجوان آدمیوں کو قربانی کے لئے خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کیا جاتا تھا۔ ان لوگوں کو خدا کو خوش کرنے کیلئے قتل کیا جاتا تھا پادری ایک پتھر کا چاقو اس کے سینہ میں گھونپتا تھا۔ اور یہ کہتا تھا۔ کہ ایذا آج میں تجھے خوش کرنے کے لئے یہ قربانی کرتا ہوں۔ اس قسم کی قربانیاں کچھ عرصہ کے بعد مقدس ہو گئیں۔ اور مخصوص افراد کا محض چھو لیستا ہی ایک نکوکاری اور گناہ موات کرنے کے لائق سمجھا جاتا تھا۔ انگریزی حکومت سے پہلے ہندوستان کے ہندو بھی اس قسم کے اعجازی چھو نے پر یقین کرتے تھے۔ اور بیوہ عورتیں مُردہ خاوندوں کے ساتھ تہی ہو جاتی تھیں۔ تہی کا چھو نا بھی ایک بڑی بات تھی۔ اس عقیدے نے بھی حضرت مسیح ابن مریم سے پہلے بہت سے مسیح پیدا کر دیئے بحیرہ روم کو ایک جھیل سمجھنا چاہئے جس کے گرد اُردو بارہ چودہ ممالک آباد تھے۔ اور ہر ملک میں ایک مخصوص مسیح تھا۔ جسے لوگ اپنا خدا سمجھتے تھے۔ یہ سب مسیح کنواریوں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ اور ۲۵ دسمبر کے پہلے گھنٹے میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ۲۵ دسمبر کے پہلے گھنٹے میں دنیا میں ظاہر ہوئے۔ اور مسیح مسیح کے کلیسیائی تھتے میں جو کچھ ہم نے پڑھا ہے (جو کہ اصل مُشرک قوم کے مسبود کی داستان کاغوث ہے) وہ تاریخ نے پہلے ہی سے لکھ دیا ہے بحیرہ روم کے ممالک میں انہی قصوں کی بدولت خدا سب پیدا ہوئے ہیں اس جگہ ان کنواری عورتوں سے پیدا شدہ خلائوں کے نام کہے دیتا ہوں

جن کی پریشانی ہوئی ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ ان بھوں کی استغاثہ کیلئے ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ **مقتدر** **بعل** **ایڈانس** **بلیس** **ہورس** **اسٹریس** **آپالو** اور **کیوکلز** **اکوٹل** وغیرہ۔ جب کلیسیا کے بزرگوں نے دیکھا کہ یسوع کا مذہب نہ تو ان کے لوگوں میں قابل تسلیم ہے اور نہ شرک دنیا میں تو انہوں نے کنواری سے پیدا ہونے کا فسانہ حضرت یسوع سے منسوب کر دیا۔ ایک طرف تو عیسائیوں نے بزرگ و رئیس مشرکین کے مذاہب کو مٹا دیا۔ اور دوسری طرف جو کچھ عقاید اور رسوم ان مشرکین میں رائج تھیں۔ وہ سب کی سب مسیحیت میں داخل کر دئیں۔ پس میری باتیں جو کچھ ہم خرمن اور اخبار میں پڑھتے ہیں وہ اس رسم پرستی اور قربانی کی ذمہ دار ہے۔ جو یہودی اور عیسائی کلیسیاؤں میں پائی جاتی ہے۔ وہ نوع کو بلند کرنے والا اصول جو عبادت کے ماتحت کام کرتا ہے۔ اس طرح فن ہو گیا۔ اور حقیقی خدا پرستی نے مردہ پرستی کی شکل اختیار کر لی ۛ

## دوکنگ میں خطبہ عیسیٰ لاؤ

زمرہ جناب مولوی ولی بخش پکڑ دی۔ اے (کنٹ)

اگر اُس (ابراہیم) نے کہا میں اپنے رب کی طرف جانوالا ہوں۔ وہ مجھے کامیابی کا راستہ دکھائیگا۔ میرے رب مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) نیکو کاروں میں سے (ہو) سو پہنچے اسے ایک بزرگ بارگاہ کے کی خوشخبری دی۔ سو جب وہ اُس کے ساتھ کام (کی عمر) کو پہنچا۔ اس (ابراہیم) نے کہا۔ اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔ تو دیکھ تیری کیا نیا ہے۔ اس نے کہا۔ اے میرے باپ جو کچھ تجھے حکم دیا جاتا ہے کر۔ تو مجھے (اگر اللہ چاہے) صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ سو جب دونوں نے فرمانبرداری کی۔ اُسے (سمعیل کو) ماتھے کے بل لٹایا۔ اور ہم نے پکارا۔ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک واضح کر دینے والا نشان تھا

ابراہیم نے ایک بھاری قربانی کا اس کو فدیہ کر دیا۔ اور ہم نے پچھلے لوگوں میں اُس پر افتادہ چھوڑی۔ ابراہیم پر سلامتی ہو۔ اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ وہ ہمارے ہونے بندوں میں سے تھا۔ اور ہم نے اُسے اسحاق کی خوشخبری دی۔ ایک نبی (کی) جو نیکو کار میں ہو تھا۔ اور ہم نے اُسے اور اسحاق کو برکت دی۔ اور ان دونوں کی نسل سے نبی کریمؐ بھی ہے۔ اور اپنے نفس پر کھلا ظلم کرنے والے بھی (سورۃ الصفۃ آیات ۹۹ تا ۱۱۳)۔

**حضرات! میرے بھائیو اور بہنو!** آج ہم اسلامی تہذیب و عبادتِ اسلامی مناسبتے ہیں۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی اُس قربانی کی یادگار ہے۔ جو بیٹے کی رنگاری برائتوں نے ادا کی۔ یقیناً اُس خلوص اور ایمان کے باعث جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا کے وحید کی ذات پر تھا۔ وہ اپنی خواب کی تعبیر کے مطابق اپنے بیٹے کی قربانی دینے کیلئے تیار تھے۔ حضرت ابراہیمؑ اور آپ کا بیٹا ان مسلمانوں کیلئے بطور یادگار مثالیں قائم کر گئے ہیں جو احکامِ خداوندی کے آگے پوری طرح گردن ہموار ہیں۔ کیونکہ ایک طرف اگر حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے کی قربانی دینے کیلئے تیار تھے۔ تو دوسری طرف نکاح بیٹا بھی اپنے باپ کی اطاعت اور حکمِ الہی کے آگے تسلیمِ خرم کرنے کے لئے باحیل و محنت آمادہ تھا۔ یہی وہ حقیقی اطاعت ہے۔ جو ہر مسلم کیلئے ضروری ہے۔ یعنی اسی طرح سے اپنے آپ کو جان و مال اور اپنے اوقاتِ مسنونہ کو ہر اعتبار سے کامل طور پر خدا کے سپرد کر دینا چاہئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اور آپ کا لڑکا اسی قسم کی کامل تحویل و تسلیم کی ایک سرمدی یادگار ہیں۔

لیکن وہ اللہ جس کے بغیر کوئی مقبوضہ نہیں۔ جو آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان سب کا رب ہے۔ اور جو حیم و کریم ہے۔ اگرچہ اپنے بندوں کو آزمایا کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ پوری طاقت و قوت کا مالک اور مغفرت و نجات دہندہ بھی ہے۔ جب بھی کوئی بندہ اُس کی طرف پھر تلبہ ہے۔ تو وہ بھی اپنی شانِ رحیمیت کے ساتھ اُس کی طرف پھر تلبہ ہے۔ یقیناً اللہ نے صفتِ رحیمیت پانے کے لئے لازم قرار دی ہے۔

تمہاری زندگی اور موت دونوں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس یہ یقیناً اُن کا اُس سستی کو سونپ نہیں دو گے جو کامل طاقت کا مالک ہے؛ اور پھر اُس کی عبادت نہیں کرو گے تاکہ



وہ اپنے انصاف و اکرام اور امن و سکون کے رستوں کی طرف تمہاری رہنمائی کرے؟  
 سب کچھ اسی اللہ کیلئے ہے۔ جو اپنے علم و عرفان کی جانب چسے چاہے، ہدایت  
 کرتا ہے۔ جب وہ دعا کرنے والوں کی دعا کا جواب دیتا ہے۔ تو کیا تم دعا نہیں کرو گے؟ بلکہ  
 ان لوگوں کیلئے اللہ کا شدید عذاب تحریر کر دیا۔ اور وہ سب کچھ سن کر غریب و مسکین کی مدد کرتے ہیں۔  
 وہاں عذاب عظیم بھی دینے والا ہے۔ لہذا اگر تم اس کی جستجو نہیں کرو گے۔ تو نامعلوم دہشوں  
 سے تم پر سزا آوارہ ہوگی۔ اور تم جان لو گے۔ کہ یہ سزا تمہارے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ  
 تم نے اندازہ اور میزان کا لحاظ نہیں رکھا۔ تم نے ثواب اور گناہ کی ان مابینیتوں کو نہیں سمجھا جو  
 ہر چیز میں یہ قدرت سے مقررہ انداز میں موجود ہیں +

میرے بھائیو اور بھینو! یہ ایک اہم نکتہ حقیقت ہے۔ کہ تمہارا خدا واحد لا شریک ہے  
 (قل هو اللہ احد) اس کے ماسوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی کوئی ابتداء اور انتہاء نہیں۔ وہ  
 مالک علی الاطلاق ہے۔ طاقت و قوت میں اس کا کوئی ہم نہیں۔ پورا اور مکمل ہونے کے لحاظ سے وہ  
 یکتا ہے۔ وہ ذات ایک اور صرت ایک ہے۔ نہ تین میں سے ایک پس اس کی وحدانیت  
 کو تارکین میں نہ رہتے دو۔ اس کے بغیر کوئی دوسرا نہیں۔ اور نہ کوئی اس کا مشیل ہے +

خدا کی توحید پر غور کرو۔ یہی چیز حق و کامنہج اور امن کا مخرج ہے۔ یہی وہ صداقت ہے۔ جو  
 ظاہری زندگی کے شکوک و شبہات اور مشکلات کو رفع کرتی ہے۔ یہی وہ روشنی ہے۔ جو ہم انور کی تباہی  
 کو دور کرتی ہے۔ اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) زمین و آسمان کا نور ہے۔ علم کے ذریعہ اسکی ضیاء توحید دلوں پر  
 شعاع بزم ہوتی ہے جس کے باعث زندگی کا مفہوم ظاہر و باطن ہو جاتا ہے +

توحید خدا کے بعد پھر دوسرا درجہ اخوت انسانی کا ہے۔ وہ لوگ جو خدا سے وحدہ کی توحید  
 کے مترتف ہیں۔ اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ آپس میں بھائی بھائی ہو جاتے ہیں۔ ان میں  
 ایک دوسرے سے محبت کا وہ جذبات و احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ جو یکسانیت و خلقت اور پھر اس  
 گہرے علم و بصیرت پر مبنی ہوتا ہے۔ کہ ہم سب کو ایک خاندان نے پیدا کیا ہے۔ وہی ہمارا مالک ہے۔ اور اسی  
 کی طرف ہم نے رجوع کرنا ہے +

اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر!

اسلام میں غیر محدود اخوت کا پتہ اس بات سے بخوبی لگتا ہے۔ کہ تمام انسانوں کو وہ اپنی وسعت میں لیتی ہے۔ کیونکہ ہر شخص خواہ جو کچھ مذہب بھی وہ کوئی رکھتا ہو۔ آخر خدائے واحد کی ہی مخلوق ہے اسی ایک مالک کا وہ تابع فرمان ہے۔ اور اسی عادل اور رحیم خدا کی طرف اُس نے لوٹنا ہے +

اسلام میں عالمگیر اخوت کا وجود ایک ظاہر و باہر حقیقت ہے۔ روزِ مرہ کا روبا زہندی میں اس کا عمل رنگ بھلکتا رہتا ہے۔ ذاتِ پاتِ اسلام کی راہ میں کوئی رُکاوت نہیں لگتی۔ ہر مسلم خواہ وہ فرانس کا باشندہ ہے۔ یا میکسیکو کا فاریس و ہندوستان کا ہے یا چین کا مسلمان ہونے کی وجہ سے سب کا بھائی ہے۔ ”نہ کسی عرب کو غمی پر اور نہ کسی عجمی کو غمی پر کوئی تفوق حاصل ہے“ قوم اور ذات کے لحاظ سے سب ایک ہیں۔ ہاں انفرادی طور پر کوئی شخص فوقیت لیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ عقیدہ اور اعمال ہی قابلِ قدر چیز اور تفوق کا اصلی معیار ہیں۔ تم میں کس بہترین لوگ وہی ہیں جو اپنے فرائض کی پوری طرح نگہبان ہیں +

اسلام کی خوبی۔ سادگی اور اخوت کی اصلیت ضرر رساں طبقہ مخالفین کے قطع کرنے سے بھی ظاہر ہے۔ مجلسی اختلافات یا دنیوی تعزیزیں تو امتیاز ہوتا ہی چاہئے۔ خدانے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے۔ کیونکہ اعلیٰ حکومت۔ قانون انتظام اور عدالت اس کے بغیر ممکن نہیں۔ مگر اسلام اور صرف اسلام ہی ان معائب کا ازالہ کرتا ہے۔ جو قومی امتیازات سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ قومی نفرت کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ اسلام میں کسی قوم کے لئے دوسری قوم کے خلاف کسی قسم کا جذبہ تکبر اور حقارت جائز نہیں۔ بلکہ اسلام کے ماتحت تو سب لوگ اپنی عبادت و ریاضت کے وقت انسانیت کے عام مساویانہ قبول کے ماتحت کا نہ بھ سے کا نہ مانگا کر خدا کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اسلام کسی ایسی بد معاہلی اور دانات کا روادا نہیں۔ جو مختلف قوموں کیلئے الگ الگ عبادت گاہوں اور مسجدوں کے تعین کا باعث ہو اہل یورپ اس پر غور کریں۔ اور ان گنت ہوں پر غور کریں جو غرور و نخوت اور نفرت کی شکل میں انھیں گھیرے ہوئے ہیں۔ تمہارا یہ غرور ہے کہ تم ایک دوسرے کو حقارت سے دیکھتے ہو۔ اس میں میں آپ کو نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لبسِ تواضع و سناٹا ہوں ”معمود انسان راحت و آرام کے گھر کی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا“ اور جس میں ایک دانہ کے برابر بھی غرور ہے وہ جنت میں

نہیں دال ہوگا۔ خدا جمیل ہے۔ اوہیل کر خوش ہے۔ مگر غرور انسان کو حقیر بناتا ہے +  
 اے ایمان والو! بے محبوب بھائیو! آج کے اس مبارک موقع پر جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 کی قوت ایمانی کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ ہوئی ہے۔ میں تم سب سے یہ درخواست کروں گا۔ کہ اپنے  
 مذہب یعنی خدا کے دین یا اسلام پر ہتھوڑا ہو جاؤ۔ اب تو تم سب کیجا جمع ہو۔ مگر یہ معلوم کہ تم  
 کتنی جلدی انگلستان بلکہ تمام دنیا میں منتشر ہو جاؤ گے۔ یہ عبادت میں مدامت اختیار کرو۔ یہ نہ کہ  
 خدا تمام چیزوں پر قادر ہے۔ جہاں کہیں بھی تم غیر مسلم آبادی میں جاؤ۔ یہ سمجھ لو۔ کہ تم اسلام کے بچی اور  
 اور عالمگیر امن کے داعی ہو۔ غیر مسلم ممالک میں تمہارے سامنے اسلام کی تبلیغ کیلئے بہت وسیع میدان  
 ہے۔ علاوہ ازیں خود تمہاری ذات پر بھی بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ اپنے ایمان کو پاک و صاف رکھو۔  
 حقوق خدا کا پاس کرو۔ اور تقویٰ سے شائبہ +

اے ایمان والو! میں تم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ جاگو۔ اٹھو اور متحد ہو کر عمل قدم اٹھاؤ  
 خواب خرگوش کر سیدار ہو جاؤ۔ اٹھو اور آپس میں ایک ہو جاؤ۔ دنیا تمہارے استعمال۔ ہاں تمہارے  
 متحدہ اعمال کی مگر اسی وقت محنت ہے +

نہ اٹھے غیبی کو سنو! وہ بھی کتنی ہے۔ کہ تم ایک خدا عز و اہم کی عبادت کرو یا ہم ایک جاؤ۔  
 ایک کتاب کی پیروی کرو جس میں کوئی کجی نہیں۔ اور زمین کے چاروں گوشوں سے ایک ہی قبلہ  
 کی طرف جمع کرو۔ جو ہر وقت تم سب کو یاد دلاتا ہے۔ کہ تم ایک گردہ ہو +

مادہیت کی احمقانہ باتوں پر حیرت زدہ مت ہو۔ اور نہ ہی ان لوگوں پر غم کھاؤ۔ جو صحیح  
 راستہ سے بھٹک گئے ہوں جھوٹ اور فریب دنیا میں نہیں جھیل سکتا۔ سچائی آگئی ہے۔ اور  
 جھوٹ یقیناً مٹ جانے والی چیز ہے +

اے میرے بھائیو اور بہنو! آج ہماری باتوں کا تعلق تمام دنیا کے کاروبار۔ امن و امان  
 ترقی اور مذہب ہے۔ وہ دن چلے گئے۔ جب ایک قوم دوسری قوم سے الگ تھلگ تھی اور  
 سیاست انوں کا دائرہ عمل قومیت محض تھا۔ آج ذرائع نقل و حرکت نے عالمگیر تحریکوں کو  
 ممکن اور آسان کر دیا ہے۔ اور ایک قوم کو دوسری قوم سے قریب تر کر کے گویا اسکے دروازے  
 پر لا ڈالا ہے۔ لہذا اب علم و عمل کا وقت ہاتھ لگ گیا ہے +

اپنے ارد گرد نظر ڈالو۔ اور دیکھو کہ ماسوائے ایک مذہب امن (اسلام) کے جو ابراہیم علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام اور پھر نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ السلام کا مذہب ہے۔ اور کوئی ایسی دنیا جہت جس پر عالمگیر امن قائم ہو سکتا ہے۔ اسلام اور صرف اسلام ہی دنیا جہان کے امن کا بانی ہو سکتا ہے۔ یہی وہ عالمگیر مذہب ہے۔ جو اتحاد قائم کر سکتا ہے۔ اور اخوت انسانی کو حقیقی رنگ میں عملی جامہ پہنا سکتا ہے +

اسے ایمان والو! وقت گزرتا ہے۔ اور میرے الفاظ ختم ہو رہے ہیں۔ لی شوق کے باعث میں چند الفاظ تم میں سے ہر ایک کے دلنشین کرتا ہوں۔ جو خدا کے فضل سے تمہارے لئے مقرر اور آمادہ ثابت ہوں گے۔ میں آپ کے حقیقی پوتی کا راز بتلاتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ تم حقوق کا پاس کرو۔ ہاں اس بات کا مفہم اُس وقت تک تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ جب تک لفظ حقوق کے معنی تمہارے دلوں میں ٹھیک طرح بیٹھ نہ جائیں۔ مختصراً میں اس کی تشریح کئے دیتا ہوں۔ تم پر تین قسم کے حقوق ہیں جن کے تمہارے زندگی کا ہر لمحہ گزر رہا ہے +

سب سے پہلے تم پر خدا کا حق ہے۔ دوسرا حق مخلوق کا ہے۔ چونکہ انسان مدنی بالطبع ہے۔ اسی لئے کوہ بنائیت اور حوض نشینی اسلام میں داخل نہیں۔ اور پھر تم پر تیسرا حق تمہارے اپنے جسم کا خدا بیفائدہ کسی چیز کو نہیں پیدا کرنا ہر چیز پر کچھ تو لے۔ مہربانیاں اور خصوصیت رکھتی ہے۔ جو تربیت کی محتاج ہوتی ہیں۔ ہر شخص ان چیزوں کی اچھی طرح نگہداشت کرے۔ جو خدا تعالیٰ نے ازراہ کرم ہم میں سے ہر ایک کو عطا کی گئی ہیں۔ سو ہمیں چاہئے۔ کہ ان کو اچھی طرح استعمال میں لائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت بخشنے اور اپنے فیض و کرم کی بارش سے سیراب کرے +

**تبصرہ** ”مسلمہ“ نامی صفحات شہنشاہی ایک ماہوار رسالہ جالندھر پنجاب سے محترم مخیر صاحبہ کی ادارت میں اور فخر نسوان بیگم صاحبہ ذاب قیام علی خان صاحب کی سرپرستی میں جولائی ۱۹۳۷ء سے شائع ہوتا شروع ہوا ہے۔ اس کا دوسرا نمبر ہمارے سامنے ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ طبقہ مستورات میں تعلیم اسلامیہ کی اشاعت مسلمہ کا مقصد یہ ہے کہ مضامین کی زبان سلیس اور سادہ ہے۔ اگر مسلمان خواتین اس رسالہ کی حوصلہ افزائی فرماتا چاہیں۔ تو علم رسالانہ چند اس کے معنوی اور صوری غریبوں کے اعتبار سے کوئی زیادہ رقم نہیں +

# توحید اور اسمائے الہیہ

از جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی

مسٹر ریڈ مرلین کا مکتوب مطبوعہ رسالہ اسلامک ریویو ماہ اگست ۱۹۳۲ء پڑھ کر مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ وہ مجھ سے اس بات میں متفق ہیں کہ اگر خدا کے صفات نام جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ نسل انسانی کے پیش نظر ہیں۔ تو اس کا نتیجہ ایک اعلیٰ تہذیب کی صورت میں برآمد ہوگا کیونکہ وہ نام مجملہ ان امور کے حامل ہیں۔ جو علیٰ زندگی کے کسی نہ کسی پہلو سے متعلق ہیں۔ مگر سچے ہی انہوں نے یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ ہمیں جب ایک طرف یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ قرآن نے انسان کے اندر توحید کا گہرا نقش جما یا ہے۔ تو پھر کیا صفات الہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنا یا بالفاظ دیگر خدا کے ساتھ مشابہت قائم کرنا توحید الہی کے متافی نہیں؟ اس قسم کے مجملہ اعتراضات کا جواب میں اسلامک ریویو ماہ جنوری ۱۹۳۲ء میں اپنے ایک مضمون لبستون تحریک احاد ما بعد جنگ عظیم کا کیسے مقابلہ کیا جائے میں دے چکا ہوں۔ اس میں نے یہ بھی واضح کر دیا تھا۔ کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے ننانوے اسماء الحسنیٰ پر غور کرنا چاہیں۔ وہ ساتھ ہی یہ بات بھی سنیں کہ شریعت اسلامیہ میں خدا کی تشریف ہے لیس کثرت شئی یعنی کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔ پس اسکا ہر کے خدا کی کوئی اس طرح کی مشابہت قائم نہیں کی جاسکتی جس طرح ویدوں کے خدا کی تراشے ہوئے سنگ و چوب۔ سیوان اور مختلف عقائد مثلاً پانی۔ آگ اور اجرام فلکی مثل سورج و چاند۔ سے کی جاسکتی ہے۔ اور پھر تو اسلامی خدا کسی انسان میں حلول کرتا ہے۔ اور نہ ہی انسانی خواہشات یا کمزوریوں کو اس کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے پس تم نہ تو خدا کو بیخ یا کرشن کے روپ میں پیش کر سکتے ہو۔ اور نہ ہی لڑکے یا لڑکیاں اس سے منسوب کر سکتے ہو +

ہر عورت اور مرد کیلئے یہ راہ کھلی ہے۔ کہ خدا کی صفات سے سبب حاصل کرے لیکن وہ ایسا

۱۸ اس کا ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام اور جوانی صفحہ ۷۷ پر دیا جا چکا ہے +

کہنے سے خدا کی توجہ پر الزام نہیں لگا سکتا جو خدا نے ہی ہر مرد اور عورت کے اندر ”الرحیم“ بننے کی قابلیت رکھی ہے۔ مگر ہاں ”الرحمن“ کوئی نہیں بن سکتا۔ سراج میں ہمیشہ تفاوت رہیگی۔ اہمیت صرف خدا کیلئے ہی خاص ہے۔ ہزاروں قسم کی چیزیں انسان نے اختراع کی ہیں مگر اربع زمین و آسمان صرف خدا نے وحی کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

ذیل کی ایک چھوٹی سی سورۃ کے اندر قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی چار امتیازی صفات ہی میں قل هو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لہ ریلد و لہ ولولہ۔ ولم یکن لہ کفوًا احد۔ ترجمہ اے غلط کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جتا اور نہ وہ کسی سے جتا گیا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کی مانند ہے۔

خدا کی حقیقت قرآن نے ان الفاظ میں فرمائی ہے بے گلا ستر کہ اَلْبَصَارُ وَهُوَ بَدْرُكَ اَلْبَصَارُ (ترجمہ) نظروں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ اور وہ سب نظروں کا اور اک کر سکتا ہے۔

لہذا کوئی مخلوق خواہ وہ خدا کی اعلیٰ پیدائش ہی کیوں نہ ہو۔ کب اُس جتنی قوم ثابت کا دعویٰ کر سکتی ہے جو قوم یسٰی سر بھی بالائی یا انہما سلام میں اک تخیل کسی قدر عجیب و غریب ہے۔ فلاسفہ یا مشنر مادہ پرست اور روحانی انسان کی تسکین کر سکتا ہے۔ یہ نہ صرف عبادت گزار دل کو مطمئن کر سکتا ہے بلکہ فلسفی و داع و بھی براہِ راستی بخشا ہے۔ اور بقول مسٹر توملین ”نہ ہب کو کامیب زندگی کا ایک بہترین نشی“ بنادیتا ہے۔ کیا ہی اچھا کہا گیا ہے:-

مردانِ خدا خدا نیا شنند لیکن ز خدا جسدانہ باشند

ترجمہ۔ خدا کے نیک بندے خدا نہیں ہوتے۔ لیکن خدا سے جسد ابھی نہیں ہوتے۔ اسلامی تخیل خدا انسانی جنس لاق کو انتہائی بلندی پر لے جاتا ہے۔ اور اُسے دنیا کے مُہذب سے مُہذب ملک کا ایک بہترین شہری بنادیتا ہے۔ ہر سمجھدار انسان کو چاہئے کہ وہ خدا کے ان صفاتی ناموں پر غور کرے۔ جو قرآن میں مذکور ہیں نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ان تنازعات کو معلوم کر لینا مشکل نہ ہو گا جو انسانی برادری کو پریشان کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

خدا کے متعلق اسلامی عقیدہ ہمارے دوزخ کی دنیوی زندگی کیلئے مفید و مددگار ہیں اگر ہم خدا پر  
۱۵۔ بے لعل السموات و الارض +

ایمان لائیں گے تو اس میں ہمارا اپنا فائدہ ہے کیا دنیا ہی نہیں دوسری زندگی اور نبی نوع انسان میں ہماری خدمت ہوگی +

## مسجد و کنگ میں علی حضرت امیر فیصل کا دورہ مسعود

برجیٹی سلطان ابن مسعود کے دوسرے زند علی حضرت امیر فیصل وائسرائے حجاز نے انگلستان کے مختصر عرصہ قیام کے دوران میں مسجد و کنگ میں نزول اجلال فرمایا آپ کے ہمراہ جناب تنطاہ حضرت شیخ حافظ و صاحب وزیر مہرام و سفیر حجاز و نجد اور ڈاکٹر محمود باض صاحب سکریٹری سفارت حجاز تھے۔ برطانوی مسلمانوں نے آپ کا استقبال کیا، امام حسن نے اپنی مختصر تقریر میں اسلامی مواخات کی حقیقت پر زور دیا۔ اور اس بات کی وضاحت کی کہ دنیا میں اسلام اور صرف اسلام ہی امیر و غریب کو ایک آغوش میں لے سکتا ہے۔ اور رعایا اور راہی ہیں یگانگت کا احساس پیدا کر سکتا ہے +

علی حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ”میں و و کنگ مسلم مشن کے کاروبار سے بہت خوش ہوا ہوں“

آپ نے حاضرین کو اس بات کا یقین دلایا کہ عربی دان ممالک کے مسلم بھائی اس تحریک کو ہماری ہمدردانہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ کلام کے اختتام پر علی حضرت نے اس امر کی غور و غماز ظاہر کی کہ خدا کرے کبھی مستقبل میں انھیں مجوزہ نظامیہ مسجد (لندن) میں نماز ادا کرنے کا شرف بھی نصیب ہو +

آفتاب الدین احمد (بی۔ اے)

نائب ام مسجد و کنگ انگلستان

کوشورہ کو خرچ می کنگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر می سٹ لائبریا بائبل جوالائی ۱۹۳۲ء عیسوی

تفصیل آمد				تفصیل حرج			
رقم		مقدار		رقم		مقدار	
مستردان و انگشتان		مستردان و انگشتان		مستردان و انگشتان		مستردان و انگشتان	
۱	۳۰	۳۳	۲۰	۱	۳۳	۳۳	۲۰
۲	۸	۱۱۲	۱۱۲	۲	۸	۱۱۲	۱۱۲
۳	۶	۶۴۱	۶۴۱	۳	۶	۶۴۱	۶۴۱
۴	۱۱	۸۵۵۵	۸۵۵۵	۴	۱۱	۸۵۵۵	۸۵۵۵

د دستخط - فنا لعل سکڑی دی دو گنگ مسلم مشن - انڈیا لٹری ٹرسٹ - عزت منزل - لاہور

نقشہ تفصیل احمد مسلم مشن ورننگ اسلامک یونیورسٹی اشاعتیں اور مندرجات انگلستان بابت ماہ جولائی ۱۹۳۲ء

[illegible]



## نقشہ ۱ تفصیل آمد و رفت تقسیم اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر	اسماء علی صاحبان	پان	آد	روپیہ
۹	۲۰۹	جناب علی احمد صاحب دہلوی - بھا دلپور - ۲۰ کاپیاں	-	-	۱۰۰
۹	۲۱۱	جناب خواجہ عبدالحق صاحب کراہور -	-	-	۲
۱۲	۲۳۱	محمد دلی اللہ صاحب لٹاؤ - ایک کاپی	-	-	۵
۲۰	۲۴۱	محمد مظفر علی خان صاحب بدایوں - پوچی یک کاپی	-	-	۵
		میزان	۸	-	۱۱۲

## نقشہ ۲ تفصیل آمد و رفت بابت ماہ جولائی ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر	اسماء علی صاحبان	پان	آد	روپیہ
۶	۵	جناب ڈاکٹر ذرا احمد صاحب ریشی - رامستھر	-	-	۱۰
۳	۶	خواجہ خیر احمد صاحب لاہور	-	-	۱۰
۲۵	۷	سرمایہ محفوظ رسید نمبر ۸۹۰	-	-	۶۲۹۰
		میزان	-	-	۶۴۱۰

## نقشہ ۳ قرضہ بحساب جاریہ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر	تفصیل قرضہ	پان	آد	روپیہ
۲۵	۲	قرضہ بحساب جاریہ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۲ء	-	-	۶۳۹۰
		میزان	-	-	۶۳۹۰

## نقشہ ۴ تفصیل حینہ می و ونگ مسلم شاہیہ نظریہ ٹرسٹ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر	تفصیل حینہ	پان	آد	روپیہ
۸	۲۲	پیشگی رقم سخاوت برائے دفتر لاہور	-	-	۱۰۰۰
۹	۲۳	پیشگی رقم دفتر و کنگ کو ۵۰ روپے	۸	۱۰	۶۶۶
۱۲	۲۴	میسرز گرنیٹے اینڈ کو عرف میسز سیال لائیک بائی لیٹڈ - لندن بابت کاغذ اسلامک ریویو	-	-	۴۷۲
۲۱	۲۵	کاغذ برائے اسلامک ریویو بابت - بی - ۵۰ قیمت واجب الادا یہ میسز سیال لائیک بائی لیٹڈ عرف میسز سیال لائیک کو لاہور	-	-	۱۱۹۵
۲۳	۲۶	ہنگامی وضعات مبادلہ لائیک بک بجواریس بک عورثہ	۱۲	۱۲	۱۹
		۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰	۱۰	-	۱۵۶
		میزان	۸	۱۱	۲۹۹۰

نے نظریہ کامیابی اس نام کی ایک کھب اردو اور انگریزی میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا وہ توفیق فہم کا نتیجہ جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پھر آپ کا من اور میں میں نظر پر کامیاب رہا جانا دیکھ کر نہایت لطیف پیرا میں بیان کئے گئے ہیں - قیمت انگریزی ۸ روپیہ اور اردو ۶ روپیہ + سکرٹری مسلم شاہیہ نظریہ ٹرسٹ کراہور

# تصنیف حضرت کمال الدین حبیبی سلمیٰ شریف کنگڑی

جلد ۱۲	ام المومنین معروفہ زندہ و کمال زبان بلا جلد ۱۲	جلد ۱۲	توحید فی الاسلام بلا جلد ۱۲
جلد ۱۱	برائین نیرہ بلا جلد ۱۲	جلد ۱۱	سلک و ولایت مکتبہ الازہر لکھنؤ کا مجموعہ بلا جلد ۱۲
جلد ۱۰	سیام اسلام	جلد ۱۰	ینایح المسیحیت بلا جلد ۱۲
جلد ۹	مقصد مذہب	جلد ۹	مردودت النہام بلا جلد ۱۲
جلد ۸	خطبات غریبہ بلا جلد ۱۲	جلد ۸	راذیات یا انجیل علی بلا جلد ۱۲
جلد ۷	سیر حکام یارو عاقبت فی الاسلام بلا جلد ۱۲	جلد ۷	مکالمات طیبہ بلا جلد ۱۲
جلد ۶	مستی باری تعالیٰ بلا جلد ۱۲	جلد ۶	مطالعہ اسلام بلا جلد ۱۲
جلد ۵	لیکھنؤ کی الوہیت اور اس کی کمال انسانیت پر ایک نظر	جلد ۵	اسلام میں کوئی فرق نہیں بلا جلد ۱۲
جلد ۴	اسلام اور علوم جدیدہ	جلد ۴	لمعات الانوار تحفہ بلا جلد ۱۲
جلد ۳	صلائے نصرت بدرہل ہمت	جلد ۳	مذہب محبت ۱۲ موضوع القرآن
جلد ۲	حیات بعد الموت	جلد ۲	فوائد عالم کا مذہب
جلد ۱	جہد للبقا	جلد ۱	اسوہ حسنہ معروفہ زندہ و کمال نبی بلا جلد ۱۲

## دیگر مصنفین

جلد ۱۲	سیرت نبوی قیمت صرف	جلد ۱۲	جمع القرآن
جلد ۱۱	لندن میں جلسہ مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم	جلد ۱۱	قرآن شریف ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی جلد ۱۲
جلد ۱۰	قرآن اور جنگ	جلد ۱۰	قرآن کے مشہور شہداء کے ثلاثہ بلا جلد ۱۲
جلد ۹	پادری صاحبان کے لئے حل طلب معنی	جلد ۹	اسلامی نازک فلسفہ قیمت صرف
جلد ۸	سیرۃ خیر البشر ص ۱۲ جلد ۱۲ مقام محدث بلا جلد ۱۲	جلد ۸	تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت
جلد ۷	تعاویذ نو مسلمائے یورپ فی درجن ۱۲ اور تین درجن ۱۲	جلد ۷	اسلام کی بھدوی بی نوع کا مذہب
جلد ۶	تعاویذ نماز عیدین مسجد و کنگڑی قیمت فی درجن ۱۲	جلد ۶	اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض
جلد ۵	تہذیب اسلام حصہ اول صنف حضرت خواجہ صاحب	جلد ۵	نبوت کا انوار اتم اوصاف نبی کمال صنف حضرت خواجہ صاحب

تمام درختی استیں بنام

یہ منبر مسلم سوسائٹی غریب نواز برائے مظلوموں (پنجاب) ہونی چاہیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیش اشاعت اسلام

## مسلم متن دو کنگ انگلستان کی تبلیغی تنگ دو

یورپ میں اشاعت اسلام کے لئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو سب کے سب ہی مسلم امداد کے محتاج ہیں۔

<p>(۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف کتبوں کو رسالہ اسلام کی رو سے منعت سے بچا جاتا ہے</p>	<p>(۱) رسالہ اسلام کی یو ایگریزی کی اشاعت یورپ میں نو مسلمین غیر مسلمین اخوان خواتین میں کی جاتی ہے</p>
<p>لندن میں جمعہ و عیدین کی نمازیں عیدین کے جمع میں جاری کیے جانے کے لئے مسلمان مسلمانین کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ بد امتین کو متنبہ کیا جاسکے اور بد امتین کو متنبہ کیا جاسکے۔</p>	<p>مسلمین میں شریعت کے مطابق واری کیجئے ہفتہ میں ایک بار لندن میں ایک دفعہ مسجد دو کنگ میں پڑھا جائے جس میں سامعین کی چلنے سے تواضع کی جاتی ہے۔</p>
<p>(۳) دور دراز ملک کے غیر مسلمین کو مسلمین میں بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جس پر معمول ڈاک صرف ہوتا ہے۔</p>	<p>رسالت مآب حضرت نبی کریم ﷺ کے سالانہ یوم ولادت کی تقریب پر جاری کیے صحت زاید جمع ہونا جس کی تواضع وصحت کی جاتی ہے یہ جمع مسلمانین نو مسلمین اور غیر مسلمین پر ہوتا ہے۔</p>
<p>(۴) انگریزی اسلامی ادبیات کی اشاعت کی جاتی ہے۔ نو مسلمین غیر مسلمین کو متنبہ کیا جاتی ہیں۔</p>	<p>تالیف قلوب بعض غیر مسلمین نو مسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد کی کی جاتی ہے</p>
<p>(۵) علمہ مشن کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ماہواری اشتہار</p>	<p>(۶) مسجد دو کنگ میں راترین کی آمد و رفت جس میں مسلم نو مسلم و غیر مسلم ہوتے ہیں ان سب کی تواضع چاہئے کی جاتی ہے</p>
<p>(۱۲) رسالہ اشاعت اسلام اور ترجمہ رسالہ اسلام کی یو ایگریزی زیر اداست حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی بی نے ایل ایل بی وکیل مسلم اس رسالہ میں اسلام کی رو سے اردو ترجمہ کے علاوہ مشہور اہل علم حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں۔ جن میں حالات حاضرہ پر بھی نظر لگتا ہے۔ مسعود دو کنگ کی جلد تبلیغی جدوجہد کے کو آئف دہش ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا بھی اردو ترجمہ چھپتا ہے۔</p>	<p>(۱۱) اسلام کی یو ایگریزی مجریہ مسجد دو کنگ انگلستان حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی بی نے ایل ایل بی وکیل۔ مبلغ اسلام مسیح میں اسلام کا دائرہ شمول کیا ہواری انگریزی رسالہ جس میں مذہب است اہل علم حضرات کے مذہب۔ اخلاق۔ تمدن و معاشرت اسلام میں تعارف اور حالات حاضرہ پر مسلمین اور نو مسلمین کے مضامین جو سب میں ہر رسالہ کو کلم کے نوٹس دی جاتی ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر ہماہر شرح قرآن مجید کا سلسلہ بھی آغاز سال ۱۹۱۹ء سے شروع ہوئی جو اردو کتب رسالہ چندہ مجریہ مفت تقسیم و طلبہ سرمدہ بھٹو</p>

تا مخطوطات سکریٹری ایڈی دو کنگ مسلم مشن اینڈ انگریزی ٹرسٹ عزیز منزل۔ برانڈر تھر روڈ۔ لاہور (پنجاب)

مسلم پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام میاں ملاداد خان پرنٹر صاحب سرخوہ احمد انجمن سکریٹری مسلم مشن دو کنگ ہند غفران منزل ہفتہ روزہ لاہور شائع کیا

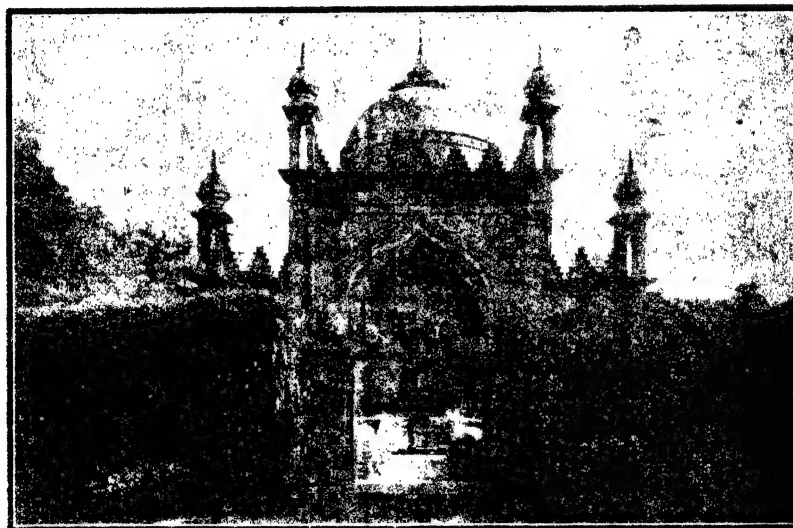




بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# اشاعت اسلام

اردو ترجمہ سالہ اسلامک یونیورسٹی  
مجریہ



شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

خواجہ کمال الدین

بانی مسلم شن ووکنگ

۱۹۲۳ء

قیمت پانچ روپے (مکہ مکرمہ کیلئے)

۱۹۲۳ء

خواجہ کمال الدین بانی مسلم شن ووکنگ اسلام - عزیز منزل - برائے مکہ مکرمہ - لاہور - پنجاب - ہندیا

# دی ونگ مسٹن اینڈ لٹریٹری ٹرسٹ

الف) دی ونگ مسٹن کا تعلیمی کاروبار ایک باضابطہ جرنل پر مشتمل ہے جس کے تحت سے اس ٹرسٹ میں (۱) دی ونگ مسٹن (۲) دی ونگ مسٹن (۳) انگریزی (۴) اشاعت سنہ ۱۹۶۱ء تک خاتمہ نہیں لائے گئے ہیں (۵) اسلام لٹریٹری ٹرسٹ (۶) پرنٹنگ میسینز وغیرہ کا شعبہ دی ونگ مسٹن میں شامل ہے۔

## اعتماد و مقاصد

- ب (۱) دی ونگ مسٹن میں اس کے متعلقہ تحریکات کو انگلستان میں فروغ دینا
- اصول پر زندہ و قائم رکھنا
- (۲) سالانہ اسلامک دیویٹری اور دیگر اسلامی ادبیات کو شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا
- (۳) انگلستان اور دیگر ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنا
- (۴) مسلمانوں سے مستحق قرآن کریم کی تحفہ کی شکل میں تقسیم کرنا اور فروغ دینا
- (۵) اس کے لئے تمام وہ امور انگلستان اور دیگر ممالک میں شائع ہونے والی اشاعتوں کی اشاعت اسلام کے لئے ضرورت ہو

## یورڈ آف ٹرسٹینز

- (۹) جناب ملک شہزاد خان صاحب بی۔ اے سینٹیل مسٹن ٹاؤن شپ رمانت میں کینڈیل
- (۱۰) جناب خواجہ راجہ محمد شریف علیاویہ کوٹا ٹیکورٹ کھول
- (۱۱) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۲) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۳) جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے (۱۴) دی ونگ مسٹن (۱۵) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۶) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۷) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۸) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۹) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۲۰) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے

- ج (۱) جناب بی۔ اے سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۲) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۳) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۴) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۵) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۶) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۷) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۸) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۹) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۰) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۱) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۲) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۳) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۴) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۵) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۶) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۷) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۸) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۱۹) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے (۲۰) جناب سید عیسیٰ محمد صاحب بی۔ اے

## ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

- (۸) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۹) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۰) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۱) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۲) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۳) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۴) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۵) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۶) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۷) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۸) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۹) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے (۲۰) خان صاحب جناب محمد علی خان صاحب بی۔ اے

- د (۱) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۲) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۳) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۴) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۵) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۶) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۷) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۸) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۹) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۰) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۱) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۲) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۳) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۴) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۵) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۶) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۷) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۸) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۱۹) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے (۲۰) جناب صاحب سجاد علی خان صاحب بی۔ اے

## ضروری ہدایات

- (۱) ٹاؤٹ کے متعلق جو معلومات دی ونگ مسٹن میں ملتی ہیں ان سے (۲) دی ونگ مسٹن (۳) انگریزی (۴) اشاعت سنہ ۱۹۶۱ء تک خاتمہ نہیں لائے گئے ہیں (۵) اسلام لٹریٹری ٹرسٹ (۶) پرنٹنگ میسینز وغیرہ کا شعبہ دی ونگ مسٹن میں شامل ہے۔

- (۱) ٹاؤٹ کے متعلق جو معلومات دی ونگ مسٹن میں ملتی ہیں ان سے (۲) دی ونگ مسٹن (۳) انگریزی (۴) اشاعت سنہ ۱۹۶۱ء تک خاتمہ نہیں لائے گئے ہیں (۵) اسلام لٹریٹری ٹرسٹ (۶) پرنٹنگ میسینز وغیرہ کا شعبہ دی ونگ مسٹن میں شامل ہے۔

تمام خط و کتابت بنام سکریٹری دی ونگ مسٹن اینڈ لٹریٹری ٹرسٹ، پرنٹنگ میسینز، دی ونگ مسٹن، لاہور۔

# جذبہ بخودی

عزیزتر خواجہ عبد الغنی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 آج رات تکلیف کے وقت پیش کر لکھ۔ جو آپ کے رسالہ میں درج کر دیں +  
 خواجہ کمال الدین

بیخودی ام چو میشود بکنار  
 بر زباں دایما ہمیں تکرار  
 پنجه بر پنجه خدا دارم  
 من چه حاجات مُصطفیٰ دارم  
 مگر این مرتبه کجایم  
 گروسیله نہ مُصطفیٰ باشد  
 مُصطفیٰ لاجرم وسیلہ ما  
 غیر او کے حصول قُرب خدا  
 در قدویش رسید چوں قدمی  
 وصل ذاتے شود بہ ذات کسے

خواجہ کمال الدین ۱۹۳۲ء



# اشاعت اسلام

## باب دسمبر ۱۹۳۲ء

### شذرات

از قلم جناب خواجہ عبد الغنی صاحب سکرٹری مسلم سٹوڈنٹس کونسل

یورپ میں مسلم مشن دو کنگ کے ذریعہ توحید کا جو دالگا۔ آج اسے یہاں سال ہونے کو ہے اس قلیل پورے میں جو نصرت و کامیابی اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی۔ وہ محتاج بیان نہیں کیے کہ حقیقت بھی سب سے بڑی اور اہم ہے کہ مسلم مشن دو کنگ اپنی تبلیغی جنگ و دو سے اس وقت ناقابل تردید اثرات دنیا کی صفحات پر تسلیم بھائیوں کیلئے ہمیشہ کیلئے درس عبرت چھوڑ رہا ہے۔ آج بھی اگر مسلمان میں حیث القوم۔ یورپ میں اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ تو کوئی دبا نہیں کرے گی۔ انھیں سیاسی اہمیتوں پر آزادی حاصل ہونا چاہئے۔

خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ساری مسلمانوں کی اطلاع و بروہدی کو تبلیغ اسلام سے وابستہ کیا ہے۔ تہذیب و ادب کے ہر گوشے میں اشاعت اسلام سے ہی ملتی ہے۔ فتوحات حاصل کیں۔ اب بھی ان مہینوں کی تبلیغ ہی مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہی ایک چریزیسی مصائب و مشکلات کے لئے خود پر کاری و کامیاب حربہ ہے۔

مضمون زیر بحث کے ہمارا مقصد ہرگز نہیں کہ ہم بلاد مغربہ کے علاوہ دیگر ممالک یا ہندوستان میں تبلیغ اسلام کی تحریک کی مخالفت کریں۔ دو کنگ کے اسلامی لشکر پھر کے ذریعہ تو دنیا بھر میں اس وقت تبلیغ اسلام ہو رہی ہے۔ ہمارے مشن کا آرگن رسالہ اسلامک مارک (L'Asie) انگریزی اور ہندی زبانوں میں ہر سال دو کنگ مشن کو شائع ہوتا ہے۔ ایک خاص مشن کا کام دنیا کے تمام حصوں میں کر رہے ہیں۔ اس اسلامی لشکر کو ان مقامات تک رسائی حاصل ہے جو مسلمانین اسلام کا پہنچان کنیز اخراجات چاہتے ہیں۔ غرضیکہ ہندوستان میں تبلیغ اسلام ہر گز زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رادار ان طعن کو سلام کو مستند یہ نظر ہے۔ ان میں روج رواداری بالکل مغفوریہ دیکھتے ہیں۔ نزدیک ہندوستان کی اسلامی سیاسی جمعی اس طرح سلجھ سکتی ہے کہ وہ مکران کو مسلمان کر لیا جائے۔ مکران قوم میں تبلیغ اسلام ہو۔ ان کو اپنا بنا لیا جائے۔ اور ان کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کی سچی محبت درپہ ہو جائے۔ اقوام حاضر اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ اگر اور چند سرکردہ برطانوی حب الوطنی اسلام ہوا دیں تو ہندوستان کی اسلامی سیاسی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

مسلم سٹوڈنٹس کونسل انڈیا میں مسلمانوں کے دہریہ اور اوروہ پرست زمین کے اندر قائم ہونے میں جن جن اہم مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں اس کے کارکن ہی جانتے ہیں۔ اگر تو انڈیا ایک ایسا ملک ہوتا کہ جہاں کے لوگ اسلام کے نام سے آواشنا تک نہ ہوتے۔ اور جہاں مسلمانوں کی کامیابی ہو۔ تو تو اسلام کی اشاعت تبلیغ میں ان کو کوئی ٹکاوٹ و دھڑک نہ ہو۔ لیکن اس صورت میں اسلام کے تبلیغ کے سامنے ایک صاف دشواری پیدا ہوتی ہے جس پر نقش حال کے آسان ہو آسان کام ہوتا لیکن مشن کے مقصد تک پہنچنے میں یعنی ایک

عرصہ دراز کو کہہ رہا تو وہ پہنچ گئی۔ بعد ازاں سلام۔ جی بھر کے سلام کو گوس چلنے لگے۔ پیچھے پیچھے کتب میں سلام کے خطاب و غفائی و کذب بیانی کو کام لیا جا چکا تھا۔ عامۃ الناس کی طبائع پر اسلام کے متعلق ایسے بڑے خیالات کا اثر دلایا جا چکا تھا۔ کان کا ازالا ایک مدت دراز چاہتا تھا۔ ان تمام غلط فہموں کو محو کر کے ایک حیا نفس قائم کرنا ہوا سال کی بنیاد پر مشقت و خاموش تبلیغی کام کا نتیجہ تھا۔ لیکن خدا کا فضل و احسان ہو کہ وہ پورا کارشن کی ہر سال محنت و مشاقہ کے بعد وہ وقت آن پہنچا۔ کہ اسلام ان تمام کمزورہ و قابل نفرت الزامات و اتہامات سے بری ہو گیا۔ وہ تمام کو اپنے بموجب اہتمام کے سر پھیلے گئے تھے۔ اور جیسا اسلام کا دل و باور خوشنما چہرہ محبوب ہو گیا تھا۔ دو لنگ مشن کی یہیم شہادہ و درجہ پہنک تار سے نئے نقاب ہو گیا۔ اسلام یورپ میں اخلاقیات کی طرح چلنے لگا۔ اور بڑی بڑی ہستیاں اس سے استناد پر ابھری ہوئی تھیں۔ بفضلہ تعالیٰ مشن دو لنگ میں سال کی خدمت اسلام سر انجام دینے کے بعد جہاں تک تبلیغ اسلام اور مومن کا تعلق ہے۔ ایک مضبوط پیمانہ پر قائم ہو چکا ہے۔ اس کی میں سالہ خدمت اسلامی پڑھو۔ تو ایک ضخیم کتاب کا مجموعہ ہے جو جن کی کسی خدمت میں اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں سے کسی کو توفیق دی تو کر دیا جائیگا۔ لیکن رسالہ اچھا لکھا ہے۔ جو کہ اچھا تھا اور اس میں جو کچھ ہے اسلئے ہمتے مناسب سمجھا کہ اس سیر میں اسلامی مشن کی سالگاہ خدمت کی کارروائی پر ایک سرسری نگاہ ڈالی جاوے۔

سالگاہ خدمت تو بڑا سرفہرہ کئی کئی نومسلم کے احداث کی خوشخبری ہو چلا ہے۔ جی جی۔ جس نے انگلستان میں بڑے پیمانہ کی کمی لائبریری میں رسالہ اسلام کو یورپ انگریزی کے مسلسل مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کیا۔ سال در پور و ڈی میں یورپ میں انجیل و قرآن کی ایک محبت۔ توداد جملہ مذکورہ مشن اسلام ہوئی ہے۔

اب اگر ہم ان ابتدائی مشکلات کا اندازہ کریں جن کے اندر یہ کام شروع کیا گیا تھا۔ تو کیا مرانی پسند انداز ایک ایک اعجازی رنگ نہ لگتی ہو۔ اور مشن دو لنگ کی تائید میں خداوند تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ کھٹکھٹا کھٹکا کام کرنا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا۔ کہ اسلام کی تبلیغ کی جدوجہد اگر کسی ایسی قوم میں شروع کی جاتی۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے نام تک سے نا آشنا ہوتی۔ تو مشکلات بہت کم ہوتیں۔ کیونکہ ان کی روح بالکل صاف ہوتی۔ وہ حقانیت کے سچے پیروں کے تسلیم کرنے کیلئے بہت جلد تیار ہو جاتے۔ مگر وہاں تو محالہ ہی اور تھا۔ وہاں تو صدیوں کا اگر کوئی آجڑائی لوگوں کے کان میں بڑی۔ تودہ اسکا کہر کے خلاف ہی بڑی اسلام کے متعلق عدوان اسلام نے مختلف لائسنی و وضعی قصے سن کر ان کی تشہیر کی۔ اسلام کے پاک اھلکاروں کو غلط پیرایہ میں پھیلا دیا گیا۔ یورپ میں طابع کو اسلام اور بنوں و متفرق کرنے میں ان دشمنان اسلام نے کوئی دقیقہ و گداز نہ کیا۔ اور اس پر ہر حد کر دیا۔ تاکہ تصور اسلام کی بے وقعت نہ ہو سکے۔

مختصر یہ کہ اسلام وہاں صدمہ پرستی کا نہ پھیل سکا تھا۔ ان کے نزدیک اسلام کی اعلیٰ طاقت و زور اور محض مشیر کے بل تھے۔ پر جہاں اور انحضرت صلیم کی یہ بھیانک تصویر کہ آپ اللہ کا ایک ایک لمحہ میں مشیر نہ کر لے ہیں اور کفار کو اسلام لانے کے لئے جبر سے دعوت دے رہے ہیں۔ یورپ کے بچے بچہ کے ذہن میں ایسی اسلام کی تصویر عورت میں کوئی ہوتی تھی۔ حضرت محمد صلیم ص کے باوجود تک کوئی انسان نہ تھا اور وہ بھلا کھو بلا اللہ میں ایک ایسا انسان انسان سمجھے جاسکتے تھے۔

غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کے ان تار و یک حالات کے اندر دو رنگ مسلمانوں کا ان تمام لغویات کو دفع کر کے اسلام کے لٹیرے کو تمام ضرورت اور کمزریوں سے جا لینا یقیناً ایک ہی بھاری کامیابی ہے۔ ان غلط فہمیوں کو گنگ مسلم مشن کی عیسائی اور مسیحی تبلیغی میدان میں نہایت ہی مفید اور کامیاب ثابت ہوئی ہیں +

اسلام کبھی کبھی کئی شان و شوکت کیسے ملتی طاقف کا محتاج نہیں اور نہ کسی تیغ و تلنگ کا منت کش کر۔ یہ اپنے اندر ایک اخلاقی اور روحانی طاقت رکھتا ہر اور بقصد ترقی آج تک مل سکے گا کہوٹی۔ ٹھکی دھبھی اُس کی روحانی طاقت ہے۔ اسلام تدریجاً تدریجاً متقدمان اقوم کے موزوں حال پر آیا اور مسلمان نہیں۔ اڑھائی ہزار سے لگ بھگ نفوس جو مسلم مملکتوں کے زیرِ حاکمیت میں سال کے عرصہ کے اندر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ اگر نیچے طبقہ کے یا مزدور طبقہ ہوتے یا محض کاروباری بننے سے جن کو علوم و کھاتوں کوئی شغف نہ ہوتا۔ اور ان دن انھیں کاروباری ہی دھن مٹی رہتی تو تو بیک کو دھوکا میں رکھنے کا یہ مغربی دھوکہ بگ شاہ یہ کھت کام بھی جاتا۔ لیکن اس قدر قلیل عرصہ میں شدید ترین محنتوں کے باوجود اعلیٰ و اعلیٰ طبقہ کے احباب و خاتین کا اس طرح اسلام کا دل و شہید ہوا جانا علوم سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کا اس نوع و مشوق کر اسلام کے اندر داخل ہوتا۔ کہ جس کی نظر تاریخ مذہب و تاریخ عالم پیش کرے جیسے ہر ایک مجرب ہے۔ ان اہم حقے نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا کہ اسلام ہی وہ نزع جاوید مذہب ہے۔ جو اپنے علم و فنون کا ماہر و اولین مضکر ہر ایک طبقہ کے لوگوں میں یکساں ترقی کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مذہب و حقیقت کل نسل انسانی کیلئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہزار اکر وہ لوگ جو اسے مستفید ہو سکتے ہیں۔ جو ایک اونے مرتبہ ترقی پر ہیں۔ تو وہ بھی اس فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اعلیٰ و اعلیٰ انسانیت کے مرتبہ پر پہنچ چکے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جو معمولی انسان کا باخلاق انسان اور یا اخلاق انسان کو خداوند انسان بناتے ہیں۔ وہ بھی اس حقہ کے کی طرف اپنی ترقی کو فرو کر کے لے لے لے چلے آتے ہیں وہ بھی اسلام کے پائے صوفیوں کے سطحِ عالی میں جس طرح اپنے طبقہ کے لوگ۔ ان اڑھائی ہزار نفوس کی فہم پر اگر ہم نظر مائل کر لیں۔ جو دو گنگ مسلمہ صحن کے ذریعہ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ تو جہان میں بلند پایہ کے لارڈز و سربراہی کو نہ تیرن۔ نیز اے شہزادیاں نظر آتے ہیں۔ وہیں ہم کو آسمانِ علوم و فنون کے درخشہ ستارے عالم۔ داخل۔ ایڈیٹر۔ پروفیسر اور علم طبعیت کے ماہرین بھی نظر آتے ہیں۔

ان فاضلین میں ایک نے مقابلہ ذکر سے بھی کدہ اس قسم کے مسلمان نہیں کہ سودا اور کسے دینی جوش کی طرح آج مسلمان بنے۔ او  
کل کو ان کا اسلامی شریعت سے قطعہ اڑ جائے۔ بلکہ ان کی اکثر سچا اسلامی جوش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ سلام کیلئے ایک کچھ ترویج جذبہ  
اپنے اندر رکھتے ہیں جو بنیاد اسلام کے بعد ان میں ایک مذہبی جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ جس نعمت عظمیٰ سے ہم متع ہو چکے ہیں۔ ان کو سارے  
دوسرے برائیوں سے بھائی بھی ہوا اور دوسروں نے پیام اسلام کو دوسرے بھائیوں کی طرح مانا اپنا مقدم فرض سمجھتے ہیں +

ان مبارک و مسلمین کی حور و بان اس کو بخش دیں ہیں۔ کہ کچھ یوں ہیں بھائیوں کہ سلام بچا اس کی شکل اہل بیت میں پہنچ جائے تو یہ فیض  
وہ خود زخم بھائیوں کے تیر کو پوری اشفاق کرے جس جتن کے دل کے اندر سلام کی اشفاق کی حقیقی ٹپ موج زن برائوں میں کو ایک  
ہمارے گرم و مسلم بھائی مسعود مرثیہ ریلین ہیں جنہوں نے لکھتے کہ ان کو برائے غلطی کی حسلو سوسامانی کے رہے ہیں جلد  
سلا دینی مسلم ہنس انسانی کے سب سے بڑے دشمن حضرت دین العالمین کی زندگی مبارک کا ایک چھٹا سا نقشہ جاہلین حیلہ کے  
سکھتے ہیں کہ یہاں۔ یہاں کہ اس کا نقشہ ان کا کھینچا گیا۔ جسے مسعود مرثیہ بڑے بہت دیکھن سے غریب ان کا پس پڑا جس پر بڑے بھائیوں نے  
ماحول کے اپنے نقشہ اور لکھتے اور آفت کا خطرہ صدارت کے دور ان میں فرمایا۔ کہ کس کو اس کے لئے اپنے کو قوت کے دیکھنے کا ایک

شرق پر منتظر تھا کہ اسلام کی نشر و اشاعت خود اہل مغرب کے ہاتھوں دیکھوں چنانچہ کج شام کا جلہ سری اُن پر نہانہ دلو کی تکمیل پر اس مختصر سی تمہیدی تقریر کے خاتمہ پر جناب صدر لے سر عمر سہو برٹ رینکن کو تقریر کیلئے بلایا۔ پھر آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوخت حریص پر بصیرت اور ذکاوت پر دیا آپ نے حضرت سلم کی پوزیشن ابطال عالم میں دکھائی۔ دم تشدد میں عملی ثابت قوی احکام جنگ عفو عام فیہ السلام کی حقیقت پر دوبارہ کی تعلیم اور دیگر مذاہب سے مقابلہ مجبوریت اور مساوت کی تعلیم اور اس کا عملی نظارہ مجبوریت حقیقی رنگ میں۔ اور آخر پر آپ نے دوسرے مذاہب کے پیرو سے خطاب کیا +

تقریر بالا ایک نو مسلم کے تجویزی محبت مجذبہ اسلام محبت و عشق رسول اور اسلامی معلومات کی آئینہ دار ہر وقت آئینہ لاریہ کہ مغرب کے نو مسلمین ہم مشرقی مسلمانوں کیلئے نمونہ بنیں گے یا وجود اس قدر مقتدر شخصیت ہونے سے سر عمر سہو برٹ رینکن نے اس سلامی خدمت کو سرخام دینے کے علاوہ جلسہ مندرجہ بالا کے کل کے کل اخراجات اپنی جیب خاص کر دیئے۔ یہ ایک اور مالی ایثار اور قربانی کا عملی نمونہ آپ نے پیش کیا جو ہم مسلمانوں کیلئے درس ہدایت ہے +

دوسری جی جی اسلام کے عشق میں دو بی ہوئی ہوئی وہ جناب مولوی ویم جیبل شیر کیر ڈی بی کنٹھ کی ہی مولوی صاحب موصوف کو اسلام کی از حد محبت ہے۔ نماز کو باقاعدہ سوز و گداز شروع و ختم کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ زہاد شہ زندہ دار ہیں۔ راز گھٹا کر تہجد ادا کرتے ہیں۔ طویل طویل سورتوں کو زبانی یاد کر کے تہجد کے وقت اُن کی قرات فرماتے ہیں۔ آپ کے چہرے سے پارسائی اور پرہیز گاری پتی پتی ہے۔ اپنی آہ نیم شبی میں اسلام کی اشاعت کیلئے گریبان نالایا بستے ہیں۔ اُن کی دل کی تمنا ہے کہ تمام یورپ گرہ نہیں۔ تو کم از کم تمام کی تمام برطانیہ عظمیٰ مسلمان ہو جائے۔ اپنے سال گذشتہ علیحدگی کی غماز سینکڑوں مسلمانوں کو بچھاؤ جس میں لمبی قرات آپ نے فرمائی۔ پھر آخر پر ایک بصیرت اور ذکاوت سے بچھاؤ۔ آپ کا عربی لہجہ قابل توجہ تھا کہ آپ کا خطاب کے مندرجہ بالا پر شاہد ہے +

مسلم مشن دو گنگا کے ان کو آلف کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مشن کے اس مروجہ رواں اسلامی جملہ کا بھی ذکر کیا جائے جو اس اسلامی تحریک کو چار اکناف عالم میں پہنچا رہا ہے۔ اور اس کے نام نامی کو ناظرین کو حرام ناواقف نہیں +

رسالہ اسلام کا پوچھ وچس کا آرگن اور تمام اسلامی تحریک کی رہبر ہدی کی ڈی کے بمنزل ہے۔ فی مسلمانوں میں ہر جگہ ٹھوس اور ایک نفع مشنری کا کام کر رہا ہے۔ اگر ایک طرف یونیورسٹی تبلیغ اسلام کا اہم فرض سر انجام دے رہا ہے تو دوسری طرف اس نے خود مسلمانوں کے لوگوں کے اندر اسلام کی صداقت کی روشنی پھیلا دی ہے۔ بادیت اور وہر بیعت کی تجربہ و تاقوا عالم چل رہی ہے۔ اس سے ہر مسلمان بھی متاثر ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انگریزی زبان مسلم طبقہ اپنے مذہب کا اصل حق سے پورے طور پر واقف نہ تھا۔ یا تب کی زہریلی تہمتوں نے انھیں مذہب سے متنفر کر دیا۔ انہوں نے اسلام کے اصولوں کی نفی حاصل کئے بغیر یہ کہ لیا کہ اسلام ہی دوسرے مذاہب کی طرح عقل کے خلاف کچھ باتیں منوانی چاہتا ہے۔ اس جہت اور غلط فہمی کا علاج اسلام کا ایک دھڑ بٹ گیا۔ بلکہ مسلمانوں کی طرف سے کثرت کے خطوط ملے جن میں انہوں نے حکم ٹھکانا اعتراض کیا کہ وہ علماء اسلام کی بالکل متین نہ دیکھتے تھے۔ اسلام کا پوچھنے اور مسلمانوں کو مسلمان کیا اور یہ اسلام کا پوچھنے کوئی جھوٹی مت نہیں۔ پھر ان کے ہاتھوں کا ذکر ہے کہ انھوں نے اس کا علاج دوسری تاج دولت کے اسلامی مشن کے ذریعہ کیا۔ پھر ان کے ہاتھوں کا علاج انسانیت کے ہاتھوں میں سلام ہو چکے ہیں۔ اور وہ نہ صرف اسلام قبول کرنے کے بعد فاسوش زمرہ کی بستر کر رہے ہیں بلکہ اسلام

کی اشاعت اور تبلیغ کی حقیقی ترقی ان کے مل کے اندر ہی بھر ایک مضبوط دنیا و تبلیغ اسلام کی عیسائیت کے مرکز میں کئی جا چکی ہے۔ برٹن مسلم سوسائٹی قائم ہو چکی ہے۔ جو تبلیغی سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لے رہی ہے۔ سالہ اسلامک یونیورسٹی کے ہزاروں کامیابان ماہواری مفت تقسیم ہو رہی ہیں۔ اس وقت تک لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب مفت تقسیم ہو چکی ہیں۔ اگر سالانہ مسلم بھائیوں کی توجہ اور امداد کو دو گنا کر دینگے تو پچاس ہزار اسلامی کتب اور پانچ ہزار سالہ اسلامک یونیورسٹی اور یونیورسٹی کے ہزاروں تک چھپائی ہوئی کتب سالانہ ۱۹۳۱ء میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو سکتی ہے۔ مسلم بھائی اس نسخہ پر عمل پیرا ہو کر دیکھ لیں +

تبلیغ اسلام کا یہ کام ابھی برسوں کی محنت چاہئے تاکہ کروڑوں اور لاکھوں غیر مسلم نفوس تک اس پاک مبینہ کو پہنچا جائے۔ سالانہ اسلامک ہالٹ ریلوے کے علاوہ بعض اہم کتب جنہوں نے یورپ اور امریکہ میں تہلکہ مچا کر غیر معمولی نتائج پیدا کئے ہیں ابھی نشہ اشاعت ہیں۔ قلب فہم کی وجہ سے ان کی اشاعت کی ہوئی ہے۔ یہ کتب سینکڑوں تبلیغی اسلام کا کام مختلف طبقوں اور مقامات پر کرتی رہتی ہیں۔ عدم اشاعت کی وجہ سے ان کی حیثیت اس وقت ایک ریٹائرڈ شخص کی سی ہے۔ ان اگر کسی اہل دل مسلم بھائی کی جو دوستی کی طفیل ان کی طبیعت ثانی ہو جائے۔ تو یہ کتب از سر نو کارزار تبلیغ میں از حد مفید ہو سکتی ہیں۔ ان کتب کو پھر کر ایک حقیر سے اسلام قبول کیا ہے۔ اور بیشتر حصہ انھیں مٹا لو کر کے آستانہ اسلام پر رکھا ہوا ہے۔ ان کی طبیعت ثانی ہزاروں کو اسلام کی طرف لے آئیگی +

رجن کتب کی طباعت ثانی کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔ The American of Christianism کے بنیاد مسیحیت ہے اور مسیحیت کا اصل معنی ہے۔ یعنی نبی کامل ہیں۔ اول الذکر کتب عیسائیت کی عمارت کو یورپ ہر یک میں تہلکہ مچا کر دوسری کتب نے ان کھنڈرات پر اسلام کا عمارت کی تعمیر شروع کی۔ ایک نئے غروب کا کام کیا۔ تو دوسری نے تعمیر کا۔ یہ ہر دو کتب تبلیغ اسلام کے لئے از حد مفید ہیں۔ اگر کسی کفر سے کٹر اور متعصب متعصب عیسائی کے ہاتھ میں مسند دار یہ کتب پیش کی جائیں یعنی پہلے اسے بنیاد مسیحیت دی جائے۔ اور پھر نبی کامل۔ تو ان ہر دو کے مطالعہ کے بعد وہ یقیناً مسلمان ہو جائیگا۔ اور اگر مسلمان ہوگا۔ تو اس کے دل میں کم از کم اسلام کے متعلق اداوارتہ جذبہ ضرور پیدا ہو جائیگا +

ان ہر دو کتب کی طبیعت کا تخمینہ پانچ ہزار روپے ہو۔ ہم ان اہل حضرات کے اپیل کرتے ہیں جن کے دل میں درد ہے۔ کہ یورپین و امریکن اقوام اسلام کو جلد بھرہ اندر دھریں۔ وہ ہمیں ہماری اعانت فرمائیں۔ اگر اگے مسلم بھائی باقی پانچ روپے فی کس بھی اس کار خیر کیلئے ارسال کریں۔ تو بہت جلد ان مفید کتب کی طبیعت ثانی ہو سکتی ہے جن کی اس وقت فقط ایک کاپی محض بیکار حیثیت میں رہا ہے۔ دفترا میں پڑی ہے۔ ان کی طبیعت ثانی گویا اس امر کی مراد ہے کہ اپنے کئی ہزار تبلیغی اسلام مختلف اشرف عالم میں تبلیغ اسلام کیلئے بھیج دیئے۔ کہ ان کو ان کتب کا بیشتر حصہ مالک غیر میں مفت تقسیم ہو جائیگا۔ اگر تین تین ہزار کی کتاب چھپائی جائیگی تو دو طرہ و طرہ ہزار کاپی مفت تقسیم کر دی جائیگی اور طرہ و طرہ ہزار فروخت کر کے بیوقوف کو مضبوط کیا جائیگا +

The American of Christianism کے بنیاد مسیحیت ہے اور مسیحیت کا اصل معنی ہے۔ یعنی نبی کامل ہیں۔ اول الذکر کتب عیسائیت کی عمارت کو یورپ ہر یک میں تہلکہ مچا کر دوسری کتب نے ان کھنڈرات پر اسلام کا عمارت کی تعمیر شروع کی۔ ایک نئے غروب کا کام کیا۔ تو دوسری نے تعمیر کا۔ یہ ہر دو کتب تبلیغ اسلام کے لئے از حد مفید ہیں۔ اگر کسی کفر سے کٹر اور متعصب متعصب عیسائی کے ہاتھ میں مسند دار یہ کتب پیش کی جائیں یعنی پہلے اسے بنیاد مسیحیت دی جائے۔ اور پھر نبی کامل۔ تو ان ہر دو کے مطالعہ کے بعد وہ یقیناً مسلمان ہو جائیگا۔ اور اگر مسلمان ہوگا۔ تو اس کے دل میں کم از کم اسلام کے متعلق اداوارتہ جذبہ ضرور پیدا ہو جائیگا +

ایک طرف اگر دو گنگ مسلحون غیر مسلحوں پر اپنا گمراہ اثر چھوڑ رہا ہو تو دوسری طرف ان ہندوستانی مسلم طلباء پر بھی اس کا اخلاقی اثر ہو جو لندن میں تعلیم کیلئے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اگر جو اس مشن کے مجبور و عمیدین کے اجتماعوں میں شامل ہوتے ہیں یہ تمام ان کے دل پر بہت ہی نیک اثر پیدا کرتے ہیں۔

دو گنگ مسلحون مشن کے اور بھی ہسٹے پہلو ہیں۔ مثلاً یہ کہ ایک مادہ پرست قوم میں نماز کی محبت، عورت پر عیب و گھٹی ہے مسلمانوں کو عزت و تکریم کی نگاہ میں نہیں سمجھتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل کو قدر کی جاتی ہو۔ قرآن کریم کو ایک بلند پار کا اخلاقی ضابطہ زندگی خیال کیا جاتا ہو جن کو کبھی مسجد دو گنگ کے کا اتفاق ہوتا ہو۔ وہ دو گنگ کے رہنے والوں کے اخلاق کے گمراہ ہونے سے ہیں۔ ان شخص اسلام کی اخوت و محبت فیہ صحتی جہاں نوازی اور ان کی سچے اخلاق کی زندہ تصویر نظر آتی ہے۔ ہاں یہ عیسائی دوست اور مسلم بھائی کی ایک ہی رتہ اور یکساںیت کے ساتھ عورت کے جہاں نوازی کی جاتی ہو اسلام کی عالمگیر اخوت کا ثبوت اس رنگ میں دنیا کو دیا جاتا ہو کہ بڑے بڑے اعلیٰ مرتبہ لارڈز اور شہزادے بڑے بڑے گروہ اور سوائے صرف نمازیں ہی ایک عاجز مسکین غریب مزدور کے پہلو پہلو کھڑے ہو کر دت اکبر کے حضور اپنی یکساںیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ بلکہ کھانے کی میز پر بھی اس طرح بھائیوں کی طرح بیٹھتے ہیں۔ کہ سوسائٹی کی تمام مصنوعی تعریقات ہاں جاکر ملیا میٹ جاتی ہیں۔ عکس علاہ مبینہ الہی باتیں ہیں جن کو قلت جگہ کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

قطع نظر دیگر جملہ جہات سے جو کہ دو گنگ مسلحون مشن کے سال پر تبصرہ و تقسیم دی ہیں بڑی بھاری اور بھروسہ مند ہے جو اس سال مشن نے کی تفسیر القرآن کے وہ پیش ہا مضامین کی اشاعت ہے جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ہائے مسلم مشن کے کلکٹر بارہ لکھتے ہیں یہ مضامین اپنے رنگ میں بالکل اچھوتے تھے انہوں نے دوست و دشمن کی آنکھیں کھولیں اور دوسرے خراج تحسین حاصل کیا۔ ابتدائے سال میں اس جہاد تفسیر القرآن کی طباعت کی دو جہات پیش کی تھیں ایک مرنی رحمت یعنی یہ کہ ان کے مذہبی نقطہ خیال کو سامنے رکھ کر ان کے مطالعات کو جواب قرآن کریم کھائیں اور دوسری جہات یہ کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی مصائب کا علاج کیا جائے۔ گیارہ دن اور دن اور کل جہاد بزرگ کران کریم قرآن کریم کی غریبی بقا ضرور ادا رہے ہاں کے دیگر مطالبوں کو پورا کر سکتا ہو اور دوسری طرف اسی کتاب زمین کی تعلیم کو چھوڑ کر جاری حالت یہ سہمی ہو۔ اس نئے ہم مسلمانوں کی تکلیف کا حل بھی قرآن کریم ہی ہے چنانچہ اپنی دو مقاصد کے پیش نظر حضرت جہاد موقوفہ علم ٹھاپا یوزرڈل کے دلچسپ موضوعات سال بھر اسے پیش کرتے رہے۔

(۱) امام کی صورت تھپتہ تیرنی القرآن (۲) قرآن مجید کا نذر حیات (۳) قرآن مجید کے عجیب و غریب حقائق (۴) قرآن مجید کی دیگر امتیازی خصوصیات (۵) موقوفیت (۶) ہدایت کیلئے مخصوص امام کی وجہ (۷) ہمارا ارتقاء سفر (۸) اعادہ موع (۹) یوم نبوت (۱۰) نئے جہاد (۱۱) جنت اور دوزخ کا کھانا (۱۲) دوزخ اور جنت کی مدت۔

ان پر ہم نظر مضامین کو ایک نادر اور ادا مشن انسان نے خواہ اس کا مذہب کبھی بھی تھا یا نہ تھا اور اسلام کی طرف محبت کے ساتھ یا نہ کر کے شاد و مینا رطلو ہیں جن کا دھرم ان دنوں تاننا بندھا رہا ہے۔ جو مختلف ممالک و ممالک عالم صلیبوں و مسلمانوں و غیر مسلمین کی طرف سے آتے رہتے ہیں۔ اور جن کا بیشتر حصہ گریز اور اردو زبان میں خالص کیا جاتا ہو۔ اسلام بھائیوں کے بھی ان تقریری تقاضے و پتھار و فائدہ حاصل کئے ہیں۔

تفسیر القرآن کے علاوہ حضرت جہاد صاحب موع نے سال پر رپورٹ دیگر موضوع پر بھی توجہ فرمائی ہے۔ اسی بارقی مسائل کو ان پیلر میں لکھا ہوا ہے۔ مثلاً راقی مضامین میں جو جناب ایک موع کا ذیل میں کر دیا جاتا ہے۔

(۱) صفحہ ۱۰۱۲ اور سیرت انسانی (۲) القیت ۳۱۱ مکاتبات انسانی (۳) خاتم النبیین (۴) ہمارے فیض اور ان کی بے انتہائی (۵) خلیفہ ایک اخلاقی ضرورت۔

سال ہی تجویز میں کئی ایک محترّم مسلمانوں نے مشن کو تنگ کوٹھو جا کر ملاحظہ فرمایا جن میں ہر چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔  
 عالیجناب ہر ذمہ میں عیسیٰ علی کے نام نامی کو مسلم دنیا نا آشنا نہیں۔ آپ ہمال تک متواتر خدمت مصر میں آپ نے مشن کی طرف  
 کو دیکھ کر فرمایا کہ "مسلم مشن دو گنگ ہر شخص مسلمان کی خصوصی توجہ اور امداد کا مستحق ہے۔ کیونکہ اسلام  
 کیلئے اگر باقی تمام قسم کی جماعتیں بمنزلہ رجم حیات ہیں تو مشن ان سب کے لیے قوت عمل کا باعث ہے۔"  
 اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت امیر فیصل ہنزہ جیسی سلطان ابن سعود کے دوسرے فرزند و افسر نے عراق کے بڑے بزرگ  
 میں بڑی اجلال فرمایا آپ کے ہمراہ جناب خطاب حضرت شیخ حافظ وہبہ صاحب زیرہام و سفیر نجد و حجاز بھی تھے اس قیصر  
 سعید پر امام صاحب مسجد دو گنگ نے سلامی مراعات کی حقیقت پر کچھ اظہار خیال فرمایا۔ اور وضاحت کی کہ دنیا میں صرف اسلام  
 ایک سلام ہی سرورِ عرب کو ایک غوث میں سکتا ہے اسلام اہل کفر عیاں اور راعی میں یگانگت کا احساس پیدا کر سکتا ہے۔  
 اس پر اعلیٰ حضرت نے دو گنگ مسلم مشن کی تحریک کو ہمدردانہ نگاہ سے دیکھا۔ اور اس کے جواب میں فرمایا کہ "میں مسلم مشن کو گنگ  
 کا روبرو سے بہت خوش ہوا ہوں ہر مسلمان کو اس کی مدد کرنی چاہیے۔"

یہ امر ایک گونہ تخت تکلیف دہ ہے کہ باوجود مشن کی اس قدر کامیابی و نصرت کے سال گذشتہ مشن دو گنگ اپنے دو عزیز ترین  
 رفقاء کے گرفتار ہندوستان میں رہ کر محروم ہو گیا۔ مشیت ایزدی نے یہی مناسب سمجھا۔ اور ان دو محترّم جرنیلوں کو اپنی طرف بلالیا۔ جن کی اتنے  
 مشن کو بھی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ ان دو بزرگوں کے نام نامی عالیجناب زیرہل سیل محمد شفیع صاحب مرحوم و اعلیٰجناب  
 سر عباس علی بیگ صاحب مرحوم سابق ممبرانِ دیکو نسل ہیں جن کیلئے خصوصاً اور عامہ مسلمان کیلئے عموماً یہ ایک ناقابل تلافی نقصان  
 جو مشن کو سال گذشتہ اٹھانا پڑا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے۔ کہ ان بزرگوں کی خالی جگہ کو پُر کرنے کیلئے جناب شیخ مشیر حسین صاحب قنداری میرٹھ لاہ  
 ایم ایل سی ایس میں گزشتہ سال بارہ سبکی اور جناب ڈاکٹر جمادی صاحب لندن نے ہماری استدعا کو شرف قبولیت بخشا۔ اور ان کے بغیر  
 میں حصہ لینے کیلئے ہماری آواز پسند کیا۔ اور بہت حد تک اس نقصان عظیم کی تلافی کا موجب بن گئے۔ ہم ہر دو صاحبوں کے دل سے  
 ممنون ہیں کہ انہوں نے ہماری درخواست کو قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو کو ہر سال تھل کر کام کرنے کی توفیق دے کہ میں تم میں  
 مشن کے جتنے جتنے حالات دینے کے لیے رپورٹ نہ کر رہا ہوں۔ اگر ہم ان کا رکنانِ عمل مشن کا شکر ادا نہ کریں جنہوں نے مکمل محنت  
 جانفشانی و دہم جہت و مشن کے کام کو اپنا ذاتی کام سمجھ کر مختلف خزانوں میں ادا کئے۔ مشن پر مالی لحاظ کسی شدید ترین ناکور حمل بھی آئے  
 لیکن ان کے کھن گڑھوں میں بھی ان کے پاس استقلال میں ترنزل نہ آیا۔ اور مالی مشکلات کو جراتوری حل کیا۔ ان تمام کارکنانِ مشن میں  
 مولوی عبد المجید صاحب قائم مقام امام مسجد دو گنگ انگلستان کی شبانہ روز مساعی جمیل کو ہم خرموش ہیں کہ کتنے ایسے کارکنانہ کئے بغیر  
 نہیں رہ سکتے۔ مولوی صاحب جو معروف کی خدمات اسلامی محتاج تھیں۔ جب مصلحت پائی تو مشن کے سر دھنے کو بڑھاتے  
 پر لٹا دیا۔ تو کئی قیامی قدر کے مولوی صاحب کو ان کی قائم مقامی کیلئے چن لیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مولوی صاحب نے  
 گذشتہ قائم مقامی کے چھ سال نہایت ہی شہرت اور مہینظر کامیابی و گدازے کیسے کا حق لایا۔ انہوں نے مشن پر اسلام پہنچانے  
 آپ کے دوران قیام میں چنانچہ میثاقیت کو شکست فاش ہوئی۔ ہائیڈروپس اسلام کو خاصی قوت و شان حاصل ہوئی۔ وہ  
 عرب و راج کو بین الملک پیشتر حالات تعلیم و تہذیب و تمدن کی خاطر سمجھا جاتا تھا۔ آج وہ علم و حکمت و معرفت کا خزانہ  
 اور اپنے اندر بہترین ماحول لئے ہوئے سمجھا جاتا ہے۔ وہ نہایت ہی تہذیب کی جان خیال کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم  
 علیہ السلام و عالیجناب مابین محمد شفیع صاحب مرحوم کی جگہ۔ جناب خان بہادر شیخ رحمہ اللہ صاحب لی۔ اے۔ اور کمالیہ لکھنؤ۔

کو اس عظیم النظیر کامیابی پر یہ تبریکِ تہنیت پیش کرتے ہیں +

ان کے علاوہ جناب مولوی آفتاب الدین صاحب بی۔ سیم کو جنہیں دو سال پہلے مولوی عبد المجید صاحب سے  
کی امداد کیلئے بطور سپرنٹنڈنٹ مام بھیجا گیا۔ ان کی تبلیغی مساعی بھی قابلِ تحسین ہیں۔ آپ کے مکتوباتِ مسلم مشن  
دو کنگ کے عنوان تلے جو سلسلہ مضامین شروع کیا۔ وہ از حد مفید ہوئے۔ آپ نے اپنے دورانِ قیام  
میں اسکا ہر کام اور مشن دو کنگ کو دور دراز ممالک میں پہنچانے میں از حد محنت صرف کی۔ یہ امر از حد خوب  
منج و دانودہ ہے کہ ان کی علالتِ طبع کی وجہ سے مشن دو کنگ ان کی خدمات کی وجہ سے محروم ہو رہا ہے +

انچیز میں ہم ان تمام تقاضی صاحبان کا دل کو مشکریہ داکرتے ہیں جنہوں نے مسلم مشن دو کنگ کی بڑی  
بھاری مشین کو چلائے رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر تقاضی صاحبان کی توجہ سے ہی اس قدر بھاری  
اسلامی مشن۔ انگلستان جیسی بستی سرزمین میں چلتا رہا ہے۔ عالمی اقتصاد ہی پر بادی مشن کی آمد بھی  
اخر انداز ہوئی ہے۔ مشن اس وقت بہت سی گراں قدر امداد کو محروم ہو چکا ہے۔ کارکنان و منتظمین کی کمی نے  
اخراجاتِ مشن میں حد درجہ کی کفایت بخاری برتی ہے۔ لیکن مشن کے جو مستقل اخراجات ہیں۔ وہ ناگزیر  
ہیں۔ ان اخراجات کی تخفیف کو یا مشن کو خدا کے بندہ کرنا کہ مشن اس وقت ایک کثیر رقم کا جو سات آٹھ لاکھ  
پانچ لاکھ تک گزرتی ہے۔ اپنے سرمایہ محفوظ کا مقروض ہو چکا ہے۔ مشن دو کنگ انگلستان دلاہور کے ماہواری  
مستقل اخراجات چاہیز اردو پلے کے لگ بھگ ہیں۔ جب تک برادرانِ اسلام ان تنقل اخراجات کے مقابل  
مستقل ماہوار امداد کا اہتیار کر لیں۔ اس وقت تک مشن کی مشکلات خور و حل ہو جاتی ہیں۔ اُمید ہے کہ اسلام  
سے دور رہنے والے احباب اس کا رخیہ کی مستقل ماہوار یا یکمشت امداد فرما کر وہاں حسابات ہوں +

آخر میں ہمارے دل دھاری کہ اس مشن کے بانی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کو جو اس وقت بعض  
عواجن کی وجہ سے پھر سبجہ علالت ہیں شفا دعا لے کر کامل عطا فرمائے۔ تاکہ تفسیر القرآن کا جو اہم کام  
انہوں نے سال کو ختم شروع کیا ہے۔ اسے خود ہی پایہ تکمیل تک پہنچائیں +

خواجہ عبدالغنی  
سکرٹری دو کنگ مسلم مشن ٹرسٹ

## عالیجناب الحاج رایت آنر بیل لارڈ سیلے فاروقی لکھنؤ

اُردو میں وہ بصیرت افروز خطبہ صدارت

پاپے جیمز کے کوال انڈیا سٹین کا نفرین و صلی کے حلا میں

بڑا انگریزی نگریزی پڑھا۔ خطبہ ہم پر ایک نظر میں ہوتا ہے۔ اس خطبہ میں سلام کے کسی پہلو کو بھی ماضی لارڈ صاحب نہیں چھڑا۔  
محل صفحہ ۲۲ میں۔ یہ آگے سے لکھتے آئے یہ خطبہ مفت ارسال ہوگا +

در خواص صفیں بشا و سیکرٹری دو کنگ مسلم مشن ٹرسٹ لکھنؤ



# ممالک اسلامیہ کی سی

از عالمی عرب الکرم صناعی غزنی ایم ایل سی کلکتہ کے قلم سے

ربما عظم الشیاء کے جنوب مغربی کنارہ پر ایک جزیرہ نما ہے۔ اس کا شمالی بق دوق صحرانوی بعض مقامات پر یہ ہے کہ ایک سمندر بن گیا ہے۔ باقی ممالک سے اس کو مکمل طور پر علیحدہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اہل عرب کے اس جزیرہ نما کو جزیرہ قرار دیدیا۔ اور جزیرہ العرب کے نام کو اس کو چکا کرنا مناسب سمجھا گیا نہ تھا کہ ماورائے یردن اور شام کا جنوبی حصہ اور عراق کا تمام ملک عرب کے اندر شامل تھے۔ اور میر یا کا شمالی حصہ شام کے نام سے پکارا جاتا تھا، بحرہ قزقم کا کنارہ ایسے موتیوں اور مونگوں کی جھال رہتا ہوا ہے جو بحری سفر کیلئے خطرناک ہے اس جزیرہ نما کا زیادہ سے زیادہ طول ۲۰۰ میل ہے تمام قریب میں جو جزیرہ لاکھ (۱۳۰۰۰۰) میل پر مشتمل ہے، قریباً نصف میں صحرائے شام صحرائے لقوہ اور صحرائے الاصنا آجاتا ہے۔ زانوس سے یہ ملک قبریں چٹا ہے۔ اور زیارتیں متحدہ امریکہ کو بھی جو دریا ئے میسی کے مشرق میں واقع ہیں بڑا ہے +

اس جزیرہ نما میں حبشہ کی حکومتیں پائی جاتی ہیں، حجاز، شمر، الاحسا، نجد، عیر اور یمن ان کے علاقہ کویت اور عمان کی نیم خود مختار ریاستیں ہیں جن کے سلطنت انگلشیہ کے ساتھ معاہدات ہیں اور عدن کا علاقہ جو برطانیہ کے زیر حفاظت ہے۔ اور کنارہ کی نام نہاد متہمد قومیں جن میں کم و بیش خود مختار قبائل آباد ہیں اور حضرموت کا علاقہ جہیں اس کے اپنے قبائل ہیں۔ باقاعدہ مردم شماری نہ ہونے کی وجہ سے کل آبادی کا ہیکل تخمیناً طائفہ جوں کا یا گیا ہے۔ وہ آٹھ لاکھ سے ایک کروڑ تک پہنچتا ہے +

اٹھارہویں صدی میں نجد ایک خود مختار ریاست تھی بعد میں وہ ترکی حکومت کے ماتحت آگئی، لیکن ۱۹۳۳ء میں پڑوسی سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے ترکی حکومت کے جو آگے اٹھا رکھ دیا۔ اور صوبہ الاحسا کو ترک کر دیا۔ نجد کے بڑی حکومتیں سعودی عرب کے آٹھ لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی ہیں جو صحرائے لقوہ اور الاصنا اس کے اندر ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں سلطان ابن سعود نے شمر کے علاقہ کو بھی جس پر خاندان رشید کے شہزادے مکران تھے اپنی مملکت میں شامل کر لیا، ترکی حکومت کے زوال کے بعد حجاز کو خود مختار سلطنت قرار دیدیا گیا لیکن ۱۹۲۵ء میں سلطان ابن سعود نے حجاز کو مکمل طور پر فتح کر لیا۔ اس طرح اب حجاز، نجد، الاحسا، شمر اور عیر کے علاقے جو

قریباً تمام یورپ پر مشتمل ہیں۔ مسیحی سلطان عبدالعزیز ابن سعود کی زبردست شخصیت کے زیر نگین ہیں +  
مگر جو عرب کا دائرہ الخلافہ ہے دنیائے اسلام کا مرکزی مقام ہے۔ اور مرکزہ ارض کے چاروں گوشوں  
ہر سال لکھو لکھو مسلمان حج کیلئے وہاں پہنچتے ہیں۔ دو اور شہر جو مسلمانوں کے نزدیک مقدس سمجھے جاتے  
ہیں۔ مدینہ اور قدس یا یروشلم ہیں جو حاجیوں کی زیارت گاہ ہیں +

حج ہر مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کے پاس آمد و رفت کے  
اخراجات اور غیر حاضری میں گنبد کی پرورش کیلئے کافی روپیہ اور سامان ہونے کی تہذیب سالانہ ایام  
کے قمری مہینہ کی نویں تاریخ کو واقعہ ہوتی ہے۔ اور اس طرح ہر سال ۱۱ دن کا اس میں قی ہوتا ہے۔ اور ایسا خاص  
مہرت میں تمام موسم اس پر آتے ہیں حاجی اب کلکتہ بمبئی یا کراچی کو جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔ جہاز پر چڑھنے  
سے پہلے انھیں پیچک اور کالا اس کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ہر جہاز جو ہندوستان کو روانہ ہوجاتا  
اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک جزیرہ سے ہو کر گزرے جس کا نام کامران ہے۔ جزیرہ ان تمام  
جہازوں کیلئے جو جنوب کی طرف سے عرب کو جاتے ہیں قرظیطہ ہے۔ ایک وقت تھا۔ کہ کامران  
کو دیکھتے ہی جہاز پر حاجیوں کی ٹہریوں میں لرزہ ہو جاتا تھا۔ پہلے یہاں پانچ سو سات دن تک جہاز  
ٹھہرتا تھا۔ لیکن اب حالات بہت رو بہ ترقی ہیں۔ اور دو دن کو زیادہ یہاں جہاز نہیں ٹھہرتا۔ اور  
وہ لوگ جو کلکتہ کے بندر گاہ کو روانہ ہوتے ہیں۔ وہ کامران سے بغیر کڑکاوٹ گزر جاتے ہیں۔ اب  
جبکہ ہندوستان کے ایک قانون کے رو سے قرظیطہ کی صفائی لازمی قرار دی گئی ہے۔ یہ تسمیہ  
کی جاتی ہے۔ کہ کامران پر حاجیوں کا روکنا قطعاً موقوف کر دیا جائے +

جس میں مفصلہ ذیل مراسم ادا کی جاتی ہیں :-

**الف**۔ احرام کی حالت اختیار کرتا جیسے شاہ و گدا ایک ہر بے میاں لباس پہنتے ہیں۔ اور جس میں ایک  
ہی قسم کا کپڑا جو دوین سلی یا دونوں پر مشتمل ہوتا ہے پہنا جاتا ہے۔ اور سر کو رنگارنگ رکھا جاتا ہے۔ اس  
غرض کیلئے دو بڑے ترکی توئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ جو حاجی جنوب کی طرف سے جاتے ہیں جو تہی  
کہ ان کا جہاز جدہ کے قریب جبل اللحم کی (جسے جبل اُم القرع بھی کہا جاتا ہے) چوٹی کے نیچے  
پہنچتا ہے، انھیں اپنے معمولی کپڑے اتار کر احرام باندھنا ضروری ہے اور احرام کی حالت میں کھانا پکڑتی ہے  
کہ تمام سفلی خیالات کو دور کر کے حاجیوں کو اپنے خالق کی محبت اور شمل انسانی کی خدمت کے لئے اٹھائے ہیں  
مگر بیش نظر رکھنا چاہیئے +

**ب۔ خیبر ذی الحجہ کے پہلے ایک حاجی حرام بننے لگے۔** کو پہنچ کر اُسے کوہ کے گرد صاف فوٹو منا ضروری ہو گیا۔ کام طویل بن گیا۔ اس کے بعد حاجیوں کو دو پہاڑیوں کے مابین جن کے نام صفحہ اور مردہ ہیں۔ اس موقع پر جو حرم شریف کے اندر ہیں۔ سات مرتبہ نیچے اُوپر دوڑنا پڑتا ہے۔ اس کا نام سہی ہے۔ اور یہ حضرت ابراہیم کی بیوی حاجرہ کے اُس فعل کی یاد گاریں کیا جاتا ہے۔ جب وہ پانی کی تلاش میں کبھی صفحہ اور کبھی مردہ پر دوڑتی پھرتی تھیں۔

**د۔** اس کے بعد ذی الحجہ کی ذی کو احرام باندھ کر عرفہ کے میدان میں صبح سے شام تک کسی وقت جانا ہوتا ہے۔ اگلے دن میرا لاٹھی ہوتی ہے۔ اُس دن باجماعت نماز ہوتی ہے۔ اور حاجی حضرت ابراہیم کی اس قربانی کی یاد گاریں کہ وہ اپنے بیٹے اسمیل کو قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ بھینٹ بکرے یا اونٹ وغیرہ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ یہاں تک حج مکمل ہو جاتا ہے۔ اور ان تمام مراسم کی ادائیگی کے بعد ایک انٹر کو حاجی کہا جاتا ہے۔ حج کی جو ہر سال لکھیں ہوتا ہے۔ یہ غرض ہے۔ کہ دُنیا کے تمام ممالک کے مسلمانوں کی ایک عالمگیر کانفرنس منعقد ہو۔

مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں مسلمان خُدا اِستِعالے کے آگے اکٹھے ہو کر سب سجدہ کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ اور جہاں وہ مساواتِ ثنوت اور دُخا کے عدم بقا کے سبق سیکھتے ہیں۔ اسلام تو وحدانی اور مساواتِ نسل انسانی کا مذہب ہے۔ جیسے نیکی اور نسل انسانی کی خدمت کے کاموں کو ہی صلہٴ عین قرار دیا گیا ہے۔ رنگِ نسل اور خیالات کے اختلاف کو نظر انداز کر کے ہم نسل انسانی کو ایک گنبد سمجھ لیا گیا ہے۔ فی الحقیقت مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے پیغمبر سب قوموں کی طرف بھیجتا رہا ہے۔ اسلام کے رُوسے تمام لوگ خواہ وہ کسی زمانہ سے متعلق رکھتے ہوں نیکی اور صداقت پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ اور جو شخص نیکی کا کام کرے وہ مسلمان ہے۔ اس کیلئے صرف نیکی رہنما رہے۔ محمد اور بعد ازاں جو خیر ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ اُس کا سکہ کے منہ ہیں۔ اسی برضا شے آئی ہونا۔ اور مسلمان ہی ہے جو خُدا تعالیٰ کا کمال مطیع اور فرمانبردار ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل اور تحصیلِ علم کو بہت بڑا مرتبہ پایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ تحصیلِ علم کا ایک گھنٹہ زہد و عبادت کے گئی گھنٹوں سے بڑھ کر ہے۔ اور کہ ایک عالم کی سیاحتی شہید کے عُقن سے بڑھ کر مرتبہ رکھتی ہے۔ اور اُس کا علم حاصل کر دینا ہمیں اُس کے لئے چین تک جانا پڑے۔ کعبہ جو خُدا کا گھر ہے حرمِ مطہر کے قرنیٰ کنارہ کے قریب ہے۔ اس پر ایک مٹا سیاہ غلاف چڑھا ہوا ہے۔ جو ۱۹۲۶ء تک قابو میں بنایا

جاتا ہو مغربی ممالک، منسی آجاتی ہو کیونکہ یہ کوئی عالمی نہیں۔ بلکہ کعبہ کا خلافت ہوتا ہے +  
 ۱۹۳۱ء کا گم ۱۹۳۱ء کے گم کی ایک خوشگوار صد ہے جس دن ملک کی عنایت حکومت  
 ایک مطلق العنان بادشاہ کے قبضہ میں آئی ہے۔ امن اور حفاظت ملک کے ایک سرے کے دوسرے  
 سرے تک پھیلی ہوئی ہو سیکو پلائی بھی اب بن گئی ہے جس نے ایسی موٹروں کا اختتام کیا ہے جن  
 میں پانی اور فیٹائل بھری ہوتی ہو۔ اور سڑکوں پر اس کے چھو کا دکھیا جاتا ہے، حرم لیسن جہاں موٹریں  
 اور تیل کے ڈیسے جلائے جاتے تھے۔ اب وہ بجلی کی روشنی کے جگمگ کر رہا ہے +

خلیفہ ماروں رشید کی ملکہ زبیدہ نے ملک اور مدینہ کے شہروں کو پانی بہم پہنچانے کیلئے ایک تعمیر  
 کردی تھی لیکن پانی کا جو کارخانہ انھوں نے بنایا تھا۔ اس کو دیوان کر دیا گیا۔ لیکن ابن سعود کے عہد  
 حکومت میں قدیم کارخانہ بہر سانی آب کو پھر چلا دیا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ بہت سے مقامات پر  
 متعدد ڈیوبیل بھی کھودے گئے ہیں جس کا نتیجہ ہے۔ کہ کاحیوں کو اب پانی خریدنا نہیں پڑتا اور  
 پانی کا قطاب باقی نہیں رہا بجلی پیدا کرنے والے آلات لگا دیئے گئے ہیں۔ اور برفاب مل سکتی ہے +  
 لیکن سب سے بڑا انقلاب جو میری گذشتہ آمد کے بعد واقعہ ہوا ہے۔ وہ موٹروں کا چلنا ہے۔ ۱۹۳۸ء  
 میں جب پہلی مرتبہ یہاں آیا شاہ حسین نے نہایت مہربانی سے میرے جدہ سے مل جانے کیلئے سواری  
 بھیجی۔ اور میں نے یہ میل کا فاصلہ ایک اونٹ کی پیٹھ پر شغف میں چوبیس گھنٹہ میں طے کیا  
 اب ہنر جیسی ابن سعود نے موٹر کار بھیجی جس پر میں دو گھنٹہ میں ملکہ پہنچ گیا۔ وہ ناقابل گڈ مچر جھوٹ  
 اونٹ کی پیٹھ پر بڑی مشکل سے عبور کیا جاتا تھا۔ اب موٹر کاریں ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک  
 اس کو عبور کرتی جا رہی ہیں +

منامیں ایک شخص ہوئیں ملا جو ہر پہلو سے عربی موم ہوتا۔ لیکن اس کی انگریزوں کی سنی آنکھیں اسکو  
 ظاہر کرتی ہیں، عیسائی اللہ قہی ہے۔ جو اس سے قبل انڈین سروں میں رہ چکا ہے۔ ایک دلچسپ  
 انسان جن کو میں ملائی ہوا۔ امیران اللہ خان سابق امیر افغانستان تھے وہ بھی وہاں میرے ساتھ گھاموں  
 میں سے تھے +

باقی آئندہ

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایک جھلک

بقلم شیخ مشیر حسین صاحب ڈاٹ بی بیٹریٹ لاء عریس گد یا

یہ بالکل ناممکن ہے کہ یہاں ہتھوڑے سے وقت میں دنیا کے بے نظیر انسان کے کئے و کما کی تفصیل کے ساتھ بیان کر سکیں۔ ہم کو کسی دوسرے انسان کا علم نہیں جو زندگی کی مختلف حالتوں میں بی بی آدمیت کے اس تیمم بچہ کا وقت گزار سکے۔ اور غالباً تاریخ میں دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے تمام زمانوں اور تمام ممالک میں بنی نوع آدم کی اس قدر کثیر تعداد کی محبت اور فاداری حاصل کر لی ہو۔ آنحضرت ایک تیمم تھے۔ اس کے بعد ایک ہی پھر عرب کے پہلے شہر کے شہری اور اس حیثیت سے آپ لوگوں میں اکلادھین کے لقب سے مشہور ہوئے یعنی امانتدار، پھر غار حرا میں ایک نرالا اور خیالی آدمی پھر توحید کے مبلغ، اقدار عالمگیر نبی، سپاہی، ایک مخلص جماعت کے سردار جو خدا کی خدمت کیلئے وقف تھے، محاکمہ مخلوق کی خدمت کرے۔ اور اسے بلند کرے، ایک مدبر، نہایت جمہوری اور اشتراکی حکومت کے سردار، پھر ایک زبردست منظم، محقق اور سردار قوم۔ دنیا میں دوسرا آدمی کوئی نہیں جس کی زندگی کے مجزوی واقعات اس تفصیل کے ساتھ ہیں معلوم ہوں۔ اور جن کو مختلف اقوام کے اس قدر لوگوں نے قلمبند کیا ہو۔ اب کوئی شخص ایسی فرقہ پرست زندگی کے مختلف پہلوؤں پر چند منٹوں یا گھنٹوں یا دنوں میں پورے طور پر کس طرح روشنی ڈال سکتا ہے۔ پس میں آپ کی زندگی کے صد ہا کارناموں میں سے صرف بعض پر روشنی ڈالوں گا، جو میں سمجھتا ہوں ہر مذہب، اور ملت کے لوگوں کو پسند آئیں گے۔

سب سے پہلے میں آپ سے یہ دعا است کر دوں گا۔ کہ آپ آنحضرت کے تختل الہ پر عزم کریں جو خود خدا نے آپ کو دیا تھا۔ آپ کا تختل الہ سائیفک ہے معقول ہو اور نہایت بلند لیکن اکھٹا ہو۔ ”مختل“ کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہو۔ اور قرآن تو حید اسی پر ایک شاندار شہادت ہے۔ مگر اسے سچے سچے نبیوں کی پرستش کو رد کر دیا۔ نیز آدمیوں اور ستاروں کی پرستش کو

اس بناء پر کہ جو قابلِ قربانی ہے۔ وہ ضرور تباہ ہو گا۔ اور جو پیدا ہوا ہے ضرور مرے گا اور جو طلوع ہوا ہے ضرور غروب ہو گا۔ انہوں نے کائنات کا خالق ایسی ذات کو تسلیم کیا جو غیر محدود اور ازلی ہے، بغیر صورت اور مکان کے بغیر اولاد یا منشا بہت کے ہے۔ اور ہمارے پوشیدہ خیالات میں موجود ہے اپنی ذات کے نقائص سے موجود ہے۔ اور اپنے اندر مستحکم اخلاقی اور ذہنی کمال حاصل کرتا ہے۔ قرآن کے مفسرین نے ان حقائقِ عالمیہ کو کھنڈتِ حاکم ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ایک فلسفی خدا پرست کہسانی مسلمانوں کے عقیدہ کو تسلیم کر سکتا ہے۔

اس سائنٹیفک زمانہ میں خدا کے معنوی تصور سے بڑھ کر اور کیا چیز قابلِ قدر ہو سکتی ہے؟ ایک ایسا خدا جو نہ نسلی ہو نہ قبیلہ کا نہ لاشکل انسان اور نہ کسی طرح محدود اور نہ کسی مخلوق سے کمتر۔ آنحضرت کا تصور الٰہ نہ صرف معنوی اور بلند تھا۔ بلکہ انسانی ذہن احساق اور تمدن کی ترقی کیلئے بھی مفید تھا۔ خدا کی صفات جیسی گراپ نے سمجھی تھیں کہ اگر ان پر خلوص کے ساتھ ایمان لایا جائے تو انھوں نے ان انسانوں کی فطرت بدل دی جو پہلے حیوانات سے مثل تمیز ہو سکتے تھے۔ اسی تصورِ باری کی بدولت آنحضرت نے عرب کے بدکار اور بدیہی فرقہ وارانہ چلانے والوں کو جو پہلے ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے اور نہ ان میں کسی قسم کا اخلاقی اور تمدنی ضابطہ تھا۔ فرشتہ صفت پرستیزگار اور شجاع بنا دیا جو حیوانات پر بھی رحم کرنے لگے۔ اور سلطنتوں کے بانی، عظم و حکمت کے رتبہ کرنے والے تہذیب و تمدن کے مجدد، عالم فائدہ کے بڑے کام کرنے والے عالیشان محل بنانے والے حیرت انگیز اداروں کے منتظم اور بنی نور آدم کے عمن اعظم ہو گئے۔ ہر شخص جو قرآن میں صفاتِ الٰہی کا مطالعہ کرتا ہے ان مبنیادی ذرائع کو سمجھ سکتا ہے جن کی بناء پر آنحضرت نے یہ حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا تھا۔

دوسرا کام عالمگیر مہربانی کا جو آپ نے کیا یہ تھا کہ آپ نے علم کیلئے ایک بھنے والی پیاس لگا دی۔ اس طرح انسان کو نہ صرف بہت سی سائنس کی غنی باتوں کو کھولنے کے قابل بنا دیا۔ بلکہ اس سے اس قابل بنا دیا۔ کہ وہ کائنات کے انتظام میں اپنی جگہ پہچان سکے علم اور فضیلت اس کے بزرگ برہمنوں اور پڑتوں کا اجارہ نہیں رہا۔ کتابِ فطرت اور انسانی ہاتھ کی لکھی ہوئی کتب میں دونوں آپ انسانوں کے سامنے کھل گئیں۔ بلکہ دونوں کیلئے بھی۔

دو تہندوں کے اور غریبوں کے لئے بھی اہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی علم ایسا تو صحیح مسلمانوں نے کامل علم حاصل نہ کیا ہو +

مسلمان علماء نے تاریخ جغرافیہ خالص اور مخلوط ریاضی سائنس آرٹ طبعیات فلسفہ طب کیمیا اجتماعیات علم نباتات علم الارض تاریخ موالید مسکجات جو اہرات خلافت زراعت علم سنن اہ سیاحت وغیرہ پر اس زمانہ میں کتابیں لکھیں جبکہ معلوم کا چرچا نہ تھا۔ اور ہر قسم کی سائنسٹیک تعلیم گمشدہ سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ بعض اوقات جادوگری سے تعبیر کی جاتی تھی + تیسری برکت جو آپ نے عطا کی یہ تھی کہ آپ نے ہر شخص کو اپنے اقبال کا ذمہ دار قرار دیدیا۔ اس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اس طرح آپ نے اہلیت کو اس بیماری سے پاک کر دیا۔ جو ضد اور بند سے کے درمیان جسمانی سزا اور پادریوں کی وساطت کو حائل کرتی تھی اور انسان کو نیک اعمال کے بجائے رسوم ظاہری کا پابند بناتی تھی۔ صدیوں تک یورپ میں یہ بحث رہی کہ ایک آدمی جو جناب یسوع سے پہلے پیدا ہوا یا بعد میں لیکن اس نے پیغمبر نہ پایا۔ تو خواہ اس نے یسوع کا نام نہ بھی سنا ہو کیا وہ نجات پا سکتا ہے؟ آخر کار یہی فیصلہ ہوا کہ کوئی شخص بغیر یسوع کے نجات نہیں پاسکتا۔ اس طرح لاکھوں انسان بلا قصور اپنی ہلاکت کے مستوجب بنا دیئے گئے۔ اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ نیکی دَر بھر بھی ضائع نہیں ہوتی۔ اور ہر عورت مرد اور بچہ اس نیکی کا جو اس نے کی ہوگی پورا فائدہ حاصل کر لے گا۔ اور ہر بچہ پاک اور مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ اور ذمہ داری اور بلوغت کی عمر تک پاک رہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر آزاد دی ضمیر کا کوئی پروانہ نہیں جو قرآن شریف کی ان آیات میں مذکور ہے۔ اور یہ کتاب خدا کا آخری پیغام ہے +

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ  
مِنَ الْإِسْلَامِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمَلٌ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
وَكُلَّ خَوْفٍ وَكُلَّ هَمٍّ يَحْزَنُونَ ۝۱۲

جو لوگ ایمان لائے اور جو یہود یا نصاریٰ یا صابی ہیں جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک کام کر لے گا تو اللہ کے نزدیک اُن کا اجر مقرر ہے۔ اور نہ انہیں خوف ہو گا نہ وہ

رجحیدہ ہو گئے (۶۲:۲)

دوسری آیت یہ ہے ”اکبر اے فی الدین“ مذہب میں زبردستی نہیں ہونا حضرت سلیم نے نیک اعمال پر ہمت زور دیا ہے۔ اور آنجناب کا یہ سینہ نظر خاصہ تھا۔ اور غالب آپ کی گامیابی کی بنیاد تھا۔ کہ آپ جو کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے! ایسا ہوا کہ ایک عیسائی حاتم نامی کی بیٹی جو سخاوت میں مشہور تھا، جنگی قیدی بن کر آپ کے سامنے حاضر ہوئی۔ آپ نے اُس کے ساتھ کمال مہربانی کا برتاؤ کیا۔ اور محض اسلئے کہ وہ ایک نیک آدمی کی بیٹی تھی اور حضرت اُس کو بلکہ اُس کے قبیلہ کے سارے آدمیوں کو رہا کر دیا۔ اور کوئی رقم قدیہ نہ لی۔ عیسائی حاتم کا نام مسلمانوں کو معلوم ہے۔ اور آج بھی اُن کے لڑ بچہ میں پایا جاتا ہے جو جس طرح پاری فرخیزاں کا نام عدالت کیلئے مشہور ہے۔ جو ایران کا بادشاہ تھا۔ اسکا مر اور بانیئے اسلام نے ہمیشہ خود کی قدر کی ہے خواہ وہ کہیں ہو۔ اور کسی آدمی میں جو بلا امتیاز رنگ و نسل مذہب کے اسلام کی نظریں اُن چیزوں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ کیونکہ تمام انسان ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ کان الناس اُممۃ واحده کل انسان ایک ہی جماعت ہیں +

مذہبی رواداری کی نوع اس سے آگے نہیں جا سکتی۔ جہاں تک آنحضرت اُسے لیکے آج نے اعلان فرمایا۔ کہ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں ڈرانے والا یا ہادی خدا کی طرف سے آیا ہو۔ اور اُن تمام ہادیوں کی عزت کرنا اور انھیں تسلیم کرنا چاہئے۔ چنانچہ قرآن شریف میں بار بار آتا ہے۔ کہ انبیاء میں تمیز نہ کرو +

ضمیمہ کی آٹا دی حاصل کرنے کیلئے آنحضرت نے رُوم ظاہری کو مذہب میں کوئی درجہ نہیں دیا آپ خود عمل کرنے والے تھے۔ اسلئے آپ نے اعمالِ حسنہ پر بڑا زور دیا۔ قرآن شریف فرماتا ہے لیس البر ان تولوا وجہکم قبل المشرق والمغرب والکن البر من امن باللہ والمسلکة والکتاب والنیین والی المال علی حنیئہ ودوی الضریۃ والیتیمی والمساکین وابن السبیل وسائلین وفی الرقاب واقم الصلوۃ واتی الزکوۃ والموقون بعہدہم اذا عہدوا والصابرین فی الباس والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ہم المستقون



نیکی یہ نہیں ہو کہ تم اپنا مرنے مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف لیکن نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ یوم آخرت ملائکہ الکتب اور انبیاء پر ایمان لائے۔ اور خدا کی محبت میں اپنی دولت دشتہ داروں یتیموں حاجتمندوں مسافروں گداؤں کو دے۔ اور قیدیوں کے چھڑانے میں صرف کرے۔ نماز پڑھے زکوٰۃ دے۔ اور وعدہ وفا کر نیوالے جبکہ وہ وعدہ کریں۔ اور تکلیف اور مصیبت میں صبر کریں۔ اور خصوصاً جنگ کے وقت یہ وہ لوگ ہیں جو صادق ہیں۔ اور یہی لوگ متقی ہیں (۱۷۷: ۲)

ہر مذہب میں ایسے لوگ تھے جو نجات کو اپنے ہم مذہب لوگوں میں محدود کرتے تھے چنانچہ قرآن شریف نے تنبیہ فرمائی :-

”وہ کہتے ہیں کہ سوائے یہود اور نصاریٰ کے اور کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ ان کا خیال ہے! اے رسول تو کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو تو نبوت پیش کرو۔ بیشک جو خدا کا ہو رہیگا اور نیک عمل کریگا۔ وہ اپنا انعام خدا سے پائے گا۔ اور نہ اسے سخت ہوگا نہ ملال“ +  
ان لوگوں کو جو قربانی حیوانات کی کر کے ریخیاں کرتے تھے۔ کہ انہوں نے خدا کو خوش کر دیا اس طرح قرآن نے سمجھایا کہ جانوروں کا خون یا گوشت خدا کی نظر میں قابل قبول نہیں ہے بلکہ خود ان کی قربانی اور تقویٰ +

ایک اور عظیم کام جو آنحضرتؐ نے کیا (خدا آپ کو ہمیشہ کامیاب کرے) یہ تھا۔ کہ آپؐ نے وحدت نوع انسانی کو مضبوطی اور عہدگی کے ساتھ قائم کر دیا۔ اور آپؐ نے اپنے پیروں میں سے تو ہمیشہ کے لئے رنگ نسل قوم ذات اور ملک کے امتیازات فنا کر دیئے اپنے انسان کے جماعی اور سیاسی اداروں کی بنیادوں میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اور آپؐ نے صدیوں پہلے تمام یورپین سوشل مصلحین مثلاً کارل مارکس روسو اور اشتراکیت کا جدِ ترمین مصلح لیٹن وغیرہ کے اقوال و خیالات کو اپنی تعلیمات میں پیش کر دیا۔ چنانچہ پروفیسر لیک کہتے ہیں :-  
یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ جبکہ تمام دنیا میں عجمی کی سنت کا شکا دہی۔ اسلام نے لازمی اخوت اور مساوات کا اعلان کیا۔ اسلام کے مقدس بانیؐ نے کیا خوب کہا ”خدا کے سارے بندے اس کے خاندان کے افراد ہیں۔ اور خدا کا محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کی مخلوقات کے

ساتھ سب سے زیادہ محبت کرتا ہے +

مگر کسے بین الاقوامی اجتماع سے بڑھ کر ابھی تک دنیا میں کوئی دوسرا اجتماع نہیں ہوتا جو سالانہ تیرہ سو پچاس سال کی جمع کے موقع پر ہوتا ہے۔ اس موقع پر لاکھوں عورت مرد ہر قسم کے شاہزادے کا شتکا، اُصناف اور مرد و دور آقا اور عِلاّم مختلف ممالک سے آتے ہیں لیکن باوجود اختلاف مراتب و نسل و رنگ سب کے سب ایک طرح کا سادہ بغیر سلا لباس پہنتے ہیں۔ ننگے سر ننگے پاؤں مرکز ہی مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور انسان خدا کے حضور میں اسلامی اخوت و مساوات کا ایک اثر انگیز منظر پیش کرتے ہیں۔ یہ رسم دوحی طور پر وحدت نسل انسانی کا اثبات کرتی ہے +

آخر میں اس نیکی کا ذکر کر دینگا۔ جو آپ نے بنی نوع آدم کے ساتھ شراب کو ممنوع قرار دے کر کی ہے محض آپ کے دم قدم کی برکت سے لاکھوں کروڑوں انسان اس ناپاک نشے سے گزشتہ چودہ سو سال میں محفوظ رہے ہیں۔ یہ نشے اگرچہ ذلیل ہے مگر انسان کیلئے بڑی کشش رکھتی ہے۔ اور خود انسان نے ایجاد کی ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے۔ کہ آج امریکہ میں مستامعی قانون کو نافذ کرنے میں کس قدر مشکلات پیش آرہی ہیں کیا یہ عجیب نہیں ہے کہ انحضرت صلیہم نے محض اپنی حلالی قوت اور ربانی تائید سے تمام مسکرات کا استعمال ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے پیروں میں جو کر دہوں سے زیادہ ہیں بند کر دیا +

آنحضرت صلیہم کی زندگی اس سے بہتر نہیں بیان کی جاسکتی۔ جو کہ خود خدا نے آپ کی پیغمبری کے متعلق بیان کی ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور اے محمد ہم نے تجھ کو انہیں بھیجا جو تمہارا رحمت بنا کر۔ ہر اس شخص کیلئے جو آپ کی مدد کا خواستگار ہوگا۔ بی بی آمنہ کے لال نے ہمیشہ اسکی مدد کی۔ اور اپنے کو سب سے زیادہ ترجیح ثابت کیا آپ کو یتامی پر ہست شفقت تھی۔ اور ان کے علاوہ آپ مسافروں، مفروضوں، مفلسوں، قیدیوں، مزدوروں پر بھی بہت مہربان تھے۔ آپ عورتوں کے حق میں بھی رحمت تھے۔ اور اس زمانہ میں عورت کو ہر مذہب اور ہر ملت اور ہر سماج میں محض اپنا ننگی سہاگ کی حیثیت دیا کرتی تھی +

اور آخر میں ہم سب سے قبل اللہ تعالیٰ علی محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین +

# اسلام اور یورپ کی موجودہ نسل

از عمر عراف المرئیقل صاحب

(مترجمہ ڈاکٹر ذکی بے صاحب از زبان جرمن)

لوقٹ منجانب مدیر اسکا مل (یورپ) :- کوئی دو سال کا عرصہ ہوا کہ برین المرئیقل صاحب جو ملک آسٹریلیا کے ایک نئے اب میں مشرت بہ اسلام ہوئے ان کی زندگی کی بڑی خوشی ہے کہ شہری آباد دار الخلاؤ ملک آسٹریلیا میں ایک مسجد تعمیر ہو چکا انہوں نے ایک سرائی بھی قائم کر دی ہے۔ جو ترقی اسکالہ میں کو خاں ہر اخصمون کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اسکالہ کے مقہوم و منشاء کو خوب دلچسپین کر لیا ہے اور انہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ موجودہ یورپ کی روحانی اہمیتوں کو صرف اسلام ہی پورا کر سکتا ہے +

## حصہ اول

مطالعہ اسلام کو ان تین بنیادی پہلوؤں کا انکشاف ہوتا ہے :-

(ا) اسلام کی روحانی تعلیمات جو پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائیں +

(ب) اسلام کی مذہبی رسوم و عبادات کی وہ شکل و صورت جو حضرت محمد رسول خدا نے

ابتداء میں قائم کی اور جنہیں بموجب ایمانیت ہی خفیف سا تغیر واقع ہوا ہے +

(ج) اسلام کا طرز معاشرت جو امت اور ان کا کس قدر حصہ اسلامی تعلیمات اور مذہبی روایات کے ذریعے خود

میں آیا۔ اور تکمیل کو پہنچا۔ وہ قومیں جو اسلام لے آئیں ہمیشہ ہی اسلامی روایات اور طرز زندگی سے

مؤثر ہوتی رہی ہیں۔ مگر انہوں نے اسلامی شعاریں قدر سے رد و بدل ہی کر لیا ہے +

اسلامی تعلیمات کا تجزیہ یہ کہ ان میں جملہ احکام الہی سے متعلق محبت و تفہیم کا نہایت ماسی

دور رس وغیرہ موجود ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان میں تمام انبیاء علیہم السلام کو صاف طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے +

اس کا دوسرا پہلو یعنی اسکالہ کی مذہبی صورت و ادیان میں کی ایک ایسی جامعیت کا نمونہ پیش کرتا ہے

جس کا دائرہ عمل فقط روحانی اثر تک ہی محدود ہے۔ اسلئے کہ اس میں کسی ایسے نظم و کردہ اخبار کا

وجود ہی نہیں۔ جسے سیاستی میں خل ہو۔ یہ دونوں خصائص تو فقط اسلام ہی کا خاصہ ہیں۔ اور  
اقاب ہم مذہب کے مجملہ مومنین صادقین ہستی باری انھیں مذہب حق کی علامات سمجھ کر ان کے جو یا ہوئے ہیں  
باوجود اس کے اسکا ہر کو یورپ میں بھی تک عوام میں مقبولیت کا کوئی خاص درجہ حاصل نہیں ہوا ہے  
چند ایک ممتاز ہستیوں کے جیسے فیصل فرڈرک سوم، نیشنل جرنل، کیوینس۔ کولون کا اسقف اعظم۔  
گوٹھے نیپولین اول، وغیرہم جو اسلام کے بڑے دلدادہ تھے مگر انفرادی طور پر اپنے اپنے وقت  
میں لے دے کے صرف یہی لوگ ہیں جو اسلام کے مداح تھے +

اس کا سبب کہ کریں اہل یورپ نے ابھی تک اسلام کا صحیح اندازہ نہیں کیا۔ اسلامی تربیت کی  
علامات اور اسکی تہذیب کی شعاری اشکال میں جو مسلم اقوام مرض و جود میں لائیں مضرب ہے +  
ان اقوام کی محض تربیت اور تہذیب کو اہل یورپ نے غلطی سے بھٹا سا بلکہ سماندانہ یا شیطانی  
سمجھ رکھا ہے۔ سیاسی اشتعال انگیزیاں اور بیجا حمایتیں یہ ناپسندیدہ رجحان پیدا کر دیا ہے۔ اور اگر ہم خود سے  
کذب افرا کا لحاظ بھی کر لیا جائے تو بھی اس کا بیشتر حصہ اب بھی نئے الزامات قائم ہے۔ صفت آئندہ میں  
میں اس غلط فہمی کے سبب کی توضیح کرنے کی کوشش کرونگا +

قدماٹے یورپ کے خیال میں تو اسلامی طریق ازدواج از قسم گٹ ہے۔ اسلامی رسوم۔ طرز لباس۔ سبب  
منزل صنعت و طرز تعمیر۔ جشن پریشنا اور وہیں نمازیں بھی پڑھ لینا۔ اور دیگر اسلامی طریقہ بے عبادت  
ان لوگوں کے خیال میں نامذہب اور وحشیانہ ہیں۔ مگر زمانہ گذشتہ میں بہت سے یورپین اس تطابق کو دیکھ کر  
دنگ رہ گئے ہیں جو اسلام میں عقاید و اعمال نصیبین اور انکی تحصیل میں پایا جاتا ہے۔ مگر اسلام کے ان  
مدار مبعصروں کو بھی سمجھی خیال نہیں آیا۔ کہ ہم اپنی مخالفانہ تنقید کو اہل یورپ کے زاویہ نگاہ کی تردید میں  
صرف کریں +

لہذا یورپ کی موجودہ نسل کے ذمہ یہ کام باقی رہ گیا ہے۔ کہ اسلام کا صحیح مفہوم حاصل کیا جائے۔ حقیقت  
تو یہ ہے۔ کہ اس نے اس مفہوم کو حاصل کرنا شروع بھی کر دیا ہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں اس نسل نے  
منزل تہذیب کی سخت ناکامی کو دیکھ لیا ہے۔ اور اس کا یہ سوال باطل سمجھا ہے۔ کہ کیا یہ بات قرین انصاف ہے  
کہ ایک ہی طرز تربیت کو تسلیم کیا جائے۔ اور تربیت کا دیگرہ کو بالائے طاق رکھ کر صرف اسی کی پیروی کی جائے  
اس کو تو بحث نہیں کہ یہ نصیبین قوم گاتھ کے انسان کی ذہنیت ہے یا عادل انسان کی

پُر مبالغہ قابلیت جس شے کی موجودہ نسل کو تلاش ہو رہی تو خوش عمل مطلوب اور مدعا میں کبھی تک نہیں آتا اور مطابقت ہے۔ ہمیں اس مادیت کی تو ضرورت نہیں جو یک سمتی متحاذ از حد سچی کو کسی طرح کم نہیں بلکہ ہر مادی شے کو روحانیت میں۔ جنگ دینے کی غرض کو ہماری جملہ مساعی میں صداقت درکار ہے۔

موجودہ نسل کے تقاضا ہی کی وجہ سے ایسے حالات صاف طور پر نمودار کئے ہیں جو ممکن ہو کر اسلام کی قدر و منزلت تسلیم کرنے میں غلط فہموں کا اڑا کر دیں یعنی وہ غلط خیالات جو صرف انسان کے لائبریری نقص و کمزوری کے متعلق بھی زندگی کے بلند معیاروں تک اسکی رسائی کے استعداد کی بابت ہیں۔ اور خصوصیت یہ ہے کہ موجودہ نسل کے مطمح نظر ہی کی ہے۔ بلکہ اس تربیت و تہذیب کی بھی جو بذریعہ اسلام وجود میں آئی۔

اسلام میں جن تین کا انسان پابند ہے۔ اُن کا اطلاق ایک بہترین حالت پر ہی نہیں ہوتا بلکہ جو تمام گاتھ قوم کا انسان تمام خواہشات نفسانی کو آزاد ہونا چاہئے یا عامل انسان کیلئے ضروری ہو کر سونے کی لاکھاد مقدار اسکی ملکیت ہو۔ یہ تین تو جملہ احصائے پر حاوی ہیں۔ انکے ذریعے انسان ناقص کیلئے بھی یدکان ہے کہ وہ علم و روحانی قوانین کو سمجھے۔ اور ان پر عمل کرنے کیلئے بطور خود بہترین راہ پر گامزن ہو سکے۔ اسلام پر عمل کرنے والے انسان کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ اپنے اُن بھائیوں کو بھی نیک انسان بنادے جو اپنے زمانہ کے بلند ترین مطمح نظر پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ جو انسان اسلام کا پیرو ہو وہ اپنے زمانے کے نقص غائبندوں کو نہ تو ریاکار متناف کا خطاب دیتا ہے۔ اور نہ ہی تائب گنہگار یا نادام بھی طرے گردانتا ہے۔ مذہب کی اس علیٰ ہم آہستگی میں جو اوسط درجہ کا انسان شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی پر ہم اسلامی تہذیب کے نقطہ نظر کی تشریح کر سکتے ہیں۔

رومن کیتھولک فرقہ اپنے پُر مبالغہ نصیبین کی خاطر اپنے مُقلدین کو ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ مگر وہ بچاؤ جو معمولی انسان سمجھے ہیں۔ اس غیر معمولی بلند مویا تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ لہذا ریاکار بن جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اصل یورپ نہ صرف غایت درجہ کے ناقص نصیبین ہی میں بلکہ مطمح نظر ہر طرح کے ایمان باندوں کے لیے بعد الموت کے بھی مُنکریں۔ اس کے برخلاف اسلام نے روزمرہ کی زندگی میں ان کو روحانی قوانین پر عمل کرنے کا جو طاقت بشری میں پُر مکان پیدا کر دیا ہے۔ اسلام میں اس قسم کی ریاکاری کا جو دہی نہیں۔ بلکہ اُن ایک تہذیبی مگر کامیاب ارتقاء پایا جاتا ہے۔ اُن میں اپنے خیالات کی بذریعہ استدلال توضیح کرتا ہوں۔

اقول ہم اسلامی مسئلہ ازدواج کو دیکھتے ہیں۔ ہمیں قانون یورپ کے زیادہ آسانیاں ہیں۔ مگر اس کو لے کر جیسا کہ اہل یورپ کا غلط خیال ہے عیش و بازی کے اس نواح کی جس پر یورپ میں عملدرآمد ہو رہا ہے تا حد نہیں ہوتی۔ جہاں یہ اسلامی قانون نہ صرف لفظی بلکہ عملاً و حدت ازدواج اور اپنے بیروان کے عکس بھرا ہے۔ یہ قائم رہنے کا حاوی ہے۔ ہمیں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خاص قسم کے انسان کیلئے جن کی تعداد کو تھوڑی ہے مگر طبعی طور پر حدت ازدواج کی زندگی بسر کرنے کو ضرور میں ایک شاہراہ عمل تجویز کر سکتا ہے۔ اسلام انھیں تعلیم دیتا ہے۔ کہ وہ کس طرح انسانی لفظ خیال و نصیب اور تمدنی طور پر یہ ضرور طریقہ کو ہی عورت کا جیسے اپنے خاندان کو کوئی محنت باقی نہ رہی ہو تلافی کر سکتے ہیں۔ بلکہ خاندان پر تہا زاد و دیا نندار پر کر زندگی بھر ایک سے زیادہ بیویوں کی صحیح محبت کر سکتا ہے۔ اسلام بخوبی یورپ ایک ہی طرح کے انسانوں کا خیال نہیں کرتا۔ اور نہ انھیں ماضی ٹھیکرنا ہے۔ یہ تو انسانی زندگی کے مختلف مظاہر کا خیال رکھتا ہے۔

ممکن ہے کہ نصیب العین کسی یورپین کو غلط نظر آئے۔ مگر امر واقعہ یہی ہے کہ اس کے ذریعے اسلام نے اس خود غرضانہ مادیت اور لغت کا ذہن کجبات پائی ہے۔ جن کو ریاکاری اور ظاہر و باطن میں تفاوت پیدا ہو سکتے ہیں + اسلامی قوانین ازدواج ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ مناسب طریق پر زندگی بسر کرنے کی راہ بتاتے ہیں + ایک عورت کو چاہئے خاندان پر ناراض ہو طلاق لینے اور دوبارہ شادی کر لینے کی اگر نکاح ثانی میں اسے زیادہ خوشی حاصل ہونے کا موقع ہو اجازت ہے۔ چونکہ قوانین مختلف اصناف انسان کو مجبور نہیں کرتے کہ وہ جو واقعہ واقع ہیں۔ ان کے خلاف اظہار کریں۔ حالانکہ یورپ میں کثرت ازدواج کی مخالفت کا صریح نتیجہ خفیہ نتائج ہوتا ہے جن کے نتائج خطرناک ہیں۔ لہذا اسلام میں اعتقاد اور عمل میں مطابقت ہے +

اب ہم دوسری مثال یعنی اسلامی صفت کو لیتے ہیں۔ اسلام میں بطور صنعت گری اشیاء مثلاً تصاویر تماثیل یا اولیاء اللہ اور ان کے مناظر حیات کی نقل اُتارنے کی مخالفت ہے۔ لہذا اسلام میں صنعت کی تمام تر توجہ ایسی اشیاء کی ساخت میں صرف ہوتی ہے۔ جو یومیہ زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ اور ان میں مسابیحی شامل ہیں۔ جن کی روزمرہ کی زندگی میں ضرورت پڑتی ہے۔ اس طرح نہ ہی علامات اور انسانی مصنوعات میں ایک ایسا تطابق قائم ہو جاتا ہے۔ جو دوسرے مذہبوں میں مضبوط ہے۔ اسلام میں اولیاء اللہ کے مجسموں کی عدم موجودگی کو یورپ کے فنان پر محمول کیا ہے۔ مگر اصل یہی بات ہے جس نے مذہب اسلام کو اولیاء اللہ کی عکس اور غلط تصاویر کے ذریعہ حانی علامات کی تذلیل سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ انہوں کو وہ خطرناک غلطی دو بلا ہو جاتی جس کی وجہ سے ان اشیاء کو دغاؤں کا برف بنالیا جاتا ہے۔ اس خطرہ کے بغیر ہی جو صنعتی تصاویر پر عاید ہوتا ہے۔ مذہبی علامات کا ذہنی تصور ان کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے +

پابند اسلام انسان کی چال وصال لباس سہاگ منزل اور عادات و اطوار سے ایک اور مثال بھی ملتی ہے۔ قدیم یورپین نسل کو جو یہ چیزیں اس تعلق کی وجہ سے جو مسلمانوں کو نماز۔ ماعنی کام اور کھانا کھانے کے وقت بھی ہمیشہ زمین کے ساتھ رہا ہے۔ جو کہ اس زندگی میں ان کا گھر ہے۔ اور جس پر گھر تمام نوع انسان کا اشتراک ہے غیر محذب اور وحشیانہ معلوم ہوتی تھیں مگر امر واقعہ یہ ہے کہ یہی تعلق زمین بلند پایہ تربیت اور تطہیر ارض کا باعث بنتا ہے۔ اسلامی تمدن تسلیم کرتا ہے کہ انسان جب تک اس دنیا میں رہتا ہے اس پر انکار نہیں کر سکتا۔ کہ میں اسی زمین سے پیدا ہوا ہوں، مسلمان اس یورپین سے زیادہ علم الطبع ہے جس نے ان اشیاء سے جو زمین پر پیدا ہوتی ہیں روگردانی کرنے اور ان کی تحفہ کی وجہ سے اس ارضی تعلق کو فراموش کر دیا ہے مسلمان زمین کے ساتھ منکسر الراجی سے پیش آتا ہے۔ اور خود اس پر بیٹھ کر اس کا احترام و اکرام کرتا ہے نتیجہ اس کا یہ ہے کہ صنعتی حسن کی سارے گھر اور مساجد کے تصور میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ بمقام اسکے زیادہ وسط کے یورپ میں ابھی مصنوعات ملتی ہیں۔ جن سے انکار مادہ ہویدا ہے۔ اور اس کے برخلاف عہد حاضرہ کے حکمے طبیعی میں ایسے صنایع پائے جاتے ہیں جنہوں نے زمین یا مادیت کو ہی اصلیت سمجھ رکھا ہے۔ اور جو حقیقت کے قطع منکر ہیں۔ مگر اسلام میں یہ دونوں قسم کی افراط و تفریط عنقا ہے۔ بلکہ دونوں ایک موزوں صورت میں ملتی ہیں اب ہم تیسرے پہلو یعنی معاشرتی پہلو کو لیتے ہیں +

معاشرتی نقطہ نگاہ یہاں بھی وہی قانون جو ارض اور مہمانی تعلق میں موجود جاری ہے معاشرہ اسلام کے دشمنانہ لحاظ سے اہل مذہب کی طرح منطقی اور خاندانی برتری کی بناء پر غریب کو کبھی بھی انکھنڈ نہیں ہے۔ بلکہ ان کی بھی



# تفسیر القرآن

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب دیوبند پبلشنگ اسلام

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو جلد ۱۸ نمبر صفحہ ۳۱۲۲)

## بائششم زندگی کی پیچیدگیوں کی قسمت

بسا اوقات ہم زندگیوں کی پیچیدگیوں میں محصور ہو جاتے ہیں، گو یا کہ بھول بھلیاں ہیں چھن جاتے ہیں، جس سے باہر نکلنے کا راستہ ہمیں معلوم نہیں ہو۔ تاہم کو علم کی ضرورت ہے کیونکہ جہالت کا خوف ہماری جہالت کو اور بڑھا دیتا ہے۔ بعض اوقات ہم آرام میں بہتے ہیں لیکن یکایک کوئی مصیبت ہمیں آگھیرتی ہے۔ اور ہمارے قیاسات اور توقعات کو ہم برہم کر دیتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہماری زندگی میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ ان غیر معمولی واقعات کی تشریح تو ضروری ہے۔ کیونکہ اس وجہ سے ہم محتاط ہو سکیں گے۔ اور شادمانی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔ اس مقصد کیلئے سائنس ہماری مدد نہیں کر سکتا۔ وہ تو تقدیر یا قسمت کی طرف لڑی کرتا ہے، معلوم ہوتا ہے اور یہ سب بڑی بات ہے۔ اس کی وجہ سے ہم سب گم ہو جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہماری ذمہ داری کا احساس کمزور ہو جاتا ہے۔ سائنس ان کہتے ہیں چونکہ ہر شے مقررہ اصولوں پر چلتی ہی ہے۔ اور واقعات پہلے سے متعین ہیں۔ اس لئے انسانی مصلحت میں بھی یہی حال ہو گا۔ مختصر یہ کہ اگر ہمیں زندگی کی مشکلات سے نکالنے کیلئے کسی روشنی کی ضرورت ہے تو وہ یہاں ہے۔ میں محالہ صاف نظر آتا چاہئے۔ یہ صرف مذہب کا معاملہ نہیں ہے یہ تو تمام دنیاوی معاملات میں بہت اہم جزو ہے۔ اور اسلام ہی پہلے کسی مذہب نے اس معاملہ پر روشنی



ڈالی - نگران ہی نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اور ہم کو اندھیرے میں ٹھوکر کھا جانے سے بچا یا ہے۔  
 بدی اکثر ہمارے پاس بن بلائے آتی ہے۔ اس لئے خدا کے پاس ہر علم آنا چاہئے۔ کہ  
 ہم بدی کا مقابلہ کر سکیں۔ کیونکہ کوئی انسانی فلسفہ اس مسئلہ کا تسلی بخش حل نہیں کر سکا ہے  
 بعض لوگ قسمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جو کہ ایک عربی لفظ ہے۔ اور مستشرقین اس کو تقدیر  
 کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کے لفظی معنی تقسیم کرنا خیال کیا گیا ہے کہ فیوض  
 مقدرات ہیں۔ اور خدا نے پہلے ہی سوائن کی تقسیم کر رکھی ہے۔ بعض کو خیر سے اور بعض کو  
 شر سے حصہ ملا ہے۔ لہذا انسانی کوشش سے دنیا کے انتظام میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور  
 انسان قسمت کے ہاتھ میں کھلملے کی طرح ہے۔ خدا کے کسی نبی نے کبھی ایسی ناپاک تعلیم نہیں  
 دی کہ جس کی وجہ سے ہر قسم کی ذمہ داری اٹھ جاتی ہے۔ بہر کیف اسکے مشابہ تعلیم کلیسیائی مذہب نے ضرور  
 دی ہے لیکن مسیح کی تعلیم نہیں ہے۔ انتھائیسٹس کے زمانہ سے قسمت کا عقیدہ مجاہد کلیسیائی مذہب  
 میں بطور رکن ایمان کے شامل چلا آتا ہے۔ اور ہر سچی گھر میں مردہ بچہ کی ولادت پر یا قبل ہجرت  
 اُس کی وفات پر عملی رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس قسم کے بچوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے  
 کہ خدا نے انھیں ابدی وارث جہنم کا بنا دیا ہے۔ لہذا انھیں غیر مقدس زمین میں دفن کرنا چاہئے۔  
 نئی نوع آدم کی اس تقسیم میں کہ بعض جنتی ہیں اور بعض دوزخی قسمت کی جو آتی ہے +

قرآن میں ایسی ہدایات دیتا ہے جن کی بناء پر ہم اُن دُشوار مسائل کا یکسانی حل  
 کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں یہ تنبیہ کی گئی کہ ہم قوانین کی حکومت میں ہیں اور تمام قوانین غیر قابل  
 تبدیل ہیں جن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اُن کی خلاف ورزی گناہ ہے جس کی پاداش  
 دوزخ میں ہو سکتی ہے۔ پس اگر ہم تکالیف سے محفوظ و آراستہ چاہتے ہیں تو ہمیں انہیں کا احترام کرنا  
 لازم ہے۔ اس ضمن میں قرآن کئی خاص قوانین کا ذکر کرتا ہے جو ہماری زندگیوں پر حکومت کرتے  
 ہیں۔ اور اگر ہم تکالیف اور نا اُسیدی سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اُن کو اپنی نگاہ  
 کے سامنے رکھنا چاہئے +

قوانین تبدیل و مکافات بعض حالات میں ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں۔ لیکن اگر اُن کے متعلق  
 ہمارے خیالات میں گڑبڑ ہو جائے تو پھر سجدہ تکالیف کا دروازہ کھل جائیگا۔ یہ واضح رہنا چاہئے کہ

واقعاتِ خدا کے مقرر کردہ اصولوں کے ماتحت ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ہر شے کا کوئی سبب ہوتا ہے جس کا نتیجہ وہ واقعہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مشیتِ الہی کے ماتحت کوئی فعل بغیر مکافات نہیں رہتا۔ اسی لئے خدا کو ہر شے کا سبب کہا جاتا ہے۔ حالات ہم پیدا کرتے ہیں۔ جو خدا کی مشیت کے مطابق نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بنیاتی دنیا کے قانون کو لیجئے۔ خدا نے یہ قوانین مسئلے بنائے ہیں۔ کہ جو کوئی شخص جب کبھی کوئی چیز جوڑے تو اسے تکمیل تک پہنچائے۔ اس طرح خدا کھیتی کا پیدا کرنا والا ہے۔ لیکن اس کی پہلی علت وہ شخص ہے جس نے بیج بویا۔ اگر ہم برائی کرینگے تو اس کا نتیجہ بھی بُرا ہوگا۔ اور ہمیں اس کا خُسیارہ بھگتنا پڑیگا ۛ

ہم اکثر اس خیال کے ماتحت غلطی کرتے ہیں۔ کہ شاید بُرے نتائج سے محفوظ رہیں گے۔ اسی لئے قرآن نے ہمیں آگاہ کر دیا ہے۔ کہ ہم ایک زبردست نگران کے ماتحت ہیں جو ان تمام خفیہ خیالات اور ارادوں سے واقف ہے جو ہمارے دلوں کے اندر چھپے ہوئے ہیں (۲۸:۲)۔ نتائج کے متعلق ہمیں آگاہ کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ مقررہ قوانین کے ماتحت ضرور ظاہر ہونگے۔ اور اس صداقت کو اس اصول کے ذریعہ سے بہترین طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا اچھے اور بُرے نتائج اپنے قوانین کے ماتحت پیدا کرتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں تین باتیں یوں تلی گئی ہیں (۱) تمام ذمہ داری ہمارے سر پر ہے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے (۲۸:۲)

”لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا أَمْلاً رَسْعَهَا أَلْهًا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ“  
اللہ کسی شخص کو اپنی قسمت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اسی کیلئے کہ جو وہ اچھی کمائی کرے۔ اور اسی پر ہے جو وہ بُری کمائی کرے ۛ

من اھتدئے فانھا ھدی لنفسہ ومن ضل فانھا یضل علیھا۔ جو ہدایت پر عمل کرتا ہو وہ اپنے لئے گمراہ ہوتا ہے۔ اور جو گمراہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے لئے گمراہ ہوتا ہے (۱۵:۱۷)۔  
”عسیٰ یکبر ان یرحمکم وان عدتم عدنا“ ممکن ہے۔ کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے۔  
لیکن اگر تم نافرمانی کرو گے۔ تو ہم سزا دینگے (۸:۱۷)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے ۛ

نیز یہ کہ کوئی شخص ہمارا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ اور افعال کے نتائج ہمیں ضرور دیکھنے پڑیں گے

(۱۵: ۱۷) +

نیز یہ کہ بغیر خدا تعالیٰ کی اجازت کے کوئی شخص اُس کے حضور میں ہماری شفاعت نہیں

کر سکتا (۱۱: ۴۳) +

**تقدیر کا قانون** مشیت ایزدی نے بہت تھوڑی چیزیں پیدا کی ہیں لیکن انھیں گنتی استعمال بنایا ہے۔ یہ چیزیں مختلف مقداروں میں اور مختلف طریقوں میں مختلف کاموں میں آتی ہیں۔ لیکن اگر خدا کے مقرر کردہ طریق اور مقدار کو بدل دیں تو یقیناً نقصان ہوگا۔ یہ مقدار ویرانات خود نقصان کا باعث نہیں ہیں۔ لیکن ضرر اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ ظلم کو خلاف قواعد مقررہ استعمال کرتے ہیں۔ قرآن میں ان مقادیر اور طرق کو حدود اللہ کہا گیا ہے اور جو آدمی ان حدود سے تجاوز کرتا ہے۔ اُسے مجرم کی حیثیت میں سزا ملتی ہے۔ پس ہمیں ان حدود کا علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے (۸۷: ۵) اور جب تک ہمیں وہ علم قبل از عمل نہ دیا جائے اُس وقت تک ہمیں سزا نہیں ملتی (۱۵: ۱۷) قرآن مجید نے ذیل کے تین طریقے حصول علم کیے ہیں:-

(۱) پہلا طریقہ بر لوع مشاہد ہے۔ ہم کو اطلاعات کے تمام امکانات کی ذرائع عطا کئے گئے ہیں ہمیں مختلف جہات دیکھنے گئے ہیں۔ اور انھیں استعمال کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے (۲۱: ۱۷)

(۲) آنکھ اور کان کے استعمال میں ہیں جانوروں کی طرح عمل نہیں کرنا چاہئے بلکہ محسوس کمز علم کو استنباط و استخراج کرنا چاہئے۔ ورنہ نادانی کی وجہ سے ہم پر مصائب آجائیگی (۱۷: ۱۷)

(۳) لیکن بعض باتوں میں باریک بینی درکار ہے۔ اور یہ لیاقت ہر شخص میں نہیں ہوتی اور نتائج خصوصاً اخلاقی تقصیرات کے معاملہ میں بہت آہستہ آہستہ آتے ہیں۔ یہ دیر اثر عمل ہیں لہذا خدا کی قانون سے غافل کر دیتا ہے بعض اوقات ہم اُن کے وجود سے بھی بے خبر رہتے ہیں۔ لہذا خدا کی طرف سے الہام ہمیں ان امور پر روشنی عطا کرنے کیلئے آتا ہے

زندگی کے نشیب و فراز ہماری صلاح کیلئے آتے ہیں۔ اور اکثر مصیبت کی شکل میں آتے ہیں اور اپنا غیر خانی اثر پہلے سے دماغ پر چھوڑ جاتے ہیں۔ تاکہ آئندہ موقعوں پر اُن کو ہدایت حاصل ہو سکے

جب تک بھی ہم اس اصل کردہ علم کے خلاف جاتے ہیں۔ تو فوراً ہمیں سزا ملتی ہے (۱۳۱:۶) لیکن چونکہ ہمارے افعال کا عالم الغیب خدا فیصلہ کرتا ہے وہ واقعہ ہے۔ کہ ہمیں کس حد تک علم حاصل ہے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ اس معاملہ میں ہمارے ساتھ بہت عایت کرتا ہے کیونکہ سزا اسی وقت ملتی ہے جبکہ اس سے پہلے ہدایت مل چکی ہو۔ اور جتنے اس کو پس پشت ڈال دیا کرتے ہیں ہم اس کے سامنے ناواقفی کا عذر پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ ظاہر اور باطن دونوں کو جانتا ہے لیکن وہ ایسا ج نہیں ہے۔ کہ ہر معاملہ میں قانون کی انتہائی سزا دے۔ دو فریقوں میں فیصلہ کرتے وقت وہ بیشک انصاف کے مطابق کام کرتا ہے لیکن غلطیوں کے فیصلہ میں وہ متعہ سخت نہیں جیسا کہ دوسرے جج ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے قرآن مجید اُسے مالکِ یوم الدین قرار دیتا ہے۔ وہ خواہ کسی مجرم کو سزا دے یا معاف کر دے لیکن وہ اپنے اختیارات کو بلا وجہ استعمال نہیں کرتا۔ وہ تین باتیں جن پر وہ ہمیں معاف کر دیتا ہے بھول چوک غلطی اور عدم استطاعت ہیں۔ اگر غلطی ایسے حالات کے ماتحت ہو جائے جن پر فاعل کا قابو نہ ہو تو اُسے معاف کر دیا جائیگا یہ معاملہ کا اُسی کی بنا پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور قابلِ رحم معاملات میں رحم بھی کیا جاتا ہے۔ سزا بہت کم خارجی ہوتی ہے بعض اوقات تو وہ تناسلی امراض کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ سزا ان کو ملتی ہے جو بُرے چالچلن کی وجہ سے اپنا خون خراب کر لیتے ہیں۔ خدا کی سزا دہی اسی طرح کی ہوتی ہے۔ وہ ہمیں سزا دے کر خوش نہیں ہوتا (۱۳۱:۶) اس نے ہمیں مختلف تحفے عطا کئے ہیں لیکن اگر ہم ان کا غلط استعمال کریں۔ تو یہی واقعہ سزا بن جاتا ہے۔ اور قرآن اسے ایک حاصل کردہ بات کہتا ہے۔ سزا اور معافی کے متعلق ہم اتنی تجویز تیز کا حال پڑھتے ہیں لیکن وہ ایسے فعال میں ظاہر ہوتی ہے۔ جو سزا کے لائق ہوں۔ وہ غیر مستحق کو نہیں ملتی لیکن جب کوئی غلطی سزا کے لائق سمجھ دہتی ہے تو وہ اگر چاہے۔ یا من سب خیال کرے تو معاف کر سکتا ہے لیکن اگر معاف کرنے سے مجرم اپنے مجرم میں اور بچختہ ہو جائے تو قانون نافذ ہوگا۔ جب تک ہمارے چال چلن میں کوئی اصلاح کا امکان باقی ہے اس کا رحم اس کے غضب پر فائق رہتا ہے۔ اور جب لوگوں کے چاروں طرف گناہ اور بدی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پھر سزا یقینی ہے۔ اور مجرم ہمارے افعال پر سب کی مقدار کے مطابق سزا ملتی ہے۔ اچھے افعال پر بہت سزا انعام ملتا ہے۔ اور بُرے افعال پر سب

سزاتی ہے۔ +

آزادی سب سے بڑا انعام ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے انسان کے علاوہ اور کوئی مخلوق انعام کی آزادی کی نعمت نہیں رکھتی۔ دوسری مخلوقات مشین کی طرح کام کرتے ہیں۔ لیکن خدا نے انسان کو جو اس کا نائب ہے، قوت امتیاز عطا کی ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ ہم بھی اپنے فیصلہ میں ویسے ہی درست ہوں۔ جیسا کہ وہ خود ہے۔ اس تحفہ کی تکمیل کیلئے ہمیں ہر طرح کی آسانی دی گئی ہے۔ اور یہ اس کی مرضی ہے۔ کہ ہم ہمیشہ صحیح راستہ اختیار کریں۔ لیکن وہ ہمیں مجبور کرتا۔ ہمیں تین چیزوں کی ضرورت تھی۔ اور وہ تین چیزیں ہمیں مل گئیں۔ +

(۱) اشیاء کا حقیقی عالم :- ہمیں تمام ضروری اطلاع دیدی گئی ہے۔ اور اس کے حصول کا طریق بھی بتا دیا گجی۔ تاکہ وہ صحیح فیصلہ کرنے میں ہماری رہنمائی کر سکے۔ +  
(۲) کوئی چیز ہمارے فیصلہ کے درمیان مداخلت کرنے کیلئے نہیں آتی چاہئے۔ بس ہم اپنے راستہ پر چلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ پس ہم نے پسند کیا ہے۔ نیک اور بد دونوں کو یکساں سہولت دی گئی۔ اور قرآن نے اس کا ذکر بدیں الفاظ کیا ہے :-

كَلَّا نَسَدُّ عَنْكَ وَهْوَ كَلَّا وَهْوَ كَلَّا عَطَاكَ عَطَاكَ  
رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝

ہم سب کی مدد کرتے ہیں۔ ان کی بھی اور ان کی بھی تیرے رب کی نعمتوں سے اور تیرے رب کی نعمتیں محدود نہیں ہیں (۱۷: ۲۰)۔ +

ہر چیز ہماری مرضی پر چھوڑ دی گئی ہے۔ جو طریقہ ہم چاہتے ہیں اختیار کریں۔ اس میں کوئی شخص ہم کو روکنے والا نہیں ہے۔ اگر ہم کوشش کریں تو ہر چیز ہمیں حاصل ہو سکتی ہے خواہ ہم ان کا درست استعمال کریں یا نہ۔ لوگ زندگی کی تمام دیکھیں اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ اور ان سے نطف اٹھانے میں حقیقی حالات کو بھول جاتے ہیں۔ وہ گتہ پر گتہ کرتے ہیں گویا کوئی دیکھتا ہی نہیں یہاں تک کہ قانون مکافات حرکت میں آتا ہے۔ اور وہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں +

(۳) جزا و سزا :- یہ بات بطور انتظام قائم رکھنے کے ایک ضروری بات ہے جب تک ہم کو غلط فیصلوں پر سزا نہیں ملے گی ہم اُس وقت تک عقل کو غلط طریق پر استعمال کرنے کی کڑائی کا احساس نہیں کر سکتے۔ اگر خدا کی مرضی یہ ہو کہ ہم اپنے اندر فیصلہ کی صحیح قوت پیدا کریں تو وہ ہمیں سزا دیگا (۶ : ۲۲) +

**ہدایت اور ضلالت :-** اس اُصول کے متعلق غلط فہمی نے بہت سے غلط خیالات پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہو تا تو پھر وہ ہم سب کو صحیح رہتے ہو لگا دیتا لیکن اُس صورت میں ہم محض ایک مشین ہوتے۔ ابتداء وہ ہم کو صحیح راستہ پر رکھتا ہے (۶ : ۵۳) اور ہمیں اپنی قوت امتیاز پر چھوڑ دیتا ہے۔ ہم اکثر اُس کا غلط استعمال کر کے ہلاکت کے نزدیک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں قرآن الہی قوت امتیاز کا ذکر کرتا ہے جو ہمارے فائدہ کے استعمال ہوتی ہے (۵ : ۲۰ و ۶ : ۳۹) وہ اس کا استعمال یا تو ہماری صلاح کیلئے کرتا ہے یا وہ ہمیں ہماری مرضی پر چھوڑ دیتا ہے۔ ہمارے سابقہ اعمال کے مطابقت ۵۱ : ۳۵) اگر وہ دیکھتا ہے کہ ہم ہدایت کے الفاظ کی قدر کرتے ہیں۔ تو وہ ہماری مدد کرتا ہے (۵ : ۸) لیکن اگر وہ دیکھتا ہے کہ ہم ہدایت کے طالب نہیں ہیں تو ہمیں ضلالت میں چھوڑ دیتا ہے (۸ : ۲۳ و ۱۰ : ۲۷) جب ایک شخص اس کو گمراہ جاتا ہے۔ اور اُس کے دل میں کوئی اُمید نہیں رہتی۔ تو خدا اُس کی ضلالت کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ اور اُس حالت میں کوئی شخص اُسے صحیح راستہ پر نہیں لگا سکتا۔ یہ حقیقت ہمیں بطور تنبیہ بتا دی گئی ہے لیکن اُسے قسمت سمجھ لیا گیا ہے۔ قرآن شریف یہ بات صاف طور سے بتاتا ہے لیکن بہت سے آدمیوں نے اسے غلط طریق پر سمجھ لیا ہے +

خاتمہ پر میں روشنی اور تاریکی کے قانون کی طرف اشارہ کروں گا۔ جو فطرت میں کام کر رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس مسئلہ کو صاف کر سکتا ہے۔ سورج تمام روشنی کا مخزن ہے لیکن اگر ہم اپنے کمرہ کی کھڑکیاں بند کر لیں تو وہ تاریک ہو جائیگا۔ اور اگر ہم عرصہ تک اس میں رہیں۔ تو ہماری نگاہ خراب ہو جائیگی مصیبت ہم پر اتنی قوانین کے ماتحت آتی ہے لیکن اس کا اصلی سبب ہم ہیں۔ اس معاملہ پر اہمیت دینے کیلئے قرآن شریف کہتا ہے۔ کہ خدا ہی مصائب

نازل کرتا ہے چنانچہ پہلے اُن مختلف بُرے راستوں کا ذکر کیا جو گنہگار اختیار کرتے ہیں اور پھر ارشاد ہوتا ہے: مَنكَلُمُ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِ وَوَضَعَهُ فِي ظُلْمَةٍ لَّا يُبْصِرُونَ اُن کی مثال اُس شخص کی ہر جوں نے اگل جلائی۔ لیکن جب اُس نے اُس کے چاروں طرف روشنی کر دی اللہ نے اُن کی روشنی لے لی۔ اور انھیں تاریکی میں چھوڑ دیا۔

بقول قرآن مجید آنحضرت صلی علیہ وسلم وہ اگل روشن کرتے ہیں۔ جو آپ کے ارد گرد تاریکی کو دور کر دے۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو آپ کی بات سُنی پسند نہیں کرتے۔ اور آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ وہ ایسی جگہ پہنچتے جہاں روشنی نہیں ہے نصیحت اُن پر کوئی اثر نہیں کرتی پس ہدایت کے لحاظ کو داندھے بہرے اور گونگے ہو جاتے ہیں واضح ہو کہ گناہ کی یہ منزل انسان پر بے لسانی اور ناپرہیزگاری کی زندگی کے بعد ملتی ہو۔ جب کبھی قرآن اس حالت کا ذکر کرتا ہے۔ تو صرف اُنہی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو مسلسل طویل عرصہ تک گناہ کرتے ہیں۔ اور اس کو سخت دل ہو جاتے ہیں۔ اور یہاں میں چند امور زیر بحث کا ذکر کر دیں گے۔ یعنی اُن گناہوں کا جو ہماری زندگی پر مُسلط ہو سکتے ہیں:-

- (۱) عیسائی (۲) کفر و کفر اور ریاکاری (۳) ظلم (۴) خُدا کی ہدایت کو نہ کرنا
- (۵) غرور (۶) طغیان (۷) عدم تدبیر (۸) خدا کو بھلا دینا (۹) حجاب و حجب الحُجود
- (۱۰) مذہبی قانون میں عدم اعتدال (۱۱) ادنیٰ خواہشات کی پابندی (۱۲) خلاف مرضی خُدا کی کام کرنا (۱۳) سزا کی پروا نہ کرنا اگر آسے (باقی آئندہ)

## دو کنگ مشن کی خدمات جلیلیہ کا اعتراف

ایک مجلس مسلم بھائی کا گرامی نامہ  
خواجہ صاحب جو کام اور امداد جناب کے دماغ و قلم سے اسلام کو میسر ہوئی۔ وہ بعد ماضی متعدد حکومت کے اسلام کے سوتے سوتے اور اولیٰ کرم کی تحریکات سے یورپ میں سولے خلافت کے راشدہ کے کبھی حیل ہوئی۔ اس لئے میری بحث خود بڑی آرزو ہے کہ آپ کے قریب سے اپنی آنکھوں کو کھولوں۔ اب سچا پاش حکومت ہے نہ علم و دولت۔ یہ جناب ہی کا فیضانِ نوحہ ہے۔ کہ یورپی قوم میں صراطِ حق و حقیقت اور دو تہہ صوابِ علم اسلام سے مستعد ہو رہے ہیں۔

# ووکنگ مسلم مشن کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۴۳

## اقصیٰ البعیدین ووکنگ مسلم مشن کے تبلیغی تاثرات

### امریکہ کی ایک ہستی کا قبولِ اسلام

میں ایچ۔ ایم بوٹلڈ ولد ایچ۔ ایس بوٹلڈ ساکن ۵۲۳ این نیو آڈا یونیورسٹی کولورڈو سٹیٹس  
کولورڈو بنگلو میں نیت و بارادہ خود بلا جبر و اکراہ نہ آپ اسلام قبول کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔  
بعد ازیں میں صرف اللہ وحدہ لا شریک کی پرستش کرونگا۔ حسب انبیاء کرام  
حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ وغیرہ کا یکساں احترام کرونگا۔ اور بفضل خدا اسلامی مذہب کی بسر کرونگا  
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

واقم ایچ۔ ایم۔ جوائنٹ

مکتوب نمبر ۴۴

## فاضل مشرق پر و فیس عبد الاحد داؤد صاحب بی ڈی

### نیویارک (ملک امریکہ) سے ایک مکتوب

جناب پر و فیس عبد الاحد داؤد صاحب محتاج تعارف نہیں۔ ایک صدی تک سالہ اسلام کی یونیورسٹی  
میں آپ کے گرانقدر مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ آج کل آپ یونکر۔ نیویارک امریکہ میں اقامت پر ہیں  
۱۹۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء کے گرامی نامہ میں ذیل کے امور رقمطراز ہیں +  
خواجه عبد الغنی مسکڑی وکنگ مشن

جس قدر زیادہ عرصہ ریاستہائے متحدہ (امریکہ) میں مجھے طہیرنے کا مل رہا ہے۔ اسی قدر میں



اُن قابل تحسین اسلامی خدمات کی دل سے قدردانی پر مجبور ہوا ہوں۔ جو دنیا بھر میں ہمارے ہندوستانی مسلم علماء و مسالک اسلام کو یونیورسٹی اور مسلم مشن و دو کنگ انگلستان کے مفید اسلامی لٹریچر کرنے والوں سے کر رہے ہیں۔ میں آپ کے دل میں یہ مرقع کو دلنشین کرتا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیشہ ساری ہی دو کنگ مسلم مشن کا دل کو مداح رہا ہوں۔ اور اس اسلامی کام کو میں نے عزت و توقیر سے لکھا ہر خدا کرے کہ ملک امریکہ میں بھی ہمارا ایسا ہی مشن قائم ہو جائے۔ جیسا کہ مسجد دو کنگ انگلستان میں قائم ہے۔ بڑی بد قسمتی ہمارے یہ ہے کہ اس ملک میں نہ تو آباد شدہ مسلمانوں نے اور نہ ہی دیگر اسلامی بھائیوں نے صحیح و مؤثر طریق پر اسلام پیش کرنے کی کبھی بھی کوشش کی۔

اعمال اسلام میں درج بالا ذہنی رائے کسی رنگ آمیزی کی منت کش نہیں۔ یہ ٹھوس واقعات و حقائق ہیں۔ دو کنگ مشن کے اسلامی لٹریچر کا یورپ و انگلستان جھڑپ امریکہ اور دنیا کے کل انگریزی اور مسلم و غیر مسلم طبقہ میں سترہ جم چکا ہے۔ دو کنگ مشن کا لٹریچر ہر جگہ مقبول عام ہو رہا ہے ہم تو مدت میں سے مشن کے اسلامی لٹریچر کی مفت تقسیم کے دائرہ کو وسیع کرنے کی ضرورت حق پر زور دیتے رہے ہیں۔ جگہ بہ جگہ مشن کھولنے ایک تو غریب مسلم قوم کی استطاعت سے بالاتر ہیں دوسرے انگلستان کے سوا دیگر ممالک میں مشنوں کے اجراء مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں ہو سکتے انگلستان کے مشن کے بقا و قیام سے جیسا کہ ہم نے مقالہ افتتاحیہ میں عرض کیا۔ بہت سی مسلم سیاسی گتھیاں سلجھ سکتی ہیں مسلمانوں کو سیاسی قوت پہنچ سکتی ہے +

الغرض یہ کہ ہمارے مسلم بھائیوں نے بہت حد تک مفت تقسیم لٹریچر کی استعداد پر اس وقت تک تسبیح بھی کہا ہے۔ لٹریچر کی مفت تقسیم کے نتائج کی تاثریہ مسمطور بالا نے کو دی ہے۔ لیکن دنیا بھر میں ابھی بہت سے مقامات ایسے ہیں۔ جہاں کسے اتھاہ گڑھوں میں محجوب ہیں۔ اور جہاں ضرورت ہے کہ اسلام کی مشعل اور روشنی پہنچ کر ان تاریک مقامات کو اپنی صوفیانی سے منور کر دے۔ ایسے تاریک مقامات اسلامی لٹریچر کے ذریعہ سے ہی روشن ہو سکتے ہیں مختصراً یہ کہ دنیا بھر میں ایسے حلقہ بھی میثمار ہیں۔ جہاں اسلامی لٹریچر روانہ کرنے کی شدت ضرورت ہے ہماری ملی تمنا ہے کہ مسلسل بھائی ان ضروریات حق کو محسوس کریں۔ انگلہ دل میں درد پیدا ہو۔ تاکہ حضرت نبی کریم کے پیام کو دور دراز مقامات پر پہنچانے میں وہ ہماری امداد کریں۔

ہمارے ہاں بھی دنیا بھر کی ہزاروں لائبریریوں کی تہمتیں موجود ہیں۔ جہاں رسالہ اسلام کا ریوڑو انگیزی جاتا چاہئے۔ اگر کوئی بڑا گھر صد سالانہ ہم کو بھیج دے۔ تو ہم کسی یورپی یا امریکن لائبریری کے نام اس بڑا گھر کی طرف ایک رسالہ سال بھر کیلئے مفت جاری کر دیتے۔ جو صدقہ جاریہ کے طور پر ہوگا اور جس کا ثواب منطقی صاحب کو ہوگا۔ اگر مفت تقسیم لٹرچر کی مدین مسلم احب دل کھول کر صدقہیں تو تمام یورپ اور امریکہ میں شاندار نتائج مترتب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جس قدر شاندار مستقبل اسلام کے پیش نظر ہو۔ یہ خوبی دنیا میں کسی اور مذہب کو حاصل نہیں +

خواجہ عبدالغنی سحرطری دو گنگ مسلم مشن ٹرسٹ

مکتوب نمبر ۴۵

پوسٹہ مکتوبہ  
۱۴۱۱ھ

جناب امام صاحب مسجد گنگ لکھنؤ

پیارے اسلامی بھائی آپ کے محبت نادر رسالہ اسلامک ریویو کی مرسل کامنوں ہوں۔ جس کے لئے ایک خدنگ کا پوسٹل آرڈر قبول فرمائیں +

جو اسلامی نام آپ نے میرے لئے تجویز کیا۔ وہ بہت ہی موزوں ہے۔ اور اسے ہی میں اختیار کر دوں گا۔ مہربانی کر کے مطلع فرمائیں۔ کہ اس کا تلفظ آیا صادق یا صارع دق یا صدق کر دوں جیسا آپ تحریر ارشاد کرینگے ویسا ہی کیا جائیگا۔ میں وقتاً فوقتاً انشاء اللہ اپنے تبدیل پتہ سے آپ کو مطلع کرتا رہوں گا۔ دو دن گئے میرے پاس ایک خاتون آئی۔ اور مجھے کہا۔ کہ تم میرے ساتھ وہلیزیشن کلیسیا میں جانا پسند کرو گے۔ لیکن ساتھ ہی کئی دوسری بات نے مجھے محو حیرت کر دیا۔ مجھے کہنے لگی کہ کلیسوی مذہب پر میرا خود ایمان نہیں۔ میں درحقیقت اس مذہب سے سخت متنفر ہوں لیکن محیشت کا سوال درمیان میں حائل ہے۔ کیونکہ میں کلیسیا کے ایک پادری کی خادمہ ہوں ٹریکیٹ کو تقسیم کرتا اور ممبران کلیسیا کی تعداد کو بڑھانا میرے فرائض میں سے ہے جو میں بادی ناخواستہ ادا کرتی ہوں۔ حالات حاضرہ میں جب سامان روزگار کی کمی اور سبیل نظر نہ آئے۔ تو علاقہ طور پر اس خلاف عقل مذہب کی مخالفت کرنی گویا اپنے روزگار سے آپ ہی برسرِ پیکار ہونا ہے۔ اور یہ مجھ غریب کیلئے ایک صد تک دو بہرہ ہے +

اس گفتگو کے بعد وہ خاتون میری لگا ہوں میں گر گئی۔ کیونکہ میرے نزدیک اگر کسی کو کون  
مذہب پر ایمان نہیں۔ تو اسے علانیہ چھوڑ کر دوسرا مذہب قبول کر لینا چاہئے۔ خواہ مذہب  
کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ جب آپ پورے مکتب تشریف لائیں۔ تو مجھے ضرور ملیں +  
آپ کا سچا بھائی

ای۔ جے۔ صادق۔ بروم لے۔

مکتوب نمبر ۲۶

پیمبروک ڈوک

جنوبی ویلیر

۱۵ اگست ۱۹۰۶ء

امام حبیب مسجد دو لنگ انگلستان

پیارے بھائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آٹھ ہجری نامہ کا ترجمہ شکر یہ۔ چند  
تک میں سلامی ادبیت کی مفت تقسیم کیلئے کچھ ہدیہ پیش کر دوں گا +

آپ مجھ سے دریافت کیا ہے کہ آیا میں اسلامی نام اختیار کرنا پسند کر دوں گا۔ میرے خیال میں  
”محمد“ میرے لئے موزوں ترین نام ہو گا کیونکہ اس کو میرے دل میں اس خیر البشر کی یاد ہر دم تازہ  
رہیگی۔ جو دنیا بھر کیلئے اسلام جیسی نعمت عظمیٰ لایا +

جوں ہی کہ میری تصویر آئیگی۔ اسی وقت اسکی ایک کاپی ارسال خدمت کر دوں گا۔ کیا  
آپ مسجد کی ایک فوٹو مجھے بھیج دینگے میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا +

قاہرہ میں میں نے محل مبارک کے جلوس کو دیکھا۔ جسے دیکھ کر میں از حد محظوظ ہوا۔ انٹرن  
کے عشق و محبت کے جذبہ کا منظر نہایت مؤثر اور دل کو ابھارنے والا تھا +

اللہ تعالیٰ کے حکامات کی پیروی کیلئے ہر وقت تیار رہنا کوئی بھی حیرت کا مقام نہیں کیونکہ  
اللہ تعالیٰ ہی تمام معاشرتی و جماعتی حقوق کے حدود کو ملایمیت کر کے انسانوں کو اخوت کے اتحاد میں  
مُتسلک کرتا ہے۔ کاش کہ میں اس کے حضور سے پیغم کر کے کا فخر حاصل کر سکوں یہ حال انسان کو  
مصائبِ اہلِ امتِ سابق حاصل کرنا چاہئے۔ انسان بالکل نکما ہے۔ جو اسکی رضا جوئی کا اپنے آپ کو ہل  
شامت نہیں کرتا۔ اور اس کیلئے تکالیف نہیں جھیلنا +

اب ذیل میں ہیں وہ وجوہات پیش کرتا ہوں۔ جن کی بناء پر میں نے اسلام قبول کیا ہے +  
(الف) حقیقت تو یہ ہے کہ میں مدت سے مسلمان ہوں۔ اور میں نے اسلئے اعلان نہیں کیا۔ کہ میں میری برادری کے لوگ مجھے خارج نہ کر دیں۔ اور اب بغضِ تعالیٰ وہ رُکاوٹیں دور ہو گئی ہیں۔ اور اس اعلان کرنے میں اب میں آزاد ہوں +

(ب) اسلام۔ اشتیٰ و اتفاق و اتحاد کا مجسمہ ہے۔ اس نے قومی اختلافات کی حدود کو تباہ کر دیا۔ کامیابی سے قلع قمع کر کے تمام نسل انسانی کو رشتہ اتحاد میں منسلک کر دیا ہے۔ اور یہ بات آج تک کسی دیکھنے والے نہیں کی +  
(ج) اسلام کی غازیں پر رعبِ مؤثر۔ پُر جلال و لڑیا اور موجب کشش ہیں۔ کل نرگس کی طرح مروج کی آبیاری کرتی ہیں +

(د) اسلام چاہتا ہے کہ اس کے پیرو۔ بشرط استطاعت۔ خریفہ حج ادا کریں۔ تاکہ جو مسلمان اسلام کے عشق کا دم بھرتا رہے۔ اسکی اسلامی محبت پر بھی جاسکے۔ حج سے انسان کو تسکین قلب حاصل ہوتی ہے انسان حج کرنے سے غم و اسافحج کر کے بہتے ہو جاتی فیوضت کو حاصل کر لیتا ہے +  
کیا آپ مجھے مطلع فرما سکتے ہیں کہ مناسک حج ادا کرنے کیلئے مجھے ضروری اطلاعات کہاں سے حاصل کیں گی کیونکہ اس جگہ اب ایسی کوئی بھی بات میری راد میں حاصل نہیں۔ جو حج کی مانع ہو۔ کیا آپ مجھے ہدای تہماہوں کی نسبت سے بھی غیر مطلع فرمائیں گے۔ تاکہ میں بھی انھیں باقاعدہ سنایا کروں +  
اُسید قوی ہے کہ آپ مجھے جمل امور کا واسطی جواب دینگے۔ اور آپ کی اس امداد کا میں ہزار بار شکر یاد اکرنا ہوں۔ اسلام کی اشاعت کے لئے جو جلیقی جد و جد آپ فرما رہے ہیں۔ اسکی کامیابی کیلئے میں نے سب کو دعا کرتا ہوں +  
اللہ تعالیٰ آپ پر برکات و انضال نازل فرمائے +

آپ کا دفا دار بھائی  
خدمتِ الٰہی میں شہنشاہ  
(محمد) انیمیٹ۔ بی۔ ڈبلیو۔ بلیک مور۔

## رسالہ اشاعتِ اسلام کا مشترک نمبر

ماہ رمضان کی وجہ سے حسب معمول سالہ اسلام کی نو انگریزی کا جنوری زوری ۱۹۳۳ء و بول نمبر ہوگا۔ جس میں ہم ناظرین رسالہ اشاعتِ اسلام کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں۔ کہ رسالہ ہذا کا جنوری زوری نمبر بھی مشترک ہوگا۔ جو انشاء اللہ ماہ رمضان کے پہلے ہفتہ یعنی شروع جنوری ۱۹۳۳ء تک ناظرین کو اکٹھے متین پہنچ جائیگا۔ ہم اس پوشش میں ہیں۔ کہ اس مشترکہ نمبر کو بہترین مضامین کی مزین کیا جائے۔ سب اہم مضمون جو اس کی زینت کا موجب ہوگا۔ وہ سورہ فاتحہ کی دلچسپ تفسیر کا آغاز ہوگا۔ جو حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب مبلغ اسلام کے رشحات فکر کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ ہم کو مثال ہیں۔ کہ روزوں کے متعلق یورپین و امریکن نو مسلمین کی آرا کو فراہم کیا جائے۔ اگر وقت پر یہ آراء و گفتگو سے غلط نہیں۔ تو انشاء اللہ یہ بھی ہدیہ ناظرین ہوگی۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک نصیرت افروز

مضمون ہو گا۔ کارکنان رسالہ اس نمبر کیلئے سرگرم کار ہیں +  
یہ تو ناظرین کرام کو علم ہی ہے کہ اس رسالہ کی جملہ آمد مسلم دشمن دو کنگ انگلستان کے فنانس کو تقویت پہنچاتی ہے،  
جو یورپ میں اشاعت اسلام کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اسلئے رسالہ ہذا کی خریداری سے شکست ہونا  
گویا اپنے آپ کو نیکی کے ایک بھاری کام میں حصہ لینے سے محروم کرنا ہے۔ اسلئے جلد ناظرین کرام کو خدمت  
میں ہماری التماس ہے۔ کہ نہ صرف اختتام رسالہ پر وہ اپنا سالانہ چند پیشگی بذریعہ منی آرڈر  
ارسال فرمائیں۔ بلکہ سال نو ۱۳۹۷ء میں تین تین جسد یہ خریداران کا سالانہ چندہ مبلغ ۱۰۰ روپے  
بھی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر وحل حسنت ہوں۔ جن احباب کا چندہ سالانہ ۱۰۰ روپے کے  
پہنچنے پر ختم ہو جاتا ہے۔ وہ سب بھائی اپنا سالانہ چندہ مبلغ ۱۰۰ روپے بذریعہ منی آرڈر  
بنام فنانشل سکریٹری مسلم دشمن۔ عزیز منزل۔ برانڈرٹھ روڈ۔ لاہور بھیجیں۔ تاکہ طریق  
دی۔ پی کے اقراجات اور جمعہ کیج جائیں +

ذابہ عبد الغنی سکریٹری دو کنگ ٹرسٹ

## تفسیر القرآن

تفسیر القرآن سال گذشتہ برابر پیش خدمت ہوتی رہی ناظرین رسالہ کیلئے عموماً اور تفسیر القرآن کے  
بلند پایہ مضامین سے دلچسپی رکھنے والے احباب کیلئے خصوصاً یہ خبر تکلیف دہ ہوگی۔ کہ  
مصنّف تفسیر گذشتہ اگست سے سوزش گلو و اعصابی تکالیف سے پستالام پر ہیں۔ ایک  
حالت بدستور ہے۔ سال رواں میں یہی عوارض..... جو دو کر آئے۔ سال بھر کے بارہ ماہ میں سے  
تقریباً ۸ ماہ فاضل مصنف کے انہی عوارض کی نذر ہوئے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ سال ماضی قرآن کریم  
کی تصنیف کے عشق اور عوارض دیرینہ کی آپس میں شدید کشمکش رہی۔ اگر صورت حال یہ نہ ہوتی۔  
تو تفسیر القرآن کا کام آج تک پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہوتا +

شوکتی قسمت سے حضرت خواجہ صاحب مدوح آجکل اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ آپ ان سنگسارات کے جوابات تک دینے  
سے قاصر ہیں۔ جو خود ہی انہوں نے اپنی تفسیر بری تحریرات کے دوران میں مدعو کئے +  
بہر حال اس تفسیر القرآن کا اہم حصہ یعنی سورۃ فاتحہ کی تفسیر انشاء اللہ رسالہ اشاعت اسلام  
کے آئندہ ڈبل نمبر میں پیش کی جاوے گی۔ جہاں مصنف نے ان مضامین کو ایک چھوٹے اور نزلے پر لایا ہے  
کیا کہ مضامین میں ایک ہر حصہ۔ ان تمام باتوں کے باوجود قابل مصنف نے سلیکشن یا نظریہ کو قرآن  
کریم کے ماتحت بھیجنا ان کرانے کی کوشش بالکل نہیں کی +

امید ہے کہ تفسیر بالا ناظرین کرام کے علمی و تہذیبی اضافہ کا موجب ہوگی۔ سال آئندہ  
انشاء اللہ ہر نمبر میں اس تفسیر کی طباعت کا کام جاری رکھا جائیگا +

گوشتواره آمد و خج می گوشت مسلم شن ایند لیر می سست و ریا و لکین یو اکثر سست

۱) اکثر اعلام محمد آفریزی فی النثل سکرتری مؤتی گنگ مسلم مشن اینڈ لٹریچر ٹرسٹ عزیز منزل لاسکو دستخط۔

نقشہ تفصیل آدم مسلم مشرق و گنگ و اسلامک دیویشا اسلام دیندوان اعلیٰ

نقشه ۲ تفصیل از نقشه شماره ۱۹۳۲  
نقشه ۳ تفصیل از نقشه شماره ۱۹۳۲

[illegible]

## نقشہ تفصیل خرچ و دی گنگا مسلم مشن اینڈ لٹریچر میٹ - اینڈ ریزروڈ - لالیپو بابت اکتوبر ۱۹۳۳ء

ساریج	نمبر	تفصیل	پان	آدم	روپیہ
۱۰۳	۱۰۳	محمود احمد دفتر لاہور بابت ستمبر ۱۹۳۳ء	-	۱۰۳	۱۰۳
۱۰۴	۱۰۴	بل سائرہ دفتر لاہور بابت تفصیل ذیل :-	-	۱۰۴	۱۰۴
		محصول ڈاک از دفتر ڈاک ہی نمبر ۱۳۸ تا ۱۵۲	۱۰۰	-	-
		ریس	۵	-	-
		محصول ریپرس وصول از دو گنگا	۱۲	-	-
		کرایہ دفتر	۳۲	-	-
		متفرق	۳	-	-
		تاریخ	۵	-	-
۱۵۰	۱۵۰	ترجمہ برائے رسالہ اشاعت اسلام	-	-	-
۸۵	۸۵	میسز ملک پریس بابت طبعیت ۲۰۰۰ شرفی دار قاریس ۲۰۰۰ فارم خریداران	۱۳	-	-
۸۶	۸۶	میسز مسٹر اداس چھٹن لال بابت کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام ماہ اگست ۱۹۳۳ء	۲۳	-	-
۸۷	۸۷	میسز مسٹر جے بی ایڈوانی ہم ریم کرافٹ میسرز اسلامک ریویو ریپر	۲۴	-	-
۸۸	۸۸	میسز مسٹر ملک پریس بابت طبعیت رسالہ اشاعت اسلام ماہ اگست بحوالہ بل نمبر	۱۳	-	-
۸۹	۸۹	۱۲ ۵۵ - ۸ - ۱۲ روپیہ طباعت ۲۰۰۰ کاپی بینظیر کاپی (۱۰۰۰)	۳۲	-	-
۹۰	۹۰	میسز کلکتہ پریس بابت ۱۰۰۰ ایپیل اسلامک ریویو بحوالہ بل	۱۰	-	-
۹۱	۹۱	میسز کپور آرٹ پریس بابت بلاک اسلامک ریویو آن کا ۳۶	۷	-	-
۹۲	۹۲	بل سائرہ تفصیل ذیل :-	-	-	-
		محصول ڈاک از ۱۵۲ تا ۱۵۴	-	-	-
		کاپی بابت کثرت رسالہ اشاعت اسلام ماہ ستمبر ۱۹۳۳ء	-	-	-
۹۳	۹۳	چھٹنی رقم دو گنگا بحساب سفر خرچ نائب امام دو گنگا	۹	-	-
۹۴	۹۴	میسز مسلم پرنٹنگ پریس لاہور بابت طباعت رسالہ اشاعت اسلام ستمبر و اکتوبر ۱۹۳۳ء	۱۰	-	-
۹۵	۹۵	میسز جے بی ایڈوانی اینڈ سون کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام بحوالہ نمبر ۲	۲۵	-	-
۹۶	۹۶	کاپی بینظیر کاپی رسالہ اشاعت اسلام ماہ اکتوبر ۱۹۳۳ء	۲۷	-	-
۹۷	۹۷	بل سائرہ تفصیل ذیل :-	-	-	-
		محصول ڈاک از نمبر ۱۵۵ تا ۱۶۷	۸۰	-	-
		رقم قابل برآمد	۱۱	-	-
		بندہ صفائی رسالہ اشاعت اسلام ماہ ستمبر ۱۹۳۳ء	۳	-	-
		موسمی اخراجات	۸	-	-
		روٹی و غسل	۶	-	-
		لفافے پریشکار و سیاہی	۶	-	-
		سٹیشنری	۶	-	-
		ریس	۵	-	-
		ریپرس از دو گنگا و کاغذ پریس ٹانگہ میں	۵	-	-
		امیر مسٹ دفتر مانسہرہ	۱۹	-	-
		کٹ	۱	-	-
		متفرق	۳	-	-
۹۸	۹۸	میسز مسٹر اداس چھٹن لال قیمت کاغذ رسالہ اشاعت اسلام ماہ ستمبر ۱۹۳۳ء	-	-	-
۹۹	۹۹	میسز مسٹر محمد امجد موانج الدین صاحب - بندہ صفائی اسلامک ریویو اگست ۱۹۳۳ء	۲۲	-	-
۱۰۰	۱۰۰	میسز رسول اینڈ ملٹری پریس طباعت اسلامک ریویو اگست ۱۹۳۳ء	۲۵	-	-
۱۰۱	۱۰۱	میسز رسول اینڈ ملٹری پریس طباعت اسلامک ریویو اگست ۱۹۳۳ء	۳۳	-	-
		میزان	۲	-	-
		۲۷۷۹	-	-	-

# مصنفات حضرت جمال الدین صاحب نیامی سلم شریف (رحمۃ اللہ علیہ)

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
عشر	ام الامنہ میرون بن زندہ و کامل زبان بلا جلد ۱۲ مجلد	عشر	حیدر علی الاسلام بلا جلد ۱۲ مجلد
عشر	براین تیرہ بلا جلد ۱۲ مجلد	عشر	لکھ وارید مکتبہ الازہری مجموعہ بلا جلد ۱۲ مجلد
۸ ر	پیام اسلام	عشر	انجیل الیقین بلا جلد ۱۲ مجلد
۳	مقصود مذہب	عشر	نصرت الایمان بلا جلد ۱۲ مجلد
عشر	خطب غریبہ بلا جلد ۱۲ مجلد	عشر	از حیات یا نبیل علی بلا جلد ۱۲ مجلد
عشر	سیرت کار یا روحانیت علی الاسلام بلا جلد ۱۲ مجلد	عشر	کاملت علیہ بلا جلد ۱۳ مجلد
۶ ر	اسنی باری تعالیٰ بلا جلد	عشر	طالع اسلام بلا جلد ۱۲ مجلد
۴ ر	یسوع کی الوہیت اور کی نسبت پر ایک نظر	عشر	سلام میر کوئی از قوت نہیں بلا جلد ۱۲ مجلد
۴ ر	اسلام اور علوم جدید	۱۰ ر	جنت الوداد بلا جلد ۶ مجلد
۳ ر	صلوات نصرت ذیل جنت	۴ ر	بہ حبیب محبت ۴ موضوع القرآن
۱۲ ر	حیات بعد الموت	۸ ر	زات عالم کا مذہب
۴ ر	جہد للبقاء	۷ ر	سوہ حسنہ معروف بن زید و کامل نبی بل جلد

## دیگر مصنفین

۴ ر	سیرت نبوی قیمت عشر	۱۲ ر	ع القرآن
۲ ر	لنعمین جلیہ مولود الہی صمم	للعشر	نہ خلیفہ شہزادہ رفیع الدین صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ہادی مجلد
۳ ر	عمران اور جنگ	۷ ر	یا اسکے مولود شہزادہ بلا جلد
۱ ر	پادری صاحبان کیلئے حل طلب مسمہ	۳ ر	سلاطین عالم کا فلسفہ قیمت عشر
عشر	سیرت خیر البشر نہ مجلد ۱۲ مقام جدید بلا جلد ۱۲ مجلد	۲ ر	سیرت شہزادہ فاضل قیمت عشر
۶ ر	تصادیم و مسلمانان یورپ فی درجن از ترقی جن مجلد	۲ ر	سلام نبوی فی کتب کا مذہب
۱۰ ر	تصادیم و نماز عید فی مسجدہ لکھ قیمت فی درجن	۱ ر	سلاطین عالم ازادہ دین پرستی افسرین
عشر	تقدیر اسلام حصہ اول مصنفی حضرت خواجہ مسیح	عشر	نہ کاظم ازادہ دین نبی کامل مصنف حضرت خواجہ مسیح

## سہارن دختائیں بنام



یورپ میں اشاعتِ اسلام  
مسلم مشن ووکنگ الگستان کی تبلیغی تہذیب

۔ عہد میں متاعِ عالم کیلئے ذیل کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ جو سب کے سب بیسملہ امداد کے محتاج ہیں۔

۲۔ دنیا بھر کی مسلمان لائبریریوں  
کو رسالہ اسلامک ریویو مفت بھیجا جاتا ہے

۱۔ رسالہ اسلامک یونیورسٹی کی محنت امت

۴۔ لندن میں جمعہ وعیدین کی نمازیں  
عیدین کے جمعہ چار پنج صدے کے عیدین کے مسلمان مل جاتے  
تھا کہ کچھ عیدین عورت بچائی و جس پر کھینچو پٹائی و عیدین کے مسلمان

۳۔ مبلغین مشن کے ہفتہ واری لیچر  
ہفتہ میں ایک بار لندن میں اور ایک دفعہ مسجد و کنگ میں  
لیچر ہو سکتا ہے۔ جن میں مساعین کی چٹنے سے تواضع کو یقینی ہے

۶۔ دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو مبلغین مشن بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں جس کا محمولہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ +

۱۵۔ رسالت مآب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تقریب پر چار پانچ صدہ زائد صحیح و فاضل اور جن کی تو اضع عورت کی حالت ہے۔ یہ صحیح مسلمین و مؤمنین پر مشتمل ہوتا ہے +

۸۔ انگریزی اسلامی ادبیت  
کی مفت اشاعت کی جاتی ہے۔ نو مسلمین غیر مسلمین کو  
ہر کی جاتی ہے +

۷۔ تاملت قلوب  
بعض غیر مسلمین و نو مسلمین کی حسب ضرورت مالی امداد  
بھی کی جاتی ہے +

۱۰۔ عملہ مشن  
کی آمد و رفت کے اخراجات اور ان کے ہولڈر  
مشاہرے +

۹ مسجد و کنگرہ میں لائبریری  
کی آمد و رفت میں جن مسلمانوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں ان کی  
تواضع چاہ سے کی جاتی ہے +

۱۳۱۰ سالہ امتناعِ یلم اور قتر حرجہ سالہ اسلامک نوٹ

۱۱۔ اسلامک یونیورسٹی انگریزی مجریہ مسجد و مسکن

حضرت خواجہ کمال الدین صاحبی - ایل ایل - بی ڈی ایل مجتہد ہذا  
 اس سال میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے عملاً  
 شہرہور قلم حضرات کے مضامین بھی لکھے گئے ہیں جن  
 کی حالت حاضرہ پر مزید بھی لفظ نکالنا ہے۔ محض  
 بی جاتی ہے۔ سید و نوک کے جملہ حقیقی ہجو کے  
 مختلف درج ہو سکتے ہیں۔ اس کے عملاً وہ  
 حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شرح قرآن کریم کا  
 اردو ترجمہ بھی ہے +

[illegible]

تهداه خط و کتابت بنام مسکوک طری مسلم اثن اند لکری درست عربی و مندرج میانند که از او لا اله الا الله





